
مرتب

اے ۔ ڈی ۔ مضطر (اللہ دتا مضطر) ، مئی ۱۹۳۷ء میں موضع شاہ پور جاجن ، ضلع گورداسپور (ہندوستان) میں پیدا ہوئے ۔ آپ نے ڈیپارٹمنٹ آف نیئر ایسٹرن سٹڈیز ، وکٹوریا یونیورسٹی ، مانچسٹر ، انگلینڈ سے ایم ۔ اے ۔ اور پی ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ کی اسناد حاصل کیں ۔

آپ ۱۹٦۸ء سے ۱۹۷۳ء تک گورنمنٹ ایجوکیشنل ٹرننگ کالج ، چیچا وطنی ، ضلع ساہیوال کے پرنسپل رہے اور ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۳ء تک قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت ، اسلام آباد سے بحیثیت سینئر ریسرچ فیلو وابستہ رہے ۔

آپ کی دیگر تصانیف میں درج ذیل قابلِ ذکر ہے ۔

***Shah Wali Allah* : *A Saint Scholar of Muslim India* (Islamabad, 1979)**

دستاویزی سلسلہ : ۷

خاکسار تحریک اور آزادیٔ ہند

خاکسار تحریک اور
آزادی ہند :
دستاویزات

جامع و مرتب

اے ۔ ڈی ۔ مضطر

قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت

اسلام آباد

طبع اول : ۱۹۸۵ء

قیمت

۰۰ - ۱۲۰ روپے

طابع

میسرز رانا انٹرپرائزز ، پرنٹرز

شیرانوالہ گیٹ ، لاہور

ناشر

قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت

پوسٹ بکس ۱۲۳۰ ـ اسلام آباد

انتساب

اپنے والدین کے نام

پیش لفظ

بنیادی ماخذوں سے صرف نظر کرکے لکھی جانے والی کوئی بھی کتاب معتبر نہیں ہو سکتی۔ بنا بریں اس ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تاریخ کا تانا بانا بنانے والے واقعات و حوادث کا مطالعہ ان کی اصل صورت میں کیا جانا چاہیے۔ بنیادی مصادر و منابع کی اسی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر موجودہ کتاب میں تحریک خاکسار سے متعلق دستاویزات پیش کی گئی ہیں۔

تحریک خاکسار پر ملنے والی دستاویزات کئی ایک جلدوں کا تقاضا کرتی ہیں۔ اس جلد میں تحریک کے صرف ایک پہلو کو لیا گیا ہے۔ یہ پہلو جو اس جلد کا عنوان بنتا ہے مزید دو پہلو رکھتا ہے جن کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہ ہیں۔ اولاً: خاکسار آئین جس کا پورا نام دی کانسٹی ٹیوشن آف فری انڈیا ۱۹۴۶ء ہے۔ نیز علامہ مشرقی کی ۱۹۴۶ء کی انتخابی مہم میں کی گئیں تقاریر! ثانیاً: تحریک خاکسار اور مسلم لیگ کے تعلقات۔ ان دونوں ذیلی پہلوؤں پر اتنا ضخیم مواد ملتا ہے کہ دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ جلدیں مختص کی جا سکتی ہیں۔ اس جلد میں خاکسار آئین کا علامہ مشرقی کے قلم سے اردو میں لب لباب دیا گیا ہے۔ اصل متن انگریزی میں ہے۔ بنا بریں ان دونوں ذیلی پہلوؤں کو، جو اپنی ذات میں، وسعت اور اہمیت کے لحاظ سے مستقل بھی ہیں، اس جلد میں شامل نہیں کیا گیا۔

سیاست ہند میں تحریک کا داخلہ علامہ مشرقی کے اس تار سے ہوتا ہے جو انہوں نے ۱۹۳۹ء میں جنگ میں مدد کے لیے ۵۰ ہزار تربیت یافتہ خاکساروں کی پیش کش کے ساتھ وائسرائے ہند کو بھیجا تھا۔ زیر نظر جلد میں دستاویزات اسی وقت سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سے قبل تحریک کی توجہ کا مرکز تحریک کی اشاعت اور تنظیم رہا یا پھر اس نے مذہبی علماء کے خلاف محاذ کھولے رکھا۔ ۱۹۳۹ء سے قبل کا مواد اپنی جگہ اہم ہے اور جیسا کہ اوپر اشارہ ہو چکا ہے، علیحدہ جلدوں کا متقاضی ہے۔ دستاویزات کو ترتیب زمانی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تاکہ آزادیٔ ہند میں تحریک کے حصے کی کہانی تواتر اور تسلسل کے ساتھ سامنے آ جائے۔

دستاویزات کا بنیادی اور بڑا ماخذ و منبع تحریک کا ہفت روزہ اخبار الاصلاح ہے جو اپنی مدت العمر لاہور سے شائع ہوتا رہا سوائے ایک دو استثنیات کے جب یہ دہلی، علی گڑھ اور مدراس سے قلیل مدت کے لیے چھپا - الاصلاح نومبر ۱۹۳۴ء میں جاری ہوا اور اشاعت میں ایک دو انقطاعات کے ساتھ جولائی ۱۹۴۷ء تک شائع ہوتا رہا - اس کی اشاعت میں سب سے بڑا وقفہ جون ۱۹۴۱ء سے جنوری ۱۹۴۶ء تک کا ہے - اس مدت میں تحریک پر کلی یا جزوی پابندیاں عاید رہیں - وقفے کے پہلے دو سال علامہ مشرقی مدراس جیل میں رہے - کوئی تعجب نہیں کہ اس دور ابتلاء میں تحریک کی سرگرمیاں نچلی سطح پر رہیں - تحریک کے اس دور سے متعلق دستاویزات کے دو ماخذ ہیں : اول عظمت‌اللہ بھٹی کی کتاب المشرقی، دوئم صفدر سلیمی کی کتاب خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد - چند ایک دستاویزات اکا دکا چھپنے والے پمفلٹوں سے ماخوذ ہیں -

مقدمے کے علاوہ دستاویزات پر تحشیہ بھی مرقوم کیا گیا ہے جس میں دستاویزات کے پس منظر اور دیگر متعلقہ مباحث کو اختصار کے ساتھ درج کیا گیا ہے - جلد کے آخر میں مختصر کتابیات دی گئی ہے جو تحریک پر کام کرنے والوں کے لیے شاید مفید ہو - دستاویزات کو پڑھ کر ان کی الجھی ہوئی اور مدھم عبارتوں کو اجاگر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا - اصل عبارت کے جملوں کو نہیں چھیڑا گیا ہاں البتہ قومہ اور وا وین کے قبیل کی اغلاط کو درست کر دیا گیا ہے - تاہم یہ خیال رکھا گیا ہے کہ عبارت کا مفہوم تبدیل نہ ہو - اگر کسی جگہ ورق کے کٹنے پھٹنے ہونے یا چھپائی کے بہت ہی مدھم ہونے کی وجہ سے کوئی عبارت پڑھی نہیں جا سکی تو قوسین میں مناسب اشارہ مثلاً "متن میں پڑھا نہیں جا سکا" وغیرہ درج کر دیا گیا ہے - اگر کسی ایک آدھ لفظ کو اٹھانے میں ناکامی ہوئی ہے تو وہاں پہلا لین میں سوالیہ نشان (؟) ڈال دیا گیا ہے -

میں نے حتی المقدور کوشش کی کہ موضوع سے متعلق ہر اہم تحریر کو اکٹھا کر لیا جائے پھر بھی سہو و فروگزاشت کے امکان کے پیش نظر سابق ڈائریکٹر ادارہ جناب این - اے - بلوچ صاحب کی ہدایت پر از راہ احتیاط دستاویزات کی مبسوط فہرست میاں بشیر احمد صدیقی قاید تحریک خاکسار اور سید شبیر حسین صاحب، سفارتی نامہ نگار، پاکستان ٹائمز، اسلام آباد جو تحریک کا گہرا درک رکھتے ہیں، کو بھیجی گئی کہ فہرست کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی رائے مرحمت فرمائیں کہ آیا موضوع سے متعلق کوئی اہم تحریر کتاب میں شامل ہونے سے تو نہیں رہ گئی - دونوں حضرات نے خطوط کے ذریعے فہرست کی جامعیت پر صاد کیا - میں ان دونوں حضرات کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے فہرست کو پڑھ کر مجھے اپنی آراء سے آگاہ کیا -

آخر میں میں پروفیسر محمد یوسف عباسی ، سابق چیئرمین شعبہ تاریخ ، جامعہ اسلامیہ بہاولپور اور ڈاکٹر محمد رفیق افضل ، سابق چیئرمین شعبہ تاریخ ، جامعہ قائداعظم ، اسلام آباد کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی قیمتی آراء سے میری بعض مشکلات کو آسان کر دیا ۔ تاہم مقدمے اور حواشی میں مندرج آراء کی ذمہ داری خالصتاً راقم الحروف کی ہے ۔ ڈاکٹر وحید الزمان صاحب ، ڈائریکٹر ، جناب شفقت امین صاحب ، پبلی کیشن افسر اور جناب محمد عظیم بھٹی ، نائب مدیر ، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا خوشگوار فرض خیال کرتا ہوں جنہوں نے کتاب کی طباعت و اشاعت کے سلسلے میں مکمل تعاون کیا ۔

اللہ دتا مضطر

اسلام آباد

۸ اپریل ۱۹۸۵ء

فہرست مضامین

مقدمہ

تحریک خاکسار کا قیام لاہور میں اس کے بانی علامہ عنایت اللہ خان المشرقی کے اعلان پر اپریل ۱۹۳۱ء کو وقوع میں آیا - ۲۵ اگست ۱۹۳۱ء کو لاہور سے ۲۵ میل دور پالڈوکی نامی ایک گاؤں میں تحریک کی پہلی عملی جماعت فوجی قواعد کی ایک مختصر تقریب کے ساتھ وجود میں آئی - لاہور میں پہلا خاکسار دستہ ۱۲ فروری ۱۹۳۲ء کو قائم ہوا -[1]

تحریک کے قیام کا باعث عالمِ اسلام یا مسلم انڈیا کا کوئی خصوصی واقعہ نہیں تھا جیسا کہ بعض اوقات سیاسی جماعتوں اور تحریکوں کے قیام میں ہوا کرتا ہے ؛ مثلاً ہندوستان میں تحریک خلافت کا سبب ترکی میں خلافت اسلامیہ کا خاتمہ بنا اور ۱۹۲۸ء میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کو نہرو رپورٹ نے جنم دیا - اس کے برخلاف تحریک خاکسار کی بنیاد کی وجہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان وہ کشمکش بنی جسے مسلمان ملک کی سیاسی زندگی میں اپنے حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے انیسویں صدی کے ربع آخر سے جاری رکھے ہوئے تھے -[2] اس طرح تحریک اور مسلمانوں کی ایک ممتاز سیاسی جماعت ، مسلم لیگ ، کے پیدا ہونے کے بنیادی اسباب مماثل تھے -

تحریک کے قیام کے سبب یعنی مسلمانوں کی اپنے حقوق و مفادات کے جدوجہد کا پس منظر سمجھنے کے لیے ہمیں ۱۸۵۷ء کے بعد کے حالات کا جائزہ لینا ہوگا - ۱۸۵۷ء کے فوراً بعد حقوق و مفادات کے تحفظ کی جنگ لڑنے سے مسلمانوں کو دو باتوں کی زیادہ ضرورت تھی : اولاً انگریزوں کے عتاب سے بچا جائے ، ثانیاً ، سرکاری درس گاہوں سے اپنی بے رخی ختم کر کے تعلیمی پس ماندگی کا مداوا کیا جائے - عہدِ سر سید میں پہلی ضرورت کا خاطر خواہ انتظام ہوگیا - اور دوسری کے سلسلے میں تھوڑی پیش رفت ہو گئی - تحفظِ نفس کے مشکل مرحلے سے بخیر و خوبی گزرنے کے بعد تحفظ حقوق و مفادات کا مرحلہ شروع ہوا -

---

۱ - (ا) الاصلاح ، ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء ، ص ۱ ، کالم ۱ ؛ (ب) صفدر سلیمی خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، بار اول ، لاہور ، ت ن ، ص‌ص ۳۶ - ۳۵ ؛ (ج) الاصلاح ، ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء ، ص ۵ ؛ (د) عظمت اللہ بھٹی ، المشرق ، گجرات ، ت ن ، ص ۵۷

۲ - بانیٔ تحریک ، علامہ مشرق ، نے تحریک کے اجرا کے وقت کہا تھا ''اس وقت سیاسی حالات کو پیش نظر رکھ کر ہندوستان میں سب سے بڑا سوال ہندوؤں اور مسلمانوں کے آپس کے تعلقات کا ہے -'' اشارات ، لاہور ، ۱۹۳۱ء ، ص ۱۲۳

یہ بیسویں صدی کا آغاز تھا ۔ ہندوؤں کے مقابلے میں تعلیمی پس ماندگی اور معاشی بد حالی کی وجہ سے عوامی شرکت کے اداروں مثلاً میونسپل کمیٹیوں ، ڈسٹرکٹ بورڈوں اور لیجسلیٹو کونسلوں میں مسلمانوں کو ان کی آبادی کے مطابق نمائندگی نہ مل رہی تھی ۔

۱۸۹۲ء کے انڈین کونسلز ایکٹ کی رو سے بننے والی کونسلوں میں مسلمانوں کو ان نشستوں کا نصف بھی نہ ملا تھا جن کا حق ان کی آبادی کے لحاظ سے تھا ۔ اس کی وجہ مخلوط انتخابات تھے ۔ اس کا مداوا جداگانہ حق نیابت سے ہو سکتا تھا ۔ مسلمانوں کی ضرورت یہ تھی کہ انھیں اس حق کا آئینی تحفظ مل جائے ۔ اس وقت کے مسلم زعماء کی توجہ اور سعی کا مرکز یہی نقطہ بن چکا تھا اور جب کبھی موقعہ ملتا وہ مسلمانوں کے علیحدہ ملی تشخص کو اجاگر کرنے اور اسی کو بنیاد بنا کر اپنے لیے حکومتِ وقت سے مراعات لینے کی کوشش کرتے رہتے ۔ چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو شملہ میں والسرائے ہند ، لارڈ منٹو نے "وفد شملہ" کی معروضات سننے کے بعد اپنے جوابی خطاب میں کہا تھا کہ وہ سمجھ گیا ہے کہ وفد کے خطاب کی روحِ رواں مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ایک قائم بالزات ملت ہیں اور اسی دعوئے کی بنا پر وہ عوامی شرکت کے اداروں میں اپنے لیے علیحدہ حقِ نمائندگی کا مطالبہ کرتے ہیں ۔[1]

مسلمانوں کا یہ مطالبہ ہندوؤں کو پسند نہ تھا ۔ اس کے برعکس وہ مخلوط انتخابات کے داعی تھے ۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اس طرح سے ہندوستانی قومیت میں امتیاز و تفریق پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے ۔ لیکن دوسری طرف مسلمان اس امتیاز و تفریق سے اندیشہ مند ہونے کی بجائے اس کا مطالبہ کرتے تھے کیونکہ اس طرح ان کے ملی اور قومی تشخص کو جلا ملتی تھی اور سیاسی زندگی میں ہندوؤں کے غلبے کا خوف باقی نہ رہتا تھا ۔ یہ اختلاف نظر اس قدر بنیادی ثابت ہوا کہ بعد میں ہندو مسلم کشمکش کی ساری تاریخ اس ایک نقطے کے ارد گرد گھومتی رہی ، ہندوستان کے سارے سیانے ، کیا ہندو اور کیا مسلمان ، اس کے حل میں بے بس ہو گئے ۔ مسلمانوں کا جداگانہ نیابت کا مطالبہ ۱۹۰۹ء کے ایکٹ میں تسلیم کر لیا گیا ۔ اس زمانے میں ہندوؤں کی ممتاز سیاسی شخصیت ، مسٹر گوکھلے نے اس اصول کو تسلیم کر کے سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا اگرچہ کچھ ہندو حلقے گوکھلے کے اس اقدام سے خوش نہ تھے ۔

اس عرصے میں آل انڈیا مسلم لیگ قیام پذیر ہوکر سیاسی محاذ پر مصروفِ عمل تھی ۔ ان دنوں اس کی پالیسی یہ تھی کہ حکومت وقت کو ناراض کیے بغیر اس سے مسلمانوں

---

۱ ۔ شملہ وفد کے خطاب کے مکمل انگریزی متن کے لیے دیکھو ، بی آر ۔ امبیدکر ، پاکستان آر پارٹیشن آف انڈیا ، بمبئی ، ۱۹۴۵ء ، ضمیمہ ۱۲ ، برائے مذکورہ بالا حوالہ ص ۴۴۲

کے مفاد میں اقدام کرواتی رہے لیکن اسے جلد ہی اس پالیسی کو خیر باد کہنا پڑا کیونکہ حکومت نے دسمبر ۱۹۱۱ء میں تقسیمِ بنگال کو کالعدم قرار دے کر مسلمانوں کے مفاد کے منافی اقدام کیا تھا ۔ بنگال کی تقسیم ۱۹۰۵ء میں ہوئی تھی ۔ مشرقی بنگال کے مسلمان ،غربی بنگال کے ہندو سیٹھوں کے معاشی غلبے سے نجات حاصل کرکے نئی صوبہ بندی سے بہرہ ور ہو ہی رہے تھے کہ ہندوؤں کے دباؤ کے تحت حکومت نے تقسیم کو کالعدم قرار دے دیا مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود فیصلہ واپس نہ لیا گیا اس سے مسلمانوں کو مایوسی ہوئی اور وفاداری کی پالیسی کا بھرم زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا ۔ ادھر ہندوستان سے باہر نومبر ۱۹۱۱ء میں انگریزوں نے اسلامی دنیا کی سب سے بڑی سلطنت ، سلطنتِ عثمانیہ ، سے ٹریپولی میں جنگ چھیڑ دی اور بعد میں اس پر اٹلی کا قبضہ کروا دیا ۔ خلافتِ اسلامیہ ، جس کا مرکز ترکی میں تھا ، کے ساتھ مسلمانوں کے مذہبی جذبات وابستہ تھے ۔ مسلمانوں کو احساس ہو گیا کہ یورپی طاقتیں شمالی افریقہ اور مشرق وسطیٰ کی مسلم ریاستوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہیں ۔ روس نے ترکستان میں پیش قدمی کر رکھی تھی ، ایران اور افغانستان میں برطانیہ دخل اندازی کر رہا تھا ۔ مسلمانوں کی نظر میں یہ سب اقدام اسلام کو دنیا سے ختم کرنے کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا ۔ اطالیہ نے ترکی کے علاقے طرابلس (موجودہ لیبیا) پر حملہ کر دیا تو دوسری طرف بلقان کی ریاستوں نے بھی ترکی پر ہلہ بول دیا ۔ ان جنگوں میں برطانیہ کی ہمدردی ترکوں کے ساتھ نہیں بلکہ حملہ آوروں کے ساتھ تھی ۔ ان واقعات نے مسلمانوں کی انگریزوں کے ساتھ دیو مالائی وفاداری کو چکنا چور کر دیا ۔ کل کے دوست آج کے دشمن بن گئے ۔ اس نازک موڑ پر مسلمان رہنماؤں نے دُور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ۱۹۱۶ء میں معاہدہ لکھنؤ کے ذریعے ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کانگرس سے جداگانہ انتخاب کے اصول پر صاد کروا لیا ۔

ان دنوں ہندو مسلم کشمکش نے دونوں قوموں کے اتحاد کا بھی دور دیکھا ۔ ۱۹۱۹ء کے ریفارم ایکٹ کی خامیوں اور جلیانوالہ باغ کے سانحہ (۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء) نے تمام ہندوستانیوں کو انگریزوں کے خلاف مشتعل کر رکھا تھا ۔ درون ملک انگریزوں کے مظالم کے خلاف شکائیتوں کے علاوہ مسلمانوں کو ان کے خلاف اور بھی شکائیتیں تھیں ۔ وہ انگریزوں کے ہاتھوں ترکی کو ٹوٹتا دیکھ کر آبلے بیٹھے تھے ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو مسلمانوں نے تمام ملک میں یوم خلافت منایا ۔ مجلسِ خلافت نے کئی ایک جلسوں کے بعد ۲۲ جون ۱۹۲۰ء کو وائسرائے کو نوٹس بھیج دیا کہ اگر یکم اگست ۱۹۲۰ء تک ترکوں کی شکایت کو دور نہ کیا گیا تو مسلمان عدمِ تعاون شروع کر دیں گے ۔ مسٹر گاندھی جیسے دوربین ہندو رہنما چاہتے تھے کہ ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ عدم تعاون کی تحریک میں شامل ہو جائیں مگر بہت سے ممتاز ہندو رہنما خلافت کی بنیاد پر عدم تعاون کی تحریک کے حق میں نہ تھے ۔

کانگرس کا ایک مضبوط گروہ بھی اس بات پر رضا مند نہ تھا کہ کانگرس کو خلافت کے مسئلے پر مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہیے ۔ ان کے خیال میں خلافت مسلمانوں کا خالصتاً مذہبی مسئلہ تھا جو حکومتِ ہند کے خلاف محاذ آرائی کی بنیاد فراہم نہ کرتا تھا ۔ لیکن مسٹر گاندھی کو اصرار تھا کہ ہندو مسلم اتحاد کا ایسا موقعہ صدیوں میں کہیں ایک بار پیدا ہوتا ہے ، لہٰذا اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ہندو مسلم اتحاد پیدا کرنا چاہیے ۔ اس کے باوجود کانگرس کے کئی ایک با رسوخ راہنما اس اتحاد کے لیے قائل نہ ہو سکے ۔ آخرکار اس اتحاد کی مشترکہ بنیاد فراہم کرنے کے لیے انگریز حکومت کے پنجاب میں انہی دنوں کے مظالم اور ریفارم ایکٹ کی خامیوں کو بھی اس فہرست میں شامل کر لیا گیا جو لوگوں کو مشتعل کرنے کا باعث ہو سکتی تھیں تب کہیں جا کر کانگرس خلافت کے مسئلے پر مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوئی[1] ۔ یہی نہیں بلکہ کلکتہ کے اجلاس (منعقدہ ۷ ، ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء) میں ہندوؤں کو مسلمانوں کا ساتھ دینے پر تیار کرنے کے لیے مسٹر گاندھی کو یکم اگست سے یکم ستمبر تک علی برادران کی معیت میں ملک بھر کا دورہ کرنا پڑا ۔ وہ ہندوؤں کی رگ رگ کو سمجھتے تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ خلافت کا مسئلہ ہندوؤں کے لیے کوئی کشش نہیں رکھتا لہٰذا ان کی تقاریر کا مرکزی نقطہ سوراج اور مظالم پنجاب ہوتا تھا جب کہ علی برادران کی تقاریر مسئلہ خلافت کے اردگرد گھومتی تھیں ۔[2]

یہ اتحاد عارضی ثابت ہوا ۔ فروری ۱۹۲۲ء میں ایک مشتعل ہجوم نے جلوس کو روکنے کی پاداش میں چوری چورا کے مقام پر پولیس کے ۲۲ سپاہیوں کو تھانے میں گھیر کر زندہ جلا دیا تو مسٹر گاندھی نے عدم تعاون کی تحریک کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا ۔ اس کے ساتھ ہی ہندو مسلم اتحاد کی جزباتیت کا وہ دور بھی ختم ہو گیا جس میں انھوں نے

---

۱ ۔ وحید الزماں ، **ٹو ورڈز پاکستان** ، ص‌ص ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ اس تحریک میں مسٹر گاندھی کے سب سے بڑے کانگرسی مخالف مسٹر سی ۔ آر ۔ داس تھے ۔ ۷ ، ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء کو کانگرس نے ایک خصوصی اجلاس کلکتہ میں اس اتحاد کا فیصلہ کرنے کے لیے بلایا تھا ۔ (اسی اجلاس میں یہ فیصلہ ہو بھی گیا) ۔ اس فیصلے کو ناکام کرنے کے لیے مسٹر داس مشرق بنگال اور آسام سے ۲۵۰ مندوبین کلکتہ لے کر آئے ۔ ان تمام مندوبین کے اخراجات اُنھوں نے اپنی جیب سے برداشت کیے جو ایک اندازے کے مطابق ۳۶ ہزار روپے تھے ۔ گاندھی اور اُس کے ہم خیال کانگرسیوں کو ناکامی سے بچنے کے لیے غیر معمولی کوششیں کرنا پڑیں تھیں ۔ انھوں نے اپنے حمایتیوں کی تعداد بڑھانے کے لیے کلکتہ کے ٹیکسی ڈرائیوروں تک کو پیسے دے کر اجلاس میں شرکت کروائی اور عدمِ تعاون کی تحریک یا دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کے لیے ووٹ ڈلوائے ۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھو : بی ۔ آر ۔ امبیدکر ، **پاکستان آر پارٹیشن آف انڈیا** ، تحشیہ ص ۱۴۱

۲ ۔ ایضاً ، تحشیہ ص ۲۰۰؛

کئی جگہوں پر ایک ہی پیالے میں پانی پینے اور ایک دوسرے کی مذہبی عبادت گاہوں میں جا کر تقاریر کرنے کے مظاہرے کیے ۔ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا اتحاد پھر کبھی پیدا نہ ہوا بلکہ اس اتحاد کے اختتام پر ہندو مسلم اختلافات کھل کر سامنے آ گئے اور بہت سے مسلمانوں کو یہ اہم سبق ملا کہ ہندو ۔ مسلمان اختلافات اس قدر گہرے ہیں کہ وہ جذباتی دوستی حتٰی کہ سیاسی میدان میں متحدہ عمل سے بھی ختم نہیں ہو سکتے ۔ تحریک خلافت سیاسی میدان میں مسلمانوں کے لیے ایک تربیتی کورس ثابت ہوئی ۔ مسلمانوں نے پہلی بار عمل کے لیے ایک منصوبہ بنایا اور اس پر عمل کیا ۔ گو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے مگر تحریک نے اسلام پر زور دے کر ہندی مسلمانوں کے مذہبی جذبے کو صیقل کر دیا اور انھیں سمجھا دیا کہ وہ مسلمان پہلے اور ہندی بعد میں ہیں ۔ اس طرح آن کے جذبۂ حرّیت کو جلا ملی ۔ اس اتحاد نے مسٹر گاندھی کے سیاسی رتبے کو ہندوستان میں مزید بلند کر دیا ۔

تحریک خلافت کے خلجان کے بعد مسلمانوں کو "شدھی" اور "سنگٹھن" جیسی ہندو تحریکوں کا مقابلہ کرنا پڑا ۔ یہ تحریکیں اپنے عزائم میں مسلمانوں کے لیے خطرناک تھیں ۔ ان کا مقصد ایک طرف تو مسلمانوں کو ہندو بنانا تھا اور دوسری طرف ہندوؤں کو جسمانی لحاظ سے طاقتور بنا کر مسلمانوں کے مقابلے میں کھڑا کرنا تھا ۔ ۱۹۲۵ء میں ایک ممتاز ہندو راہنما لالہ ہردیال نے پرتاپ (لاہور) میں ایک مضمون شائع کیا جس میں اس نے کہا کہ اگر ہندو قوم کو زندہ رہنا ہے تو اسے یہ چار کام کرنا ہوں گے :

۱۔ ہندو سنگٹھن یعنی ہندوؤں کو متحد اور مضبوط بنانا ۔

۲۔ مسلمانوں کی شدھی یعنی مسلمانوں کو ہندو بنانا ۔

۳۔ صوبہ سرحد کی شدھی کے ساتھ ساتھ افغانستان کو بھی فتح کرکے شدھ کرنا ۔

۴۔ ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ۔[۱]

متعصب ہندوؤں کے اس قسم کے بیانات میں یہ نعرے بھی شامل ہو جاتے تھے کہ مسلمان اگر "شدھ" یعنی ہندو ہونا پسند نہ کریں تو پھر ان کو ہندوستان سے نکال دیا جائے بالکل اسی طرح جس طرح پانچ سو سال قبل ان کو اندلس سے نکال دیا گیا تھا ۔ ان تجاویز کا موقف یہ تھا کہ مسلمان باہر سے آ کر ہندوستان میں بسے تھے مگر انھوں نے اپنے آپ کو ہندو مذہب میں ضم کرنے سے انکار کرتے ہوئے اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھا اور آخر کار جب انگریزی حکومت میں بتدریج سیاسی آزادیاں ملنی لگیں تو جداگانہ حقِ نیابت

---

۱ ۔ ٹائمز آف انڈیا ، ۲۵ جولائی ۱۹۲۵ء نیز دی کامریڈ ، ۲۲ جولائی و ۵ جون ۱۹۲۵ء ، مذکور ایم رفیق افضل (ایڈیٹر) ، دی کیس فار پاکستان ، اسلام آباد ، ۱۹۷۹ء ، ص ۱۲ نیز تعشیہ ۷

کا مطالبہ کر دیا ۔ اس صورت میں مسلمان قوم ہندو قوم کے لیے خطرے کا باعث بن سکتی ہے ۔ اور چونکہ وہ اصل میں غیر ملکی ہیں اس لیے اس خطرے کو ٹالنے کے لیے انھیں ملک سے نکال دینا چاہیے یا پھر "شدھ" کر کے ہندو بنا لینا چاہیے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری ۔ مسلمان ایسے عزائم کو اچھی طرح بھانپتے تھے جیسا کہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۵ء کو علی گڑھ میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ کے اجلاس میں سر عبدالرحیم نے اپنے صدارتی خطبے میں ہندوؤں کے ایسے بیانات و عزائم کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ شدھی سنگٹھن اور ہندو مہاسبھا کی دیگر کاروائیوں سے شہ پا کر لالہ لاجپت رائے اور سوامی شردھانند جیسے سیاست دانوں کی راہنمائی میں کچھ ہندو مسلمانوں پر حملے کر رہے ہیں جب کہ کچھ ہندو رہنما علی الاعلان مسلمانوں کو ہندوستان سے اس طرح نکالنے کی باتیں کر رہے ہیں جس طرح ان کو سپین سے نکال دیا گیا تھا ۔[1] مسلمانوں نے شدھی اور سنگٹھن کا جواب تبلیغ اور تنظیم جیسی تنظیموں کو قائم کر کے دیا ۔ ۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء کا عشرہ ، خصوصاً اس کا وسطی حصہ ، فرقہ وارانہ فسادات کا زمانہ تھا ۔ ان گنت انسانی جانیں ضائع ہوئیں اور لاکھوں کروڑوں کی جائیدادیں تباہی کے جہنم میں پہنچیں ۔[2] حیران کن امر یہ ہے کہ یہی دور ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوششوں کا دور تھا اور اسی دور میں شدھی جیسی افترا پرداز تحریک شروع ہوئی ۔ مسٹر گاندھی کی اتحاد کے لیے تبلیغ اور مساعی نے آخر الٹا راگ کیوں پیدا کیا ؟ کیا ہندو اپنے "باپو" کی زبان نہیں سمجھتے تھے ؟ اور اگر سمجھتے تھے تو اس دور میں "شدھی" نے جنم کیوں لیا ؟ کہیں ایسا تو نہ تھا کہ ہندو مسٹر گاندھی کی ان مساعی کو ہندو مسلم اتحاد کے لیے نہیں بلکہ ان کے انضمام کے لیے خیال کرتے تھے ، یعنی اتحاد کا مطلب یہ لیا جاتا تھا کہ مسلمان قوم کی علیحدہ حیثیت کو ختم کر کے اسے ہندو قوم کا سایہ بنا دیا جائے ۔ ہندو تہذیب کی بے مثال قوت انجذاب بدھ مت اور جین مت کے ساتھ ایسا کر بھی چکی تھی ۔

فسادات کی اس دلدل سے نکلنے کے لیے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ باہمی افہام و تفہیم سے ہندو مسلم مسئلے کا کوئی حل نکل آئے ۔ ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کے نفاذ کے نتیجے میں صوبوں میں جو نیم جمہوری حکومتیں قائم ہو رہی تھیں ان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی پرامن شراکت کے لیے اس مسئلے کا حل ضروری تھا ۔ لیکن ہندو فرقہ وارانہ حل کی تلاش میں زیادہ دل چسپی نہ لیتے تھے ۔[3] ان کا موقف یہ تھا کہ ملک کے پیش نظر پہلی ترجیح

---

۱ ۔ آل انڈیا رجسٹر ، ۱۹۲۵ء ، جلد دوئم ، ص ۳۵۶ ؛ مذکور بی آر امبیدکر ، پاکستان آر پارٹیشن آف انڈیا ، تحشیہ ص ۳۳۸

۲ ۔ تفصیل کے لیے دیکھو بی آر امبیدکر ، ایضاً ، ص ص ۱۵۳ - ۱۷۵

۳ ۔ اس ضمن میں لالہ لاجپت رائے کے منفی رویے کے لیے دیکھو بی ۔ آر ۔ امبیدکر ، پاکستان آر پارٹیشن آف انڈیا ، ص ۲۰۱

آزادی ہے اور آزادی کے بعد ہندو مسلم مسئلے کا حل خود بخود نکل آئے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جداگانہ طرز انتخابات سے بھی خوش نہ تھے ۔ صوبوں میں نیم جمہوری طرز حکومت کے رائج ہونے کے بعد جب ۱۹۲۱ء میں میاں فضل حسین نے پنجاب میں وزیر بن کر محکمہ تعلیم و بلدیات میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا شروع کیا تو ہندوؤں نے ان کی وزارت کو پنجاب میں مسلم راج کا نام دے کر جداگانہ طرزِ انتخابات کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا ۔ دوسری طرف مسلمان جداگانہ طرزِ انتخابات سے دستبردار نہیں ہونا چاہتے تھے ۔ اس کے علاوہ مرورِ زمانہ سے کچھ نئے مسائل بھی پیدا ہوگئے تھے جن کا حل مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے پہلی ترجیح کا حامل تھا ۔ مثلاً سندھ کی بمبئی سے علیحدگی اور صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں اصلاحات کا نفاذ وغیرہ ۔ اوپر اشارہ ہو چکا ہے کہ ہندو مسلمانوں سے معاملہ طے کرنے کو ثانوی درجہ دیتے تھے ۔ ان کا موقف یہ تھا کہ ہندوستان کی آزادی کا معاملہ انگریز اور ہندوستانیوں کے درمیان ہے جب کہ مسلمانوں کا موقف یہ تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پیشگی مفاہمت ضروری ہے ۔ ان دونوں موقفوں کے پیچھے اپنی اپنی قوم کے مفادات پنہاں تھے ۔ فکر و نظر کے اسی اختلاف نے ہندو مسلم کشمکش کو ۱۹۳۰ء تک ایک نئے دور میں داخل کر دیا ۔

ہندوؤں سے معاملہ طے کرنے کی ایک کوشش میں قائد اعظم محمد علی جناح نے مارچ ۱۹۲۷ء میں کئی ایک ممتاز مسلمانوں ، جن میں اکثر مرکزی قانون ساز اسمبلی کے ممبر تھے ، کا دہلی میں ایک اجلاس بلایا ۔ اجلاس میں درج ذیل تجاویز مرتب کی گئیں جو بعد میں دہلی تجاویز کے نام سے معروف ہوئیں :

۱۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے ایک نیا صوبہ بنا دیا جائے ۔

۲۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کی طرح اصلاحات نافذ کی جائیں ۔ اگر ایسا کر دیا جائے تو مسلمان ان صوبوں کی ہندو اقلیت کو وہی مراعات دیں گے جو ہندو اکثریت دوسرے صوبوں میں مسلمان اقلیت کو دینے کے لیے تیار ہوگی ۔

۳۔ پنجاب اور بنگال میں نمائندگی کا تناسب ہندو مسلم آبادی کے لحاظ سے ہوگا ۔

۴۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی سے کم نہ ہو ۔

۵۔ اگر درج بالا شرائط پر عمل ہو تو مسلمان مخلوط طرز انتخابات کو تسلیم کر لیں گے ۔

یہ تجاویز ۲۰ مارچ کو شائع ہوئیں اور اس کے تین دن بعد مرکزی قانون ساز ادارے کے ہندو ممبران نے دہلی میں جلسہ کیا اور مسلمانوں کی مذکورہ بالا تجاویز کے

جواب میں درج ذیل تجاویز پیش کیں :

۱۔ تمام ہندوستان میں مخلوط طرزِ انتخابات رائج ہو ۔

۲۔ نمائندگی کا تناسب آبادی کے لحاظ سے ہو ۔

۳۔ آئین میں خصوصی مدوں کے ذریعے مذہبی اور فرقہ وارانہ حقوق کا تحفظ کیا جائے ۔

۴۔ صوبوں کی نئی حد بندی اور ان کی ترتیب کا مسئلہ فی الحال کھلا چھوڑ دیا جائے۔[1]

ہندو اور مسلم تجاویز کا پہلو بہ پہلو مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہندو مسلم مسئلے کے حل کی کوشش مخالف سمت میں زور لگا رہی ہے ۔ ایسی حالت میں کسی حل کی توقع عبث تھی ۔ اگست ۱۹۲۸ء میں آل پارٹیز کانفرنس کے زیر سایہ تیار ہونے والی ایک رپورٹ شائع ہوئی جو نہرو رپورٹ کے نام سے مشہور ہے ۔ یاد رہے کانفرانس کے اہتمام میں کانگرس پیش پیش تھی ۔ نہرو رپورٹ کو تیار کرنے والی کمیٹی کے صدر اور سیکرٹری موتی لعل نہرو اور جواہر لعل نہرو (باپ اور بیٹا) تھے ۔ کمیٹی نے حسب ذیل سفارشات کیں :

۱۔ جداگانہ انتخابات قومی اتحاد کے لیے مضر ہیں اس لیے مخلوط انتخابات کو رائج کیا جائے ۔

۲۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے کی اصولی طور پر حمایت کی گئی مگر اس شرط کے ساتھ کہ سندھ مالی طور پر خود کفیل ہو ۔ سندھ کی خود کفالت کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی جائے ۔

۳۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں میں مسلم اقلیت کے لیے کچھ نشستیں مخصوص کی جائیں ۔

۳ نومبر ۱۹۲۸ء کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے نہرو رپورٹ کو منظور کرتے ہوئے ممبروں کی محنت ، حب الوطنی اور دور بینی پر دلی مبارک باد دی ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء کو مسٹر گاندھی کی شرکت میں کانگرس نے حکومت برطانیہ کو خبردار کیا کہ اگر نہرو رپورٹ کو دسمبر ۱۹۲۹ء تک جوں کا توں منظور نہ کیا گیا تو کانگرس عدمِ تعاون کی تحریک شروع کر دے گی ۔

دوسری طرف مسلمانوں نے نہرو رپورٹ کو رد کرتے ہوئے کانگرس پر سخت تنقید کی ۔ حتیٰ کہ کانگرس پسند مسلمان حلقوں نے بھی کانگرس کے خوب لتے لیے ۔ علی برادران

---

۱ ۔ تفصیلات کے لیے دیکھو ۔ کے کے عزیز ، دی آل انڈیا مسلم کانفرانس ، ۱۹۲۸ – ۱۹۳۵ء ڈاکومنٹری ریکارڈ ، کراچی ؛ ۱۹۷۲ ، ص ۲ اور ما بعد

کانگرس سے بدظن ہو گئے ، جمعیت علمائے ہند بھی اس رپورٹ کے ناقدوں میں شامل ہو گئی۔ سکھوں اور عیسائیوں نے بھی نہرو رپورٹ سے اپنی بریت اور لاتعلقی کا اعلان کر دیا ۔ اس طرح سوائے کانگرس کے کوئی فرقہ یا پارٹی اس رپورٹ کے حق میں نہ رہی ۔ آخر کار دسمبر ۱۹۲۹ء میں کانگرس نے بھی لاہور کے اجلاس میں اس کو خیر باد کہہ کر ملک کی آزادی کے لیے سعی و اہتمام کرنے کا فیصلہ کیا ۔[۱]

نہرو رپورٹ کا واحد فائدہ یہ ہوا کہ اس نے مسلمان اقلیت کے متعلق کانگرس کے عزائم کو بے نقاب کر دیا ۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ تمام ہندوستان کی نمائندگی کا کانگرسی دعویٰ کتنا کھوکھلا اور بھونڈا ہے ۔ نیز اس سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ کانگرسی راہنما اس بات کو سمجھنے کے لیے کس قدر نا اہل ہیں یا پھر وہ جان بوجھ کر سمجھنا ہی نہیں چاہتے کہ ہندوستان کے مسئلے کا حل ہندو مسلم تعلقات کے تعین میں ہے ۔ انگریز اور ہندوستانیوں کے درمیان مفاہمت میں نہیں ۔ تاہم اس کا مثبت نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ہندو عزائم کو اچھی طرح بھانپ گئے اور وہ مشترکہ خطرے کے پیش نظر آل انڈیا مسلم کانفرنس کی شکل میں اتحاد و اتفاق کی طرف پلٹے نیز قائد اعظم محمد علی جناح مکمل طور پر کانگرس سے ٹوٹ گئے ۔

وقتی اور ہنگامی اتحاد سے قطع نظر ۱۹۲۸ء سے لے کر ۱۹۳۴ء تک مسلمانوں کی اپنی صفوں میں نمایاں انتشار نظر آتا ہے ۔ یوں لگتا ہے کہ ہندوؤں سے مایوس ہونے کے بعد وقتی طور پر وہ خود ہی فکری لراج کا شکار ہو گئے تھے ۔ کوئی انتہا پسند تھا تو کوئی اعتدال پسند ، کوئی مسلم لیگی تھا تو کوئی آزاد خیال ۔ یہاں تک کہ سائمن کمیشن کے ساتھ تعاون یا عدم تعاون کے سوال پر مسلم لیگ دو دھڑوں ، جناح لیگ اور شفیع لیگ ، میں بٹ گئی ۔ شفیع لیگ کمیشن سے تعاون کے حق میں تھی جب کہ جناح لیگ نے کانگرس کے موقف یعنی کمیشن سے عدم تعاون کا فیصلہ کیا ۔ جولائی ۱۹۲۹ء میں جناح لیگ میں بھی پھوٹ پڑ گئی اور اس کے ایک گروپ نے مسٹر گاندھی کے بہلاوے میں آ کر مولانا آزاد ، ڈاکٹر ایم ۔ اے انصاری ، سر علی امام ، ڈاکٹر محمد عالم وغیرہ کی قیادت میں آل انڈیا نیشنلسٹ مسلم پارٹی بنا لی ۔[۲] مسلم لیگ اور مجلس خلافت کی حیثیت آل انڈیا مسلم کانفرنس کے سامنے ماند پڑ گئی تھی ۔ مؤخرالذکر کوئی باقاعدہ سیاسی جماعت نہیں تھی ۔ یہ نہ ہی کوئی تحریک تھی اور نہ ہی مختلف جماعتوں کا وفاق ۔ وقتی مسائل کا سامنا

---

۱ ۔ سید طفیل احمد منگلوری ، مسلمانوں کا روشن مستقبل ، ص ۴۳۵

۲ ۔ ڈبلیو آر سمتھ ، نیشنلزم اینڈ ریفارم ان انڈیا ، ص ۳۶۴ ، یہ پارٹی کوئی تین سال قائم رہ کر ۱۹۳۱ء کے آخر میں ختم ہو گئی ۔ تفصیل کے لیے دیکھو طفیل احمد منگلوری ، مسلمانوں کا روشن مستقبل ، بار پنجم ، دہلی ۱۹۴۵ء ، ص ص ۴۳۲ ، ۴۳۹ ، ۴۴۱

کرنے کے لیے یہ ایک بامقصد اجتماع تھا ۔ جب ضرورت نہ رہی تو یہ خود بخود منتشر ہوگیا ۔ ادھر ۱۹۲۹ء میں مسلمانوں کی دو نئی جماعتوں نے جنم لیا ۔ یہ تھیں مجلس احرار اور خدائی خدمت گار ۔ مگر یہ ایک عرصے کے لیے مقامی شہرت کی حامل رہ کر آہستہ آہستہ سیاسی منظر میں ناقابل التفات ہوتی گئیں ۔ اسی سال آل انڈیا پولیٹیکل کانفرنس بھی وجود میں آئی ۔ اس نے مسلمانوں کے ایک فرقے کی ترجمانی کی لہذا تمام مسلمان قوم میں مقبول نہ ہو سکی ۔ جمعیت علمائے ہند جو ۱۹۱۹ء میں قائم ہوئی تھی ، سیاسی میدان میں کانگرس کے حلقۂ اثر سے نہ نکل سکی ۔ چنانچہ سیاسی نقطہ نظر سے یہ جماعت قائم بالذات کبھی نہ ہو سکی ۔ مجلس خلافت کے قیام کے مقصد کو مارچ ۱۹۲۴ء میں ہی دھچکا لگ چکا تھا جب کہ علامہ اقبال کے الفاظ میں "ترک ناداں نے خلافت کی قبا پھاڑ ڈالی" تھی ۔ چار سال مزید بےمقصد جلسوں کے بعد ۱۹۲۸ء میں کلکتہ کے اجلاس میں مجلس میں انتشار پیدا ہوگیا ۔ نتیجتاً اس کے پرانے کارکنوں میں سے کچھ تو پھر سے کانگرس میں جا کر اس کے پروگرام میں منہمک ہوگئے اور باقی ماندہ میں سے کچھ مجلس احرار میں شامل ہوگئے اور باقی "جس طرف کی ہوا چلی اسی طرف بہتے چلے گئے" ۔ حتیٰ کہ مجلس خود ۱۹۳۳ء تک آہستہ آہستہ منصۂ شہود سے غائب ہوگئی ۔[1] مسلم لیگ کے علاوہ آل انڈیا مسلم کانفرس دوسری جماعت تھی جو کل ہند بنیاد پر مسلمانوں کی راہنمائی کا دم بھرتی تھی لیکن دونوں جماعتوں کا آپس میں نبھاہ نہ ہوتا تھا ۔ دسمبر ۱۹۳۱ء میں دونوں میں سمجھوتہ کروانے کی ایک کوشش ہوئی مگر ناکام رہی ۔[2]

حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ یہی وہ وقت تھا جب کہ ہندو مسلم کشمکش میں کانگرس نے بحیثیت جماعت مسلمانوں کے جداگانہ طرز انتخاب کے ترجیحی مطالبے کو کھل کر رد کرنا شروع کیا اور اسی عہد میں مسلمانوں کی سیاسی جماعتیں اندرونی اور بیرونی خلفشار و مناقشت کا شکار ہوگئیں ۔ ۱۹۳۰ء کے اردگرد مسٹر گاندھی ہی وہ مرد شہسوار تھے جو عرصہ سیاست میں نمایاں ذکر کے قابل ہیں ۔ میدان خالی دیکھ کر انھوں نے حکومت کے ساتھ اپنے رویے کو اور بھی سخت کر دیا تا کہ زیادہ سے زیادہ اپنی حیثیت کو منوا سکیں ۔ ۵ مئی ۱۹۳۱ء کو انھوں نے اپنی شرائط پر قید سے رہائی پائی ۔ گاندھی ارون سمجھوتے کی رو سے سول نافرمانی کی تحریک میں گرفتار شدہ تمام قیدی رہا کر دیے گئے ۔ اس طرح دوسری گول میز کانفرس (ستمبر ، دسمبر ۱۹۳۱ء) میں مسٹر گاندھی کی شرکت کے لیے راستہ صاف کیا گیا ۔ کیمونل ایوارڈ میں اچھوتوں کو جداگانہ حق انتخاب ملنے پر انھوں نے اپنے مخصوص حربے مرن برت کی دھمکی سے ہندو قوم کے شیرازے کو بکھرنے سے بچا لیا ۔

---

۱ ۔ طفیل احمد منگلوری ، مسلمانوں کا روشن مستقبل ، ص‌ص ۵۲۳ ۔ ۵۲۵

۲ ۔ وحید الزمان ، ٹوورڈز پاکستان ، ص ۷۳

یہ تھی ۱۹۳۱ء میں ہندوستان میں سیاسی صورت حال جس کا ذکر اجمالاً ہو چکا یعنی ہندو متحد سے متحد تر اور مسلمان منتشر سے منتشر تر ہوتے چلے جا رہے تھے - یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح مایوس ہو کر لندن میں قیام پذیر ہوگئے تھے - انھوں نے ۱۹۳۸ء میں طلباء علی گڑھ سے خطاب کرتے ہوئے اپنے قیام لندن کے فیصلے کی ان الفاظ میں وضاحت کی تھی :

"گول میز کانفرنس کے جلسوں کے وقت میری تو جان ہی نکلا چاہتی تھی - ایسے وقت میں جب کہ خطرات سامنے کھڑے تھے ، ہندو جذبات ، ہندو ذہن اور ہندو رویے نے مجھے یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور کر دیا کہ اتحاد کی کوئی امید باقی نہیں ہے - میں اپنے وطن سے متعلق قنوطیت کا شکار ہو گیا - حالات نہایت بد قسمت تھے - مسلمانوں کی حالت ایسی تھی جیسے وہ سرزمین بے انسان میں رہ رہے ہوں - حکومت برطانیہ کے جاہ پسند چہیتے یا کانگرس کے جی حضوری مسلمانوں کے راہنما بنے بیٹھے تھے - جب بھی مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوششیں کی جاتی تھیں تو ایک طرف سے یہ جاہ پسند اور جی حضوری اور دوسری طرف سے کانگرس کی صفوں میں شامل غدار مسلمان ان کوششوں کو ناکام بنا دیتے تھے - مجھے یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ نہ تو میں ہندوستان کی مدد کر سکتا ہوں ، نہ ہی ہندو ذہنیت کو بدل سکتا ہوں اور نہ ہی مسلمانوں کو ان کی حالت زار کا احساس دلا سکتا ہوں - میں اس قدر مایوس اور بد دل ہوا کہ میں نے لندن میں ہی رہ جانے کا فیصلہ کر لیا - یہ اس لیے نہیں کہ مجھے ہندوستان سے محبت نہ تھی بلکہ اس لیے کہ میں انتہائی طور پر بیچارگی محسوس کرتا تھا -"[۱]

درج بالا سطور کے مطالعہ سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ مسلم سیاست کی حالت دگرگوں تھی - ایسے میں کسی ممتاز قابلیت کے حامل راہنما کی اشد ضرورت تھی جو مسلمانوں کو ایک صف میں جمع کر سکتا -

مسلمانوں کی اس وقت کی سیاسی حالت کی دگرگونی کا ذکر کرنے کے بعد علامہ مشرقی لکھتے ہیں "مجوز اور مدبر کی جگہ خالی ہے" -[۲] وہ مزید لکھتے ہیں "خاکسار تحریک کی ضرورت آج اس لیے ہے کہ ہندوستان کی باقی سب تحریکیں ناکامیاب ہو چکی ہیں سب کی "فوجیں" اور "سپاہی" بکھر چکے ہیں اب ایک نہ بکھرنے والی اور صحیح معنوں میں ہر

---

۱ - جمیل الدین احمد (ایڈیٹر) ، سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح ، ساتواں ایڈیشن ، جلد اول ، لاہور ، ۱۹۶۸ء ، ص ص ۴۱ - ۴۲

۲ - اشارات ، لاہور ، ۱۹۳۱ء ، ص ۴

مقصد کو حل کرنے والی مستقل اور تیار فوج کی ضرورت ہے تاکہ دشمن کے بالمقابل ہر وقت ڈٹی رہے"[1] ۔

یہ تھا وہ وقت جب خاکسار تحریک شروع ہوئی ۔ تحریک کے اغراض و مقاصد میں سرِ فہرست "اصلاحِ نفس" کے ذریعے مسلمان قوم کو تمام روئے زمین پر اسی طرح غالب کرنا تھا جس طرح کہ وہ قرونِ اولیٰ میں تھی ۔[2] اس مقصد کے حصول کے لیے مسلمانوں کو مادی اور جسمانی طاقت کے ساتھ ساتھ اتحاد اور تنظیم سے ہمکنار کرنا البتہ پہلے نمبر پر آتا تھا ۔ مسلمانوں کے اس اجتماعی غلبے میں ہندوستان کی آزادی بھی شامل تھی ۔[3] "غلبۂ اسلام" کا مطلب ہندوستان کے حوالے سے مسلمانوں کا ہندوستان کے دارالحکومت دہلی پر قبضہ بھی تھا ۔[4] ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت کی بحالی کا ذکر تحریک کے ابتدائی لٹریچر میں صراحت کے ساتھ نہیں ملتا ۔ اسے اشاروں اور کنایوں سے بیان کیا جاتا رہا ۔[5] ہندوستان پر صرف اور صرف مسلمانوں کے حقِ حکومت کا دعویٰ علامہ نے نومبر ۱۹۳۹ء میں کیا تھا ۔[6] ابتدا میں اس عدم صراحت کی وجوہات میں سے اہم وجہ غالباً یہ ہو سکتی ہے کہ ہندوستان پر سیاسی غلبہ یا صاف لفظوں میں قبضہ تحریک کے "غلبۂ اسلام" کے وسیع تر مقصد کے تحت آ جاتا تھا ۔ لہٰذا تحتی اور ضمنی مقصد سمجھ کر اس کی وضاحت نہ کی گئی ہو ۔ دوسری وجہ ہندوؤں کی طرف سے تحریک کی مخالفت کا خوف ہو سکتا ہے ۔ نیز اگر اس مقصد کو بالصراحت بیان کر دیا جاتا تو ہندوؤں کو تحریک میں شمولیت کی دعوت کا کوئی جواز نہ رہتا اور تحریک کا "بے ہمہ اور با ہمہ" ہونے کا دعویٰ ابتدا میں

---

۱ ۔ قولِ فیصل ، لاہور ، ۱۹۳۵ء ، ص ص ، ۱۲۱ - ۱۲۲

۲ ۔ ایضاً ، ص ۱۳۲

۳ ۔ ہاتھوں اور پاؤں کی حرکت (فوجی قواعد) سے مسلمانوں میں جسمانی برتری پیدا کرنے کا ذکر کرتے ہوئے علامہ لکھتے ہیں : "ایسی حرکت صحیح معنوں میں سوراج کی پہلی منزل ہے" اشارات ، ص ۱۳۵

۴ ۔ علامہ ۱۹۶۲ء میں لکھتے ہیں : "اس تحریک کو میں نے ۱۹۴۷ء کے جون میں خود منتشر اس لیے کیا تھا کہ تم (خاکسار) اس وقت دہلی پر قبضہ کر کے تمام ہندوستان پر قبضہ نہ کر سکے اور جس منزل پر پہنچنے کے لیے تحریک کا اجرا کیا گیا تھا اس منزل تک نہ پہنچ سکے" ، عظمت اللہ بھٹی ، المشرق ، ص ص ۱۷۴ - ۱۷۵

۵ ۔ تحریک کے قیام کے وقت علامہ نے اشارات میں لکھا تھا : "طاقت کے بغیر ہندوؤں سے جیتنے یا انگریزوں سے چھیننے کا خیال خام ہے" ، ص ۷۴

۶ ۔ دیکھو اکثریت یا خون (دستاویز ۱) ، ص ۱

ہی غلط ثابت ہو جاتا ۔[1]

تنظیمی لحاظ سے تحریک آمرانہ تھی ۔ نیچے سے اوپر تک اس کی بناء اختیارِ ناطق پر تھی ۔ جمہوریت ، اکثریت یا انتخاب تحریک کے قیام یا اس کی بعد کی زندگی میں بے معنی الفاظ و اصطلاحات بنے رہے ۔ تحریک کا موقف یہ تھا کہ انتخاب ترقی یافتہ اور طاقت ور قوموں کے لیے مفید و مناسب تو ہو سکتا ہے لیکن ترقی پذیر اور کمزور قوموں کو انتخاب کا حق دینا ان کے "شیطانی جذبات" کو مزید بھڑکانے کے مترادف ہے ۔ پس ماندہ قوم کو ترقی و عروج سے ہمکنار کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کے افراد کی خود رائی کو جو اس کے "زوال" کا لازمی نتیجہ بلکہ لازمی باعث ہوا کرتی ہے ، فنا کر دیا جائے ۔[2]" تحریک کی روحِ رواں "ادارہ علیہ" تھا ۔ تمام سرگرمیوں کا مصدر یہی ادارہ تھا ۔ تمام احکام یہیں سے یا اسی کے نام سے جاری ہوتے تھے ۔ یہی تحریک کی کامیابیوں یا ناکامیوں کا ذمہ دار تھا ۔ یہ اپنی ترکیب میں ایک منفرد ادارہ تھا ۔ یہ ادارہ بانی تحریک ، علامہ عنـــایت اللہ خـــان المشرقی ، کے پیدا کردہ اقتدار کی رسمی صورت کا مظہر تھا اور تمام اختیارات و احکام کا سرچشمہ تھا ۔ اس میں بانیٔ تحریک یا قائدِ تحریک کے علاوہ کوئی دوسرا شخص شامل نہ تھا ۔ قائدِ تحریک کی ایک مجلسِ شوریٰ بھی تھی ۔ اس میں تحریک کے بڑے بڑے افسر شامل ہو سکتے تھے لیکن ادارۂ علیہ مجلسِ شوریٰ سے بے نیاز ہو کر احکام جاری کر سکتا تھا ۔ قائدِ تحریک جب تک تحریک کا قائد تھا تحریک کا واحد ذمہ دار تھا ۔ اس کا نصب و عزل کسی کے ہاتھ میں نہ تھا ۔ صرف ادارۂ علیہ ہی اسے اپنے منصب سے معزول کر سکتا تھا ۔ دوسرے لفظوں میں علامہ مشرقی ادارۂ علیہ تھے اور ادارۂ علیہ علامہ مشرقی تھا ۔[3]

تحریک کے تمام افسر بھی اپنے اپنے حلقہ اور دائرۂ کار میں مختارِ ناطق تھے ۔ ان سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن انجام دیں ۔ ان کی غلطیوں پر ادارۂ علیہ گرفت کرتا تھا اور سزا دیتا تھا ۔ ان کی کامیابیوں پر انھیں انعام و کرام سے نوازا جاتا تھا لیکن ان کے ناروا حکم کو بھی واپس لینے کا تقاضا نہیں کیا جاتا تھا ، جو حکم ایک دفعہ صادر ہو جاتا اس کی بجا آوری خاکساروں پر لازم ہو جاتی تھی ۔ یہ اس لیے

---

۱ ۔ تحریک کا "بے ہمہ اور با ہمہ" ہونے کا دعویٰ ہندوؤں نے کبھی تسلیم نہیں کیا تھا ۔ وہ بجا طور پر اسے مسلمانوں کی ایک سیاسی جماعت ہی خیال کرتے رہے ۔ ۱۹۳۹ء میں "اکثریت یا خون" کی اشاعت کے بعد تو یہ دعویٰ بہرحال غلط ثابت ہو گیا ۔ ہندوؤں نے اس پمفلٹ کا نام "اکثریت کا خون" رکھا تھا ۔ دیکھو دستاویز ۲

۲ ۔ اشارات ، ص ۸۶

۳ ۔ قول فیصل ، ص ص ۸۸ ۔ ۸۹

تھا کہ جمہور میں افسروں کی مطلق العنانیت قائم رہے ۔ اگر کوئی افسر پے در پے غلطیاں کرتا تو اس کو سزا کے طور پر دوسرے علاقے میں تبدیل کر دیا جاتا یا خاکسار بنا کر پھر سے سپاہیوں میں شامل کر دیا جاتا تھا ۔

ادارۂ علیہ کی طرح خاکسار افسروں کی بھی مجلس شوریٰ ہوتی تھی ۔ ہر افسر کو حکم تھا کہ وہ کوئی تجویز یا حکم نافذ کرنے سے قبل مجلس شوریٰ سے مشورہ کرے تاکہ عامۃ الناس کے میلان سے آگاہی ہو سکے ۔ اس کے بعد یہ ضروری نہ ہوتا تھا کہ متعلقہ افسر مجلس کے مشورے پر ہی عمل کرے ، وہ اپنی ذمہ داری پر جو حکم مناسب سمجھے صادر و نافذ کرنے کا مجاز تھا ۔ غلطیوں کے لیے افسران ادارۂ علیہ کے سامنے جواب دہ تھے مگر احکام کے نفاذ کے بعد ان کو منوانے کا انھیں پورا اختیار تھا ۔ علامہ مشرقی اس طریقۂ مشاورت کو اسلامی مجلس مشاورت کا نام دیتے ہیں اور مزید وضاحت کی غرض سے لکھتے ہیں "یہی انگریزی لفظ کونسل کے اصل معنی ہیں ۔"[1]

قائد تحریک سے کسی قسم کا احتساب و مواخذہ نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ اس کی ذات معصوم عن الخطا متصور ہوتی تھی ۔[2] اس لیے اس کی دیانت پر شک نہیں کیا جا سکتا تھا ۔[3] ان کی چادروں کے مشہور قصے میں علامہ مشرقی نے حضرت عمرؓ پر اعتراض کرنے والے بدو کو "بدبخت اور جہنمی"[4] قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ خود چور ہوگا اس لیے حضرت عمرؓ کی دیانت پر حملہ کیے بغیر نہ رہ سکا ۔[5] تحریک کے پروگرام کو عین اسلام سمجھ کر اس پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا تھا ۔ خاکساروں کو حکم تھا کہ وہ تحریک میں اسے عین اسلام سمجھ کر داخل ہوں ۔ ورنہ وہ "دوزخ کے عذاب سے ہرگز نہیں چھوٹ سکتے ۔"[6]

تحریک میں ہر مذہب کے لوگ شامل ہو سکتے تھے ۔ غیر مسلموں سے شمولیت کے وقت خدائی توحید اور آخرت پر ایمان کا اقرار لیا جاتا تھا ۔ خاکساروں کو مذہبی مباحث کی اجازت نہ تھی ۔ تمام ممبر اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے بھی خاکسار ہو سکتے تھے ۔ اس سلسلے میں تحریک کا موقف یہ تھا کہ تحریک صرف اتحاد عمل کے لیے ہے اتحاد عقائد کے لیے نہیں ۔ وہ لوگ جو تحریک کے اغراض و مقاصد ، فلسفہ اور پروگرام سے اتفاق رکھتے تھے مگر کاروباری مجبوریوں کی بنا پر عملاً حصہ لینے سے قاصر تھے ان سے ایک

---

۱ ۔ قول فیصل ، ص ص ۸۶ ۔ ۸۷

۲ ۔ الاصلاح ، ۲۱ مئی ۱۹۳۷ء ، ص ۱۲

۳ ۔ قول فیصل ، ص ۷۹

۴ ۔ مقالات ، جلد اول ، ص ۱۹۶

۵ ۔ اشارات ، ص ۱۳۱

۶ ۔ قول فیصل ، ص ۱۳۶

عہد نامے پر دستخط کروائے جاتے تھے جس کی عبارت حسب ذیل تھی :

"میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ کم نہ تولوں گا ، جھوٹ نہ بولوں گا ۔ ملاوٹ نہ کروں گا ، اسمگلنگ نہ کروں گا ، بلیک نہ کروں گا ، اپنا کام نہایت دیانتداری سے کروں گا اور گاہک سے ہمیشہ حسنِ اخلاق سے پیش آؤں گا ۔ اپنا جسم مضبوط رکھنے کی کوشش کروں گا ۔"[1]

تحریک کے فلسفۂ حکمرانی کی بنیاد جہاد بالسیف پر تھی ، اقتدار کا سرچشمہ طاقت تھی جو روحانیت سے پیدا ہوتی ہے ، خون اور حکومت میں چولی دامن کا ساتھ ہے ، جو قوم خون نہیں بہا سکتی وہ حکمران نہیں بن سکتی ، مسلمانوں نے جب تک جہاد کی اہمیت کو سمجھے رکھا اور اپنی حفاظت کے لیے تلوار سے کام لیا ، وہ دنیا میں حکمران رہے اور جب انھوں نے جہاد کے حکم سے روگردانی کرتے ہوئے تساہل اور عیش و آرام کی زندگی کو اپنایا وہ غیروں کے غلام بن گئے ۔ قرآن مجید کا فرمان ہے کہ جب تک مسلمان اس کے احکام کی پیروی کرتے رہیں گے وہ دنیا میں حکمران رہیں گے ۔ مسلمانوں کی تخت و تاج سے محرومی کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآنی احکام سے روگردانی کے مرتکب ہو چکے ہیں ۔ قرآن کی اس آیت کا مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ جو لوگ حکمران ہیں وہی مسلمان ہیں ، اس منطق کی رو سے علامہ مشرقی نے انگریز قوم کو "قرآن چور" قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کی نظر میں انگریز سے بہتر طور پر قرآن پر چلنے والی اور کوئی قوم نہیں ہے ۔ انھوں نے فیصلہ کن انداز میں کہا کہ یہی قوم خلیفۃ اللہ فی الارض ہے ۔[2]

اب ہم اس پروگرام کو پیش کرتے ہیں جو تحریک نے غلام اور گری ہوئی قوم کو ابھارنے کے لیے پیش کیا ۔ سب سے پہلے تحریک نے اپنے وقت کی تمام تحریکوں اور جماعتوں پر سخت تنقید کی کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرانے میں ناکام رہی ہیں ۔ اسی دور میں انھوں نے مسلمان مذہبی علماء اور راہنماؤں کے لتے لیے کہ انھوں نے قرآن کی تعلیمات کو صحیح طور پر مسلمانوں تک نہیں پہنچایا ۔ ابتدائی دور میں تحریک کی تقریباً تمام تر توجہ مذہبی علماء پر تنقید کے لیے وقف رہی لتیجۃً تحریرات کا ایک ضخیم دفتر وجود میں آیا جو "مولوی کا غلط مذہب" کے نام سے چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی شکل میں مطبوعہ صورت میں ملتا ہے ۔ نیم مذہبی اور نیم سیاسی جماعتوں کو رگیدا کہ وہ چندے مانگتے ہیں مگر قوم کے لیے

---

۱ ۔ یہ عبارت تحریکِ خاکسار کے شعبۂ نشر و اشاعت ، گجرات ، کی طرف سے چلائی گئی اصلاحی مہم کے سلسلے میں شائع کردہ ایک سلپ سے لی گئی ہے ۔ ایسی کئی ایک سلپیں کتب خانہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹوریکل اینڈ کلچرل ریسرچ ، اسلام آباد ، میں موجود ہیں ایک سلپ راقم الحروف کے پاس بھی ہے ۔

۲ ۔ الاصلاح ، ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء ، ص ص ۶ ، ۸ ، ۱۱

کچھ نہیں کرتے ۔ مجلسِ احرار کی روحِ رواں سید عطا اللہ شاہ بخاری کے متعلق نام لیے بغیر لکھا :

"اگر گری ہوئی قوم کا کوئی راہنما پیشتر اس کے کہ وہ اللہ والوں کی ایک خطرناک اور ناقابلِ شکست جماعت پیدا کر دے تم سے چندہ مانگتا ہے تو وہ رہنما بد نیت ہے ــــ خواہ وہ بدمعاش تمھیں یہ جتانے کے لیے کہ "سید زادہ ہے" محمدؐ کو نانا کہے ، اپنے آپ کو کملی والےؐ کا نواسہ کہے ۔ وہ سب سے پہلے آپ دجال اور کافر ہے کہ رسولِ خداؐ کی بے چین کر دینے والی محبت سے فائدہ اٹھا کر اور اپنے آپ کو نواسہ کہہ کر غریب مسلمانوں کو اور غریب کرتا ہے ۔"[۱]

تحریک کے قائد اُن سے ہم خیال نہ ہونے والی جماعتوں اور ان کے راہنماؤں پر تنقید کرتے وقت قلم کے وقار کے قائل نہ تھے ۔ غالباً تحریک کو جلد از جلد عوام میں متعارف کرانے کا یہ ایک "اچھوتا" طریقہ تھا ۔ ۱۹۳۸ء میں جب جماعتِ اسلامی کا لاہور میں دفتر قائم ہوا تو علامہ نے اسے "پنجاب میں مذہبی بدمعاشی کا ایک نیا اڈہ قرار دیا اور مولانا مودودی پر ، نام لیے بغیر بے سروپا فقرے کسے ۔[۲]

تحریک نے اپنے وقت کی تمام سیاسی جماعتوں کے پروگراموں کو ناقص اور ناقابلِ عمل قرار دیتے ہوئے ان پر تنقید کی ۔[۳] ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت ، کانگرس کے فلسفہ ، عدم تشدد اور اہمسا کو انھوں نے ناکارہ قرار دیا اور اس کی زبردست تضحیک کی ۔ اس طرح انھوں نے کانگرس کی روحِ رواں مسٹر گاندھی ، کے سیاسی فلسفے کی بنیاد کو ہی غلط قرار دیا انھوں نے کہا "عدم تشدد ، اہمسا ، سول نافرمانی ، قید و بند ، عجز ، دریوزہ گری اور مانگ کر آزادی لینے کا فلسفہ سراپا غلط ہے ۔"[۴] تحریک نے واشگاف الفاظ

۱ ۔ قولِ فیصل ، ص ص ۸۱ ۔ ۸۲

۲ ۔ الاصلاح ، ۹ ستمبر ۱۹۳۸ ، ص ۱۶

۳ ۔ یہاں قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ علامہ نے اپنی ابتدائی تحریروں میں مسلم لیگ کے سوا اپنے وقت کی تمام اہم جماعتوں کا نام لے کر ان پر تنقید کی ہے ۔ تحریکِ خلافت ، ہجرت خدائی خدمت گار ، احرار اور کانگرس کا ذکر کیا ہے ۔ لیکن مسلم لیگ کا ذکر نہیں کیا ۔ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں : یا تو وہ مسلم لیگ کو درخورِ اعتنا ہی نہیں سمجھتے تھے یا اس کے پروگرام سے اختلاف نہیں کرتے تھے ۔ تحریکِ خاکسار کی تشریح اور اس کے لائحۂ عمل کی وضاحت سے متعلق علامہ کی ابتدائی دو تصانیف اشارات اور قولِ فیصل مسلم لیگ کے متعلق خاموش ہیں ۔ یاد رہے ، اشارات ۱۹۳۱ء میں اور قولِ فیصل ۱۹۳۵ء میں چھپی تھی

۴ ۔ قولِ فیصل ، ص ۱۱۵

میں اعلان کیا کہ ملک میں پائی جانے والی جماعتیں آزادی کے حصول میں اس لیے ناکام رہی ہیں کہ یہ اپنے مقاصد میں مخلص نہ تھیں ، ان کی جدوجہد کسی نہ کسی ہنگامی حالت سے نپٹنے کے لیے تھی - مثلاً جنگ عظیم میں انگریزوں کی فتح کا رنج یا حسد لوگوں کو انگریزوں کے خلاف مظاہروں پر اکستا رہا - شاطر راہنماؤں نے موقع کو غنیمت جان کر عوام کے انتقامی جذبات کو ابھارا اور لوگوں کو اپنی شعلہ فشاں تقاریر سے ۱۸۵۷ء کا سا ہنگامہ برپا کرنے کے لیے تیار کرنا چاہا - اس طرح انھوں نے تلخ حقائق سے اغماض کرتے ہوئے اپنے نفس اور عوام کو دھوکا دیا - انگریز کے بلند عزائم اور اس کی بـرّی اور بحری قوت کا اندازہ نہ لگایا - وہ یہ نہ جان سکے کہ انگریز اپنی برتر عسکری قوت کی بنا پر ہندوستان پر قابض ہے اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہندوستانی قوم روحانی ، مادی اور عسکری طاقتوں کے مالک بن کر "خدا کی نظروں میں انگریز سے ہر لحاظ سے بہتر نہ ہو جائے -"[۱] بانی تحریک نے اس وقت کے تمام سیاسی فرقوں کو غلط قرار دیتے ہوئے کہا کہ "نہ ہندو کے خلاف بات سچ ہے نہ ہندو سے مل کر صراط مستقیم - نہ مسلمان کی مسلمان سے لاگ درست ہے نہ مذہب کو اڑا کر قومیت کا یک طرفہ خیال پیدا کرنا پختہ عزم ہے -"[۲]

تحریک نے اپنا پروگرام پیش کرتے ہوئے مسلمان قـوم سے کہا کہ وہ سرِ دست سیاست بازی سے کنارہ کشی اختیار کر لیں - بانیٔ تحریک نے مسلمان راہنماؤں کو مشورہ دیا کہ فرقہ ورانہ مسائل چونکہ بہت الجھے ہوئے ہیں اس لیے ان کا حل تلاش کرنے میں جان نہ کھپائیں - " انگریز یـا ہندو جو کچھ بھی اس وقت دیتے ہیں سردست خاموشی سے اور بے حسی سے لے لیں -"[۳] ان کی رائے میں مسلمانوں کے لیے اس وقت مفید مشورہ یہ تھا کہ وہ آپس کے تمام مذہبی اور سیاسی اختلافات مٹا کر متحد ہو جائیں کیونکہ کمزور قوم کو سیاست کی طرف لے جانا ویسا ہی مہلک ہے جیسا کہ خفقان کے مریض کو چڑھائی پر چلانا - انھوں نے علماء دین کا ذکر کرتے ہوئے کہا "اب سے پہلے پیروں اور مولویوں نے دین کی بنا پر امت کے ہزاروں ٹکڑے لمبائی کی طرف سے کیے ہوئے اب تم سیاست کی بناء پر اس مرحوم قوم کے چوڑائی کی طرف سے ٹکڑے مت کرو بلکہ ہر مسلمان ہر دین اور سیاست یا مذہب اور طاقت کو ایک ثابت کر کے پہلے ٹکڑوں کو پھر جوڑ دو - - - طاقت سے آزادی اور آزادی سے بادشاہت حاصل ہو - آزادی اور بادشاہت کے بعد اگر کچھ اپنی ذات کو بھی نفع حاصل ہو جائے تو دوسری بات ہے لیکن اس سے پہلے کسی وہمی فائدے اور موہوم ہڈی پر لڑنا اور لڑ مر کر اس فائدے کو اور موہوم کر دینا صریحاً ہوشمندی کے

---

۱ - قولِ فیصل ، ص ۱۲۰
۲ - اشارات ، ص ۴۷
۳ - ایضاً ، ص ۵۱

خلاف ہے ۔"[1]

سیاست سے کنارہ کشی اور باہمی اختلافات کو رفع کرنے کے بعد تحریک کے پروگرام کا دوسرا مرحلہ اصلاحِ نفس تھا اور نفس کے بتوں کو توڑنے کے لیے پہلے تکبر کے بت کو توڑنا تھا ۔ اس سلسلے میں محسوس عمل کی مثال وہی پیش کی گئی جس پر حضرت عیسیٰ گامزن رہے ۔ حضرت عیسیٰ نے تکبر کے بت کو توڑ کر بے پناہ روحانیت حاصل کر لی تھی ۔ جس سے ڈر کر رومی سلطنت ان کے درپے آزاد ہوئی تھی ۔ رومی سلطنت بخوبی سمجھتی تھی کہ اپنی بے پناہ عوامی مقبولیت کی بنا پر حضرت عیسیٰ ایک نہ ایک دن رومی حکومت کا تختہ الٹ دیں گے ۔ چونکہ کمزور قوم کے پاس دولت اور طاقت نہیں ہوتی وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں عسکری طاقت سے بھی محروم ہوتی ہے ۔ للہذا اس کا واحد ہتھیار روحانیت ہے ۔ مسٹر گاندھی کی قیادت میں تحریک خلافت کے دوران میں چلائی جانے والی تحریک عدم تشدد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بانیٔ تحریک کہتے ہیں کہ اگرچہ ایک دنیا دار انسان حضرت عیسیٰ کی تعلیمات سے پوری طرح متمتع نہیں ہو سکتا پھر بھی "دو برس نہیں گزرے کہ اس طمانچے والے حلیم بنانے والی تعلیم کے ایک جزو قلیل کو سر زمین ہند کے ایک مقتدر اور باعمل سیاسی راہنما نے صحیح طور پر لیا اور اگرچہ اس کی تمام منطق کو سمجھنے سے وہ فی‌الجملہ قاصر رہا لیکن اس پر کماحقہ عمل پیدا کرنے کی سعی کی اور لوگوں کو اس اٹل روحانیت کی ترغیب اور وراثت زمین کا نصب‌العین پیش کر کے چند مہینوں کے اندر وہ ماحول پیدا کر دیا کہ انگریزی حکومت کے اوسان خطا ہو گئے ۔ لیکن نبی کی تعلیم کا یہ لشکر انگیز ربط اور اس کا صراط مستقیم صرف اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جس کی نظر بے حد وسیع ہو ۔ تعصب کی تنگ نظری اس کے ربط کو نہیں دیکھ سکتی ۔"[2]

تحریک نے واضح طور پر کہا کہ کانگرس کا عدم تشدد اصلاح نفس سے قریب تر ہے ۔ "گولی یا لاٹھی مارنے والے کو کچھ نہ کہنا اور اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دینا بلاشبہ ایک بت شکنی ہے ، نفس کے دیو کو مطیع کرنا ہے ۔ لیکن بایں ہمہ اس پروگرام سے اصلاحِ نفس کا حصول ممکن نہیں کیونکہ یہ کئی ایک باتوں میں ناقص ہے : اس میں خدا کی نوکری کا تصور شامل نہیں ۔ یہ باغرض محرکات کی پیدا وار ہے ، اس کا مقصد انگریزوں سے انتقام لینا ہے ، انگریز کی مسلح فوج کا خاموشی سے مقابلہ کر کے اس کے نظام کو درہم برہم کرنا ہے ۔ لہذا اس کے عاملوں کے پیش نظر اصلاح نفس نہیں جو محض خدا کے واسطے خدمت خلق کرنے اور سختیاں سہنے سے حاصل ہوتا ہے ۔ یہی وجہ

---

۱ ۔ اشارات ، ص ۳۸

۲ ۔ "دیباچہ" تذکرہ ، ص‌ص ۳۹ ۔ ۴۰

ہے کہ کانگرس کا عدم تشدد دیرپا ثابت نہیں ہو گا ۔ دوسری طرف خاکسار تحریک جو اصلاح نفس کا پروگرام پیش کرتی ہے ۔ اس کی پہلی کئی منزلوں میں وہی لوگ شامل ہوں گے جن میں سیاسی مصلحت یا انتقام کے جذبے کی بجائے اللہ کی ملازمت کا زندہ جذبہ موجود ہو ۔ عام اعلان ہو کہ اصلاحِ نفس کے عاملوں کا ملکی سیاست سے کوئی تعلق نہیں ، سول نافرمانی نہیں ، کھدر کا پہننا نہیں ، وہ عدم تشدد پر ہر حالت میں اور ہر موقع پر حتی الوسع عامل رہیں گے "الا یہ کہ تشدد اس قدر بڑھ جائے کہ حفظ نفس کے لیے مقابلے کی ضرورت ہو۔"[1]

اصلاح نفس کے ذریعے حفظِ نفس کے حصول کے بعد تحریک کا اگلا قدم خدمت خلق کے ذریعے مادی تغلب کا حصول تھا ۔ بلکہ مادی تغلب اصلاح نفس کا منطقی نتیجہ تھا جو حاصل ہو گا ۔ اس کے علاوہ اپنی صفوں میں اتحاد اور تنظیم کے ذریعے خاکساروں میں بے خوفی کے عنصر کو اجاگر کرنا تھا ۔ انھیں مرد میدان بنانا تھا ۔ روحانی بنا کر بے پناہ زور پیدا کرنا تھا کیونکہ آزادی حاصل کرنے کے لیے مادی تغلب اور بے خوف لازمی امور ہوتے ہیں ۔ مگر سب سے پہلے تمام مخالف قوتوں کو اپنے حسنِ اخلاق سے رام کرنا تھا ہاں البتہ جو حسنِ اخلاق سے رام نہ ہوں ان کو زورِ بازو سے کچلنا تھا ۔ تشدد کرنے والے کے خلاف تشدد اور اینٹ کے جواب میں پتھر اٹھانے کی اجازت ہو گی کیونکہ "عدمِ تشدد ، اہنسا ، سول نافرمانی ، قید و بند ، عجزو دریوزہ گری اور مانگ کر آزادی لینے کا فلسفہ سرتاپا غلط ہے ۔"[2]

اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی ضرورت اس لیے محسوس کی گئی کہ تحریک کا پہلا فرض اپنے سپاہیوں کو دشمن سے بچانا تھا کوئی ہوش مند جرنیل اپنے سپاہیوں کو دشمن کے حوالے نہیں کرسکتا۔ تحریک کا موقف یہ تھا کہ کانگرس نے قید و بند کا راستہ اختیار کر کے ملک و قوم کو نقصان پہنچایا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہندو مسلم کے درمیان نفرت اور اختلافات کی خلیج پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہو گئی ہے۔ پس تحریک مسلمانوں کو نصیحت کرتی ہے کہ وہ مرد میدان بنیں اور تحریک کے جھنڈے کے تلے جمع ہو جائیں ۔ کیونکہ یہ تحریک "ایک مردانہ تحریک ہے ، مردانہ وار حرکت اور مجاہدانہ زندگی ہے ؛ بے خطر تقدم اور بے خطا سبقت ہے ، حکومت اور بادشاہت کے لیے بے گمان تیاری ہے "[3] تحریک نے ہر اس مسلمان کو جو تحریک کے پروگرام پر عمل نہیں کرتا خارج از اسلام قرار دیا ۔ بانیٔ تحریک نے لکھا "ہماری ہر مسلمان سے جو عملاً مسلمان نہیں بنتا تلوار کی جنگ ہے ۔

---

۱ ۔ اشارات ، ص ۱۰۷

۲ ۔ قولِ فیصل ، ص ۱۱۵

۳ ۔ ایضاً ، ص ۱۰۹

ہمارے نزدیک ہر مسلمان جو حسبِ طاقت اپنے عمل سے چند برس کے اندر اندر وہی قرونِ اولیٰ کا سماں پیدا کرنے کے لیے تیار نہیں دائرۂ اسلام سے باہر ہے ـــ توپ اور تلوار کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں ، بلکہ آج بیلچے کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں ۔"[۱]

تحریک ترک موالات کے حوالے سے چرخہ چلا کر مقامی طور پر سوت اور کپڑا پیدا کرنے کی گاندھی کی تحریک کے سخت خلاف تھی ۔ تحریک کا موقف یہ تھا کہ چرخے کا پرچار ایک تاجر قوم کی دوسری تاجر قوم کو بے بس کرنے کی ایک چال ہے ۔ خاکساروں نے الزام لگایا ہے کہ "اگر ہندو سرمایہ دار ولائتی مال نہ خریدتے تو ہندوستان ہرگز مفلس نہ ہوتا ۔ اس جرم کے پہلے مجرم صرف ہندو ہی ہیں ـــ پس چرخہ کے چلانے میں لامحالہ انتقام کا جذبہ ہے ـــ اس میں مذہب اور خدا کا تخیل ہرگز نہیں ۔ یہ ایک بے کس ، مگر سرمایہ دار اور تاجر قوم کی دوسری تاجر اور سرمایہ دار قوم کے خلاف اقتصادی توپ ہے ۔ ۔ ۔ چرخہ ، ایک زنانہ ہتھیار ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ وجوہ ہیں جن کے باعث میں چرخہ میں آزادی حاصل کرنے کی اہلیت قطعاً نہیں دیکھتا ۔"[۲]

تحریک نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ کانگرس مسلم سیاست کو نقصان پہنچا رہی ہے کانگرس کے سامنے ہندو فلسفہ پیش پیش ہے جس کے تحت جیلوں میں جانا ، گولیاں کھانا ، دشمن کو نقصان نہ پہنچانا ، نعروں سے آسمان سر پر اٹھانا ، جلوس نکالنا ، ہڑتالیں کرنا اور اسی قسم کے دیگر بے ضرر اقدام کرنا عین جائز ہیں ۔ تحریک کو افسوس تھا کہ مسلمانوں کے ذہنوں پر بھی اس ہندو فلسفے نے غلبہ کر رکھا ہے ۔ بانی تحریک نے کانگرس کو ایک زنانہ ڈیبیٹنگ کلب قرار دے کر مسلمانوں کو اس میں شمولیت سے باز رہنے کی تلقین کی ۔ انھوں نے پیش گوئی کے طور پر کہا کہ جب تک کانگرس اپنے موجودہ ہندو فلسفے کو کسی اور رنگ میں پیش نہیں کرتی وہ آزادی ہند کے لیے کچھ نہ کر سکے گی ۔[۳]

تحریک اگرچہ مسلمان تحریک تھی لیکن ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان رواداری اور اتحاد کو بھی تحریک کے نصب العین میں شامل کیا گیا تھا ۔ تحریک کے ابتدائی لٹریچر میں وقتاً فوقتاً اس امر کا شدومد سے اعلان کیا جاتا رہا کہ تحریک فرقہ وارانہ نہیں ہے ۔ ہندوؤں کو یقین دلایا جاتا رہا کہ تحریک اُن کے خلاف نہیں ۔ لیکن ابتدائی دور میں ہی ہندوؤں نے اسے اپنے خلاف ایک خفیہ سازش قرار دے کر حکومت کی توجہ اس طرف دلائی ۔[۴] اگرچہ علامہ کا خیال تھا کہ ہندوؤں کا یہ خوف آہستہ آہستہ رفع ہوتا گیا تھا تاہم بعد کا

---

۱ ۔ قولِ فیصل ، ص ص ۵۰ ۔ ۵۱

۲ ۔ ایضاً ، ص ص ۱۲۶ ۔ ۱۲۷

۳ ۔ ایضاً ، ص ۱۰۷

۴ ۔ ایضاً ، ص ۱۲۸

لٹریچر اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ ہندوؤں نے اسے کبھی بھی غیر فرقہ وارانہ جماعت تصور نہیں کیا ۔ ابتداء میں علامہ کا خیال تھا کہ ”مسلمان جب ہندوؤں کی خدمت کے لیے خود آگے بڑھیں گے تو ہندوؤں کے دلوں میں ان کی محبت کا پیدا ہونا اٹل ہے ۔“[۱] مگر ۱۹۴۳ء میں قحط بنگال کے وقت خاکساروں نے دونوں ہندو اور مسلمان قحط زدگان کی خدمت کر کے دیکھ لیا کہ ہندو مسلمان کے ہاتھوں سے اپنی خدمت پر خوش نہ ہو سکے ۔

تحریک کا منشا یہ تھا کہ حکومت سے کسی قسم کا تصادم مول لیے بغیر اپنی طاقت کو مجتمع کرتی رہے نیز خدمت خلق کے ذریعے عوام میں مقبول ہوتی جائے تاکہ وقت آنے پر ہندوستان کی آزادی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر کے ملک کی سب سے بڑی اور طاقتور جماعت کے طور پر ابھرے اور اس طرح اپنے نصب العین (غلبہ اسلام) کو ہندوستان میں حاصل کر لے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ابتدا میں ملکی سیاست میں حصہ لینے سے احتراز کیا ۔ اس کی اولین توجہ فوجی قواعد کے ذریعے خاکساروں میں سپاہ گری پیدا کرنے پر مرکوز رہی ۔ اس نے ان جماعتوں پر سخت تنقید کی جنھوں نے حکومت سے ٹکرا کر اپنی قوت کو پاش پاش کر لیا تھا ۔[۲]

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے تحریک کا اولین مقصد تحریک کی توسیع و تنظیم تھی ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء کو خاکسار کے آرگن **الاصلاح** کے اجرا سے تحریک کا تعارف ہندوستان بھر میں آسان ہوتا گیا ۔ **الاصلاح** میں شائع ہونے والے خاکساروں کے مراکز کے اعداد و شمار کو اگر مبالغہ آمیز بھی قرار دیا جائے تو بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پنجاب ، سرحد اور سندھ کے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں کے علاوہ ۱۹۳۸ء تک دیہاتوں کی ایک کثیر تعداد میں بھی تحریک کے اشاعتی دفاتر قائم ہوچکے تھے ۔ ان صوبوں کے باہر بھی تحریک بڑی سرعت سے متعارف ہو رہی تھی ۔ یو پی ، سی پی ، بہار ، بنگال ، بلوچستان اور مدراس کے صوبوں کے مرکزی مقامات اور اہم شہروں میں تحریک کے مراکز موجود تھے ۔ **الاصلاح** کی اشاعت ہر ہفتے جمعے کے روز باقاعدگی سے ہوتی تھی ۔ خاکساروں کو اس کے آنے کا شدت سے انتظار رہتا تھا ۔ وہ خود پڑھتے اور دوسروں کو پڑھاتے ۔ **الاصلاح** میں خدمت خلق ، اشاعت تحریک ، افسروں کے تقرر اور تبادلوں کی خبریں نمایاں سرخیوں سے شائع ہوتیں ۔ اس مجلے نے تمام خاکساروں کو مرکز سے باندھنے کے لیے ایک رسی کا کام دیا ۔ **الاصلاح** اور تحریک کے درمیان اس قدر گہرا ربط قائم ہو گیا تھا کہ جب ۱۹۴۰ء میں تحریک حکومت کے زیر عتاب آئی اور **الاصلاح** کی اشاعت میں بے قاعدگی پیدا ہو کر آخر میں یہ بند ہو گیا تو تحریک بذات خود ہل کے رہ گئی ۔ اگرچہ بانی تحریک پونے تین سال مدارس میں قید و نظر بند رہنے کے بعد یکم جنوری ۱۹۴۳ء کو رہا ہو کر لاہور پہنچ گئے لیکن

---

۱ ۔ اشارات ، ص ۱۲۵

۲ ۔ قول فیصل ، ص ۱۱۷

چونکہ الاصلاح بند تھا ۔ اس لیے تحریک میں وہ طنطنہ اور دبدبہ عود کر نہ آ سکا ۔ جو ۱۹۴۰ء سے قبل اس کا حصہ تھا ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو جب الاصلاح پھر شائع ہو کر خاکساروں کے ہاتھوں میں پہنچا تو تحریک میں جان پڑ گئی اگرچہ تحریک اس قدر مجروح و ناتواں ہو چکی تھی کہ جانبر نہ ہو سکی ۔ بانیٔ تحریک کو چونکہ اختیار ناطق حاصل تھا اور تحریک کی تمام تر سرگرمیوں کی ذمہ داری ایک فرد واحد کے ہاتھ میں تھی ۔ تحریک میں ماہانہ یا سالانہ مشاورتی اجلاس نہ ہوتے تھے ۔ اس لیے الاصلاح ہی ایک واحد ذریعہ تھا جو ملک بھر کے خاکساروں کو تحریک کے آئندہ پروگرام سے باخبر رکھتا ۔ ادارۂ علیہ ہندیہ اہم نوعیت کے احکام اور ہدایات ڈاک کے ذریعے بھی متعلقہ افسروں کے نام جاری کرتا تھا لیکن ان احکام و ہدایات کو ہر خاص و عام کی اطلاع کے لیے الاصلاح میں بھی شائع کر دیا جاتا تھا ۔ اس میں شائع ہونے والے احکام حتمی ہوتے تھے اور ہر خاکسار پر ان کی پابندی ایسے ہی لازمی ہوتی تھی جیسے کہ یہ ادارہ علیہ کی مہر سے ڈاک کے ذریعے یا دستی پہنچائے گئے ہوں ۔

ہر خاکسار کا فرض تھا کہ وہ الاصلاح کی اشاعت کو بڑھانے میں حتی الوسع کوشش کرے اور الحق خاکساروں نے اس ضمن میں اپنی بہترین کوششیں کیں ۔ الاصلاح میں شائع ہونے والے خصوصی مقالات کو اپنے خرچ سے دوبارہ شائع کروا کے خاکسار ہزاروں کی تعداد میں مفت یا برائے نام قیمت پر لوگوں میں تقسیم کرتے تھے ۔ چنانچہ "مولوی کا غلط مذہب" نامی سلسلہ اشاعت میں چند ایک خاکساروں نے مالی مدد دی ۔

الاصلاح کی اشاعت میں کئی دفعہ بحران پیدا ہوا ۔ اس بحران سے خود تحریک ہی ڈگمگا جاتی رہی ۔ ۲۸ فروری ۱۹۴۰ء میں جب تحریک پر جزوی پابندیاں عائد ہوئیں تو الاصلاح دہلی منتقل کر دیا گیا ۔ ۸ اور ۱۵ مارچ کے دو ہفتوں کا ایک ہی شمارہ نکل سکا ۔ ۱۹ مارچ کو سانحۂ لاہور کے بعد علامہ مشرقی گرفتار ہوئے تو الاصلاح کی اشاعت میں بے قاعدگی پیدا ہوئی ۔ تاہم علامہ کے نائبین کی کوششوں سے اس کی اشاعت کو یوں توں کر کے برقرار رکھا گیا ۔ فروری ۱۹۴۱ء تک پہلے کلکتہ سے اور پھر لاہور سے چھپتا رہا پھر پنجاب میں تحریک پر پابندیاں سخت سے سخت تر ہوتی گئیں اور اس کا لاہور سے جاری رہنا محال ہو گیا ۔ مارچ ۱۹۴۱ء کو تحریک کا صدر دفتر اور الاصلاح علی گڑھ منتقل کر دیے گئے ۔ ۲ جون ۱۹۴۱ء کو جب خاکسار تحریک پورے ہندوستان میں خلاف قانون قرار دے دی گئی تو الاصلاح بھی بند ہو گیا ۔ اگرچہ علامہ صاحب جنوری ۱۹۴۳ء کو رہا ہو کر لاہور پہنچ چکے تھے مگر الاصلاح جاری کرنے کی اجازت حاصل نہ کرسکے حتیٰ کہ ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو اس کا پہلا پرچہ پھر سے شائع ہوا ۔ الاصلاح کی اشاعت کے انقطاع کے تمام عرصے میں تحریک شہرت کے نچلے درجے پر رہی اور جونہی الاصلاح کا دوبارہ اجرا ہوا جاں بلب تحریک نے آنکھیں کھول دیں ، اگرچہ آخری ہچکی لینے

کے لیے ہی -

تحریک کی زندگی کا مختصر احاطہ کرنے کے لیے - - - سہولت کی خاطر - - - ہم اسے دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں - پہلا دور اس کے آغاز سے لے کر ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء تک کا ہے جب کہ لاہور میں پولیس سے تصادم کے بعد خاکساروں کو بہت جانی اور مالی نقصان ہوا اور علامہ مشرقی گرفتار ہو کر ویلور جیل میں بند ہوئے - دوسرا دور سانحہ لاہور سے لے کر ۳۰ جون ۱۹۴۷ء تک کا ہے - جسے ہم تحریک کا دور ابتلاء یا دور زوال کہہ سکتے ہیں -

دور عروج میں تحریک نے خود کو تعمیر ذات اور اظہار ذات کے لیے وقف کر رکھا - ہندوستان کی سیاست یا دوسرے لفظوں میں اس کی آزادی کو اپنے پروگرام میں ثانوی مقام ہی نہ دیا بلکہ سیاست میں ملوث ہونے سے احتراز کیا - ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتوں ـــــ مسلم لیگ اور کانگرس ـــــ سے ان کے سیاسی موقف میں ملک کی آزادی سے اتفاق کے باوجود آزادی کے حصول کے طریق کار میں ان دونوں سے اس شدت سے اختلاف کیا کہ یہ جزوی اتفاق رائے نااتفاق کے سایوں میں نظروں سے اوجھل رہا - نمود ذات کی تگ و دو میں ملک کی تمام جماعتوں سے تحریک کی ٹھنی رہی - اس عمومی اختلاف کو ہم تحریک کے اپنے مقصد پر یقین کی پختگی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں - عوامل خواہ کچھ بھی ہوں واقعہ یہ ہے کہ تحریک نے نہ تو کسی جماعت کے پروگرام کو سراہا اور نہ ہی دوسری جماعتوں نے اس کے پروگرام سے کبھی اتفاق کیا - اصل وجہ یہ ہے کہ آزادی کے حصول کے لیے تحریک قرار دادوں اور انتخابات کے معروف جمہوری طریقوں پر یقین ہی نہیں رکھتی تھی - اس کے نزدیک آزادی مانگ کر نہیں چھین کر لی جا سکتی تھی - لیکن چھیننے سے قبل چھیننے کے قابل ہونا یعنی مادی طاقت پیدا کرنا ضروری تھا - تحریک اپنے آپ کو اور ملک کی دوسری جماعتوں کو اس وقت تک اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ آزادی حاصل کرنے کی سمت میں کوئی عملی قدم اٹھایا جاتا - یہ وجہ تھی جس کی بنا پر تحریک نے اپنے آپ کو سیاست میں الجھنے سے باز رکھا - تاہم نمود ذات اور قوت کے حصول کے لیے اس نے رابطہ عوام کی مہم شروع کر دی اور خدمت خلق کے پروگرام پر اس شدومد سے زور دیا کہ دیکھنے والے ایک عامی کو یوں لگتا تھا کہ تحریک نالیاں صاف کرنے اور لاوارث چوپایوں کی لاشیں سڑکوں پر سے ہٹانے جیسے کاموں کے لیے ہی قائم ہوئی ہے - مگر انگریز کی صوبائی حکومتیں ایک عامی سے زیادہ بالغ النظر تھیں - وہ تحریک کے باقاعدہ فوجی قواعد اور بیلچہ بردار دستوں میں ایک ایسی طاقت کو ابھرتا ہوا دیکھتی تھیں جو مستقبل میں انگریزی حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر سکتی تھی - اس ضمن میں حکومت سرحد کا رد عمل زیادہ سریع اور شدید تھا - تحریک کے قیام کے اگلے سال ۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو پنجاب کے خاکساروں کا ایک چاق و چوبند دستہ تحریک

کا دفتر کھولنے کے لیے پشاور میں داخل ہوا تو پشاور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ایچی سن نے شہر میں تحریک کے قیام پر اعتراض کیا ۔ علامہ کی یقین دہانی کے باوجود کہ مارچ شہر کے بڑے بڑے بازاروں سے دور رہ کر کی جایا کرے گی لیز یہ کہ اگر کوئی دستہ بڑے بازار میں سے ضرورتاً گزرے تو احکام نہیں بولے جائیں گے ڈپٹی کمشنر مطمئن نہ ہوا ۔ اس نے ۱۴ اکتوبر کو علامہ کو بلوا کر صاف صاف کہہ دیا کہ خاکی وردی اور سپاہیانہ قواعد کو حکومت برداشت نہیں کرے گی ۔[1]

شہر کے شرفاء کے ایک وفد نے گورنر سرحد کے پاس جا کر تحریک کے لیے نرمی کی سفارش کی تو بھی تحریک کو صوبے میں کھلم کھلا عمل کرنے کی اجازت نہ مل سکی ۔ گورنر نے تحریک کے عمل کو محدود پیمانے پر ہی جاری کرنے کی اجازت دی ۔[2] تحریک پر پابندیاں پانچ سال تک نافذ رہیں اور تحریک کی بہترین کوششوں کے باوجود حکومت سرحد کا رویہ نرم ہونے کی بجائے سخت تر ہوتا گیا حتیٰ کہ بانیٔ تحریک کا داخلہ پشاور میں ممنوع قرار دے دیا گیا ۔ تحریک نے اس امر کو رسوا کن جانا ۔ اگرچہ تحریک حکومت سرحد کے ہاتھوں یہ رسوائی پانچ سال تک برداشت کرتی رہی لیکن نواب زادہ عبدالقیوم جیسے نرم دل انسان کی وزارت عظمٰی میں تحریک کو موقعہ ملا کہ حکومت سرحد پر دباؤ ڈال کر تحریک پر سے پابندیاں اٹھوائی جائیں ۔ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء کو علامہ نے الاصلاح میں حکومت سرحد کو دھمکی دی کہ اگر ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء تک تحریک پر سے پابندیاں نہ اٹھائی گئیں تو خاکسار پابندیوں توڑنے پر مجبور ہو جائیں گے ۔[3] اس دھمکی کو الاصلاح کے کالموں میں وقتاً فوقتاً دھرایا جاتا رہا ۔ آخرکار نواب زادہ کی کوششوں سے ۲۲ اگست ۱۹۳۷ء کو حکومت سرحد نے خاکساروں پر سے سابقہ تمام پابندیاں اٹھا لیں ۔[4] علامہ نے اسے اپنی بے مثال فتح قرار دیا ۔[5]

صوبہ سرحد کی حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کے بعد تحریک نے ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء کو حکومت پنجاب سے حسب ذیل تین مطالبات کر دیے ۔

۱۔ صوبہ پنجاب میں زکٰوۃ ، خیرات اور صدقات وغیرہ کی تحصیل کے لیے حکومت

---

۱ ۔ الاصلاح ، ۱۶ جولائی ۱۹۳۷ء ، ص ۴

۲ ۔ وفد ۲۵ شرفاء پر مشتمل تھا جس میں سردار اورنگ زیب خان ، عبدالرب نشتر اور مولوی محمد یوسف بنوری جیسے با رسوخ لوگ بھی شامل تھے ۔ تفصیل کے لیے دیکھو الاصلاح ، ۱۶ جولائی ۱۹۳۷ء ، ص ۶ ، کالم ۲

۳ ۔ ایضاً ، ص ۱۲ ، کالم ۳

۴ ۔ ایضاً ، ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء ، ص ۱ ، کالم ۱

۵ ۔ ایضاً

کی طرف سے انتظام کیا جائے ۔ محصولات کو خاکساروں کے بیت المال میں جمع کیا جائے ۔ بیت المال کا انتظام و انصرام ادارۂ علیہ یعنی علامہ مشرقی کے ہاتھ میں ہو ۔

۲ ۔ خاکساروں کو لاہور میں اپنے لیے ایک براڈ کاسٹنگ اسٹیشن قائم کرنے کی اجازت دی جائے تا کہ وہ تمام ملک میں جمعہ کا خطبہ نشر کر سکیں نیز قرآن و حدیث کی تعلیم و تبلیغ کا اہتمام بھی ہو سکے ۔

۳۔ حکومت پنجاب صریح طور پر اعلان کرے کہ سرکاری ملازمین کو خاکسار تحریک میں شامل ہونے کی کوئی ممانعت نہیں ۔

ایک غیر مسلم راج کی صوبائی حکومت سے ان مطالبات کے کرنے کا جواز غالباً خاکساروں کے لہو کو گرم رکھنے کے سوا اور کوئی نہ تھا ۔ تینوں مطالبات کی نوعیت ایسی ہے جن کو سرسکندر حیات کی حکومت ، مرکزی حکومت نیز دوسری سیاسی جماعتوں کو ناراض کیے بغیر پنجاب میں خاکساروں کے حق میں نہ مان سکتی تھی ۔ زکٰوۃ کا بیت المال مسلمانوں کی مرضی کے بغیر قائم نہ ہو سکتا تھا ۔ اسے آئینی حیثیت دینے کے لیے مسلمانوں سے استصواب رائے کی ضرورت تھی ۔ براڈ کاسٹنگ اسٹیشن کا قیام صوبائی نہیں مرکزی حکومت کا معاملہ تھا ۔ سرکاری ملازمین کو خاکسار جماعت میں شامل ہونے کی اجازت دوسری جماعتوں کو ناراض کیے بغیر نہیں دی جا سکتی تھی ۔ لیکن تحریک کا اصرار تھا کہ جس طرح صوبہ سرحد میں نواب زادہ عبدالقیوم نے ذاتی سطح پر گورنر سے سفارش کر کے خاکساروں پر سے پابندیاں اٹھوا دی تھیں اس طرح سکندر حیات بھی بطور مسلمان وزیر مرکزی حکومت سے خاکساروں کے لیے یہ رعایتیں حاصل کر کے خاکساروں کو ممنون کر سکتا تھا ۔ سکندر حیات حکومت نے ان مطالبات کے ماننے سے اپنی مجبوری کا اظہار کیا تو علامہ نے **الاصلاح** میں اس کے خلاف زور دار تحریک چلا دی ۔ آخرکار شدت اس درجے پر پہنچی کہ علامہ نے خاکساروں کو لاہور پہنچ کر سکندر حیات کی حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کے لیے جہاد کرنے کا حکم دے دیا ۔[1]

سکندر حیات حکومت کے لیے یہ وقت بہت مشکل تھا ۔ خطرہ یہ تھا کہ غیر خاکسار جوشیلے مسلمان عوام بھی خاکساروں کے ساتھ اٹھ کر حکومت پنجاب کے لیے درد سر بن سکتے تھے ۔ مطالبات کا منظور کرنا تو ناممکن تھا اب راستہ صرف یہ تھا کہ خاکساروں کے ساتھ مذاکرات کا ڈھونگ رچا کر وقت حاصل کیا جائے اور پھر مناسب تدابیر کے ساتھ

---

۱ ۔ **الاصلاح** ، ۵ اگست ۱۹۳۸ء ، ص‌ص ۱۷ ۔ ۱۸ ، نومبر تک کے **الاصلاح** کی فائلیں ایسی ہی خوفناک دھمکیوں سے بھری پڑی ہیں

خاکساروں سے لپٹا جائے۔ چنانچہ سکندر حکومت نے ڈپلومیسی سے کام لیتے ہوئے ۱۰ نومبر کو وزارت پنجاب کے پارلیمانی سیکرٹری میر مقبول محمود کو بات چیت کے لیے ادارۂ علیہ بھیجا۔ حکومت کے ایک بلند منصب افسر کو خاکسار دفتر میں آتے ہوئے دیکھ کر بانیٔ تحریک خوشی سے جامے میں پھولے نہ سمائے اور سر سکندر حیات سے تمام گلے شکوے بھول جانے کو تیار ہی نہ ہوئے بلکہ اپنے قلم سے سکندر حیات کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھنے کی بھی پیشکش کر دی مگر اس شرط کے ساتھ کہ ان کے مطالبات من و عن تسلیم کر لیے جائیں۔[1]

۱۴ نومبر کو میر مقبول نے علامہ کو اپنے دفتر میں بلوا کر ایک رف ڈرافٹ دکھایا جس میں تحریر کیا گیا تھا کہ:

۱۔ زکوٰۃ کا بیت المال (حفاظت مال کی ضروری تکمیل کے بعد) علامہ کی قیادت میں ہو اور زکوٰۃ کی تقسیم بعینہٖ ان احکام کے ماتحت ہو جو قرآن حکیم اور شریعت حقہ نے وضع کیے تھے۔

۲۔ براڈ کاسٹنگ کے متعلق امکانی سفارش حکومت ہند کے پاس کر دی گئی ہے۔ اگر یہ منظوری کسی معقول وجہ سے نہ ہو سکی تو خاکسار تحریک کو کھلی اجازت ہو گی کہ حکومت پنجاب کا براڈ کاسٹنگ اسٹیشن آزادانہ طور پر استعمال کرے۔

۳۔ ملازمین حکومت کو صرف سیاسی تحریکوں میں شمولیت کی ممانعت ہے۔ خاکسار تحریک کی طرف سے اس کے مذہبی اور سماجی تحریک کا اعلان ہوتے ہی حکومت تمام امتناعی اعلانات واپس لے لے گی۔[2]

مطالبات کی منظوری یا نامنظوری کا کھیل بلا دستخط ڈرافٹ کی حد سے کبھی آگے نہ بڑھا مگر علامہ نے اس کو اپنی عظیم الشان فتح قرار دیا۔[3] اور احسان مندی کے جذبے کے ساتھ سرسکندر حیات کو خاکساروں نے سلامی بھی دی۔[4] یہی نہیں بلکہ ۲۵ نومبر کو پنجاب میں تین مطالبات کی فتح کی خوشی میں پشاور شہر میں چراغاں کیا گیا۔[5] اور لگے ہاتھوں حکومت سرحد سے بھی مطالبات کر دیے جو براڈ کاسٹنگ اسٹیشن کو چھوڑ کر اپنی نوعیت میں پنجاب میں کیے جانے والے باقی دو مطالبات سے مشابہ تھے۔[6]

۱۔ الاصلاح، ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ء، ص ۶، کالم ۲
۲۔ ایضاً
۳۔ ایضاً، ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ء، ص ۶
۴۔ ایضاً، ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء، ص ۱
۵۔ عظمت اللہ بھٹی، المشرق، ص ۶۷
۶۔ الاصلاح، ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء، ص ۶، کالم ۱

ان دنوں صوبہ سرحد میں کانگرس وزارت تھی ۔ ڈاکٹر خان صاحب وزیراعظم تھے ۔ پشاور میں علامہ نے تقریر کرتے ہوئے خاکساروں کو مشورہ دیا کہ صوبے کے کونے کونے میں پھیل کر وہ اپنی مخالف قوتوں کو "یکسر فنا" کر دیں ۔ انہوں نے عبدالغفار خان اور ڈاکٹر خانصاحب پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ مذہب اسلام سے ناواقفیت کی بنا پر خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی جہنم کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ خاکساروں کو چاہیے کہ وہ ان دونوں راہنماؤں کو مجبور کریں کہ وہ "مسلمانوں کی عام اور مشترک راہ پر آ جائیں ۔"[1]

ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت میں خاکساروں کو صوبہ سرحد میں جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا ۔ اصل میں علامہ کا خاکساروں کو مشورہ کہ وہ اپنی مخالف قوتوں کو یکسر فنا کر دیں سرحد میں ٹھنڈے جیو نہ لیا جا سکتا تھا ۔ اس طرح سرحد کے دو نامور راہنماؤں پر اسلام سے ناواقفیت کا فتویٰ اور ان پر قوم کو گمراہ کرنے کا الزام بھی سرخ پوشوں میں خشم انگیز ثابت ہوا ۔ اب کے خاکساروں کا واسطہ نواب زادہ عبدالقیوم جیسے نرم دل انسان سے نہ تھا جو علامہ کی "گستاخیوں" کو بھی خاموشی سے پی جاتا ۔[2] خان عبدالغفار خان کے پیروکار بڑی تعداد میں تھے ، وہ اپنے لیڈر پر اسلام سے نا آشنا ہونے کی بات برداشت نہ کر سکتے تھے ۔ سرحد حکومت سے کیے گئے مطالبات کی منظوری تو خیر نہ ہونا تھی اور نہ ہوئی البتہ خاکساروں پر سرحد میں سختیاں شروع ہوگئیں ۔ ۱۰ جون ۱۹۳۹ء کو اکوڑہ (ڈنگرزئی) میں مسجد اعظم کے سامنے سرخ پوشوں اور خاکساروں کے درمیان ایک تصادم میں خاکساروں کا جانی اور مالی نقصان ہوا ۔ خاکسار ماخذوں کا دعویٰ ہے کہ سرخ پوشوں نے ان پر حالت نماز میں حملہ کیا ۔[3] قابل توجہ امر یہ ہے کہ تحریک نے اس نقصان کو تقریباً خاموشی سے برداشت کر لیا ۔ الاصلاح میں واویلا کرنے کے سوا حکومت سرحد سے کسی پرجانے کا مطالبہ نہ کیا گیا ۔ بانیٔ تحریک نے خاکساروں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ مکی زندگی یعنی مصائب والاَلم کا دور ختم ہونے والا ہے اور مدنی زندگی یعنی کامیابی اور فتوحات کا دور شروع ہونے والا ہے ۔[4]

---

۱ ۔ الاصلاح ، ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء ، ص ۶ ، کالم ۳

۲ ۔ علامہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے نواب زادہ عبدالقیوم خان سے ان کی وزارت کے دوران میں گستاخیاں کی تھیں اور ان کو کرخت لہجے میں مخاطب کیا تھا ۔ دیکھو ایضاً ، ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء ، ص ۸ ، کالم ۱ - ۲

۳ ۔ ایضاً ، ۲۳ جون ۱۹۳۹ء ، ص ۱ ، نیز دیکھو "اکوڑہ میں قیامت صغریٰ" ، ص ۷

۴ ۔ ایضاً ، ص ۱

۱۹۳۹ء کے موسم گرما میں تحریک نے اپنے آپ کو لکھنو میں ہونے والے شیعہ سنی فسادات میں ملوث کر لیا ۔ یہ فسادات لکھنو کی زندگی کا ایک حصہ بن چکے تھے اور کاہے بگاہے پھوٹ پڑتے تھے ۔ اس دفعہ جو پھوٹے تو ختم ہونے کا نام نہ لیتے تھے ۔ جماعت احرار بھی ان فسادات میں ملوث تھی ۔ صوبے میں اس وقت کانگرس وزارت تھی ۔ تحریک کو شبہ تھا کہ کانگرسی وزارت فسادات کو ہوا دے رہی ہے ۔ تحریک نے اعلان کر دیا کہ اگر فسادات جلد ختم نہ ہوئے تو خاکسار دستے لکھنو پہنچ کر مداخلت کریں گے ظاہر ہے یو ۔ پی کی کانگرس وزارت اس مداخلت کو پسند نہ کر سکتی تھی ۔ اس نے خاکسار تحریک کو صوبے میں داخل ہونے سے باز رہنے کو کہا جس سے تحریک کو یو ۔ پی حکومت کی مخالفت کرنے کا موقعہ مل گیا ۔ اور اس طرح یو ۔ پی کی حکومت اور خاکساروں کے درمیان محاذ آرائی شروع ہو گئی ۔

الاصلاح میں احکام نکلنا شروع ہو گئے کہ خاکسار لکھنو پہنچنے کے لیے تیار رہیں اور حکم ملتے ہی محاذ پر پہنچ جائیں ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۹ء تک چند خاکسار دستوں کو لکھنو پہنچنے کے احکام جاری کر کے علامہ خود ۲۴ اگست کو عازم لکھنو ہوئے ۔ شہر میں جماعت احرار کے رضاکار بھی موجود تھے ۔ ۳۰ اور ۳۱ اگست کو خاکساروں اور احراریوں کے درمیان معمولی ہاتھا پائی ہوئی جس کے دوران میں خاکساروں نے الزام لگایا کہ احراریوں نے خاکساروں کے گلوں سے قرآن مجید اتار کر گندی نالی میں پھینک دیے ہیں۔[۱] ۳۱ اگست کی شام تک کوئی آٹھ سو کے قریب خاکسار سپاہی لکھنو پہنچ چکے تھے ۔ نظم و نسق کا مسئلہ پیدا ہوتے دیکھ کر لکھنو کے احکام نے یکم ستمبر بوقت چار بجے صبح علامہ کو گرفتار کر کے خاکساروں کی شہر میں نقل و حرکت پر پابندیاں لگا دیں ۔ اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا ۔ شہر میں ہنگامہ آرائی ختم ہوئی تو ۳ ستمبر کو علامہ کو بھی رہا کر دیا گیا ۔ تین دن دہلی میں قیام کرنے کے بعد علامہ ۷ ستمبر کو لاہور واپس چلے گئے ۔[۳]

علامہ کی رہائی کے ایک ہفتے کے اندر اندر تحریک لکھنو کے قضیئے میں پہلے سے بھی زیادہ بُری طرح ملوث ہو گئی ۔ بعض حلقوں میں خبر گرم ہوئی کہ علامہ یو ۔ پی حکومت سے معافی مانگ کر اور لکھنو میں ایک سال تک داخل نہ ہونے کا وعدہ کر

---

۱ ۔ الزام کی صحت پر سخت شبہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ احرار مذہبی جماعت تھی اور وہ مقدس کتاب کے ساتھ ایسا کوئی سلوک عمداً نہ کر سکتی تھی ۔ ہاتھا پائی میں گلوں سے حمائل کھل کر زمین پر گر گئے ہوں تو بعید نہیں

۲ ۔ الاصلاح ، از جون تا ستمبر ۱۹۳۹ء

۳ ۔ ایضاً ، ۲۲ ستمبر ۱۹۳۹ء ، ص ۱ ۔ ۲ نیز ۲۹ ستمبر ۱۹۳۹ء ، ص ۹

کے رہا ہوئے ہیں - علامہ نے اس کی تردید کی اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ انھوں نے یو - پی حکومت سے لکھنو میں داخل نہ ہونے کا کوئی وعدہ نہ کیا تھا ، ۱۲ ستمبر کو پھر سے عازم لکھنو ہوئے - مگر ۱۳ ستمبر کو ملیح آباد کے اسٹیشن پر گرفتار ہو کر سنٹر جیل لکھنو پہنچ گئے - ۱۶ ستمبر کو ان پر جیل میں ہی مقدمہ چلا جس میں ان کو ایک ماہ قید محض اور پچاس روپے جرمانہ کی سزا ہوئی -[1]

علامہ کی گرفتاری اور قید نے خاکساروں میں کھلبلی مچا دی اور وہ یو - پی میں داخل ہونا شروع ہوگئے - ۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو جب ایک دستہ بلند شہر میں داخل ہوا تو پولیس اور فوج کے سپاہیوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دستے کے ملٹری افسر انچارج کے حکم سے گولی چلا دی جس سے پانچ خاکسار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے -[2] علامہ ۱۴ اکتوبر کو رہا ہوئے - دو ہفتے بعد تمام ملک میں کانگرسی وزارتیں مستعفی ہوگئیں - یو - پی کی وزارت ۳۰ اکتوبر کو مستعفی ہوئی - علامہ نے کانگرس کی اس معزولی کو اپنی جدوجہد کا نتیجہ قرار دیا اور اعلان کر دیا کہ خاکسار جیت گئے ہیں -[3]

تحریک کا ہندوستان کی سیاست میں داخلہ علامہ کی لکھنو میں قید و بند کے وقت سے شروع ہوا - اس سے قبل تحریک نے ملک کی سیاست پر رائے زنی تو متعدد بار کی مگر عملی طور پر حصہ لینے سے گریز ہی کیا بلکہ اس موقف پر اڑی رہی کہ جب تک اس قدر زور بازو نہ حاصل ہو جائے جس سے انگریز کو ملک سے نکالا جا سکے کسی بھی جماعت کو سیاست میں حصہ نہ لینا چاہیے - تحریک کا ملکی سیاست میں داخلہ ڈرامائی صفت کا حامل ہے - یہ داخلہ وائسرائے کے نام ایک تار سے ہوا جو علامہ نے لکھنو جیل کے دوران میں دیا - اس تار سے آزادیٔ ہند میں خاکسار تحریک کا باب کھلتا ہے -[4] عجیب اتفاق ہے کہ یہی تار واقعات کے ایک سلسلے کے بعد تحریک کے زوال کا باعث بھی بنا - اس تار میں بانی تحریک نے انگریزی حکومت کو جنگ جیتنے کے لیے ۵۰ ہزار تربیت یافتہ خاکساروں کی پیشکش کی تھی - یہ پیشکش اس لیے تھی کہ دشمن مصیبت میں تھا اور

---

۱ - الاصلاح ، ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء ، ص ص ۶ - ۷

۲ - ایضاً ، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء ، ص ۱ - واضح رہے کہ بعد میں ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ ، مسٹر سوچا سنگھ ، نے ایک خط میں گولی چلانے کا حکم دینے سے برئت کا اظہار کر دیا تھا - خط کے اصل انگریزی متن کے لیے دیکھو ایضاً ، ۲۷ اکتوبر ، ص ص ۱ ، ۸

۳ - اصل میں کانگرس وزارتیں جنگ میں ہندوستان کی شمولیت کے سوال پر حکومتِ ہند سے سمجھوتہ نہ ہو سکنے کی وجہ سے مستعفی ہوئی تھیں - اس میں خاکساروں کی جدوجہد کا کوئی ہاتھ نہ تھا

۴ - دیکھو دستاویز نمبر ۱

بانیٔ تحریک کے خیال کے مطابق اسلام مصیبت زدہ دشمن سے ہمدردی سے منع نہیں کرتا۔ اس پیشکش سے تحریک کے لیے کسی سودے بازی کا حصول متوقع نہ تھا۔ محض اخلاقی ذمہ داری کا تقاضا پیش نظر تھا۔ تار میں جس بات پر زور دیا گیا وہ یہ تھی کہ صرف مسلمان ہی انگریزوں کے لیے خون بہا سکتے ہیں کیونکہ مسلمان ہمیشہ سے جنگجو اور حکمران قوم رہی ہے، اور خون بہانا جانتی ہے۔ اس نے سابقہ ادوار میں ہندوستان کے دفاع کے لیے اپنے سپوتوں کا خون بہایا تھا۔ اب بھی وہ اپنے ملک کی خاطر اپنا خون دینے کو تیار ہے۔ مسلمانوں کے اس جذبۂ خون فشانی سے انگریزوں پر واضح ہو جائے گا کہ اگر ہندوستان کی محافظت کی ذمہ داری کوئی قوم بدرجہ اتم ادا کر سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف مسلمان قوم ہے۔ ہندو اس قابل نہیں کہ ملک کے لیے خون بہا سکیں۔ منطقی طور پر اس نتیجے پر پہنچنا مشکل نہیں رہے گا کہ ملک کی آزادی کے وقت مسلمان ہی ملک کے صحیح وارث اور حکمران ہوں گے جیسا کہ وہ سابقاً بھی رہے ہیں۔

۱۴ جون ۱۹۳۹ء کو لکھنو جیل سے رہائی کے بعد اس تار کو چند لواحق و سوابق کے ساتھ ایک پمفلٹ کی صورت میں "اکثریت یا خون" کے عنوان سے شائع کر کے عام کر دیا گیا۔ تحریک کو یہ امید بندھ چلی تھی کہ فوجی امداد کی یہ فراخدلانہ پیشکش حکومت کی نظر میں تحریک کو ممتاز کر دے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے برعکس حکومت ہند نے خاکسار تحریک کو مزید شبے کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا کہ وہ بال و پر نکال کر حکومت کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ "اکثریت یا خون" میں چونکہ ہندوؤں کی بہادری کی تضحیک کی گئی تھی لہذا ہندوؤں نے اس پمفلٹ کے خلاف شدید ردِ عمل کا اظہار کیا۔ انہوں نے اس کا نام "اکثریت کا خون" یعنی ہندوؤں کا خون مشہور کیا۔[۱]

میدان سیاست میں اترنے پر اور "خصوصاً اکثریت یا خون" کے مشتملات کے پیش نظر تحریک کا سیاسی موقف ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان ہندوستانیوں کا ہے۔ جو قوم بڑھ چڑھ کر ملک کی دفاع کے لیے جانی قربانی دے گی مستقبل میں حکمرانی کا حق اسی کا ہے۔ مسلمان جانی قربانی دینے کے بہت زیادہ اہل ہیں لہذا آئندہ ہندوستان میں حکمرانی کا حق مسلمانوں کا ہے۔

ان نظریات کے حامل پمفلٹ کی اشاعت پنجاب کی یونینسٹ وزارت کے لیے دردِ سر ہو سکتی تھی۔ سر سکندر حیات خان جو قائداعظم محمد علی جناح جیسے آئین پسند لیڈر کی جماعت مسلم لیگ کے میانہ رو سیاسی خیالات کو بھی پنجاب میں مسلمانوں کے زبردست دباؤ کے

۱۔ الاصلاح، ۸، ۱۵ مارچ ۱۹۴۰ء، ص ۹، کالم ۱ تا دستاویز ۲

ہمت ہی مجبوراً در آنے کی اجازت دیتا ہوں ۔ خاکسارو ں کی خالصتاً تغلب اسلامی کے پروگرام کو کیسے آسانی سے پروان چڑھنے کی اجازت دے سکتا تو سا ؟ وہ پہلے ہی خاکساروں سے تنگ آ چکا تھا ۔ ۱۹۳۸ء میں تین مطالبات کے سلسلے میں اس نے خاکساروں سے کافی زک اٹھائی تھی اور بڑی چالبازی سے ان سے پیچھا چھوڑایا تھا ۔ تاہم اب اس کی خوش قسمتی سے جنگ کا زمانہ تھا ۔ خصوصی اور ہنگامی اختیارات کے پردے میں خاکساروں سے بلاواسطہ الجھنے سے گریز کیا جا سکتا تھا ۔ سکندر حیات نے یہی راہ اختیار کی ۔ اس نے ۲۲ فروری کو محمدی پریس ـــــ جہاں خاکسار لٹریچر چھپتا تھا ـــــ پر چھاپہ مروا کر "اکثریت یا خون" کے علاوہ دوسرے خاکسار مواد کو ضبط کروا دیا ۔ حکومت پنجاب کے اس اقدام کو تحریک نے بہت سنجیدگی سے لیا ۔[1] مگر حکومت پنجاب خاکساروں کے سامنے جھکنے کو تیار نہ تھی ؛ بلکہ اس نے جلتی پر تیل اس طرح ڈالا کہ ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء کو صوبے بھر میں فوجی اور نیم فوجی سرگرمیوں پر قدغن لگا دی جس سے خاکساروں کی خاکی وردی ، بیلچہ اور سپاہیانہ قواعد پابند ہو گئے ۔[2]

سر منڈواتے ہی اولے پڑے کی کہاوت کے مصداق تحریک نے ابھی ملکی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا ہی تھا کہ مشکلات میں گھر گئی ۔ بانیٔ تحریک نے ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے پنجاب حکومت سے مایوس ہو کر مرکزی حکومت سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ۔ ۲۲ فروری کو محمدی پریس پر چھاپہ پڑنے کے بعد وہ وائسرائے سے بالمشافہ گفتگو کرنے کی غرض سے ۲۸ فروری کو دہلی چلے گئے ۔ وائسرے سے ملاقات کا اہتمام ابھی نہیں ہوا تھا کہ ۲۸ فروری کو تحریک کی باابیلچہ اور باوردی قواعد پر پابندیاں لگ گئیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب میں الاصلاح کا اجرا بھی آسان مسئلہ نہ رہ گیا تھا اس لیے ۸ اور ۱۵ مارچ کا جریدہ ایک ہی جلد میں دہلی سے نکلا ۔ وائسرائے سے ملاقات کی امید پر علامہ کا قیام دہلی میں طویل ہوتا گیا ۔ اور ادھر ۱۹ مارچ کا خونی دن نزدیک آتا گیا دہلی کے قیام میں بانیٔ تحریک اپنے لیے کوئی رعایت نہ حاصل کر سکے ۔ نہ ہی وائسرائے سے ملاقات ہو سکی ۔ ان تمام ناکامیوں نے انتقامی جذبات کی سطح کو بہت بلند کر دیا ۔ اگر حکومت ہند یا حکومت پنجاب علامہ کی معروضات کو سن کر مسئلے کو افہام و تفہیم سے طے کر لیتی تو ۱۹ مارچ کا خونی دن تحریک میں تلخیاں نہ بکھیر دیتا اور نہ ہی سکندر حکومت کے دامن پر شقاوت و بربریت کا نہ مٹنے والا دھبہ رونما ہوتا ۔

۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کا واقعہ یوں ہے کہ علامہ دہلی میں تھے ۔ ان کی عدم موجودگی میں محاذِ پنجاب کی کمان ایک جوشیلے نوجوان خوشحال خاں جدون کے ہاتھ میں آ گئی ۔

---

۱ ۔ دیکھو دستاویزات نمبر ۲ ۔ ۴

۲ ۔ دستاویزات نمبر ۳ ۔ ۵

لئے کپتان دار نے ۳۱۳ تربیت یافتہ ، چست و چالاک اور کفن بردوش خاکساروں کا ایک جیش ترتیب دیا ۔ فیصلہ یہ ہوا کہ جیش پورے خاکساری آداب کے ساتھ مارچ کرتا ہوا ظہر کی نماز بادشاہی مسجد میں جا کر ادا کرے اور اس طرح حکومت کی لگائی ہوئی پابندیوں کو توڑ دے ۔ بھاٹی دروازے کے اندر واقعہ اونچی مسجد کے پاس والی حویلی سے اپنے پروگرام کے مطابق یہ دستہ دن کے گیارہ بجے بادشاہی مسجد کو چل پڑا ۔ بازار حکیماں اور ٹبی کے درمیان والے چوک میں پہنچا تو پولیس کے ایک گھوڑ سوار دستے نے آن روکا ۔ پولیس کے ساتھ لاہور کے انگریز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ایف ۔ سی ۔ بورن کے علاوہ ایس ایس پی مسٹر گینسفورڈ اس موقعہ پر موجود تھے ۔[1]

ڈی ایس پی ، مسٹر بیٹی نے دستے کے علمبردار مسٹر منور ضیغم کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا مگر انکار پر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا ۔ دوسرے ہی لمحے خاکساروں کے بیلچے مسٹر بیٹی پر گرنے لگے ادھر سے پولیس نے فائرنگ کھول دی پہلی گولی ضیغم کو لگی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا ۔ خاکساروں نے حیرت انگیز جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آتشیں اسلحہ کا اپنے بیلچوں سے مقابلہ تو بڑی بے جگری سے کیا مگر آخرکار ۵۰ کے قریب لاشیں اور کئی زخمی چھوڑ کر اردگرد کے مکانوں میں پناہ ڈھونڈنے لگے ۔ پولیس نے ان کو پناہ گاہوں سے نکال نکال کر گولیوں اور سنگینوں پر رکھا ۔ "اس دن پولیس کے ستم نے یہ صورت بھی اختیار کی کہ مزار نوگزہ کے ارد گرد کھڑے ہوئے تانگے والوں پر بھی گولیاں چلا دی گئیں ۔ قصور صرف یہ تھا کہ وہ خاکی کپڑے پہنے ہوئے تھے اور پولیس خاکساروں کی خاکی وردی کے خاکی رنگ سے "الرجک" تھی ۔"[2]

بعد میں پولیس کی پکڑ دھکڑ میں خاکساروں کے ٹھکانوں ، بشمول اچھرہ ، پر آنسو گیس چھوڑی گئی ، لاٹھی چارج ہوا اور گرفتاریاں ہوئیں ۔ کوئی دو سو کے قریب گرفتار ہوئے جن پر سنٹرل جیل لاہور میں مقدمات چلے ۔ کئی ایک کو عمر قید تک کی سزائیں ہوئیں مگر خاکساروں نے خندہ پیشانی سے ان سزاؤں کو سنا ۔ ایک چشم دید راوی لکھتا ہے ۔ جس دن فیصلہ سنایا گیا ہم رپورٹروں کی حیثیت سے وہاں موجود تھے ۔ ہم آپ کو کیا

---

۱ ۔ ایک اطلاع کے مطابق مسٹر گینسفورڈ اس موقعہ پر موجود نہ تھا ۔ وہ صبح اونچی مسجد والی حویلی میں پہنچا تھا اور خاکساروں کو گالیاں دیتے ہوئے اس نے انہیں اس دن کے پروگرام سے روکا تھا ۔ علمبردار مسٹر منصور ضیغم نے اسے شریفانہ زبان استعمال کرنے کا مشورہ دیا تو اُس نے طیش میں آ کر ضیغم کو توڑ رسید کر دیا ۔ اس پر خاکساروں نے اس پر حملہ کر دیا ۔ وہ مسجد کی نالی میں گرتے گرتے بھاگ نکلا تھا ۔ دیکھو احسان بی ۔ اے "تین سو تیرہ سر فروش" انگریز ، سر سکندر اور خاکسار تحریک (مرتب محمد علی ثاقب) ، لاہور ، ۱۹۷۸ء ، ص ۹۲۔

۲ ۔ ایضاً ، ص ص ۹۵ ۔ ۹۶

بتائیں کہ ہم نے کیا دیکھا ؟ ایس خاکساروں کو عمر قید کی سزا ملی ۔ کچھ خاکساروں کو دس دس سال کی سزا ملی اور کچھ کو پانچ پانچ سال کی سزا ملی ۔ جب سیشن جج مسٹر فالشا ایک دستے کو سزا سناتے تو سترہ سترہ اور اٹھارہ اٹھارہ کے نوعمر خاکسار جوانوں کے چہرے مسرت سے کھل جاتے ۔ ہم نے کسی ایک خاکسار کے چہرے پر بھی کوئی سراسیمگی ، کوئی پریشانی نہ دیکھی ۔ لاریب مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مقصد کے لیے قربانی دیتے ہیں اور وہ بھی ہنستے کھیلتے ، خوش خوشی کے ساتھ ۔[1]

سانحہ لاہور تحریک کے دور عروج کا آخری واقعہ تھا ۔ اس کے بعد تحریک پر پابندیاں مزید سخت ہو گئیں ۔ علامہ مشرقی جو اس وقت دہلی میں تھے گرفتار ہو کر ویلور جیل میں بند ہوئے ۔ الاصلاح بند ہو گیا ۔ ۶ جون ۱۹۴۱ء کو تحریک تمام ہندوستان میں خلاف قانون قرار دے دی گئی ۔ اس واقعے پر حکومت نے اعلان کیا کہ اس کے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں کہ بانیٔ تحریک کے دشمن ملکوں سے روابط ہیں اور تحریک تخریبی سرگرمیوں میں یقین ہی نہیں بلکہ ملوث ہونا چاہتی ہے ۔ اگرچہ تحریک خاکسار کی دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ عملی طور پر کوئی چپقلش اس سنجیدہ پیمانے پر نہ ہوئی تھی کہ تحریک کی مرگ پر وہ خوشی منائیں مگر ہندو مہاسبھا اور مسٹر گاندھی نے سانحہ لاہور پر ایسے بیانات دیے جن سے تحریک سے متعلق ان کی بدباطنی کا اظہار ہوتا ہے ۔ اول الزکر کے صدر ساورکر نے حکومت پنجاب کے اقدام کو سراہتے ہوئے سکندر حکومت کو مبارکباد کا تار بھیجا جس میں تاکید کی گئی تھی کہ حکومت اپنے شکنجے کو اور کس دے اور لاہور میں جو تعزیری پولیس بٹھائی گئی تھی اس کے اخراجات مسلمانوں سے وصول کرے ۔[2] خاکسار تحریک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر گاندھی نے اپنے اخبار ہریجن میں لکھا "یہ ایک مخصوص فوجی جماعت ہے جس کے وجود و عمل کو امن عامہ کو نقصان پہنچائے بغیر کوئی حکومت برداشت نہیں کر سکتی"۔[3] تاہم مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت مسلم لیگ نے اس سانحہ پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار ہی نہیں کیا بلکہ حکومت پنجاب پر زور دیا کہ وہ ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کر کے اس واقعہ کی بلا لاگ تفتیش کرائے ۔ قائد اعظم محمد علی جناح مارچ ۱۹۴۰ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں شامل ہونے کے لیے ۲۱ مارچ کو لاہور پہنچے ۔ وہ اپنی رہائش گاہ پر جانے کی بجائے لاہور ریلوے اسٹیشن سے سیدھے میو ہسپتال پہنچے جہاں خاکسار زخمی داخل تھے ۔ انہوں نے زخمیوں کی بیمار پرسی کی اور

---

۱ ۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید ، "برطانوی سامراج کے خلاف خاکساروں کی صف آرائی" انگریز سر ، سکندر اور خاکسار تحریک (مرتبہ محمد علی فارق) ص ص ۱۰۲ ۔ ۱۰۳

۲ ۔ مذکورہ عظمت اللہ بھٹی ، المشرق ، ص ۱۲۰

۳ ۔ ایضاً ، ص ۱۲۱

پھر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے کے لئے اقبال پارک (اس وقت کی منٹو پارک) میں تشریف لائے ۔ اس موقعے پر انھوں نے ولدھی ہوئی آواز میں حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”میں ابھی ابھی ہسپتال سے اپنے جگر کے ٹکڑوں ، اپنے زخمی بیٹوں کو دیکھ کر آیا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری مصیبت کس درجہ قیامت خیز ہے ۔ لیکن جذبات کے تلاطم میں نہ بہہ جاؤ ۔ مردانہ وار مقابلہ کرو ۔ تم دیکھو گے کہ مظلوم کی پوری داد رسی ہو گی ۔ حق و انصاف کا بول بالا ہوگا ۔[1]

سانحہ لاہور نے مسلمانان ہند میں جلالی عزم پیدا کر دیا تھا کہ وہ اپنے حقوق و مفادات کی حفاظت کے لیے اپنے لیے ایک جدا خطہ زمین حاصل کر کے رہیں گے ۔ مسلم لیگ کے اس اجلاس میں وہ قرار داد منظور ہوئی جس کا بعد میں ہندو پریس نے قرار داد پاکستان کے نام سے چرچا کیا اور آخرکار مسلمانوں نے بھی اسے اسی نام سے قبول کر لیا ۔ خاکساروں کے قتل اور گرفتاریوں نے پنجاب میں خصوصاً لاہور شہر میں کافی تناؤ پیدا کر رکھا تھا ۔ سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب نے قائد اعظم محمد علی جناح کو مشورے کا پیغام بھیجا تھا کہ اجلاس کو ملتوی کر دیا جائے ۔ مگر محمد علی جناح ایسے کئی تناؤ اور بحرانوں سے گزر کر قائد اعظم بنے تھے ۔ وہ اہل بصیرت تھے اور خوب جانتے تھے کہ خاکساروں کے زخمی جسموں کا علاج تو ڈاکٹروں کے ہاتھوں ہسپتال میں ہو رہا تھا مگر ان کے زخمی دلوں پر پھاہا ہندوستان کے مسلمانوں کی لاہور میں موجودگی ہی سے رکھا جا سکتا تھا ۔ اس لیے وہ ریلوے اسٹیشن سے سیدھے ہسپتال گئے تھے ۔ اور اپنے ”جگر کے ٹکڑوں اور زخمی بیٹوں“ کو دیکھ کر آئے تھے ۔ انہوں نے لیگ کے عام اجلاس میں خاکساروں کے ابتلا پر مسلمانان ہندوستان کی طرف سے رنج و غم کی قرار داد بزات خود پیش کی تھی ۔ جو بالاتفاق رائے پاس ہوئی ۔ اگر یہ اجلاس ، سکندر حیات کے مشورے کے مطابق ، ملتوی ہو جاتا تو خاکساروں کے ساتھ مسلم انڈیا کی ہمدردی کے اظہار کا واقعہ تاریخ ہند میں ثبت ہونے سے رہ جاتا ۔ چنانچہ انھوں نے سکندر حیات کے مشورے کو رد کرتے ہوئے مسلم لیگ کے اجلاس کو ملتوی کرنے سے انکار کر دیا ۔ مسلم لیگ کے اجلاس کو ملتوی نہ کرنے کی یقیناً دوسری وجوہات بھی تھی : مثلاً اجلاس کی مکمل تیاریاں ہو چکی تھیں ۔ اور اتنے چھوٹے نوٹس پر اجلاس کا التوا منتظمین اور مندوبین دونوں کے لیے دشواریاں پیدا کرتا ۔ اور پھر اجلاس میں بہت اہم قرار داد پیش ہونے والی تھی جس کو کسی دوسرے وقت تک کے لیے ملتوی رکھنا قرین مصلحت نہ تھا ۔ مگر خاکسار سانحہ کی مسلم انڈیا کے نزدیک اہمیت کا اندازہ اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے جو قائد اعظم نے اجلاس کے اختتام

---

۱ ۔ ”لالہ زار لاہور“ طلوع اسلام ، لاہور ، مذکورہ ، انگریز سر سکندر حیات اور خاکسار تحریک (مرتب محمد علی فاروق) ، ۳۱۳

پر اس کی کامیابی کے متعلق دیا تھا۔ خاکسار سانحہ تمام بیان پر حاوی نظر آتا ہے۔ کوئی ایسا فقرہ یا جملہ نہیں جس کی ساخت اور متن کو اس سانحہ نے متاثر نہ کیا ہو۔ قائد اعظم نے لیگ کے اس اجلاس سے متعلق اپنے تاثرات کا احاطہ کرتے ہوئے کہا تھا :

> آل انڈیا لیگ کے اجلاس میں پہلی اہم بات جو رونما ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ۱۹ مارچ کے حادثۂ فاجعہ کے باوجود جس نے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو خاص کر پنجاب اور لاہور کے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے سبجکٹس کمیٹی کئی گھنٹوں کی بحث و تمحیص کے بعد بالاتفاق رائے فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اس سے بھی زیادہ قابل فکر بات یہ کہ بے شمار عوام کے کھلے اجلاس میں مندوبین کی جمعیت نے اس کرسی کی طرف سے پیش کی ہوئی قرار داد کو منظور کر لیا اور وہ بھی بالاتفاق رائے سے۔[۱] اس بات میں اب کوئی شک نہیں رہ گیا کہ مسلمان کسی بھی بڑی سیاسی تنظیم کی طرح مصائب والائم کا مقابلہ کرنے اور ان کو جھیلنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میری رائے میں یہ سیشن بہت کامیاب رہا ہے بنسبت اس کے کہ یہ اس نقطہ نظر سے کسی دوسری حالت میں ہوتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر یہ حادثہ رونما نہ ہوتا تو جلسے کی سیاسی رونق غالباً اس سے زیادہ دیکھنے میں آتی جس پر اس المیے کا کوئی الدیناک سایہ نہ ہوتا لیکن مسلم لیگ اور پنجاب کو ایسا موقع بھی نصیب نہ ہوتا کہ وہ ایک مشکل امتحان سے کامیاب ہو کر نکلتے۔ اس نتیجے کی بنا پر (جو اس سیشن کے انعقاد سے نکلا ہے) میں لاہور کے قیام میں خوش رہا ہوں ورنہ میں تو بس ختم ہی ہوا چاہتا تھا۔[۲]

ملک کی سب سے بڑی مسلمان جماعت کے لیڈر نے جن تاثرات کے ساتھ اس واقعہ کا ذکر کیا اور جس طرح مسلم لیگ کے مارچ ۱۹۴۰ء کے لاہور اجلاس کو اس کے ساتھ مربوط کیا ہے اس سے یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ لاہور میں خاکساروں کے قتل سے تمام مسلمانان ہند دلی طور پر ملول تھے۔ مسلم لیگ کے لاہور اجلاس میں سبجکٹس کمیٹی کے اندر کوئی اختلافات تھے بھی تو اس سانحہ کے پیش نظر دل چونکہ نرم ہو چکے تھے اختلافات کو بھول کر بالاتفاق رائے فیصلے کئے گئے۔ ملول خاطر مسلمانوں نے اعصابی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ مسلم انڈیا کے متعلق دور رس نتائج کے حامل فیصلے کو مضبوط اور روشن دل و دماغ کے حامل انسانوں کی طرح ہاتھ میں لے کر اس کا اعلان

---

۱ ۔ سانحہ لاہور سے متعلق یہ قرارداد قائد اعظم نے پیش کی تھی

۲ ۔ سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح ، جلد اول (جامع اور مصحح جمیل الدین احمد) ساتواں ایڈیشن ، لاہور ، ۱۹۶۸ ، ص ص ۱۷۲ - ۱۷۳

کر دیا ۔ قائد اعظم کا یہ مشاہدہ بالکل درست تھا کہ تب کے مسلمان مصائب والاٰم کا اسی طرح مقابلہ کر سکتے تھے جس طرح کوئی عظیم سیاسی جماعت کر سکتی ہے۔ خاکسار سانحہ قرار داد لاہور کا محرک تو نہیں تھا کیونکہ جداگانہ مملکت کے حصول کا ارادہ تو مسلمان اس سے پہلے کر چکے تھے اب تو بس کسی سیاسی اسٹیج سے اس کا اعلان باقی تھا تاہم قرار داد سے صرف دو دن قبل خاکساروں کے خون کی ہولی نے مسلمانوں کے عزم کو مزید راسخ کر دیا کہ وہ جلد از جلد اپنی جان و مال اور دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ایک علیحدہ ملک حاصل کریں گے ۔

خاکساروں نے اپنے خون کا فدیہ دے کر سر سکندر حیات کی طرف سے پنجاب میں مسلم لیگ کی مخالفت کو بہت کم کر دیا ۔ سکندر حیات نہیں چاہتا تھا کہ مسلم لیگ پنجاب میں جم جائے ۔ وہ ، جیسا کہ ذکر ہو چکا ۔ مسلم لیگ کے اس اجلاس کو ملتوی کروانے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا ۔ اب جب کہ مسلمانوں کا خون ناحق اس کی گردن پر چمک رہا تھا اس نے گھبرا کر پنجاب میں مسلم لیگ کی بنیادوں کو کاٹنے والا کلہاڑا ہاتھ سے پھینک دیا اور اس کے بعد کبھی بھی مسلم لیگ کی بالظاہر مخالفت نہ کی ۔

سانحہ لاہور کے دن علامہ دہلی میں تھے ۔ انھیں اسی دن رات کے دس بجے گرفتار کر کے ویلور (صوبہ مدارس) کے قلع میں بند کر دیا گیا ۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۱ء کو انھیں ویلور سے مدارس جیل میں منتقل کر دیا گیا ۔ جہاں انھوں نے اپنی رہائی کی خاطر اسّی دن کا روزہ رکھا۔ جب ان کی بگڑی ہوئی صحت کی خبر باہر پہنچی تو ہندوستانی ممبروں نے مرکزی اسمبلی میں ان کی رہائی پر زور دیا ۔ حکومت ہند نے ۱۹ جنوری ۱۹۴۲ء کو انھیں جیل سے تو رہا کر دیا مگر مذاکرات کے بہانے مدارس پریذیڈنسی سے باہر جانے سے منع کر دیا ایک سال بعد ۳۱ دسمبر ۱۹۴۲ کو نظر بندی کے احکام بھی واپس لے لیے گئے علامہ یکم جنوری کو بمبئی ایکسپریس کے ذریعے مدارس سے روانہ ہوئے اور اس طرح ہونے تین سال قید کاٹ کر ۳ جنوری ۱۹۴۳ء کو رات کے دس بجے لاہور پہنچے ۔[1]

علامہ کی رہائی تک مسلم سیاست میں کئی ایک پیش رفتیں ہو چکی تھیں ۔ قرار داد لاہور اب قرار داد پاکستان بن کر زبان زد عوام ہو چکی تھی ۔ مسلمانوں کو ایک سمت مل چکی تھی ۔ متحدہ انڈیا کے آثار معدوم ہوتے جا رہے تھے ۔ دوسری طرف ہندوؤں نے مسلم لیگ کو نظر انداز کر کے ہندوستان کی آزادی کی طرف بڑھنے کا بے اثر منصوبہ بنا لیا تھا ۔ ۸ اگست ۱۹۴۲ء کی "ہندوستان چھوڑ دو" کی کانگرسی تحریک مسلمانوں کی ایک

---

۱ - (الف) تفصیل کے لیے دیکھو الاصلاح ، ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء ، ص ۵
(ب) صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد، ص ص ۲۶۰ ، ۲۶۴ ، ۲۸۲

اہم اکثریت کو قابل قبول نہ تھی ۔ وہ اس لیے کہ اس اہم اقدام میں مسلم لیگ سے مشورہ تک نہ لیا گیا تھا ۔ اصل بات یہ تھی کہ ہندو اور مسلمان ہمیشہ کی طرح ہندوستان کی سیاست میں اہم اقدامات پر متفق ہو ہی نہ سکتے تھے ۔ کیونکہ اختلافات کو دور کرنے کے لیے کسی سمجھوتہ کی گنجائش بھی نظر نہ آتی تھی ۔ مارچ ۱۹۴۲ء میں کرپس تجاویز کو دونوں ہندو اور مسلمانوں نے رد کر دیا تھا مگر رد کرنے کا یہ ظاہری اتحاد حقیقت میں گہرے اور نہ مٹنے والے اختلاف پر مبنی تھا ۔ ہندوؤں نے کرپس تجاویز کو اس لیے رد کیا تھا کہ اس میں ملک کے ٹکڑے کرنے کی گنجائش تھی اور ملک کی تقسیم کے لیے ابھی ہندو ذہن تیار نہ تھا ۔ وہ تو مسلمانوں کو جداگانہ حق انتخابات مل جانے پر تلملا رہے تھے اور اسے ہی ہندو مسلم تفریق کا سبب گردانتے تھے چہ جائے کہ وہ ملک کو تقسیم کرنے والی تجاویز پر صاد کرتے ۔[۱] دوسری طرف مسلمانوں نے ان تجاویز کو اس لیے رد کر دیا تھا کہ اس میں پاکستان ملنے کے آثار نمایاں نہ تھے ۔

"ہندوستان چھوڑ دو" کی کانگرس تحریک میں لیگی مسلمانوں یعنی مسلمانوں کی اکثریت نے حصہ نہ لیا تھا ۔ انھیں بجا طور پر خطرہ تھا کہ تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے مسلمانوں کے حصہ لینے کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ آزادیٔ ہند سے متعلق کانگرسی موقف کی تائید کرتے ہیں جو یہ تھا کہ انگریز ہندوستان کو آزاد کر دیں اور فرقہ وارانہ مسائل کو حل کیے بغیر اقلیتوں کو کانگرس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں ۔ مسلمانوں کے نزدیک ایسی آزادی میں صرف آقاؤں کی تبدیلی تھی کیونکہ ہندو اکثریت میں ہونے کے باعث آئین کو حسب منشا تیار کر سکتے تھے ۔ للہذا مسلمانوں کا مطالبہ یہ تھا کہ پہلے مسلمانوں کے لیے جداگانہ ریاست کا بندوبست کیا جائے اور اسے آئینی حیثیت دے کر ملک کو آزاد کر دیا جائے ۔ اس طرح مسلمان اپنے مذہب اور معاشرت کے مطابق ہندو تہذیب کے غلبے سے آزاد ہو کر زندگی گزار سکیں گے ۔ دوسرے لفظوں میں ہندو اور مسلمان دونوں ہی ملک کی آزادی کے داعی تھے مگر دونوں قوموں میں اختلاف تھا تو اس امر پر کہ آزادی کب اور کیسے ملے ۔

---

۱ ۔ جولائی ۱۹۴۲ء میں، کرپس کے ہندوستان سے واپس جانے کے فوراً بعد جواہر لعل نہرو نے نیو یارک ٹائمز میں چھپنے والے اپنے ایک مضمون میں بصد حسرت و یاس کہا تھا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو ۳۳ سال قبل جداگانہ حق انتخاب دے کر ملک میں پارٹی بازی کی جان لیوا بنیاد رکھی تھی اور اب کرپس تجاویز کے ذریعے ہندوستان کو دو میں نہیں بلکہ ملک کو دو سے زیادہ حصوں میں منقسم ہونے کا تصور دے دیا ہے ۔ مذکورہ واقی ۔ پی ۔ ساتھور ، کوئٹ انڈیا موومنٹ ، لاہور (پہلا پاکستانی ایڈیشن) ، ۱۹۷۹ء ص ص ۱۸ ۔ ۱۹

تحریک خاکسار کا آزادی سے متعلق اپنا جدا گانہ موقف تھا ۔ اس میں شک نہیں کہ تحریک بھی ملک کی آزادی کی داعی تھی ۔ لیکن وہ کانگرس اور مسلم لیگ کی طرح آزادی کے لیے انگریز حکومت سے مذاکرات کی قائل نہ تھی ۔ وہ آزادی کو انگریز سے لڑ کر چھین لینا چاہتی تھی ۔ فرقہ وارانہ حل کو آزادی سے قبل ضروری نہیں سمجھتی تھی ۔ یہاں وہ کانگرس کی طرف جھک جاتی ہے اور مسلم لیگ سے دور ہٹ جاتی ہے مگر آزادی کے بعد کیا ہوگا تحریک کے پاس اس کا جو جواب ہے بلکہ جوابات ہیں وہ ناقابل فہم یا ناقابل عمل ہیں ۔ جوابات مسلم لیگ کے موقف کی بھی تائید کرتے ہیں اور کانگرس کو بھی مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یہیں سے تحریک کا نظریۂ آزادی گنجلک اور مبہم ہو جاتا ہے اور یہیں سے تحریک واضح طور پر ایک تاریخی المیے کی طرف سفر شروع کر دیتی ہے ۔ وہ کبھی مسلم لیگ کی طرف بھاگتی نظر آتی ہے اور کبھی کانگرس کے موقف کی تائید کر کے دو قومی نظریے کا ابطال کرتی نظر آتی ہے ۔ اس ابطال کی کچھ تفصیل ضروری معلوم ہوتی ہے ۔

اپنے قیام کے وقت سے لے کر ۱۹۴۰ء تک تحریک آزادی کے سوال پر کوئی واشگاف انداز فکر نہیں رکھتی ۔ وہ مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہے کہ سردست ہندو اور انگریز جو کچھ دیتے ہیں خاموشی سے لیتے جائیں اور اس اثنا میں اپنی اصلاحِ نفس کی مہم میں مشغول رہیں یہی اصلاحِ نفس ان کو روحانیت سے سرشار کر کے جسمانی طاقت سے ہمکنار کر دے گی ۔ اور اس طرح وہ حکومت کو حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے ۔ تحریک کا خیال تھا کہ قوم کو طاقتور اور متحد بنانا سب سے بڑی بلکہ سب سے کھری سیاست ہے ۔[1] مارچ ۱۹۴۲ء میں جب کہ علامہ مدارس میں نظر بند تھے انھوں نے واشگاف الفاظ میں آزادی ہند کے لیے کانگرس، مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا تھا ۔ وہ اس سے قبل جنگ میں انگریزوں کی مدد کے لیے پچاس ہزار تربیت یافتہ خاکسار سپاہیوں کی وائسرائے کو پیش کش کر چکے تھے ۔ ان کو شکایت تھی کہ حکومت ہند نے ان کی اس پیش کش کی ناقدری کرتے ہوئے ان کے آدمیوں کو ہلاک ، جماعت کو پابند اور انھیں خود پابند سلاسل کر ڈالا تھا ۔ اس صورت حال کے پیش نظر انھوں نے سرکرپس کی ہندوستان میں آمد پر ان کو ایک تار دیا جس میں دوسری باتوں کے علاوہ کہا "یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ خاکسار تحریک کی سیاسی اہمیت کو ہندوستان کے آئندہ دستورِ اساسی میں کافی طور پر تسلیم کیا جائے ۔ غیر مشروط اور عملی وفاداری کا اظہار کرنے کی جو خوفناک قیمت مجھے ادا کرنا پڑی ۔ اس کے پیشِ نظر اب میں کانگرس ، مسلم لیگ ، اور ہندو مہاسبھا کے ساتھ شامل ہو کر ہندوستان کی مکمل آزادی کا پُر زور مطالبہ

---

۱ ۔ اشارات ، ص ۵۲

کرتا ہوں ۔"[1]

"ایک طرف تو بانی تحریک اپنی جماعت کی سیاسی اہمیت کو آئندہ دستورِ اساسی میں "کافی طور" پر منوانے کی فکر میں ہیں مگر دوسری طرف خاکساروں کو ایک حکم نامے میں تاکیداً کہتے ہیں کہ تحریک کا ملک کی سیاست سے کوئی سروکار نہیں وہ ۶ جون ۱۹۴۲ء کو لکھتے ہیں ۔

> "قائد تحریک کا یہ اعلان کہ وہ کانگرس ، مسلم لیگ ، اور ہندو مہاسبھا کے ساتھ شامل ہو کر ہندوستان کی مکمل آزادی کا پُر زور مطالبہ کرتا ہے خاکسار تحریک کی بنیادی حیثیت کو ہرگز نہیں بدلتا ۔ خاکسار تحریک اب بھی غیر فرقہ وارانہ اور مذہبی تحریک ہے ۔ کسی خاکسار کو ہندوستان کی گندی اور فرقہ وارانہ سیاست سے کوئی سروکار نہیں اور نہ وہ اس امر کا مجاز ہے کہ وہ قائد تحریک کے مذکورہ بالا اعلان کو غلط سمجھ کر مروجہ سیاست میں حصہ لے ۔"[2]

درج بالا دونوں بیانات ہمیں متضاد صورت حال سے دوچار کر دیتے ہیں ۔ اور وہ بھی کئی ایک لحاظ سے ۔ اول یہ کہ مسلم لیگ سے مل کر آزادی کے لیے کام کرنے کا مطلب ، نظریہ پاکستان کو قبول کرنا تھا ۔ دوسری طرف کانگرس اور ہندو مہاسبھا کے ساتھ شامل ہو کر آزادی کے لیے کام کرنا اکھنڈ ہندوستان کے ہندو نظریے کو قبول کرنا تھا ۔ دوئم یہ کہ خاکساروں کو ہندوستان کی سیاست میں حصہ لینے سے باز رکھنا پہلے بیان کی روشنی میں کیا معنی رکھتا ہے ؟ اصل میں علامہ کی مشکل یہ تھی کہ وہ مدارس پریذیڈنسی میں تا حکم ثانی نظر بند تھے ۔ نظر بندی کے دوران میں کرپس کو ملک کی سیاسی جماعتوں کے ساتھ شامل ہو کر آزادی کے لیے کام کرنے کی دھمکی یا ارادہ خاکسار جماعت کو ایک سیاسی جماعت بنا دیتا تھا جب کہ علامہ اپنی رہائی کے لیے اس بنیاد پر لڑ رہے تھے کہ ان کی جماعت غیر فرقہ وارانہ اور صرف مذہبی ہے ۔ اس لیے ان کو پہلے بیان کی تردید میں دوسرا بیان شائع کرنا پڑا ۔ پہلے بیان میں سب سے زیادہ پریشانی کی صورتحال اس وقت پیدا ہو جاتی ہے جب بانی تحریک ایسی جماعتوں کے ساتھ شریک ہو کر جدوجہد آزادی میں شامل ہونے کا اعلان کرتے ہیں جو آزادی کو مذاکرات کے ذریعے حاصل کرنے پر یقین رکھتی ہیں ۔ اس طرح تحریک اپنے موقف میں ترمیم کرتی نظر آتی ہے کیونکہ وہ تو مذاکرات کے ذریعے نہیں جنگ کے ذریعے آزادی کو حاصل کرانا چاہتی ہے ۔ وہ تمام مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہے کہ " مسلمان کانگرس سے مل کر (انگریزوں سے) یہ کہیں کہ ہندوستان

---

۱ ۔ دستاویز نمبر ۶

۲ ۔ دستاویز ۱۷

چھوڑ دو اور دو ڈاکوؤں کی طرح مل کر کام کریں ۔ ملنے کی یہ شرط نہیں کہ دل بھی ملے ہوئے ہوں بلکہ دو بدمعاشوں کی طرح مل کر ڈاکہ ڈالنے کو ضروری سمجھیں ۔[۱] بانی تحریک مسلمانوں کو اس اتحاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا مشورہ دیتے ہیں ۔ ان کے خیال میں مسلمان اپنی بہادری و شہامت سے ہندوؤں کو مرغوب کر لیں گے اور اس ترکیب سے مسلمان نہ صرف پاکستان حاصل کر لیں گے بلکہ تمام ہندوستان پر قابض ہو جائیں گے ۔[۲]

مدارس پریزیڈنسی میں بانیٔ تحریک مختلف جماعتوں کے سربراہوں کو متحد ہو کر فرقہ وارانہ مسائل کے حل کی تلاش کا مشورہ دینے میں اپنا وقت گزارتے رہے ۔[۳] مگر ان کے مشوروں نے کوئی مثبت اثر نہ پیدا کیا اس سے قبل وہ انگریزوں سے مذاکرات والی سیاست کے قائل نہ تھے ۔ نظر بندی کے دوران میں انھوں نے انگریزوں کو بھی خطوط لکھے اور ملکی سیاسی راہنماؤں کو بھی متحد ہو کر فرقہ وارانہ مسائل کے حل کی تلاش کا مشورہ دیا مگر نتیجہ ان کی حسب منشا نہ نکلا ۔ مدارس سے رہائی کے بعد جب وہ ۳ جنوری ۱۹۴۳ء کو لاہور پہنچے تو انھوں نے سب سے قبل تو اپنی جماعت پر سے پابندیاں اٹھوانے اور الاصلاح کو پھر سے جاری کرنے کی کوششیں کیں اور جب ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ کو الاصلاح جاری ہوگیا تو انھوں نے پھر سے زور بازو سے آزادی چھیننے کا پرچار شروع کر دیا ۔ وہ اس معاملے پر دونوں ہندو اور مسلم کو متفق کرنا چاہتے تھے انھوں نے اس سلسلے میں لکھا :

> یہی حالت دو ڈاکوؤں کی ہوتی ہے جب وہ کسی مکان پر ڈاکہ مارنے کی ٹھانتے ہیں ۔ کوئی ڈاکو حملہ کرنے سے پہلے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ مکان کا فلاں کمرہ میرا ہوگا یا لوٹ کا اتنا حصہ مجھے دے دو ۔ دونوں ڈاکو متحد ہو کر لوٹتے ہیں اور جس نے زیادہ بہادری دکھلائی ہو یا زیادہ قربانی کی ہو وہی خود بخود اپنی طاقت کے زور پر زیادہ حصہ اپنے لیے رکھ لیتا ہے اور کمزور ڈاکو کو آنکھیں دکھلا کر کہتا ہے "نہ اے چور ! اس سے زیادہ کیا لے گا ؟ تو نے اس ڈاکہ میں کون سی بہادری دکھلائی تھی اس ترکیب سے جو میں نے بتائی ہے مسلمان نہ صرف پاکستان بلکہ پورے ہندوستان پر قابض ہوسکتے ہیں کیونکہ انگریز اس وقت کانگرس کی سیاسی طاقت سے مرعوب ہیں اور ہندوستان چھوڑنے کا وعدہ انھوں نے کر لیا ہے ۔ کانگرس میں مسلمانوں کے

---

۱ ۔ الاصلاح ، ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء ، ص ص ۵ ۔ ۶

۲ ۔ ایضاً

۳ ۔ دیکھو دستاویزات نمبر ۷ تا ۱۵

مقابلے میں جسمانی طاقت کچھ نہیں اس لیے اگر پچاس ہزار مسلمان بھی انگریز سے لڑائی کرکے انگریز کی گولیوں سے مارے جائیں تو ہندوستان پورے کا پورا مسلمان کے ہاتھ میں آ سکتا ہے ۔"[۱]

درج بالا بیان سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ تحریک خاکسار آزادی کے بعد ملک مسلمانوں کے حوالے کرنا چاہتی تھی بشرطیکہ مسلمان انگریز حکومت سے ٹکرا جائیں اور کم از کم پچاس ہزار جانی قربانیاں پیش کر دیں ۔ اس تجویز میں آزادی سے قبل فرقہ وارانہ مسائل کا حل ضروری نہیں سمجھا گیا ۔ اس طرح یہ حل مسلم لیگ کے موقف سے مخالف سمت میں دور ہٹ جاتا ہے ہاں البتہ یہ حل کانگرسی موقف سے بہت زیادہ مماثلت رکھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے موقف کو پیش کرتے وقت کانگرس کی زبان اور بیان تحریک خاکسار کے تند و تیز اور بچگانہ طرز بیان کے خلاف پارلیمانی رہا ہے لیکن دونوں میں مماثلت کے نقاط یہ تھے :

(الف) آزادی سے قبل فرقہ ورانہ مسائل کو نہیں چھیڑا گیا ۔

(ب) آزادی کی جنگ لڑنے کے لیے ہندو مسلم اتحاد کو اہم قرار دیا گیا اگرچہ تحریک نے وضاحت کر دی کہ ضروری نہیں کہ یہ اتحاد دل سے ہو مگر کانگرس اس اتحاد کو دلی اتحاد بنانا چاہتی تھی ۔

(ج) آزادی کے بعد فرقہ وارانہ مسائل کا حل قوت پر منحصر رکھا گیا ۔ تحریک کے نزدیک یہ قوت جسمانی ہو گی جب کہ کانگرس کے نزدیک یہ قوت افرادی طاقت یعنی ووٹ ہو گی ۔ خاکساروں کو یہ یقین تھا کہ مسلمان اپنی جسمانی قوت کے ذریعے تمام ہندوستان پر چھا جائیں گے ۔ کانگرس اپنی جگہ مطمئن تھی کہ آئین ساز اداروں میں چونکہ ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہو گی للهذا حکومت پر ہندو ہی قابض ہوں گے ۔ مسلمان اقلیت میں ہونے کی بنا پر ماتحت رعایا ہی رہیں گے ۔

تحریک کی تجویز ہندوستانی مسئلے کے حل کے لیے مسلمانوں کو قابل قبول نہ تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے مسلم لیگ کے موقف کی تائید کی جو حقیقت پسندی کے زیادہ قریب تھا اور جو ہندوستان میں اپنے لیے علیحدہ مملکت تو چاہتا تھا لیکن ہندوؤں کو ان کے حق سے محروم نہ کرنا چاہتا تھا خواہ وہ جسمانی طاقت کے بل بوتے پر ہی کیوں نہ ہو یہ حقیقت ناپسندی ہوتی اگر مسلمان محض اس بات پر ہندوستان کی حکومت کا دعویٰ کرتے کہ وہ ماضی میں ہندوستان کے حکمران ہی نہیں رہے بلکہ انگریزوں نے حکومت مسلمانوں

---

۱ ۔ الاصلاح ، ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء ، ص ٦ ، کالم ۱

سے چھینی تھی لہٰذا اب حکومت ان کو واپس کر دی جائے۔ خاکسار ایسے استدلال کے قائل نظر نہیں آتے۔ وہ آزادی کے بعد ملک کی حکومت اکثریت یعنی ہندوؤں کے لیے نہیں بلکہ عددی لحاظ سے چھوٹی قوم مسلمانوں کے لیے مخصوص کرنا چاہتے ہیں - یہی وہ حقیقت ناپسندی ہے جس سے خاکسار تحریک کے مقاصد میں نقص اور ابہام پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ آخرکار سیاسی المیے کا شکار ہو جاتی ہے -

دلچسپ امر یہ ہے کہ خاکساروں نے لڑ کر آزادی لینے کے علاوہ ہندوستانی مسئلے کا ایک آئینی حل بھی پیش کیا - اپنی آئینی تجویز کو کامیاب کرنے کے لیے وہ پوری آن بان کے ساتھ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں داخل ہوئے اور کامیاب ہونے کےلیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا - اس اجمال کی تفصیل آئندہ سطور میں اختصار کے ساتھ دی جائے گی - مگر اس سے پہلے تحریک کے ایک تضاد کی طرف توجہ دلانا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا - تحریک نے ابتدا سے ہی انتخابات ، آئین سازی ، جلسوں اور مذاکرات والی سیاست کا مذاق اڑایا تھا - اس ضمن میں قاری کی توجہ اشارات اور قول فیصل کی طرف دلائی جاتی ہے - مرور زمانہ کے ساتھ اور خاص کر ویلور جیل میں قید و بند کے بعد بانی تحریک کے خیالات میں انتخابات اور مذاکرات کے خلاف تعصب ختم ہوتا گیا - حتیٰ کہ انھوں نے ویلور جیل میں ملکی راہنماؤں پر خط و کتابت کے ذریعے زور دیا کہ وہ باہمی مذاکرات کر کے مسئلہ ہندوستان کا کوئی فوری حل تلاش کریں -[1] ویلور جیل سے رہائی کے بعد بھی وہ ملکی راہنماؤں کے نام خطوط کے ذریعے ہندو مسلم اتفاق پر زور دیتے رہے - انھوں نے مسٹر گاندھی کو بار بار لکھا کہ وہ قائد اعظم محمد علی جناح سے مذاکرات کے ذریعے کسی سمجھوتے پر پہنچیں اور اس طرح آزادی کی گھڑیاں نزدیک لائیں -[2] ان کی دلی تمنا تھی کہ ستمبر ۱۹۴۴ء والے جناح گاندھی مذاکرات کامیاب ہوں مگر جب وہ ناکام رہے تو علامہ کو سخت مایوسی ہوئی - ملکی راہنماؤں کی طرف سے مایوس ہوکر انھوں نے خود ایک ایسا آئین بنانے کا ارادہ کر لیا جو ہندوستان کی زندگی کے تمام عناصر کو قابل قبول ہو - تاہم انھوں نے ایک پمفلٹ میں اعلان کیا کہ اگر قائد اعظم محمد علی جناح اور مسٹر گاندھی میں ۲۸ فروری ۱۹۴۵ء تک کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو وہ اپنا آئین ملک کے سامنے پیش کر دیں گے -[3] ان دونوں راہنماؤں کے درمیان مقررہ تاریخ تک تو کیا اس کے بعد بھی کوئی سمجھوتہ نہ ہوا جو ہندوستانی مسئلے کو حل کر سکتا - چنانچہ تحریک خاکسار نے دس ماہ کی قلیل مدت میں ایک آئین تیار کر دیا جسے "کانسٹی ٹیوشن آف فری

---

۱ - دیکھو دستاویزات نمبر ۶ تا ۱۵

۲ - دستاویزات نمبر ۱۹ تا ۲۸

۳ - دستاویز نمبر ۲۳

انڈیا ۱۹۴۶ء" کا نام دیا گیا مگر جو بعد میں خاکسار آئین یا آئین مشرق کے نام سے معروف ہوا ۔ آئین جون ۱۹۴۵ء میں مرتب ہو کر اکتوبر ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا ۔[1]

بہرحال خاکساروں نے اپنے اصول میں ترمیم یا نظرثانی کے بعد آئین وضع کر کے اسے ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے ذریعے آئین ساز اداروں میں پہنچا کر وہاں سے پاس کروانے کے لیے انتخابی مہم شروع کی ۔ انتخابات کا سارا عرصہ تحریک نے اس تگ و دو میں گزار دیا کہ خاکسار آئین کو صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں میں پاس کروانے کے لیے ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں آئین کے حامی امیدوار تلاش کیے جائیں ۔ پروگرام یہ طے ہوا کہ خاکسار بذات خود صرف اسی صورت میں الیکشن میں حصہ لیں گے جب کہ انھیں آئین کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے دوسری جماعت سے یا آزاد امیدوار نہ ملیں گے ۔ تحریک نے آئین ٹکٹ پر کھڑے ہونے کے لیے رضامند ہونے والے امیدواروں کو یہ رعایت دی کہ ان کے لیے یہ ضروری نہیں ہو گا کہ وہ اپنی جماعتوں سے ـــــ اگر وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں تو ـــــ تعلق توڑیں ۔ وہ بدستور اپنی جماعت کے ممبر رہ سکتے ہیں ۔ آئین کی حمایت کرتے ہوئے آئین کے ٹکٹ پر الیکشن میں کھڑے ہونے والے امیدواروں کو کامیاب کروانے کے لیے تحریک حتی الوسع مدد دے گی ۔ خاکساروں کو ان کے حلقوں میں بھیجا جائے گا ۔ جو امیدواروں کے حق میں لوگوں کی رائے کو ہموار کریں گے ۔ ان امیدواروں سے تحریک صرف یہ توقع رکھے گی کہ جب وہ کامیاب ہو کر اسمبلی میں جائیں تو خاکسار آئین کی حمایت میں ووٹ دیں گے ۔

ایسی خصوصیت کے حامل امیدواروں کا ملنا کوئی آسان امر نہ تھا ۔ لہٰذا ان کی تلاش میں جماعت کے ایک ایک ممبر کو حرکت میں لانا پڑا پریس سے تحریک کے حق میں پرچار کروانے کے لیے خصوصی اقدامات کے احکامات نکلے ۔ خاکساروں کو حکم ہوا کہ وہ نامہ نگاروں اور ایڈیٹروں سے یارانہ گانٹھنے کے لیے انھیں کھلائیں پلائیں ۔ انھیں پیسے دے دلا کر تحریک کے حق میں کام کرنے پر آمادہ کریں ۔[2] علامہ نے بذات خود تمام ہندوستان کا دورہ کیا اور آئین کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے کوئی ۲۵ جلسوں سے مختلف جگہوں پر خطاب کیا ۔[3] اس مہم میں خاکساروں کی پولیس سے دوبدو بھی ہوئی ۔[4] بارہ سو جانبازوں کو خصوصی احکام ملے کہ اب ان کی

---

۱ ۔ دستاویز نمبر ۳۰

۲ ۔ الاصلاح ، ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء ، ص ۶ ، کالم ۱ ؛ ایضاً ۲ اگست ۱۹۴۶ء ، ص ۱۱ ، کالم ۲

۳ ۔ الاصلاح ، ۲۵ جنوری ۱۹۴۶ء ، ص ۱۱

۴ ۔ ایضاً ، ۲۷ دسمبر ۱۹۴۶ء ، ص ۵

تحریک سے وفاداریوں کا یوم الحساب آن پہنچا ہے لہٰذا وہ انتخاب کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں ۔[1] عام خاکساروں کو الاصلاح میں تاکیدی احکامات دیے جاتے رہے کہ وہ محاذات کو تندھی سے سنبھالیں ۔[2]

خاکسار سرگرمیوں کی اطلاعات نمایاں طور پر الاصلاح میں شائع ہوتی رہیں ۔ آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدواروں کے نام اور کوائف الاصلاح میں نمایاں سرخیوں کے تحت جگہ پاتے رہے ۔[3] اس ساری بھگدڑ کا نتیجہ یہ نکلا کہ خاکسار آئین پر کھڑے ہونے کا صرف ایسے لوگوں نے عندیہ ظاہر کیا جو یا تو غیر معروف تھے اور صرف الیکشن میں کھڑے ہونے کا چسکا کا پورا کرنا چاہتے تھے یا وہ لوگ تھے جن کو ان کی جماعتوں نے نکال دیا تھا یا انھوں نے خود اپنی جماعتوں کو کسی وجہ سے چھوڑ دیا تھا ۔ بہرحال خاکسار آئین کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے کے لیے صرف وہی لوگ رضامند ہوئے جن میں سے اکثر و بیشتر کی قسمت میں الیکشن میں ناکامی لکھی ہوئی تھی ۔[4]

انتخابی مہم میں جان ڈالنے اور اسے عوام کی نظروں میں مقبول بنانے کے لیے تحریک نے آزاد ہند فوج کے رہا شدہ افسروں کا ہر جگہ خیر مقدم کرنا شروع کر دیا حالانکہ ملک کی دوسری سیاسی جماعتیں ان لوگوں کی رہائی کے بعد مصلحتاً عوامی سطح پر ان سے میل جول نہ رکھتی تھیں ۔[5] رہا شدگان میں سے تین افسر ، میجر جنرل شاہنواز خان ، جنرل پریم کمار اور کرنل ڈھلوں خاکسار تحریک کی توجہ کے خصوصی مرکز بنے رہے ۔ تحریک نے ان کو بنوکِ تلوار بہادر کے خطاب دیے اور کئی موقعوں پر خاکساروں نے ان کو استقبالیے اور سلامیاں دیں ۔[6] جیسا کہ ابھی اوپر کہا گیا ہے کہ ملک کی اہم سیاسی جماعتوں مثلاً مسلم لیگ اور کانگرس ان رہا شدہ افسروں سے عوامی سطح پر زیادہ میل جول رکھنے کے حق میں نہ تھیں اگرچہ ان کو رہا کروانے میں ان جماعتوں نے اپنا تمام تر اثر و رسوخ استعمال کیا تھا ۔[7] ملک کا پریس بھی ان کی تشہیر سے حتی الوسع پہلو تہی کرتا

---

۱ ۔ دستاویز نمبر ۳۸

۲ ۔ دستاویزات نمبر ۳۳ ، ۳۷ ، ۴۰ ، ۴۴ ، ۴۶

۳ ۔ دستاویزات نمبر ۳۲ ، ۳۴ ، ۳۷ ، ۳۸ ، ۴۱ وغیرہ

۴ ۔ دیکھو : ایضاً

۵ ۔ آزاد ہند فوج کے گرفتار شدہ افسروں پر مقدمے کی روئداد کے لیے دیکھو درلاب سنگھ (ایڈیٹر انچارج) فارمیشن اینڈ گروتھ آف دی انڈین نیشنل آرمی (آزاد ہند فوج) ، لاہور ، ۱۹۴۶ء

۶ ۔ دستاویزات نمبر ۳۳ ، ۳۹

۷ ۔ مطالعہ ہو درلاب سنگھ ، کتاب مذکورہ بالا

تھا ۔ خاکسار تحریک پریس اور سیاسی جماعتوں کی اس بے رخی کو ہدف بنا کر ان پر معترض ہوتی اور خلاص شدہ فوجیوں کے اعزاز میں استقبالیے اور سلامیاں دینے کا کوئی موقع ضائع نہ کرتی ۔[1] بعض حلقوں کو شک تھا کہ آزاد ہند فوج کے مذکورہ بالا افسر سبھاس چندر بوس کے قریبی حلقے سے تعلق نہ رکھتے تھے بنا بریں ان کے خاکسار تحریک سے انسلاک کو زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے۔ مگر تحریک مصر تھی کہ یہ لوگ سبھاس چندر بوس کے معتمدین میں سے تھے اور خاکسار تحریک سے وہ اس لیے منسلک ہوئے تھے کہ نیتاجی نے انھیں ایسا کرنے کی ہدایت کی تھی کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک صرف خاکسار تحریک ہی اس قابل تھی کہ ہندوستان کو آزاد کروا سکے ۔ چنانچہ ۶ دسمبر ۱۹۴۶ء کو اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے **الاصلاح** میں سبھاس چندر بوس کا ملک کے نام ایک خط شائع کیا گیا جس میں نیتاجی نے ہندوستان کے آٹھ لاکھ فوجیوں کو ہدایت کی کہ اگر وہ ہندوستان کو آزاد کروانا چاہتے ہیں تو خاکسار تحریک میں شامل ہو جائیں ۔[2] خط کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس کی عبارت بول اٹھتی ہے کہ یہ خط جعلی ہے۔ اور پھر نیتاجی تو بھارتی حکومت کی طرف سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہونے والی نیتا جی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق ۱۶ اگست ۱۹۴۵ء کو فارموسا کے قریب تیہوکو کے مقام پر ہوائی جہاز کے حادثے میں ہلاک ہو گئے تھے ۔ **الاصلاح** ان کا پیغام ۶ دسمبر ۱۹۴۶ء کو شائع کر رہا ہے اور ساتھ ہی عوام کو خط میں یقین دلایا جا رہا ہے کہ نیتا جی مناسب وقت پر درشن دیں گے ۔

جعلی اور فرضی خط کی **الاصلاح** میں اشاعت خاکسار تحریک کی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے کا ایک اوچھا طریقہ تھا ۔ اسی طرح تحریک کے بنیادی مقاصد کے متعلق استفسارات کا جواب ہندوؤں کو کچھ اور مسلمانوں کو کچھ دیا جاتا رہا ۔ ایک ہندو کے خط کے جواب میں علامہ نے لکھا " اگر ہندو صاحبان اس کو (تحریک خاکسار کو) خالص مسلم تحریک سمجھتے ہیں تو اس خیال کو جس قدر دور کر دیا جائے اچھا ہوگا" انھوں نے وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ تحریک کی پہلی بنیاد ہی ان اصولوں پر رکھی گئی تھی کہ اس میں سب انسانی مخلوق شامل کر کے ایک خدا اور ایک پرماتما کے جھنڈے تلے لایا جائے ۔[3] ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں مری کے مسلمان لوگوں کو جواب ملتا

---

۱ ۔ ۱۱ اگست ۱۹۴۶ء ، کو علامہ کی دعوت پر میجر جنرل ایس ۔ ڈی خان (سخی دلیر خان) لاہور آ رہے تھے ۔ مسلم لیگ اور کانگرس نے ان کی آمد میں کوئی دلچسپی نہ دکھائی ۔ تحریک نے اس کو خوب اچھالا اور ان جماعتوں کو تنقید کا ہدف بنایا ۔ دستاویز نمبر ۵۰

۲ ۔ دستاویز نمبر ۵۴

۳ ۔ دستاویز نمبر ۵۱

ہے کہ تحریک کا مقصد "قرونِ اولیٰ کے اسلام کو پھر رائج کرنا اور قوم کو اجتماعی اور سیاسی غلبہ دلانا ہے۔"[1]

ہندوستان کے حوالے سے خاکسار تحریک کے مقاصد میں "قوم کو اجتماعی اور سیاسی غلبہ" دلانے کی وضاحت تحریک کے ابتدائی لٹریچر میں نہیں ملتی۔ البتہ ۱۹۳۷ء کے اوائل تک جب تحریک اپنی انتخابی مہم میں بُری طرح ناکام ہو چکی تھی تو علامہ نے مسلمانوں کو "سیاسی غلبہ" دلانے کی کھل کر وضاحت کرنا شروع کر دی تھی۔[2] اس وضاحت کے مطابق خاکساروں کو سب سے پہلے دہلی پر قبضہ کرنا تھا اور اس کے بعد تمام ہندوستان کو اپنے زیر نگیں لانا تھا۔ تحریک کے محلہ وار نظام سے مراد یہ تھی کہ آزادی سے قبل ہی ہندوستان کے ہر گاؤں، قصبے اور شہر میں خاکسار دستوں کے بے پناہ عمل سے عوام الناس کی ہمدردیاں جیت لی جائیں اور اس طرح انگریز حکومت کے متوازی ایک خاکسار حکومت قائم کر دی جائے۔ ہر صوبے میں ایک حاکم اعلیٰ ہر کمشنری میں ایک نائب حاکم اعلیٰ اور ضلع میں ایک سالار ضلع مقرر ہو۔ اس غرض سے تحریک نے ابتدا سے ہی صوبے داری نظام پیدا کیا تھا۔ قصبے اور شہر سے لے کر کمشنری اور ضلع تک حاکم مقرر کیے گئے تھے۔ افسران سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ خاکسار تحریک کے مقصدِ اولیٰ کو سمجھ جائیں گے اور ہندوستان کے طول و عرض میں ایک متوازی حکومت پیش از وقت قائم ہو جائے گی جو آسانی سے شکست خوردہ طاقت کی جگہ لے کر انقلاب برپا کر دے گی۔ ادارۂ علیہ کے منشا کے مطابق یہ انقلاب ۱۹۴۰ء کے اواخر تک برپا ہو جانا چاہیے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت بھی اعلان ہوا تھا کہ مئی ۱۹۴۰ء کے کیمپ میں کم از کم تین لاکھ سپاہی جمع ہوں ورنہ تحریک ختم کر دی جائے گی۔ مگر مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں خاکساروں پر گولی چلنے اور بانیٔ تحریک کے گرفتار ہوجانے کی وجہ سے یہ موقع ہی نہ آیا۔ بعد میں بانیٔ تحریک کی تمام تر توجہ تحریک پر سے پابندیاں اٹھوانے اور الاصلاح کو پھر سے جاری کرنے پر مرکوز رہی۔ جنوری ۱۹۴۶ء کو جب الاصلاح جاری ہوا تو ادارۂ علیہ کی توجہ پھر سے اپنے اصلی مقصد کی طرف لگ گئی۔ مگر بانی تحریک اپنے عملے سے شکایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ خاکسار ابھی تک یہ نہیں سمجھا کہ وہ ہندوستان میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے اٹھا تھا" علامہ کی رائے میں خاکساروں کو محلہ وار نظام کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں ہوا تھا اگر ایسا ہوتا تو ادارۂ علیہ کے ایک حکم پر لاکھوں سپاہی چار دن کے اندر اندر ہرجگہ اکٹھے ہو کر تحریک کو ایک ہفتے کے اندر اندر منزل تک پہنچا سکتے تھے۔ تحریک کی

---

۱ - دستاویز نمبر ۵۲

۲ - دستاویز نمبر ۵۸

کمزوری کی ایک وجہ یہ خیال کی جاتی تھی کہ خاکسار مفلس اور غریب ہیں۔ مگر علامہ اس غربت کا علاج بھی خاکساروں کے حق میں ہندوستان کے الدر القلاب ہی کو تجویز کرتے ہیں اور بجا طور پر کرتے ہیں ۔ وہ ایسی بحث کے جواب میں لکھتے ہیں کہ خاکسار اگر دو پیسے بھی روزانہ جمع کریں تو ان کا افلاسِ دور ہو سکتا ہے اور وہ دہلی پر قبضہ کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں ۔[1] دہلی پر قبضہ کرنے کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ محلہ وار نظام کو مضبوط کیا جائے ۔ سالار محلہ کی طاقت کو مانا جائے اور جب ادارۂ علیہ چاہے لاکھوں سپاہی ایک جگہ جمع ہو جائیں اور اگر ایسا ہو جائے تو "روز روز کی بک بک اور سولہ سال کا رینگ رینگ کر چلنا سولہ دن میں ختم ہو سکتا ہے ۔ دہلی بلکہ تمام ہندوستان پر بجائے پنڈت نہرو کے صفدر سلیمی کی حکومت ہو سکتی ہے اور ایک خاکسار سپاہی بھی اپنی غریبی کی شکایت نہیں کر سکتا ۔"[2]

ہندوستان پر فوجی قبضہ کرنے کی سکیم اگرچہ دلچسپ ہے لیکن قابل عمل نہ تھی ۔ مفلس اور نادار خاکساروں کے بیلچے حکومت ہند کی منظم اور جدید اسلحہ سے لیس فوجوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے ۔ آزادی سے قبل ملک کے امن و امان کا مسئلہ انگریز حکومت کی ذمہ داری تھی ۔ تین لاکھ یا اس سے بھی زیادہ بیلچہ بردار خاکسار دہلی میں داخل ہوکر ایک دن کے لیے غالباً غدر تو مچا سکتے تھےمگر دوسرے دن انگریز فوجوں کی توپوں اور بندوقوں کا مقابلہ یقیناً نہیں کر سکتے تھے ۔ تحریک کا یہ محض وہم تھا کہ ہندو مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے ۔ غالباً اس قسم کی طفلانہ باتوں نے ہی تحریک کو سیاسی المیے کا شکار کر دیا تھا ۔

بانیٔ تحریک اگرچہ آخر دم تک اختیارِ ناطق کے حامل رہے اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ ان کے سامنے دم مارے مگر ۱۹۴۷ء کے اوائل میں تحریک شدید اختلافات کا شکار ہو گئی تھی ۔ نزع کا مرکزی نقطہ مسلم لیگ سے تعلقات کی نوعیت تھی ۔ غالب رائے یہ تھی کہ مسلم لیگ سے کشیدگی ختم کر کے پاکستان کی حمایت میں جنگ لڑی جائے ۔ علامہ نے نہ جانے کس دل سے مگر پنجاب میں اس کی اجازت دے دی ۔ نیز **الاصلاح** کا ایک پنجاب ایڈیشن نکالنے کا بھی فیصلہ ہوا جس کا ایڈیٹر علامہ کا بیٹا اکرام اللہ خاں انور مقرر ہوا ۔ ۷ مارچ ۱۹۴۷ء کو پنجاب ایڈیشن کے ایڈیٹر نے لکھا "علامہ مشرقی ذاتی طور کچھ سمجھیں یا کہیں اس سے بحث نہیں ہماری پالیسی اجتماعی طور پر لیگ کے عین حق میں ہے اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تو مسلم لیگ کا دل سے ہمدرد اس

---

۱ ۔ **الاصلاح**، ۲۱ فروری ۱۹۴۷ء، ص ۱۱
۲ ۔ ایضاً

لیے ہوں کہ اس نے کم از کم اس موقعہ پر جب مسلمانوں میں کوئی جماعت ہندو کے پنجہ سے چھڑانے والی نہ تھی ہمیں ہندو کے پنجہ سے آزاد کرایا ۔"[۱]

۱۹۴۷ء کے اوائل میں مسلم لیگ سے نزع و کشیدگی کی پالیسی ترک کر دینے کے بعد خاکساروں نے مسلم لیگیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کام کیا ۔ خضر حیات کے خلاف اور مسلم لیگ راہنماؤں کی قید و نظر بندی کے خلاف لیگیوں کے ساتھ مل کر جلوس نکالے اور گرفتاریاں پیش کیں ۔ مسلم لیگیوں نے بھی خاکساروں کے قیدیوں کو چھوڑنے کے مطالبات کی ہمدردی میں نعرے لگائے ۔[۲] اس طرح سے مسلم لیگ اور خاکساروں کے درمیان پائی جانے والی کشیدگی عملی طور پر ختم ہو گئی ۔

۱۹۴۶ء کے موسم سرما میں شروع ہونے والے صوبہ بہار میں ہندو مسلم فسادات نہایت بھیانک صورت اختیار کر گئے تھے۔ لاکھوں مسلمان اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگ چکے تھے ۔ اس بھگدڑ میں ہزاروں جانیں اور لاکھوں کی جائیداد تباہ و برباد ہو گئی تھی اسی طرح نواکھلی میں ہندوؤں پر آفت آئی تھی ۔ مسٹر گاندھی نے نواکھلی کے ہندوؤں کی دل جوئی اور ان کی مالی مدد کے لیے نواکھلی کا دورہ کیا تھا ۔ لوگ مطالبہ کرتے تھے کہ وہ بہار میں جا کر مسلمانوں کے دکھوں کا مداوا بھی کریں ۔ مسٹر گاندھی آخرکار بہار بھی گئے ۔ مگر اس وقت تک لاکھوں مسلمان بے گھر ہو چکے تھے ۔ ان مسلمانوں کی بحالی کے مسئلے نے خاکساروں کی توجہ بہار کی طرف مبذول کی ۔ ادارۂ علیہ کی طرف سے اعلیٰ افسروں پر مشتمل ایک وفد بہار پہنچا ۔ اس وفد نے مسٹر گاندھی ، مسٹر نہرو اور بہار کے وزیر اعظم سے ملاقاتیں کیں اور اپنے مطالبات پیش کیے مگر وفد ۱۷ مارچ کو بے نیل و مرام واپس لاہور آیا ۔ وفد نے علامہ کو رپورٹ دی کہ بہار کی حکومت اجھڑتے ہوئے مسلمانوں کو پھر سے بسانے میں مخلص نہیں ہے ۔ مسٹر گاندھی بھی اس معاملے میں زیادہ دل چسپی نہیں لیتے ۔ اس پر علامہ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا "مہاتما گاندھی کی بنائی ہوئی قومی حکومت میں قوم کا لفظ صرف ہندو کا مترادف ہے ۔ اس حکومت کی لغت میں مسلمانوں کے لیے کوئی لفظ نہیں اور اسی بنا پر مہاتما گاندھی کا کہنا کہ ہندوستان میں صرف "ایک قوم بستی ہے" قطعاً جائز ہے" وفد نے مزید بتایا کہ پنڈت نہرو نے ان کی معروضات پر خشمگی اور سرد مہری کا اظہار کیا اور ہر سوال کو ٹالتے ہوئے خاکساروں سے سخت رویہ اختیار کیا ۔ بہار کے وزیر اعظم نے کہا کہ چونکہ مہاتما گاندھی اس وقت بہار میں ہیں اس لیے وہ بذاتِ خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے ۔[۳]

۱ ۔ دستاویز ۶
۲ ۔ دستاویز ۵۷
۳ ۔ دستاویز ۵۹

بہار کے بے گھر مسلمانوں کی بحالی کے فیصلہ کے لیے علامہ مشرق ۱۲ اپریل کو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بہار کو روانہ ہوئے۔ پانچ دن لکھنو میں قیام کرنے کے بعد ۱۸ اپریل کو بہار کا دوبارہ سفر کیا۔ ۱۰ مئی کو پٹنہ کے میدان بانکی پور میں یوم بہار شاہ ظفر کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے انھوں نے ہندو اور مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ متحد ہو کر انگریزوں سے جنگ لڑیں اور آپس میں خون خرابہ نہ کریں۔[1]

اس امر کی شہادت نہ مل سکی کہ مسٹر گاندھی اور حکومت بہار سے مسلمانان بہار کی بحالی کے لیے علامہ نے بالمشافہ بات چیت کی یا کہ مذاکرات خاکسار افسروں کے کسی وفد نے کیے تاہم ۲۹ مئی ۱۹۴۷ء کو علامہ نے پریس کو ایک بیان دیا جس میں اعلان کیا گیا کہ مسٹر گاندھی اور حکومت بہار سے مسلمانوں کی بحالی کا تصفیہ ہو گیا ہے جس کی رو سے طے پایا ہے کہ مسلمانوں کو مکانات بنانے اور اپنے کاروبار پھر سے چلانے کے لیے حکومت بہار مالی مدد دے گی جو زیادہ سے زیادہ ۱۵۰۰ روپیہ فی گھرانہ ہو گی۔

ایک تجویز جو خصوصی طور پر مسٹر گاندھی کی طرف سے دی گئی وہ تحریک آزادی ہند اور مسٹر گاندھی کے سوانح کے قاری کے لیے شاید دلچسپی کا باعث ہو۔ مسٹر گاندھی نے تجویز کیا "جو لوگ خاکسار تحریک کے مجبور کرنے کے باوجود بہار میں رہنا نہ چاہیں گورنمنٹ انھیں ایک ہزار پانچ سو روپیہ سے زائد رقم ادا کرے گی"۔[2] اس تجویز کے دو مطلب لیے جا سکتے ہیں اولاً یہ کہ جو لوگ بہار کو چھوڑنے پر مصر ہوں ان کو زاد راہ کے لیے پندرہ سو روپے سے زاید دیے جائیں گے تاکہ ان کا سفر نسبتاً آسان ہو جائے۔ ثانیاً یہ کہ بھاگتوں کو ایڑی لگائی جائے اور زائد رقم دینے کا لالچ دے کر انھیں بہار سے نکالا جائے تاکہ بہار کو خالص ہندو صوبہ بنا دیا جائے۔ خاکساروں کے اصرار کی شرط کی بجائے اگر حکومت بہار کے اصرار کی شرط ہوتی تو شاید موخرالذکر مطلب نکالنا مشکل ہو جاتا کیونکہ خاکسار تو بہار میں چند دن کے مہمان ہو کر گئے تھے ان کی طرف سے مسلمانوں کو یقین دہانی کہ ہندو ان کو سکون سے رہنے دیں گے زیادہ وزنی نہ ہوسکتی تھی۔ بہار چھوڑ جانے کی صورت میں زیادہ رقم ملنے کا حکومت کی طرف سے وعدہ سیلانی خاکساروں کی طرف سے ملک میں رہنے پر اصرار سے زیادہ اہم اور لٹے پٹے بہاریوں کے لیے زیادہ پُرکشش ثابت ہو سکتا تھا۔ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ اکثر بہاریوں نے صوبے کو چھوڑ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی مگر مسٹر گاندھی اور حکومت بہار نے مہاجرین کو مالی مدد دینے کا وعدہ کبھی پورا نہ کیا۔ حکومت بہار کی طرف سے مواعید کی تکمیل کا کام لجنتہ الصلح کے سپرد کر کے علامہ واپس لاہور آ گئے۔

---

۱ ۔ دستاویز ۶۳

۲ ۔ دستاویز ۶۴

یہ وہ دن تھے جب ہندوستان کو متحد رکھنے کے تمام مواقع ضائع ہو چکے تھے۔ آخری موقع ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوا تھا۔ جب کیبنٹ مشن ہندوستانی مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لیے ہندوستان آیا تھا۔ مشن نے اپنی تجویز ۱۶ مئی کو شائع کر دی تھی جسے مسلم لیگ ۶ جون کو قبول کرنے پر تیار ہو گئی مگر کانگرس، جو ہندوستان کو کسی قیمت پر بھی تقسیم کرنے پر تیار نہ ہوتی تھی۔ اس تجویز کو منظور کرنے میں لیت و لعل کرتی رہی۔ وہ متحدہ ہندوستان تو بلاشبہ چاہتی تھی مگر تجویز میں مسلمانوں کے اکثریتی علاقوں کو جو آئینی تحفظات دیے گئے تھے وہ اس کے لیے سوہانِ روح بنے ہوئے تھے۔ اس وقت کے کانگرسی صدر، ابوالکلام آزاد، اس تجویز کو منظور کرنے کے حق میں تھے مگر ان بے چارے کی کون سنتا تھا۔ ان کا کانگرس میں وہ رتبہ و احترام نہیں تھا کہ مسٹر گاندھی کی رائے کو ٹال کر اپنی منوا لیں۔ مسٹر پٹیل جیسے بااثر کانگرسی تو ہر کانگریسی مسلمان کی پارٹی وفاداری پر شبہ کرتے تھے۔[1] بہرحال ۲۵ جون کو کانگرس نے بھی نیم دلی سے اسے قبول کر لیا۔ مگر دو ہی ہفتوں بعد (اس وقت مسٹر نہرو کانگرس کے صدر ہو چکے تھے) مسٹر نہرو نے مشن کی تجویز کی ایسی تاویلات شروع کر دیں کہ بنا بنایا کھیل پھر سے بگڑ گیا۔ ۷ جولائی کو انھوں نے بمبئی میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں کہہ دیا کہ مشن کی تجویز کے مطابق کانگرس آئین ساز اسمبلی میں جا کر منصوبے کی تفاصیل کی پابند رہنے پر مجبور نہیں ہو گی۔ ۱۰ مئی کو ایک پریس کانفرنس میں مسٹر نہرو نے پھر سے مشن کی تجویز کی دھجیاں اڑاتے ہوئے کہا کہ صوبہ آسام اور شمال مغربی سرحدی صوبہ تجویز میں مجوزہ گروپ بندی کے خلاف فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مسٹر نہرو کی یہ دونوں باتیں ہندو ذہن کی غمازی کرتی تھیں۔ وہ کسی صورت بھی مسلمانوں کو آئینی تحفظ دینے کو تیار نہ تھے خواہ ہندوستان متحد رہے یا تقسیم ہو جائے۔ درج بالا سطور پر ایک نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ۱۹۴۰ء سے پاکستان کی رٹ لگانے والے مسلمان ۱۹۴۶ء میں متحدہ ہندوستان کے لیے رضامند ہو جاتے ہیں، صرف اس لیے کہ ان کے حقوق و مفادات کے تحفظ کی ضمانت مل رہی تھی۔ گویا کہ مسلمانوں کے نزدیک تقسیم ہندوستان کوئی مقصد اولیٰ نہ تھی۔ ان کا منتہائے نظر محض مسلمانوں کے تشخص کو برقرار رکھنا تھا۔ دوسری طرف متحدہ ہندوستان کی داعی کانگرس ابتدا سے ہی ضد کرتی رہی کہ ہندوستان کو کسی قیمت پر منقسم نہ ہونے دیا جائے، مگر ۱۹۴۶ء میں جب مسلمان ان کی ضد کو مان گئے تو ہندو بنا بنایا منصوبہ صرف اس لیے تباہ کر دیتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں کا ملی اور قومی تشخص قائم رہتا ہے۔ قائد اعظم نے آخرکار اس منصوبے کو رد کرتے ہوئے بڑے دکھ کے ساتھ کہا تھا کہ کانگرس نے مسلمانوں کے جذبۂ قربانی کی کوئی

---

۱ - بی - این پانڈے، دی بریک اپ آف انڈیا، نیو یارک، ۱۹۶۹ء، ص ۱۸۰، نیز دیکھو ما قبل و ما بعد

قدر نہیں کی کہ انھوں نے مشن کے منصوبے کے تحت ہندوستان کی وحدت کو مان لیا اور تقسیم کا مطالبہ چھوڑ دیا ۔ ان حالات میں مسلمانوں کے پاس صرف یہی متبادل رہ جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے قومی نظریے کو مضبوطی سے پکڑ لیں ۔[1]

اب جب کہ تقسیم ہندوستان اٹل ہو چکی تھی خاکسار تحریک اس تقسیم کو روکنے یا کم از کم دہلی ، آگرہ ، بہار ، کلکتہ تمام پنجاب وغیرہ علاقوں کے حصول کے ساتھ تقسیم کو مسلمانوں کے حق میں مفید بنانا چاہتی تھی ۔ "اوپر" کی سیاست میں کیا ہو رہا تھا خاکسار بے خبر نظر آتے ہیں ۔ وہ اپنے زور بازو کو اس موقع پر آزمانا چاہتے تھے ۔ مارچ ۱۹۴۷ء میں علامہ مشرقی نے خاکساروں کو حکم دیا تھا کہ وہ ماہ جون کی آخری تاریخوں کو دہلی میں جمع ہو جائیں اور شرط یہ لگائی تھی کہ دہلی کیمپ میں کم از کم تین لاکھ خاکسار اکٹھے ہوں ورنہ انھوں نے دھمکی دی تھی کہ تحریک کو ختم کر دیا جائے گا [2]۔ اس اجتماع کا مقصد دہلی پر قبضہ کر کے تمام ہندوستان کو خاکساروں کے سامنے سرنگوں کرنا تھا ۔[3]

تحریک اپنے دہلی منصوبے سے متعلق پُر امید نظر آتی ہے ۔ چنانچہ اپریل کو پشاور میں ایک ریزرو بنک بھی قائم کرنے کا اعلان کر دیا گیا بنک کے قیام کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ ہندوستان کی آزادی کی آئندہ کشمکش کو منزل تک پہنچانے کے لیے مالی مدد کی ضرورت ہو گی جو یہ بنک پوری کرے گا ۔[4]

۳۰ جون نزدیک پہنچی تو پتہ چلا کہ دہلی میں تین لاکھ خاکسار جمع ہونے کی شرط پوری نہیں ہو سکتی ۔ اختیارِ ناطق کے مالک ، بانیٔ تحریک نے ۲ جولائی ۱۹۴۷ء کو لاہور میں بیٹھ کر تحریک کو ختم کرنے کی تحریر لکھی اور خود لاہور میں رہ کر اسے دہلی بھجوا دیا ۔ ۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو علامہ کا آخری خطاب نمازِ عصر کے بعد جامع مسجد دہلی میں پڑھ کر سنا دیا گیا ۔[5] تحریک منتشر ہو گئی ۔ **الاصلاح** کے عنقریب بند ہونے کا اعلان کر دیا گیا ۔ کچھ حسابات تصفیہ طلب تھے ان کے لیے ایک کمیٹی بنام "لجنہ حسابات" حسب ذیل اشخاص پر مشتمل بنا دی گئی :

۱۔ عبداللہ افغانی ، سالار منزل و سالار نشر و اشاعت مرکزی کیمپ دہلی ۔
۲۔ پروفیسر عبدالعزیز ایم ۔ اے ۔ سابق مدارالنظام ۔

---

۱ ۔ ایضاً ، ص ۱۸۳
۲ ۔ دستاویز ۵۸
۳ ۔ دستاویز ۶۵
۴ ۔ دستاویز ۶۱
۵ ۔ خطاب کے اصل متن کے لیے دیکھو دستاویز ۶۵ لیز ۶۸

۳- شیر زمان خان ، سابق مدارالنظام -

۴- شیخ فضل الٰہی ، حاکم اعلیٰ یو - پی -

بہار کے شہدا اور اسیروں کے متعلق حکومت بہار سے مذاکرات کرنے کے لیے بھی ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ممبر حسب ذیل تھے :

۱- محمد حسین خان بی - اے -

۲- اکرام اللہ خان بی - اے -

۳- فضل الٰہی قریشی -

۴- خان گل خان -[1]

تحریک کا خاتمہ بُرے وقت میں ہوا - دہلی کیمپ میں جمع ہونے والے خاکساروں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی مگر اسے ہزاروں کی تعداد میں بیان کیا جاتا ہے - تحریک کو ختم کرنے کا اعلان سن کر خاکساروں کی روحیں قبض ہو گئیں - کچھ لوگ تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگے - ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اب وہ کدھر جائیں - بہار میں ان کے ساتھی تازہ تازہ قید ہوئے تھے - اخوت اور ان کا تقاضا یہ تھا کہ ان کو چھڑائے بغیر گھروں کو واپس نہ جائیں - کانگرس حکومت قیدیوں کے معاملے میں رعایت دینے کو تیار نہ تھی - ادھر تقسیم ملک کا اعلان بھی ہو چکا تھا - ہر ایک کو اپنے گھر کی فکر بھی لگی ہوئی تھی - دہلی میں خاکساروں کی حالت اب شترِ بے مہار کی سی تھی جن کو گرفتار کرنا دہلی پولیس کے لیے مشکل امر نہ رہا تھا - انتظامیہ کا منشا تھا کہ خاکسار اجتماع منتشر ہو جائے - آخر ایسا ہی ہوا مگر بعد از خرابیٔ بسیار - اکثریت گھروں کو لوٹ گئی - کچھ قید ہوئے -[2] اور اپنی اپنی سزا بھگت کر گھروں کو آتے رہے - دہلی کے سالار اول مصطفیٰ خالد ، کی کمان میں تین سو تیرہ کا ایک دستہ جولائی کے آخر تک دہلی میں رہا اور گرفتاریاں پیش کرتا رہا - خالد نے اپنے طور ہر ملک کے تمام خاکسار مرکزوں کے نام اپیل شائع کی کہ خاکسار دستے دہلی روانہ کیے جائیں مگر دہلی پر کانگرسی جھنڈا لہرانے سے کوئی دو ہفتے قبل ایسی اپیل کا حشر ناکامی کی صورت میں ظاہر ہونا تھا - سو وہ ہوا -[3]

علامہ کی تحریک سے علیحدگی کے بعد لجنہ حسابات کے نامزد ممبروں نے تحریک کا نظام اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے ۶ جولائی ۱۹۴۷ء کو دہلی میں ایک اجلاس کیا جس میں

---

۱ - ایضاً

۲ - دستاویز ۶۸

۳ - ایضاً

فیصلہ کیا گیا کہ علامہ آئندہ ایک سال کے لیے چھٹی پر متصور ہوں گے ۔ تحریک صرف غیر پاکستانی علاقوں میں ہوگی ۔ پاکستانی علاقوں کے خاکسار غیر پاکستانی علاقوں میں ہجرت کر جائیں گے ۔ ہجرت کی غرض یہ ہوگی کہ غیر پاکستانی علاقوں میں تحریک کو شروع کر کے وہاں کے مسلمانوں کے تعاون سے ان علاقوں پر بھی مسلمانوں کا قبضہ کرایا جائے ۔[1] لجنہ حسابات تحریک میں پائے جانے والے بیشمار عہدوں کے خلاف تھی اس نے ان تمام عہدوں کو ختم کر کے صرف چند ایک باقی رکھے ۔[2] لجنہ حسابات کا پروگرام سرے سے چل ہی نہ سکا اور اس طرح وہ تحریک جس کی بنیاد علامہ مشرق نے اپریل ۱۹۳۱ء میں راوی کے کنارے بلند عزائم کے ساتھ مسلمانوں کو ہندوستان میں حکمران بنانے کے لیے رکھی تھی ۔ ۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو جمنا کے کنارے دم توڑ گئی ۔

خاکسار تحریک کی قسمت میں ناکامی کے علاوہ ایک الزام یہ بھی تھا (اگر اسے الزام مان لیا جائے تو) کہ وہ ہٹلر کی نازی تحریک سے متاثر تھی اور اپنے عمل میں اس کی نقل تھی ۔ اس وقت کے اخبارات میں اس قسم کی خیال آرائیاں ہوتی رہتی تھیں ۔[3]

حکومت ہند نے برملا طور پر ایسا کہنے سے احتراز کیا ۔ حتیٰ کہ ۵ جون ۱۹۴۱ء کو تحریک کو تمام ہندوستان میں خلاف قانون قرار دیتے ہوئے بھی اس پر نازی ازم کا الزام لگانے سے احتراز کیا ۔ تاہم اسے خلاف قانون قرار دینے کے لیے جو دو بڑے الزامات لگائے گئے اور جن کا اعلان ۸ بجے شام ریڈیو پر کیا گیا ان میں سے آخری سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حکومت تحریک کا تعلق جرمنی سے پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے الزامات حسب ذیل تھے :

۱۔ مساجد میں خاکساروں کا داخلہ حکومت کے خلاف سازش کے سلسلے میں ہے

---

۱ ۔ تفصیل کے لیے دیکھو دستاویز ۷۰

۲ ۔ ایضاً

۳ ۔ مثلاً ۱۶ مارچ ۱۹۴۷ء کو اسٹیٹسمین (کلکتہ) نے اپنے اداریے پرائیویٹ ''آرمیز'' میں لکھا تھا کہ پہلی سپاہیانہ زندگی جو کسی منظم جماعت نے ہندوستان کو سکھلائی اور جس نے اس ملک میں خوفناک خطرہ پیدا کر دیا خاکسار تحریک تھی ، اداریے کے مطابق خاکساروں نے اپنی یکسانیت کی بنیاد ہٹلر کی مزدور فوج پر رکھی اور ان کا طریق ہٹلر کی سوشلسٹ پارٹی پر تھا ۔ اس لیے کہ انھوں نے بیلچوں سے پولیس سپاہیوں کے سر پھوڑ دیے اور مسجدوں کو اپنے قلعے بنا لیا ۔ بنابریں جنگ کے شروع میں ضروری ہوگیا تھا کہ اس تحریک کو قوت سے دبا دیا جائے ۔ اداریے میں مزید لکھا گیا تھا کہ خاکسار تحریک کی نقل میں کئی سیاسی جماعتیں خانگی فوجوں کا رنگ اختیار کر چکی ہیں ۔ اخبار نے مسلم لیگ اور کانگرس کو مشورہ دیا کہ وہ خود برضا و رغبت ایسی فوجی تنظیموں کو بند کر دیں ۔ مذکورہ : الاصلاح ۳۱ مارچ ۱۹۴۷ء ، ص ۱۰

اور حکومت نہیں چاہتی کہ ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کی خون نشان داستان پھر دھرائی جائے۔

۲۔ حکومت کے پاس ثبوت موجود ہے کہ علامہ مشرقی جیل (ویلور جیل) میں بیرونی دنیا کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں اور وہ اس قابل نہیں رہے کہ کسی امن پسند تحریک کی راہنمائی کر سکیں۔[1]

حکومت کے اہل کار البتہ تحریک کو نازی اور فاشسٹ کہنے اور لکھنے میں باک نہ رکھتے تھے۔ لیکن وہ بھی نازی ہونے کی نسبت خاکساروں کو ایک سخت جان پارٹی کے طور پر زیادہ خطرناک خیال کرتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں راولپنڈی میں چند خاکسار جلوس نکالنے کے الزام میں مقید تھے۔ ضمانت رد کرتے ہوئے انگریز جج نے لکھا تھا۔

"اگر ایسی تحریک سے جس کی تنظیم "نازی" اور "فاشی" اصولوں پر ہوئی ہے حکومت کو خطرہ لاحق نہیں تو اس کو چاہیے کہ اس جنگ عظیم، سے جس سے ابھی ابھی دنیا نے برسوں کے بعد نجات حاصل کی ہے، عبرت آموز سبق حاصل کرے۔ خاکسار تحریک کی تنظیمی قوت کا راز اس جسمانی تکلیف پر رضامندی میں ہے جو اس کے ممبروں نے آپس میں سمجھوتہ کر کے حاصل کی ہے اور اس کا لیڈر ایک سخت جان انسان ہے اس کے ارادے خطرناک ہیں۔"[2]

تحریک کی نوعیت سے متعلق مسٹر گاندھی کے خیالات کی لے بھی تقریباً مذکورہ جج کے محاکمات سے ملتی جلتی ہے۔ ۱۹۴۰ء کے سانحہ لاہور کے بعد مسٹر گاندھی نے اپنے اخبار ہریجن میں "سب کی آزمائش" کے عنوان کے تحت خاکسار تحریک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔ "یہ ایک مخصوص جماعت ہے جس کے وجود و عمل کو امن عامہ کو نقص پہنچائے بغیر کوئی حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔"[3] گویا تحریک اور اس کے لیڈر کا سخت جان ہونا بعض لوگوں کے تصور کو اسے نازی ازم کی طرف لے جاتا ہے۔ شیو لال سیٹھ نے تو اپنی کتاب کے "حرف اول" (پریفیس) میں علامہ کو جرمن ٹرینڈ "تک کہہ دیا ہے۔[4] لیکن سمجھ نہ آ سکی کہ علامہ مشرقی کن معنوں میں جرمن

۱۔ صفدر سلیمی، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد، ص ۲۵۵

۲۔ مذکورہ الاصلاح، ۷ جون ۱۹۴۶ء، ص ۱۲، کالم ۳

۳۔ مذکورہ صفدر سلیمی، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد، ۲۱۷

۴۔ دی خاکسار موومنٹ انڈر سرچ لائٹ اینڈ دی لائف سٹوری آف آلس لیڈر علامہ مشرقی لاہور، ۱۹۴۳ء

تربیت یافتہ لیڈر تھے - یہ بیان تاریخی طور پر غلط ہے - تاہم مصنف مذکور نے کتاب کے متن میں بھی تحریک کے عمل کو نازیوں کے عمل کے مشابہہ قرار دینے کی کوشش کی ہے -[1] مگر وہ کتاب کے آخر میں خود ہی اس دعویٰ کو جھٹلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ خاکساروں کو نازی کہنا تحریک کو غلط نام دینے کے مترادف ہو گا اور اسی طرح علامہ مشرقی کو بھی ہندوستان کا ہٹلر کہنا غلط ہوگا -[2] پھر بھی وہ اتنا کہتے ہیں کہ ہٹلر کی تحریک اور خاکساروں کی تحریک میں بس تھوڑی سی مشابہت تھی -[3] اس "تھوڑی سی مشابہت کے لیے جو کوئی سی بھی دو تنظیموں میں ہو سکتی ہے بانیٔ تحریک کو "جرمن ٹرینڈ لیڈر" کہہ کر کتاب کو شروع کرنا قاری کی سوچ کو شروع سے ہی غلط راستے پر لگانے کے مترادف ہے کیونکہ دعویٰ جھوٹا نہیں مگر تاریخی لحاظ سے غلط ہے - تاہم اس جماعت کے اپنے مخصوص اطوار ، مثلاً خاکی وردی ، سپاہیانہ قواعد ، بیلچہ اور امیر کا اختیارِ ناطق کے باعث بعض لوگوں کو شبہ پڑتا رہا کہ اس کے ہٹلری جرمنی سے تعلقات و روابط تھے - ایک آدھ کتاب تو بڑے وثوق سے یہ تک اطلاع دیتی ہے کہ جرمنی سے تحریک کو بھاری رقوم موصول ہوتی تھیں - اسلم قریشی نے اپنی ایک کتاب[4] میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ گورنمنٹ ہند کو جرمن اور ہندی واسطوں سے تحریکِ خاکسار اور جرمنی کے درمیان قائم شدہ تعلقات کی صحیح نوعیت کا سنسنی خیز انکشاف ۱۹۳۶ء میں ہی ہوگیا تھا - اس پر حکومت ہند چوکنی ہوگئی اور بعد کی تحقیقات پر معلوم ہوا کہ ۱۹۳۸ء اور ۱۹۳۹ء کے درمیان میں جرمنی نے علامہ عنایت اللہ مشرقی کو بھاری رقوم کی ادائیگی کی تھی تاہم جنگ شروع ہو گئی تو ان دونوں کے درمیان روابط ڈھیلے پڑ گئے -

ہٹلری جرمنی سے خاکسار تحریک کے کسی تعلق اور مالی امداد کی وصولی کے الزامات کی تصدیق نہیں ہوسکی - اسی طرح یہ بھی خیال خام ہی رہا کہ تحریک ففتھ کالم تھی - ان الزامات کی حکومت ہند نے بذات خود شدت سے تردید کر دی تھی - ہاں البتہ حکومت کو اس بات کی شکایت تھی کہ یہ تحریک اپنے مطالبات کے منوانے میں متشدد ہے اس لیے حکومت اسے اپنے مفاد کے خلاف سمجھتی تھی - اس سلسلے میں سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ مسٹر رچرڈ ٹسنہم کی سنٹرل اسمبلی میں تقریر اہمیت کی حامل ہے - ۲۳ ستمبر ۱۹۴۲ء کو خاکساروں کے مسئلے پر اس کی تقریر کے خلاصے کو سر محمد یامین ان الفاظ میں

---

۱ - ایضاً ، ص ۱۰۷

۲ - ایضاً ، ص ۱۰۸

۳ - ایضاً ، ص ۱۰۳

۴ - اینگلو پاکستان پبلشنز ، ۱۹۳۷ - ۱۹۷۶ ، لاہور ، ۱۹۷۶ء ، ص ۱۷۱ ، حاشیہ ۴۳

بیان کرتے ہیں :

> " گورنمنٹ تو اس نقطہ ٔ سے اس مسئلے پر دیکھے گی کہ آیا خاکساروں سے فساد کا اندیشہ ہے کہ نہیں اور یہ بحیثیت جماعت زور ڈال کر کسی بات کو جبریہ منوانا چاہتے ہیں ۔ یہ صاف اعلان کیا کہ یہ ففتھ کالم یعنی پانچویں جاسوس ہرگز نہیں ہیں ۔ اور نہ کوئی ثبوت ایسا ہے کہ یہ کسی بیرونی ملک سے کچھ مالی امداد حاصل کرتے ہوں ۔[1]

علامہ مشرقی سے بھی کسی نے یہ سوال کیا تھا کہ جرمنی سے مالی امداد وصول کرنے کے الزام کے خلاف وہ کیا کہتے ہیں ۔ انھوں نے ایسے الزام کا مضحکہ اڑاتے ہوئے جواب دیا تھا کہ اگر انھیں مالی مدد کی ضرورت ہو تو وہ اسے ہندوستان سے ہی حاصل کر سکتے ہیں ۔ انھیں باہر سے لینے کی کیا ضرورت ہے ۔ ڈبلیو ۔ سی ۔ سمتھ کے خیال میں علامہ نے سچ کہا تھا ۔[2]

علامہ اس خیال کا بھی سختی سے انکار کرتے رہے کہ انھوں نے ہٹلر کی فکر سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی تحریک کو اس کی سوشلسٹ پارٹی کی طرز پر منظم کیا ۔ سابقہ سطور میں اخبار اسٹیمین کے مذکورہ اداریے کے جواب میں انھوں نے لکھا تھا کہ ایڈیٹر کو یہ بھی خبر نہیں کہ ہٹلر نے بیلچہ ۱۹۳۳ء میں اٹھایا تھا جب کہ خاکساروں نے ۱۹۳۱ء میں پکڑا تھا ۔ انھوں نے مزید کہا کہ ۱۹۳۲ء میں اشارات کی طباعت پر ایک سو کاپیاں ہٹلر کے علاوہ جرمنی کے بڑے بڑے لیڈروں کو بھیجی گئی تھیں ۔[3]

دونوں جماعتوں میں پائی جانے والی خفیف مشابہت جس میں امیر کا اختیارِ ناطق نمایاں بلکہ سرِ فہرست ہے اس بات کی شاہد نہیں ہو سکتی کہ ایک نے دوسری سے ضروری طور پر اثر قبول کیا تھا ۔ ہٹلر کے سوانح نگاروں نے کہیں ذکر نہیں کیا کہ ہٹلر نے علامہ سے بھی اثر لیا ہو ۔ ان کی اس خاموشی سے علامہ کے اس دعویٰ خفی کی تصدیق نہیں ہوتی کہ اشارات یا تذکرہ نے ہٹلر کے ذہن کو متاثر کیا تھا ۔ اسی طرح باوجودیکہ علامہ ۱۹۳۵ء میں توزک ہٹلری کا الاصلاح کے کالموں میں اردو خلاصہ دیتے ہیں اور اس کے مداح بھی ہیں ۔ یہ نتیجہ نکالنا کہ علامہ فکری طور پر ہٹلر کے خوشہ چین تھے یا یہ کہ خاکسار تحریک نازی پارٹی کا ایک چربہ تھی غلط ہو گا ۔ کیونکہ علامہ نے ۱۹۲۴ء میں تذکرہ مکمل کر لیا تھا اس میں ان کے خیالات و عقاید روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں ۔ ۱۹۲۶ء

---

۱ ۔ سر محمد یامین ، نامہ اعمال ، جلد دوم ، لاہور ، ۱۹۷۰ء ، ص ۸۶۶

۲ ۔ ماڈرن اسلام ان انڈیا ، لاہور ، ۱۹۶۹ء ، ص ۲۸۶

۳ ۔ الاصلاح ، ۳۱ مارچ ۱۹۴۷ء ، ص ۱۰

میں موتمر خلافت منعقد قاہرہ کے سامنے انھوں نے "کل عالم اسلام کے لیے جو اصلاح و تنظیم کی تجویز رکھی تھی وہ ہو بہو وہی تھی جس کو انھوں نے بعد میں اپنی تحریک کے لیے اپنایا تھا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تحریک کے جزئیات تک تحریک کے اجرا سے کم از کم چار سال قبل سوچ رکھے تھے ۔ بہرحال دونوں تحریکوں میں سے اگر کسی نے دوسری سے اثر لیا ہی تھا تو کم از کم تقدم زمان کے پیش نظر وہ ہٹلر کی پارٹی تھی ، خاکسار جماعت نہ تھی ۔

حکومتی پریس خاکسار تحریک پر تشدد پسند اور دہشت پسند جماعت ہونے کا الزام لگاتا تھا اور اپنے موقف کی تائید میں لکھنو ، لاہور اور بہار میں خاکساروں اور پولیس کے درمیان تصادمات کو حوالے کے طور پر پیش کرتا تھا ۔ مگر صورت حال ایسی نہ تھی ۔ یہ سچ ہے کہ تحریک عسکری خطوط پر منظم کی گئی تھی مگر ان کے پاس کوئی عسکری اسلحہ نہ تھا ۔ خاکی وردی اور بیلچہ عسکریت کے لیے کافی نہیں ہوتے ۔ تحریک اطاعت امیر کو نظم و نسق میں اولین درجہ دیتی تھی ۔ وہ اپنے فلسفے کے مطابق تھپڑ کا جواب تھپڑ سے دینے میں یقین رکھتی تھی ۔ وہ موٹر کے آگے لیٹنے کو بزدلی خیال کرتی تھی لیکن وہ جارحیت کی قائل نہ تھی ۔ چنانچہ لکھنو ، لاہور اور بہار وغیرہ مقامات پر خاکسار ۔ پولیس ٹکراؤ خاکساروں کی طرف سے پہل کا نتیجہ نہ تھے ۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں بلند شہر (یو ۔ پی) میں پانچ خاکسار پولیس اور فوج کی گولیوں کا نشانہ بنے تاریخ گواہ ہے کہ اس موقع پر خاکساروں کی طرف سے کوئی اشتعال انگیزی نہ ہوئی تھی ۔ انھوں نے کسی سول یا فوجی افسر یا سپاہی پر جن کی نگرانی میں وہ تمام خاموشی مگر سینہ تانے جیل میں داخل ہو رہے تھے ، ہاتھ نہ اٹھایا تھا ۔ ایک دستہ جیل میں داخل ہو بھی چکا تھا کہ باقیوں پر گولی چلا دی گئی ۔[۱] ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں خاکساروں نے دفعہ ۱۴۴ کو توڑا تھا ۔ انھوں نے ایسا کرتے وقت کسی سرکاری افسر پر پہل کر کے ہاتھ نہ اٹھایا تھا ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی بیٹی کو خاکسار بیلچے کا شکار اسی وقت ہونا پڑا جب اس نے خاکسار دستے کے سالار کے منہ پر تھپڑ مار کر جارحیت کا ارتکاب کیا ۔ اندھا دھند فائرنگ کر کے پچاس کے لگ بھگ خاکساروں کو موت کی نیند سلا دینے اور بہت سوں کو زخمی کرنے کی بجائے انھیں حراست میں لے کر جیل میں بھی بند کیا جا سکتا تھا ۔ بہرحال کہنا مقصود یہ ہے کہ اس موقعے پر بھی خاکسار جارحیت کا مرتکب نہیں ہوئے ۔ بہار میں (۱۹۴۷ء میں) خاکساروں پر گولی چلی تو اس وقت بھی حکومت بہار کے پاس گولی چلانے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آئی ۔ خاکساروں نے کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا ۔ مگر اس فائرنگ میں سات مرے اور پندرہ زخمی ہوئے ۔[۲] الغرض کوئی ایک بھی موقعہ

---

۱ ۔ الاصلاح ، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۳۹ء

۲ ۔ ایضاً ، ۴ جولائی ۱۹۴۷ء ، ص ۹

ایسا نہ تھا جس پر خاکساروں نے کسی پر ہاتھ اٹھانے میں پہل کی ہو - یہ تحریک دہشت پسندوں کے مفہوم میں غدر پسند یا دہشت پسند تحریک بھی نہ تھی - اس میں کوئی دت یا بھگت سنگھ پیدا نہیں ہوا - خاکسار صاف اور کھلے ذہن کے لوگ تھے - زیر زمین کاروائیوں پر یقین نہ رکھتے تھے - احترامِ آدمیت میں بھی کسی سے پیچھے نہ تھے - ہاں البتہ یہ لوگ بلا مزاحمت ظالم کے ہاتھ سے اپنے گالوں پر تھپڑ مروانے کے مسیحی فلسفے اور مسٹر گاندھی کے تماشی "اہمسا" اور آہنسا پر مودھرما" کے بھی قائل نہ تھے -[1]

خاکسار تحریک زیادہ تر معاشرے کے نچلے معاشی طبقے کے لوگوں سے مرکب تھی بانیٔ تحریک گو کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے مگر ان کی ذاتی زندگی سادہ اور بے تکلف تھی - تحریک معاشی عدل کے ذریعے غریب لوگوں کی حالت بہتر بنانے کی داعی تھی - علامہ کا کہنا تھا "پیٹ کی مار سب سے بڑی مار ہے -"[2] مگر وہ کسی لحاظ سے بھی کیمونزم کی طرف جھکاؤ نہ رکھتی تھی - علامہ نے کارل مارکس ، لینن اور سٹالن کو عظیم دھوکے باز اور کیمونزم کو وحشی بے دین اور متشددانہ بربریت کا نظام قرار دیا تھا-[3] تحریک نے جمہوریت خصوصاً مغربی طرز جمہوریت پر بھی سخت تنقید کی -

کیا خاکسار تحریک بے فائدہ اور بے مقصد تحریک تھی جو ہندی مسلمانوں کو اپنے منتہائے نظر سے متفق نہ کر سکی یا کہ یہ کسی اہمیت کی حامل مسلم تحریک تھی جس نے

---

۱ - مسٹر گاندھی بھی آخرکار انگریزوں کے خلاف تلوار اٹھانے کے قائل ہو گئے تھے - ۱۹۴۲ء میں "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک میں انھوں نے "عدم تشدد" کی پالیسی کو خیر باد کہہ دیا تھا - مسٹر گاندھی کا عدمِ تشدد سے گریز صرف انگریزوں کے معاملے سے ہی مخصوص نہ تھا - **الاصلاح** کی ایک خبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی اس پالیسی میں تبدیلی عمومیت کی حامل تھی اور مسلمان بھی اس میں شامل تھے - جب وہ ۱۹۴۷ء کے اوائل میں بہار میں مسلم کش فسادات کے بعد پٹنہ میں مقیم تھے تو انھوں نے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے چند ایک باتیں ایسی بھی کہیں جن سے ان کی مسلمانوں سے محبت کا پول کھل جاتا ہے - ڈاکٹر کاظمی راوی ہیں کہ :

"مسٹر گاندھی نے بہار میں عدم تشدد کے فریب کی عریانی کا یہ منظر دیکھ کر بہار کے ہندو غنڈوں کو مخاطب کرتے ہوئے پٹنہ لان میں کہا (مندرجہ ذیل الفاظ میں نے اسی وقت اپنی بیاض میں نوٹ کر لیے) - "تم نے جو مسلمان لوگ کی ہتیا (قتل) کرتے ہوت سہاتما گاندھی کی جے کے نعرے لگائے ، تم نے جو کچھ کرنا تھا کرتے - لیکن میری جے کا نعرہ تو نہ لگاتے -" ایضاً

۲ - **الاصلاح** ، ۱۸ فروری ۱۹۳۶ء ، ص ۶ ، کالم ۱

۳ - ایضاً ، ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء ، ص ۵ ، کالم ۱ - ۲

جدوجہد آزادی ہند میں موثر کردار ادا کیا ؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب کوئی مورخ ہی دے سکتا ہے ۔ مجھ جیسے مبتدی کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ان سوالوں پر ایک عمومی بحث کر دی جائے ۔

تحریک کے حق میں کئی ایک باتیں جاتی ہیں ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے بعد کل ہند بنیاد پر خاکسار تحریک مسلمانوں کی دوسری بڑی جماعت تھی ۔ مسلم لیگ اگر ناکام ہوتی تو تحریک مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بنتی ۔ مسلم لیگ کی ناکامی کا مطلب آئینی جدوجہد کی ناکامی ہوتی اور ایسی صورت میں مسلمانان ہند کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ رہ جاتا کہ وہ خاکسار فلسفے کو اپنا کر اپنی منزل تک پہنچتے ۔ نیشنلسٹ مسلمان بہت کم تھے اور ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی ۔ یہ گروہ ان پڑھے لکھے مسلمانوں پر مشتمل تھا جو مسٹر گاندھی کے داؤ پیچ میں آ چکے تھے اس لیے کسی بحرانی صورت میں ان کے آگے آنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ۔ خاکسار تحریک نے مسٹر گاندھی کے فلسفہ ”اہنسا پرمود ہرما“ کو مضحکہ خیز قرار دے کر رد کر دیا تھا ۔ تحریک پاکستان کے خلاف نہیں تھی ہاں البتہ وہ متحدہ ہندوستان کی قائل ضرور تھی، وہ اس لیے کہ اس کے پیش نظر زمین کے محض ایک ٹکڑے پر قناعت کی بجائے تمام ہندوستان کو مسلمانوں کے لیے حاصل کرنا تھا ۔ اس سلسلے میں تحریک کا موقف چوہدری رحمت علی کی طرح یہ تھا کہ اقتدار کی منتقلی مسلمانوں کو کی جانی چاہیے جو آخری مغل بادشاہ سراج الدین بہادر شاہ ظفر کے قانونی نمائندے تھے ۔ تحریک کو یقین تھا کہ مسلمان خود دوسرے مذاہب کے لوگوں کو مغلوں کی طرز پر شریک اقتدار کر لیں گے ۔

خاکسار نڈر اور جانباز لوگ تھے ۔ اپنے مقصد کے لیے جانی قربانی دینا ان کا جماعتی ایمان تھا ۔ انگریز ان سے ڈرتے تھے ۔ انگریز کے اسی خوف نے ۱۹۴۰ء میں خاکسار تحریک پر پابندیاں لگا دی تھیں ۔ اس سے قبل بھی تحریک کی اشاعت میں انگریز طرح طرح کے رخنے ڈالتے رہے ۔ اس ضمن میں حکومت سرحد نے تو اچھی خاصی ضد کا مظاہرہ کیا تھا جس کی وجہ سے ابتدائی پانچ سالوں میں تحریک پشاور شہر اور صوبے میں کھل کر کام نہ کر سکی تھی ۔ انگریزی حکومت اس بات کا احتمال رد نہ کر سکتی تھی کہ ملک کو آزاد کرانے کے لیے اگر مسلم لیگ اور کانگرس کی آئینی کوششیں ناکام ہونے دی گئیں تو پھر انھیں خاکسار جیسی فعال اور فوجی خطوط پر منظم جماعت کا ہی سامنا کرنا پڑے گا ۔

خاکسار تحریک ہندوؤں کے لیے بھی ایک دھمکی تھی ۔ اگرچہ تحریک فرقہ واریت میں یقین نہ رکھتی تھی ۔ فرقہ وارانہ فسادات میں حصہ لینا تو درکنار ایسے فتنوں کو مٹانے کے لیے ہمہ تن تیار رہتی تھی ۔ ہندوؤں کی سماجی خدمت کرنے کو بھی اپنی عزت سمجھتی تھی ، قحط بنگال میں تحریک نے بلا تفریق مذہب تمام قحط زدوں کی خدمت کی تھی ۔ لیکن

ہندو اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ جماعت اصلاً مسلمان تحریک ہے اور ہندوستان پر مسلمانوں کو غالب کرنے کے لیے اٹھی ہے۔ ہندو کی زبان پر تو نہیں مگر تحت الشعور خاکساروں کا خوف ضرور تھا۔ اس امر کا اظہار محمد یامین خاں نے اپنی کتاب نامہ اعمال میں کئی ایک بار کیا ہے (مثلاً دیکھو جلد دوم صفحہ ۸۶۹)۔ تو کیا یہ بعید ہے کہ مسلم لیگ سے معاملہ کرتے وقت کانگرس ایسے خوف سے متاثر نہ ہوتی ہو؟

دوسری طرف خاکسار تحریک میں نقائص بھی تھے۔ تحریک نے اپنا مقصدِ اولیٰ "غلبہ اسلام" قرار دیا جو مسلمانوں کے نقطہ نظر سے فی نفسہ ایک مستحسن مقصد تھا۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ کوئی ایسا نعرہ بھی نہ تھا، مسلمانوں نے اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی ملک پر کوئی ہزار سال حکومت کی تھی۔ مگر بیسوی صدی کے بدلے ہوئے ظروف و احوال میں زوال پذیر مسلمانوں کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ بیک وقت انگریزوں کی سائنٹیفک عسکریت اور ہندوؤں کی قومی نشاط ثانیہ کے ابھرتے ہوئے جوان جذبوں کا مقابلہ کرسکتے ان دو قوتوں کا محض بیلچوں سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"غلبہ اسلام" کا نعرہ لے کر اٹھنے والی تحریک میں ہندو اور سکھوں کو دعوتِ شمولیت یہ کہہ کر دینا کہ اسلام دوسرے مذاہب والوں سے رواداری کا سبق دیتا ہے ہندوستانی حقائق سے اغماض برتنا تھا۔ ہندو قوم جو نشاط ثانیہ کے نشے سے سرشار ہو کر نئے پروبال نکال رہی تھی اسلامی نظام کے تحت آ کر اپنی خود مختاری کے موقع کو بھلا کیسے چھوڑ سکتی تھی؟ ایسا اسی صورت میں ممکن تھا کہ ہندو مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو جاتے۔ ہندو رہ کر مساوات محمدی اور عدل فاروقی کی اصطلاحات میں ان کے لیے کوئی کشش نہ ہو سکتی تھی۔ علامہ کا خیال تھا کہ ہندوؤں کی سماجی خدمت کر کے ان کو "غلبۂ اسلام" والی جماعت میں شامل کیا جا سکتا تھا۔ کتنے بھولے تھے علامہ صاحب بھی! ہندو تو سرے سے مسلمانوں کے ہاتھوں ایسی خدمت کرا ہی نہ سکتے تھے۔ وہ تو ایسا کرا کے "نا ہندو" ہو جاتے تھے۔ استثنایات سے قطع نظر اونچی جاتی کے ہندو لوگ تو اپنے ہی نچلی جاتی والے لوگوں کے ساتھ بھی نہ لگنا چاہتے تھے۔ تامل ناڈو (سابقہ صوبہ مدراس) میں دورِ برطانیہ تک ان دونوں جاتیوں کے گھومنے پھرنے کے راستے الگ ہوتے تھے۔ انہی تفرقات سے دکھی ہو کر وہاں کے نچلے طبقے کے لوگوں نے اپنے لیے علیحدہ مملکت کی جنگ شروع کر رکھی ہے (۱۹۸۱ء) ادھر علامہ ہیں کہ ہندوؤں کو اپنی "غلبہ اسلام" والی جماعت میں لا کر ایک ہی صف میں کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ یہ امر محال ہی نہیں ناممکن بھی تھا۔

تحریک بالعموم عمل جراحی سے کام لیتی تھی۔ بے شک مذہبی علماء کا ایک غالب حصہ دقیانوسی تھا مگر یہ ان کا قصور نہ تھا، ان کی تربیت ہی انہیں خطوط پر ہوئی تھی

تحریک نے تمام دینی علماء کو لعن طعن کے ایک ہی رسے میں باندھ کر اس قدر سخت پہنچا کہ ان کے ماتھوں پر غم و غصے کی شکنیں پڑ گئیں ، اور انھوں نے تحریک کے خلاف کہنا اور لکھنا شروع کر دیا جس سے تحریک کو شہرت تو ضرور ملی مگر مشکل میں ساتھ دینے والے نہ مل سکے ۔ اس وجہ سے ایک عرصے تک عام لوگ بھی خاکساروں سے بدکتے رہے ۔

تحریک کا عقیدہ تھا کہ "امیر" معصوم عن الخطا ہوتا ہے ۔ حالانکہ ہر انسان عقلی اور وجدانی طور پر جانتا ہے کہ انسان غلطی کر سکتا ہے (سوائے ان لوگوں کے جو مامور من اللہ ہوں) جماعتی نظم کی خاطر امیر کے غلط حکم کی تعمیل تو کی جا سکتی ہے مگر اس کے معصوم عن الخطا ہونے پر عقیدہ نہیں رکھا جا سکتا ۔ ثانیاً بانی تحریک کا حکم تھا کہ خاکسار اپنی تحریک کو خالص اسلام سمجھ کر پکڑیں ۔ جو ایسا نہ کرے گا اس کے لیے دوزخ کی وعید سنائی گئی تھی ۔ کوئی بعید نہیں کہ تحریک کے اس عقیدے نے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کو خاکساروں سے دور رکھا ہو ۔

خاکساروں کی عادت تھی کہ جماعتی اصول کی خاطر جان دینے والوں کا حکومت سے خون بہا طلب کیا کرتے تھے ۔ شہیدوں کے خون بہا کا مطالبہ پیش کر کے جماعت ان سرفروشوں کے جذبۂ شہادت کی اہانت کرتی تھی ۔ ایک مسلمان یا جماعت جس نے ملت کے اجتماعی مقصد کے لیے خود کو فنا کر دینا اپنا مقصد حیات قرار دیا تھا چند ٹکوں کے پیچھے اپنی سرفروشی اور جانبازی کو فروخت کر ڈالے ، کتنی عجیب بات ہے ! اور پھر وہ اپنے مطالبوں پر اصرار کرتے تھے ۔ کامیابی کا معیار یہ تھا کہ مطالبہ منظور ہوا کہ نہیں بہت چھوٹا معیار تھا اتنی عمدہ جماعت کے لیے ! ۔

امیر کا اختیارِ ناطق ایک دوسری کمزوری تھی جس نے تحریک کو لاہور کے سانحہ سے دوچار کیا ۔ ہمیں یاد ہے کہ علامہ ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو دہلی میں تھے ۔ وہ ۲۴ فروری کو لاہور چھوڑ کر وائسرائے سے ملاقات کرنے کی غرض سے دہلی جا چکے تھے ۔ ۱۸ مارچ کو خوش حال خاں جدون کو جو تحریک میں ایک عام سپاہی تھا ۔ لاہور محاذ کی کمان مل گئی تھی ۔ اس نے علامہ کا مشورہ لیے بغیر اپنے اختیارِ ناطق کے حق کو استعمال کرتے ہوئے ۳۱۳ خاکساروں کا کفن بردوش جیش نکالنے کا حکم دے دیا اور چونکہ وہ محاذ کا "امیر" تھا للہذا خاکساروں کو حکم ماننے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا ۔ تعمیلِ حکم میں خاکسار اس قدر کٹر تھے کہ انھوں نے ہنسی خوشی اپنی جانیں سرسکندر حیات کے استبداد کے سامنے پیش کر دیں ۔ عام شبہ کیا جاتا رہا ہے کہ خوشحال خاں جدون تحریک کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کھیل گیا تھا ۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ وہ خود جیش میں شامل نہ ہوا تھا ۔ وہ سفید کپڑوں میں ہی رہا اور صبح ہی صبح بھاگ

گیٹ سے روپوش ہو گیا تھا ۔ اگر اختیارِ ناطق کی ڈھال اُس کے پاس نہ ہوتی تو اسے محمد شریف خاں کی واپسی کا ضرور انتظار کرنا پڑتا جو علامہ سے مشورہ کی خاطر دہلی گیا ہوا تھا ۔

آنے والا مورخ خاکسار تحریک کا تخمینہ لگاتے وقت درج بالا بحث کو نظر انداز کر کے اپنے کام کو شاید آسان نہیں بنا سکے گا ۔

۱

فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ (قرآنِ حکیم)

پس ایمان والے وہ لوگ ہیں جو قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں

کیا ہندوستان میں آئندہ حکومت کا معیار

اکثریت یا خون

ہو گا ؟

جنگ یورپ کے موقع پر حکومتِ ہند کو پچاس ہزار
خاکسار سپاہیوں کی پیش کش کے ضمن میں

علامہ مشرقی

کے اس نئے سیاسی فارمولا کا اعلان جس کی رو سے

حکومت اس قوم کی ہے جو خون بہائے

اور چونکہ پچھلے دو سو برس میں ایک ہندو کے بالمقابل ۱۲۵
مسلمانوں نے ہندوستان کی حفاظت کے لیے خون بہایا

اس لیے حکومت کا حق صرف مسلمان کو ہے

ماخذ: الاصلاح، ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ۵ تا ۷

حکومتِ ہند کے نام علامہ مشرقی کا تار

مادرِ وطن کی حفاظت کے لیے پچاس ہزار سپاہیوں کی بلا شرط پیش کش
تیس ہزار ملک کی اندرونی حفاظت کے لیے ، دس ہزار پولیس ، دس ہزار
ترکی کی مدد کے لیے یورپ میں
"اکثریت کو ہندوستان پر حاکم کر دینے کا فلسفہ انتہائی طور پر غلط ہے"
"مسلمانوں کا خون ہندوستان کی حفاظت کرتا رہا ہے اور حکومت ہمیشہ
اس قوم کی ہے جو خون بہائے"

۱۲۵ مسلمانوں کے مقابلے پر صرف ایک ہندو نے خون بہایا

۲۶ ستمبر ۱۹۳۹ء کو علامہ مشرقی نے سنٹرل جیل لکھنؤ سے یوپی کے کانگریسی خداوندان حکومت کو کہا کہ وہ یورپ کی جنگِ عظیم کے متعلق خاکسار تحریک کے رویے کا اعلان کرنے کے لیے ایک تار حکومت کو بھیجنا چاہتے ہیں - اس کی اجازت دی جائے - چار دن کی حیص بیص کے بعد زبانی کہا گیا کہ تار براہ راست وائسرائے کو نہیں دیا جا سکتا - پہلے مضمون دیا جائے - پھر حکومت غور کرے گی - کہ تار کو بھیجا جا سکتا ہے یا نہیں - ناچار ۳۰ ستمبر کو مضمون دیا گیا - ۲ اکتوبر کو سپرنٹنڈنٹ جیل کرنیل ایم اے جعفری نے زبانی کہا کہ تار حکومت یوپی کو بھیج دیا گیا ہے - لیکن امید نہیں کہ ایسا تار وائسرے کو دیا جا سکے - علامہ مشرقی نے کہا کہ اگر یہ حالت ہے تو کم از کم حکومت فوری انکاری جواب دے سپرنٹنڈنٹ بہادر نے کہا کہ غالباً دس دن کے بعد آپ کو انکار بھی آ جائے گا اس کے بعد کرنیل صاحب تار کو لے کر ڈسٹرکٹ جیل کے دوسرے خاکسار اسیروں محترم میاں احمد شاہ وغیرہ ہم کو دکھلا دکھلا کر کہتے رہے کہ دیکھیے علامہ صاحب اس تار کو حکومت ہند کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں اور خاکسار تحریک کے لیے کس قدر نقصان دہ ہے بالآخر جب حکومت یوپی کی یہ نیت

دیکھی گئی تو علامہ مشرقی خاموش ہو گئے کیونکہ لکھنو آنے سے پہلے انھوں نے لاہور میں اس تار کے دیے جانے کا انتظام پہلے سے ہی کر لیا تھا اور مناسب ہدایات دے دی تھیں کہ قید کی صورت میں یہ تار شائع نہ ہو سکا یا وائسرائے بہادر کو نہ پہنچ سکا تو آخری تاریخ ۹ اکتوبر کو پریس میں دے دیا جائے اور ۴ اکتوبر تک وائسرے کے پاس پہنچ جائے۔ تار کے الفاظ تین سو نوے تھے اور اس کا صحیح ترجمہ حسب ذیل ہے۔ (ترجمہ دوبارہ لکھا جاتا ہے کیونکہ تار کے بعض حصے تار گھر کے مخالف کلرکوں نے بددیانتی سے حذف کر دیے تھے)۔

محررہ ۴ اکتوبر

بنام ہزایکسیلینسی وائسرائے دہلی

جنگ یورپ کے بارے میں خاکسار تحریک کے رویے کے متعلق علامہ مشرقی کا حسب ذیل تار جو آپ کے نام تھا غالباً یو۔پی گورنمنٹ نے روک لیا ہے لہٰذا جریدہ الاصلاح کی طرف سے دوبارہ دیا جاتا ہے (علامہ کے تار کا متن شروع ہوتا ہے) "یو۔پی کی حکومت کے ایما سے میری اور میرے ساتھ صدہا مقتدر خاکساروں کی گرفتاری، نیز حکومت کا خاکسار تحریک کو کچل دینے کا ارادہ اس امر میں مزید مانع نہ ہونے چاہئیں۔ کہ میں جنگ یورپ کے متعلق خاکسار تحریک کے رویے کا اعلان کروں۔ میرے نزدیک مصیبت کے وقت کسی دشمن کے ساتھ بھی سودا کرنا کمینہ پن ہے اور غیر مردانہ فعل ہے، اسلامی اخلاق اس امر کی اجازت نہیں دیتا۔ دین اسلام دوغلا پن سے منع کرتا ہے۔ انگلستان اس وقت ایک ایسی مصیبت میں گرفتار ہے جس میں اس کی اپنی موت و حیات کا خطرناک سوال اور نہایت یقینی طور پر ہندوستان کا مستقبل بھی شامل ہے ایسے خطرناک وقت میں بنیوں کی سودا کرنے والی ذہنیت کا اظہار مسلمان جیسی عظیم الشان قوم کے شایان شان ہرگز نہیں اور ہم انگلستان کو سچے دل سے اپنا حقیقی دوست بنانا چاہتے ہیں۔ کم و بیش پچھلے دو سال کی کانگریسی وزارتوں کے تلخ تجربہ نے تمام رعیت پر ثابت کر دیا ہے کہ انگریز بطور حاکم بہت زیادہ بہتر ہے۔ مسلمان اگر قطعاً نیست و نابود ہونے سے بچنا چاہتے ہیں تو ان کو اب فیصلہ کر لینا چاہیے کہ وہ ہرگز اکثریت کے محکوم کسی قیمت پر نہ ہوں گے۔ ہمیں انگریزوں پر ثابت کر دینا چاہیے کہ ہم مسلمان ہی صحیح معنوں میں ہندوستان کے محافظ اور اس خون کی بنا پر ہی باقی سب کو چھوڑ کر ہمارا قدرتی بلکہ موروثی حق ہے کہ ہندوستان کی عنان حکومت صرف ہمارے ہاتھ میں ہو۔ دنیا کی تمام تاریخ میں خون اور حکومت ہمیشہ ساتھ رہے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس ہندوستان کی حفاظت کے لیے کسی جگہ بھی ایک سپاہی نہیں دے سکتی اس بنا پر اس جماعت کا جو کچھ نہیں کر سکتی اپنے آپ کو کچھ

سمجھنا یا اپنے لیے بلند مقام اختیار کرنے کی سعی کرنا لچر اور مضحکہ انگیز ہے ۔ صرف خاکسار سپاہی جس نے پچھلے نو برس سے ہندوستان بھر میں بلا لحاظ مذہب ملت مخلصانہ اور بے اجر خدمت خلق کی ہے اس وقت اس خون کا کھیل کھیلنے کا دعویٰ کر سکتا ہے یا پنجاب کا وزیر اعظم ملک کی حفاظت کے لیے کوئی اصلی امداد دے سکتا ہے ۔ میں نے اس مسئلہ کو سوچا ہے اور تمام اصلی ، فرضی اور مشروط پیش کشوں پر جو اب تک کی گئیں خوب غور کیا ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ آج سے تین ماہ کے اندر اندر تیس ہزار عمدہ طور پر قواعد دان اور منظم خاکسار سپاہی برائے نام جنگی تربیت کے بعد ہندوستان کی اندرونی فوجی حفاظت کے لیے دس ہزار سپاہی داخلی قیام امن کے لیے بطور پولیس کے اور دس ہزار بہترین قسم کے سپاہی اپنے حلیف یعنی سلطنت ترکیہ کی امداد کے لیے یا اگر وہ ضرورت ہو، سمجھیے یورپ کی سر زمین پر جنگ کے لیے ہزایکسلینسی وائسرائے کے سپرد کر دوں گا ۔ آپ کو صرف ہمارا امتحان لینا ہے کہ ہم خاکسار مادرِ وطن کے لیے اپنے خون کے آخری قطرے تک کیا کچھ اظہار وفا کرسکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس اعلان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو کیونکہ میں اس وقت جیل میں ہوں ۔ مورخہ ۳۰ ستمبر عنایت اللہ خان المشرق سنٹرل جیل لکھنو ، از طرف جریدۃالاصلاح لاہور، ٦ اکتوبر ۱۹۳۹ء۔

تار کی اشاعت پر حکومت یو - پی کا خطرناک اضطراب اور علامہ مشرقی پر مقدمہ چلانے کی دھمکی

۱۰ اکتوبر کو ہمدم "میں اور ۱۱ اکتوبر کو" پائنیر میں اس تار کا شائع ہونا ہی تھا کہ کانگریس کے ایوانِ حکومت میں کھلبلی مچ گئی ۔ جیل میں تمام افسروں کی بے چینی سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بڑی مصیبت ان پر آنے والی ہے ہر شخص پوچھتا تھا کہ تار جو پندرہ دن سے رکا ہوا تھا کیوں کر چھپ گیا ۔ بالآخر ۱۲ اکتوبر کی صبح کو کرنل جعفری نے علامہ مشرقی کی کوٹھڑی میں آ کر حسب ذیل خفیہ خط محترم برجش چندرا پارلیمنٹری جوڈیشنل سیکرٹری حکومت یو ۔ پی کی طرف سے دیا ۔ اور کہا کہ حکومت اس کا جواب چاہتی ہے ۔ ساتھ ہی کہا کہ چونکہ حکومت کو معلوم ہے کہ آپ سخت طیش میں ہیں ۔ اور ڈر ہے کہ کہیں آپ اس خط کو لے کر پھاڑ نہ دیں اس لیے حکومت آپ کو اصلی خط کی تصدیق شدہ نقل ہی دکھانا چاہتی ہے ۔ اصل خط ہمارے پاس محفوظ ہے ۔

از کونسل ہاؤس لکھنؤ ، ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء (کانفڈنشل (صیغہ راز) ڈی نمبر ۳۸۶

پیارے کرنیل جعفری ، آپ کو یاد ہو گا ۔ کچھ دن ہوئے آپ نے ایک خاکسار قیدی علامہ مشرقی کی جو اس وقت آپ کے جیل میں ہے ایک گزارش اس مطلب کے لیے بھیجی تھی کہ اس کو ایک طویل تار وائسرائے اور پریس بھیجنے کی اجازت دی جائے ۔ ابھی وہ درخواست زیر غور ہی تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ نے جیل ہی سے تار کو پریس بھیج دیا اور آج یہ تار پائنیر میں اس تشریح سے شائع ہوا ہے کہ الاصلاح لاہور میں چھپ گیا ہے علامہ نے یقیناً اس تار کو حکام جیل کی اجازت کے بغیر دیا ہو گا ۔ اور چونکہ حکام جیل کی اجازت کے بغیر کوئی پیغام پہنچانا قواعد جیل کے خلاف ہے اور جرم ہے اس لیے علامہ پر جیل ایکٹ کی رو سے مقدمہ چلانا ضروری ہے ۔ مجھے ہدایت ہے کہ علامہ سے فوراً اس کی تشریح پوچھی جائے کہ کیوں جیل ایکٹ کی رو سے اس پر مقدمہ نہ چلایا جائے اور یہ تشریح حکومت کو حکم کے لیے بھیجی جائے ۔

علامہ مشرقی نے دو حرفہ جواب دیا کہ لکھنؤ آنے سے پہلے اس تار کے بھیجنے کا انتظام ہو چکا تھا اور جب حکم ملا تھا ۔ تار لاہور سے دے دیا گیا ۔ تار دینے کا ذریعہ صرف حکومت یو ۔ پی ہی نہ تھا ۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کانگریسی ذہنیت کن کمینہ ہتھیاروں پر اتر سکتی ہے اور اس تار نے آنند بھون میں کیا بے چینی پیدا کر دی۔

تار کی نقل وائسرائے کو اور خاکسار تحریک کے متعلق حکومتِ ہند کا اعلان

اس تار کی دستی نقل ۵ اکتوبر کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ وائسرائے بہادر کو ارسال کر دی گئی تھی ۔ کیونکہ اندیشہ تھا کہ تار گھر کے ہندو بابو تار دیتے وقت اس میں رد و بدل نہ کر دیں ۔ چنانچہ یہ اندیشہ صحیح نکلا ۔ اور تار میں تین جگہ قطع و برید بد دیانتی سے کی گئی ۔ یہ دستی نقل حکومت ہند میں ۶ اکتوبر کو پہنچی ۔ ۷ اکتوبر کو پائنیر کے نامہ نگار خصوصی نے نیو دہلی سے حسب ذیل خبر شائع کی جس سے ہندوستان کے کانگریسی حلقوں میں ماتم کی صفیں بچھ گئیں ۔

حکومتِ ہند خاکسار سپاہی کو "ٹیری ٹوریل" فوج میں شامل کرنے کے لیے تیار ہے
خاکسار تحریک کو حکومت ہند تعلیم کرتی ہے

از نیو دہلی ، ۷ اکتوبر اطلاع ملی ہے کہ حکومت ہند خاکسار تحریک کی اس وسعت کا جو حال میں ہوئی ہے بغور مطالعہ کر رہی ہے کہ کس طرح خاکسار سپاہیوں کو اس مجوزہ "ٹیری ٹوریل" فوج میں شامل کر لیا جائے جو عنقریب ہندوستان میں مرتب کی جائے گی۔ اگرچہ اس طرح کی عسکری تحریکوں کا معاملہ جیسا کہ خاکسار تحریک کا ہے ابتدائی طور پر صوبائی حکومتوں سے وابستہ ہونا چاہیے مگر حکومت ہند اس امر کے حق میں نظر آتی معلوم نہیں ہوتی کہ ان تحریکوں کو کچل دیا جائے۔ جب کہ وہ جارحانہ یا انقلابی نہ ہو جائیں۔ برخلاف اس کے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ان تحریکوں کی نیم عسکری خاصیت کو تسلیم کرتی ہے اور اس نقطہ نظر کی طرف مائل معلوم ہوتی ہے کہ ان کی عسکری خواہشات کو پورا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے سپاہیوں کو فوج میں شامل ہونے کا جائز موقعہ دیا جائے۔

(ماخوذ از پائنیر ۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

اس اعلان کے بعد حسب ذیل اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئیں۔

دہلی ۹ اکتوبر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب نے وائسرائے سے تحریک کی ہے کہ خاکساروں کو گورنمنٹ اگزلری (امدادی) فوج میں شامل کر کے ہتھیار دیے جائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند کے محکمہ خبر رسانی نے بھی یہ رپورٹ کی تھی کہ اس وقت قریباً دس لاکھ نوجوان خاکسار تحریک میں شامل ہیں۔ فوجی ضبط و نظام سے آراستہ ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کی جنگی قابلیت رکھتے ہیں وائسرائے نے سرسکندر حیات کی تجویز پر اظہار پسندیدگی کیا۔ اور کہا کہ یہ تجویز بغرض منظوری برٹش وار آفس (محکمہ جنگ لندن) کو بھیج دیں گے۔ سرسکندر حیات خان نے حکومت ہند سے اس امر کا مطالبہ بھی کیا ہے کہ جو خاکسار پنجاب کی رعایا ہیں ان کو یو۔ پی گورنمنٹ نے بلاوجہ گرفتار کرلیا ہے۔ اگر ان کو رہا نہ کیا گیا تو صوبہ متحدہ کا جو کانگریسی پنجاب میں داخل ہو گا۔ گرفتار کر لیا جائے گا۔

(ہمدم ۱۱ اکتوبر)

مسلمانوں کو ازسر نو زندگی دینے والا سیاسی فارمولا اور مختصر قومی نصب العین

علامہ مشرقی نے متذکرہ صدر تار میں کئی قرنوں کی مایوسی کے بعد مسلمانان ہند کے سامنے نیا سیاسی فارمولا پیش کیا ہے جس سے موجودہ ہندوستانی سیاست کی کایا یقیناً پلٹ جائے گی اور جو مسلمانوں کو سیاست کے میدان میں نئی اور غالب زندگی دے سکتا ہے۔ انھوں نے جیل سے رہا ہوتے ہی حسب ذیل بیان دیا ہے۔

"حکومت ہند کو تار دینے میں مختصر مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمان بلکہ صحیح معنوں میں کانگریس کے ممبروں کو چھوڑ کر پوری ۳۳ کروڑ رعیت کو پھر امن کی زندگی نصیب کرانے کے لیے اس نقطہ کو مضبوط طور پر پکڑنا ضروری ہے کہ ووٹوں یعنی اکثریت کی حکومت مسلمانوں کو کسی قیمت پر قبول نہیں یہ تمام رعیت چودہ برس سے اسی اصول پر نہایت امن و امان سے زندگی بسر کرتی چلی آئی ہے کہ جس گروہ نے ملک کے لیے خون کی قربانی دی وہی اس کا محافظ رواداراتہ اور متقیانہ طور پر رہا۔ مسلمانوں نے پچھلے دو سو برس میں ہندوستان کی حفاظت کے لیے کم و بیش تہتر لڑائیاں لڑیں اور ادارہ علیہ کا صحیح بلکہ حسابی اندازہ ہے کہ ان جنگوں اور مابعد کے فسادوں میں دونوں طرف سے تین کروڑ باسٹھ لاکھ مسلمان مردوں اور عورتوں نے اپنا خون دیا۔ اسی مدت میں غیر مسلم زیادہ سے زیادہ صرف دس لاکھ چون ہزار میدان جنگ میں کام آئے۔ جس میں ہندوؤں کے علاوہ باقی تمام قومیں شامل ہیں یہ نسبت آبادی کو مدنظر رکھ کر ۱۲۵ مسلمانوں کے بالمقابل صرف ایک غیر مسلم کی ہے اور ظاہر ہے کہ اس نسبت کے بعد جو صفر کے برابر ہے مسلمانوں کے سوا کوئی قوم ہندوستان پر حکومت کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔"

"خود انگریزوں کی تعداد جزائر برطانیہ میں صرف چار کروڑ اکسٹھ لاکھ ہے اور اس تین سو چالیس برس میں کہ انگریزوں نے ہندوستان میں پہلا قدم رکھا انھوں نے ہندوستان کو فتح کرنے کے لیے پچپن لاکھ انگریز قتل کرائے انگریز آج صرف اسی تعداد کی بنا پر ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے اور ہندوستان کو ووٹ کی حکومت دیتے ہوئے انصافاً خود اپنے ووٹ نہیں گنتا بلکہ تجاہل کرتا ہے کہ ووٹوں کی حکومت وہی ڈیموکریسی ہے جو یورپ میں قائم ہے۔"

ڈیموکریسی کی صحیح تعریف کیا ہے

"ڈیموکریسی" (یعنی یورپ کے معنوں میں جمہوریت) وہیں قائم ہو سکتی ہے جہاں ایک قوم ہو اور سب کی ایک تہذیب ایک کلچر، ایک غالب مذہب اور ایک تمدن ہو ۔ انگلستان کے یہودی اور رومن کیتھولک اس قدر قلیل تعداد میں ہیں کہ وہ کوئی مخصوص سیاسی حقوق نہیں رکھ سکتے ۔ بلکہ عوام‌الناس میں اس قدر جذب ہو گئے ہیں کہ اپنی شخصیت بھی ظاہر نہیں کرتے ۔ جمہوری دستور میں "مائی ناریٹی" یعنی اقلیت بھی اسی تہذیب اور تمدن کا ایک حصہ ہوتی ہے ۔ مختلف قوموں یا تہذیبوں یا مذہبوں کو "مائی ناریٹی" کا درجہ دینا ان کو کچل دینے کے مترادف ہے ۔ با ایں ہمہ بھیڑوں اور گدھوں کی ایک بزدل اور خون نہ بہانے والی بھیڑ کے سروں کو گن کر اس بھیڑوں کی بھیڑ کو ملک کا بادشاہ بنا دینا سیاست کی تمام تاریخ میں سب سے بڑا لغو اور لچر فعل ہے ۔

ہندوستان میں جھوٹی ڈیموکریسی اور اس کے نتائج

ہمارے انگریزی تعلیم یافتہ اور انگریزیت سے متاثر ہندی نوجوانوں نے پچھلے ساٹھ برس سے "ڈیموکریسی" کے اس فریب کو نہیں دیکھا اور اندھا دھند جو کچھ انگریز اپنے وطن میں ضرورتاً کرتے تھے نقل کرتے گئے چنانچہ اس جھوٹی ڈیموکریسی کا نتیجہ ایک لنگ پوش مصنوعی اور مکار فقیر کی استبدادی ڈکٹیٹر شپ ہے جو سب غیر کانگریسیوں کو کچل رہی ہے اور خود کانگریس والے بھی اس کے بوجھ کے نیچے کراہ رہے ہیں ۔ مسلم لیگ بھی اسلام کی تیرہ سو برس کی عظیم‌الشان غالب سیاست کے باوجود اسی یورپ زدگی کے چکر میں آ کر اکثریت کی حکومت کو اصولاً تسلیم کر چکی ہے اور اب جب تک اس کے تمام سیاسی نظام کو اساساً نہ بدلا جائے لیگ کے انتہائی کمزور عمل اور اس تسلیم کرد پروگرام کے بھروسے پر مسلمانوں کو معمولی سیاسی حقوق بھی نہیں مل سکتے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ بارہ آنے کے بالمقابل چونی کی اس لڑائی میں مسلمان کی تہذیب ، اس کی کلچر ، اس کی زبان ، اس کی مساجد ، اس کی اذان ، اس کا قرآن کیوں کر باقی رہ سکتے ہیں ۔ خاکسار تحریک میں خدمت خلق کا یہ بے پناہ جذبہ اس لیے نمایاں رکھا گیا ہے کہ خدا کی راہ میں خون گرانے والوں کا ایک چھوٹا سا گروہ صحیح معنوں میں خادم خلق ہو کر مخدوم بنے اور کم من فیہ قلیلۃ غلبت کثیرۃ کے ماتحت تمام دنیا کو اپنی سچی محبت ، روحانیت اور خدمت سے آغوش میں لے لے ۔ خدا والوں کے نزدیک سب مخلوق خدا خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان سیاہ ہو یا سفید یکساں ہے اور جب تک انتہائی رواداری ، خدا ترسی اور

وسعت قلب کسی گروہ کو میسر نہیں وہ گروہ دنیا کے کسی حصے پر حکومت نہیں کر سکتا۔

ملک کی بادشاہت خون سے ملتی ہے چرخوں کے چلانے سے نہیں

"میں چاہتا ہوں کہ سیاست کی موجودہ شطرنج میں جو دکان دار ہندو اور دکان دار انگریز میں پچھلے تیس برس سے کھیلی جا رہی ہے اور جس میں مسلمان کو ایک منشی یا پیادہ کا درجہ حاصل نہیں ، مسلمان پھر اسی مہرے کو پکڑ لیں جس کی چال کے آگے تمام موجودہ سیاست مات ہو جائے۔ مسلمان کا خون ہندوستان کی حفاظت بارہ سو برس سے کرتا آیا ہے ۔ اور اس وقت سے کر رہا ہے جب سے کہ انگریزوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ۔ ہم مسلمان اس خون کو آئندہ بھی دیں گے ۔ اور بے دریغ دیتے رہیں گے ۔ لیکن اگر ہندوستان پر حکومت کرنا انگریز کے بس کا روگ نہیں رہا اور نوبت اس تلک پہنچی ہے کہ مالی باغ چھوڑ کر بلبلوں اور شاہبازوں کے سپرد کر دے تو ہم مسلمان فیصلہ ہوتے وقت انگریز کے سامنے دنیا کی کتاب سیاست کھولیں گے اور بتائیں گے کہ دنیا پر حکومت کی تاریخ خون کے حروف سے لکھی ہوئی ہے عینکوں اور ڈگریوں ، پتلونوں اور دھوتیوں ، اجڑے ہوئے ہاتھوں سے سلاموں یا لاٹھیوں کی چوٹوں اور چرخوں سے نہیں لکھی گئی ۔ جس کا جی چاہتا ہے پڑھ لے اور پڑھ کر فیصلہ کرے ۔"

(لکھنؤ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء بوقت ۹ بجے صبح)

عنایت اللہ خان المشرقی

بہ حیثیت خاکسار سپاہی

ادارہ علیہ ہندیہ کا اعلان

ادارہ علیہ ہندیہ بانی تحریک کے اس اعلان پر ہندوستان کی تمام اسلامی ، سیاسی اور غیر سیاسی انجمنوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہر سپاہی بن جانے پر انتہائی زور دیں ۔ خاکسار تحریک ہندوستان میں کم از کم پچاس لاکھ سپاہی قواعد دان اور منظم کرنا چاہتی ہے تا کہ اقل قلیل مدت میں بلکہ ۱۹۴۰ء تک ہی اس سوال کو موثر

طور پر اٹھایا جاسکے کہ آیا ہندوستان میں حکومت کا معیار اکثریت یا قربانی خون پر ہے۔ یاد رکھو اگر تم نے اپنی سپاہیانہ طاقت پھر پیدا کر لی تو تمام مخالف طاقتیں تمھارے حسن کو دیکھ کر تمھاری بلائیں لیں گی اور تمھارے سامنے جھک کر رہیں گی ۔ خدا تمھارے ساتھ ہو ۔

لاہور ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء ادارہ علیہ ہندیہ

مظلوم خاکسار کی عید

یو ۔ پی کی ظالم حکومت نے جس عنوان سے خاکسار تحریک کو کچلنے کی ٹھانی ہے ظلم کی تاریخ کا سیاہ ترین ورق ہے لیکن میں اس خون اور قتل کی قیامت کو جو علم تشدد کی علمبردار کانگریس نے خاکساروں پر برپا کی ہے مسلمان کی عید سمجھ رہا ہوں کیونکہ سب قوم متفق اور متحد ہو رہی ہے اور اگر خاکسار کے خون سے قرنوں کی بچھڑی ہوئی بلکہ قرنوں سے بچھڑی قوم یک زبان ، یک جان اور طاقت ور ہو جائے تو میں سب سے پہلے اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوں ۔

"میں خوش ہوں کہ معرکۂ لکھنؤ نے مسلمان کے سامنے ایک نیا نصب العین پیش کر دیا ہے ۔ جو وہ قرنوں سے بھول چکا تھا اور جس کو ہمارے سیاسی لیڈر انگریزی سلطنت کی سطوت کے رُعب میں بھول چکے تھے ۔ وہ نصب العین یہ ہے کہ مسلمان کو اکثریت کی حکومت کسی قیمت پر منظور نہیں اور حکومت ابتدائے آفرینش سے اسی قوم کی رہی جس نے خون بہایا پچھلے دو سو برس کی تاریخ شاہد ہے کہ ۱۲۵ مسلمانوں کے بالمقابل صرف ایک غیر مسلم نے ہندوستان کی حفاظت میں اپنا خون دیا ۔ خود انگریز اگر آج ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے تو اپنی اکثریت کے زور پر نہیں بلکہ اس قربانی جان کی عوض میں جو اس نے پچھلے تین سو چالیس برس میں ہندوستان کے لیے دی ۔

"میں چاہتا ہوں کہ مسلمان آئندہ چند برس میں اس نصب العین کو سامنے رکھ کر تمام ہندوستان کی غلط سیاست کا جس کی بنیاد اکثریت کی حکومت پر ہے تختہ اُلٹ دے ۔ معرکۂ لکھنؤ نے ثابت کر دیا ہے کہ ہندو اکثریت ایک خاموش خادم خلق ، خدا ترس ، اور خوددار جماعت کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے میں تامل نہیں کرتی ۔ بلند شہر کی قیامت صغرا کے سلسلے میں مجھے ایک خط اس مجسٹریٹ کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا دو فل سکیپ صفحوں پر پہنچا

ہے جس میں اس نے اعتراف کیا ہے کہ میں اگرچہ گولی چلانے کے وقت چاروں طرف سے خاکسار سپاہیوں سے گھرا ہوا تھا اور اگر خاکسار چاہتے تو میرے جسم کا پرزہ پرزہ کر سکتے تھے۔ لیکن ایسے وقت میں کہ خاکساروں کی لاشیں زمین پر دھڑا دھڑ گر رہی تھیں خاکسار کی خدا ترسی کی شان یہ تھی کہ وہ میری جان کے محافظ تھے اور مجھے آنچ تک نہ لگنے دی مجسٹریٹ مذکور منکر ہے کہ اس نے گولی چلانے کا حکم دیا۔ وہ کہتا ہے کہ میں ایک خدا ترس عیسائی ہوں اور خاکسار کے بلند اخلاق کا مُقر خود فوج کے کمانڈنگ افسر نے جو ایک انگریز تھا۔ علانیہ اقرار کیا کہ اگر میں کمانڈر نہ ہوتا تو خاکسار ضرور ہوتا۔"

ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ بلند شہر کے اولوالعزم اور بہادر سپاہیوں پر گولی کس نے چلائی اور کس کے خفیہ حکم سے چلائی ہو گی۔ ایک ایسی حکومت اور عسکریت کو جس کی بنیاد ظلم، فریب اور بددیانتی پر ہے جس قدر جلد دنیا سے محو کر دیا جائے بہتر ہے۔

محترم مسٹر جناح نے ہمارے مطالبات کو دیکھ کر ان کو معقول قرار دیا ہے ہم نے کوئی شے، ضد، حسد اور مذہبی تعصب کے باعث حکومت کے سامنے پیش نہیں کی۔ لہ شیعہ سنی فساد کو بند کر دینے کا مطالبہ کسی عنوان سے ناجائز سمجھا جا سکتا ہے ہم نے یہ مطالبہ اس وقت پیش کیا تھا جب کے مسلمانوں کے تیس ہزار گھر قید و بند کی مصیبتوں کے باعث برباد ہو چکے تھے۔ بلکہ ہمیں یقین ہو چکا تھا کہ شیعہ سنی فساد اول سے آخر تک حکومت یوپی کا خود پیدا کردہ ہے محترم مسٹر جناح چاہتے ہیں کہ مطالبات گفت و شنید سے طے ہوں۔ مجھے اس میں کوئی عذر نہیں۔ انھوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ ان کو مضبوطی سے پیش کریں گے اور منوا کر رہیں گے۔ میں ایک بزرگ رہنمائے قوم کے احترام میں محترم جناح کو صُلح کا موقعہ دیتا ہوں اور اس امر سے بے خبر بھی نہیں ہوں کہ صلح کی خواہش کی آڑ میں جو حکومت یو۔ پی نے تحریراً ظاہر کی ہے ایک ظالم حکومت کیا کیا شیطانی اقدام کر سکتی ہے۔ لیکن اگر محترم مسٹر جناح اس معاملہ کو خوش اسلوبی سے چند یوم کے اندر اندر اختتام تک نہ پہنچا سکے تو پھر ہمیں ہمارا زندہ خدا کافی ہے۔ میں سب سے پہلے اس میدان جنگ میں موجود ہوں گا جہاں حکومت نے خون اور قتل کا بازار گرم کیا ہے اور دیکھوں گا کہ مسلمان کی بگڑی کیوں کر نہیں بنتی۔

حکومت یو۔ پی کو واضح رہے کہ ہم نے نو برس کی مسلسل تکلیف کے بعد اور پیٹ پر پتھر باندھ باندھ کر ایک گروہ پیدا کیا ہے جو خدا کے سوا کسی کا نہیں۔ ہم تلوار کی دھار پر ناچیں گے لیکن اس رقصِ بسمل کے تماشے کے بعد تمام ہندوستان ویران ہو گا۔

ایک ایک شخص راہ خدا میں کٹ مرے گا اور اس کٹ مرنے کو اپنی غیرت ، اپنی خدمت خلق ، اپنی خدا پرستی کا آخری منتہا سمجھے گا - ایسے سر پھروں سے جنھوں نے خدا سے لو لگا رکھی ہے - شیطانی حکومت کا الجھنا درست نہیں -

خاکسار سپاہیوں اور عام مسلمانوں کو میں کہتا ہوں کہ دو سو برس کی ذلت اور مسکنت کے بعد جس میں خدائے بے نیاز کا غیظ و غضب پنہاں تھا آج خدا کو خوش کرنے کے عنوان پھر نظر آنے لگے ہیں - خوش ہو جاؤ کہ خدا تم سے پھر خوش ہو جانے پر تیار ہے - مفلسی اور خوف و حزن کے باعث تم لاکھوں کی تعداد میں روزانہ چارپائیوں پر مرتے ہو - آؤ میدان جنگ میں مر کر دیکھو کہ یہ مرنا کیسا ہے -

عنایت اللہ خان المشرق

۲۰ اکتوبر ۱۹۳۹ء بوقت ۱۲ بجے دوپہر

۲

سر سکندر حیات کی خاکسار تحریک سے ٹکراؤ کی خطرناک کوشش

کئی ماہ سے لنگ عذرات کی تلاش

معرکہ لکھنؤ کے بعد مسلسل چھیڑ، ادارۂ علیہ کی طرف سے بیمثال رواداری اور تحمل

۲۲ فروری کو پہلا کھلا وار اوز رسالہ "اکثریت یا خون" کی ضبطی کے بالواسطہ احکام محمدی پریس پر پولیس کا چھاپہ اور چھ رسالوں کی ضبطی

(از علامہ مشرقی)

وزارت پنجاب کا خاکسار تحریک سے عام سلوک اور تین مطالبات کے سلسلے میں جو کچھ اب تک ہوا یا آئندہ ہونا ہے ایک داستان ہے جو الگ اپنے وقت پر بیان ہو گی۔ لیکن چند روز سے واقعات نے اس قدر خطرناک صورت اختیار کر لی ہے کہ مزید خاموشی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ ہمارا اعلان شدہ دستورالعمل کسی سے چھیڑ چھاڑ نہیں، ہم خاکسار پچھلے نو برس سے اپنے گھر کی مرمت میں لگے ہیں اور جو وقت خاموشی اور امن میں کٹ جائے غنیمت سمجھتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف اپنی اصلاح ہے، اتحاد عمل اور تنظیم ہے، اسلام پر مضبوطی سے قائم ہونا ہے، سب مخلوق خدا کی بے مزد خدمت کرنا ہے اور بس۔ ہم جانتے ہیں کہ اسی اصلاح و اتحاد کے اندر سب کچھ ہے اسی کے اندر دین اور اسی کے اندر دنیا ہے ہمارے پاس اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کسی شخص یا قوم یا گروہ کی مخالفت کی گنجائش نہیں۔ اس بنا پر ہم نے حتی الوسع کسی دشمن کی مخالفت کا جواب تک نہیں دیا اور اپنا اصول بنا لیا کہ کسی کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ممکن ہے ہر مخالف یا موافق طاقت کو اپنی تواضع اور خلق سے رام کر لیا جائے۔ اسی پُرامن اور مصالحانہ روش کے باعث ہم نے مخالفین کے پے در پے طعنے برداشت کیے۔ دشمنوں نے ہمیں بارہا کہا کہ اس نو برس میں ہم نے تنکا تک دہرا نہیں کیا، ہم نے پولیس کی لاٹھیاں نہیں کھائیں، ہم نے جیل خانے نہیں بھرے، ہم انگریز سے

ماخذ: الاصلاح، ۵/۸، ۱۵ مارچ ۱۹۴۰ء، ص ص ۵ - ۹

نہیں الجھے ہم سیاست سے الگ تھلگ رہے ، ہم بزدل ہیں ، ہم نامرد ہیں ، ہم قوم کو انگریز کا غلام بنا رہے ہیں ، وغیرہ وغیرہ ۔ ہمارا یہ مطلب تھا کہ لوگ کچھ کہتے پھریں ہم اس بزدلی اور نامردی میں ہی اپنا ٹوٹا ہوا گھر پھر بنالیں اور ہر ایک کے دوست بن کر اپنے آپ کو درست کر لیں ۔ پھر کم از کم یہ ہو کہ مضبوط گھر کے اندر چین سے زندگی بسر ہو اور کسی کی نظر ہماری دیوار کے رخنوں پر نہ رہے ۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں امن سے رہ کر اپنا کام کرنا بھی وہ بڑا جرم ہے کہ اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے ۔ کسی کا مخالف نہ ہو کر اپنے گھر کی چاردیواری کو مضبوط کرنا بھی وہ مہنگی شے ہے کہ دنیا کو قیمت ادا کرنے کے بدون میسر نہیں ۔ دنیا والے اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص اپنی دیوار کے سوراخ کو درست کرے وہ کیوں محفوظ ہو کر رہنے کے سامان پیدا کرے کیوں ہر ایک سے میٹھا رہ کر اپنا گھر اونچا کرتا جائے ، معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کی شیطنت کا تقاضا ہر دم یہ ہے کہ کمزور کو پھر حیلہ کچل دیا جائے ۔ پُرامن کو لڑائی کی طرف گھسیٹ کر لایا جائے جو نہیں لڑتا اُس سے خود اور خواہ مخواہ لڑا جائے ، تاکہ دنیا کبھی فساد سے خالی اور شیطان کی حکومت کبھی ختم نہ ہو ۔ زمانہ جانتا ہے کہ لکھنؤ کا معرکہ ہمارے اپنے بس کی بات نہ تھی ہم شیعہ اور سنی کے فرقوں کے باہمی فساد کو مٹانے گئے تھے ۔ اس مطلب کے لیے ہم نے اپنی خدمات اور جانیں پیش کی تھیں کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہ آپس میں لڑ کر تباہ ہونے سے رُک جائیں لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ایک تیسرے فریق نے ہمیں لڑائی کی طرف گھسیٹ لیا ۔ ہم نمازیں بخشوانے گئے تھے ، روزے ہمارے ذمے ڈال دیے گئے ۔ نتیجہ خــواہ کتنا ہی خوشگوار کیوں نہ ہوا ہو ۔ یہ امر مسلم ہے کہ ہماری ادنٰی خواہش حکومت یو ۔ پی سے لڑنے کی نہ تھی ۔

یہ رویہ ہمارا ہر ملکی طاقت سے ہے خواہ وہ کتنی ہی زور آور یا کمزور کیوں نہ ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہندوستان کی کسی سیاست میں دخل نہیں دیتے اور عملاً غیر سیاسی اور غیر فرقہ وارانہ جماعت ہیں ۔ مخالف طاقتیں ہمیں سیاسی جماعت کہنے کی عادی اس لیے ہیں کہ وہ ہم سے الجھنا چاہتی ہیں ۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم اگرچہ اب غیر سیاسی ہیں لیکن آئندہ چل کر سیاست کو ضرور اپنے ہاتھ میں لیں گے اس لیے کیوں نہ ہمیں ابھی سے مٹا دیا جائے ۔ یہ وہ غیر منصفانہ اور ظالمانہ رویہ ہے جس نے دنیا میں ہر خاموش اور پُرامن جماعت کو بالآخر مجبور کر دیا کہ وہ اپنے مخالفین سے ٹکرائے اور اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لیے جان پر کھیل جائے ۔ دنیا کی تاریخ کو دیکھو جہاں ظلم اور استبداد نے کسی پُرامن اور منظم جماعت کو ناقابل برداشت طور پر چھیڑا ۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ، کا فرمانِ ایزدی بارگاہ عدل و انصاف سے نافذ ہوا اور اس جماعت کو

طاقتور اور غالب کر دینے کا بہانہ وہی بے پناہ تشدد اور ظلم بالآخر ہوا ۔

خاکسار تحریک سے اُمید نہیں کہ مخالف طاقتیں کوئی علیحدہ رویہ اختیار کریں لیکن میری طرف سے بحیثیت قائد تحریک پھر اعلان ہے کہ ہم کسی طاقت کو نہ چھیڑیں گے جب تک کہ ہمیں ناقابلِ برداشت طور پر نہ چھیڑا جائے گا ۔ ہمارا مقصد اجتماعی ، مذہبی اور معاشری اصلاح ہے ۔ ہمارے غلبہ کی آرزو جیسا کہ خود سرسکندر حیات خان وزیراعظم پنجاب اسمبلی میں سرکاری طور پر تسلیم کر چکے ہیں روحانی اور دینی غلبہ کی آرزو ہی ہے ہم جانتے ہیں کہ جب تک ہمارا دین اور (ایمان ؟) درست نہ ہوگا ہماری دنیا کبھی درست نہیں ہو سکتی ۔ میں ایک سے زیادہ مرتبہ اعلان کر چکا ہوں کہ خدا دینوی غلبہ صرف اُسی قوم کو دیتا ہے جس کا کیریکٹر ازروئے قرآن درست ہو جو ازروئے قرآن صالح اور عابد ہو جو خدا کی نگاہوں میں (بندوں کی نگاہوں میں نہیں) قرآن کے احکام پر عمل کرنے والی ہو ۔ میں اس امر کا اعلان بھی ایک سے زیادہ مرتبہ کر چکا ہوں کہ مجھے انگریزی حکومت سے بہتر حکومت اس وقت ہندوستان میں نظر نہیں آتی ۔ ان اعلانوں کے بعد خاکسار تحریک کے خطرناک ہونے کے متعلق شکوک مٹ جانے چاہئیں اور انگریز وزیراعظم پنجاب ، حکومت پنجاب ، حکومت ہند ، حکومت انگلستان سب کو یقین ہو جانا چاہیے کہ ہم پُرامن ہیں اور قانون کے پابند رہیں گے ۔ ہماری بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر گھبراہٹ کا اظہار صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم نے حکومتوں کے تختے اُلٹنے کی ٹھانی ہو اور کسی خطرناک سازش میں شریک ہوں ، کوئی خفیہ اجلاس کرتے ہوں ، کوئی بم بناتے ہوں ، کسی بیرونی طاقت سے ہماری دوستی ہو ۔ انگریز کے خلاف پروپا گنڈا کرتے ہوں ۔ کسی سول نافرمانی کی تیاری ہو انگریز یا حکومت ہمارے خلاف ایک جرم ثابت نہیں کر سکتے تو پھر کیا خدمت خلق ، نماز ، قطاروں میں چلنا ، اخوت کا دم بھرنا ، نیکیاں کرنا ، کسی کا نہ کھانا اور خدا کا گانا ، ایک قسم کا لباس پہننا ، اپنے امیر کا کہا ماننا ، وغیرہ وغیرہ ۔ جو ہم علانیہ اور روزانہ کرتے ہیں ، فی‌الحقیقت وہ گناہ ہیں جو تعزیرات ہند کی کس دفعہ کی رُو سے قابلِ سزا ہیں ؟

پنجاب میں تحریک کی سرکاری مخالفت اگر کچھ ہو سکتی ہے تو وہ صرف جناب محترم سرسکندر حیات خان وزیر اعظم کے دم خم پر ہوسکتی ہے ۔ تحریک کا مرکز پنجاب میں ہے اور یہ قدرتی امر ہے کہ حکومت عتاب کا کام سرسکندر کے سپرد کرے یا سرسکندر بذات خود تحریک کو ملیامیٹ کرنے کے منصوبے باندھ کر کوئی من مانی کارروائی کریں ۔ میں پچھلے تین برس سے اپنے نفس کو بہ زور یقین دلاتا رہا ہوں کہ ان دونوں ممکنات میں سے ایک بھی موجود نہیں اور اگر اور کچھ نہیں تو کم ازکم انگریز کا کیریکٹر اس قدر بلند اور نیاضانہ

ہے کہ وہ ایک پابند قانون اور پُرامن جماعت کو ناحق ہلاک کرنے کی سعی نہ کرے گا (متن میں پڑھا نہ جا سکا) ۔ احساس سے بھی آمید رہی کہ وہ از خود کوئی ایسا حیلہ تلاش نہ کر سکیں گے جس کے ذریعے سے ہماری موت کا فرمانِ خسروی نافذ ہو۔ الغرض حکماً یا حمقاً کے اس جنت میں ہم پرورش پاتے اور اپنے وزیراعظم کی دینی دوستی کے گن ایک مدت سے گاتے رہے ہیں ۔ معرکۂ لکھنؤ کے عین وسط میں جنگ یورپ کا چھڑ جانا ہمارے نقطۂ نظر سے انگریزی حکومت سے سچی دوستی کے اظہار کا ایک نادر موقع تھا اور میں نے اس نازک وقت میں جب کہ کانگریس اپنی دھمکیوں سے انگریز کو بے حد تنگ کر رہی تھی اور ہر طرف خوف و ہراس طاری تھا نے خوف و خطر اعلان کر دیا کہ ہم پچاس ہزار خاکسار سپاہی بلاشرط اس لڑائی میں دینے کے لیے تیار ہیں ۔ میرا یقین ہے کہ ہماری طرف سے صرف یہی اقدام ایسا تھا کہ اس کے بعد انگریزی حکومت کے ہمارے متعلق تمام شکوک رفع ہو جانے چاہئیں تھے ۔

۶ اکتوبر کو یہ پیش کش وائسرائے بہادر کے ہاں پہنچی اور اگلے دن ہی دہلی سے بذریعہ پائنیر خبر ملی کہ حکومت ہند خاکسار تحریک کے سپاہیوں کو ٹیری ٹوریل فوج میں بھرتی کرنے کے مسئلے پر غور کر رہی ہے ۔ پنجاب کے نیم سرکاری اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اس واقعہ سے بہت پہلے اور پیشتر اس کے کہ معرکۂ لکھنؤ شروع ہو ہمارے متعلق بڑے عنوانوں سے یہ جھوٹ بولا تھا کہ ہم نازی ہیں اور اپنی تنخواہیں جرمنی سے لیتے ہیں ۔ میں قسم نہیں کھاتا لیکن عام رائے یہ ہے کہ یہ جھوٹ بھی حکومت پنجاب کے ایما سے تھا اور اس میں محترم سرسکندر کا ہاتھ ضرور ہوگا۔ پچاس ہزار کی پیشکش نے اس جھوٹ کو یک دم ملیا میٹ کر دیا اور حکومت کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی میں معاملہ کو اس رنگ میں ہرگز پیش نہ کرتا مگر ایک اور واقعہ نے جو مذکورہ بالا پائنیر کی خبر کے دوسرے دن بعد ہی یعنی ۸ اکتوبر کو ہوا مجھے پھر شک میں ڈال دیا کہ ہو نہ ہو محترم سرسکندر حیات خان ہی ہماری جان کے لاگو ہیں ۔ یہ اسی ٹیری ٹوریل فورس میں بھرتی کے متعلق وزیر اعظم پنجاب کا ذاتی بیان تھا جو ۹ اکتوبر کے پائنیر میں چھپا ۔ اس بیان میں محترم سرسکندر نے غصے اور ولولے سے حکومت ہند کی خاکساروں کی بھرتی کی تجویز کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور صاف الفاظ میں اس امر کا اعلان کیا تھا کہ کم از کم پنجاب میں خاکساروں کی ٹیری ٹوریل فوج کی بھرتی کی کوئی گنجائش نہیں ۔ اس واقعہ سے یہ پتہ لگتا ہے کہ سرسکندر کی ہم سے "رقابت" کم از کم انگریز کے ایما سے نہ تھی اور اگر یہ رقابت آج انگریز کی مخالفت سے بدل گئی ہے تو اس کا بلا واسطہ باعث محترم وزیر اعظم پنجاب ہی ہو سکتا ہے ۔

نومبر ۱۹۳۹ء میں پنجاب اسمبلی میں ہمارے متعلق سوالات کی ایک بے پناہ بوچھاڑ ہوئی ۔ ان میں سے بعض کے متعلق کہ یہ کیوں کر کئے گئے تھے ابھی تک شکوک باقی

ہیں کیونکہ ان کے کرنے والے کانگریسی اصحاب نہ تھے۔ تاہم جوابات سے جو وزارت پنجاب کی طرف سے دیے گئے صاف معلوم ہوتا تھا کہ وزارت کی طرف سے تحریک کی مخالفت کے حیلے وضع کیے جا رہے ہیں اور یہ سب کچھ فی الحقیقت کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ ان جوابات کے ضمن میں وزیراعظم بہادر نے اسمبلی ہال میں اعلان کیا کہ خاکسار تحریک فرقہ وارانہ جماعت ہے حالانکہ ہمارے اعلان اور اعمال پچھلے نو برس سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم میں کوئی فرقہ وارانہ جذبہ نہیں تحریک میں دوسری قوم کے خاکسار کھلے بندوں شامل ہیں حتیٰ کہ انھوں نے قید و بند کی سختیاں بھی جھیلی ہیں۔ اسی ضمن میں دو سفید جھوٹ نہایت بے باکانہ طور پر بولے گئے وہ یہ کہ خاکسار اپنے مظاہروں میں فرقہ وارانہ نعرے لگا کر دیگر اقوام کو اپنے نعروں سے مشتعل کرتے ہیں حالانکہ خاکسار سپاہی کی ہر موقعہ پر مکمل خاموشی ضرب المثل ہے۔ دوئم یہ کہ جریدہ الاصلاح کو حکومت کی طرف سے تین بار تنبیہہ کی گئی حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ ہم نے اسمبلی کے ان واقعات کا جریدہ الاصلاح میں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ ہمیں اس سے سروکار نہ تھا کہ سیاست کے پردے میں کیا جھوٹ بولا جا رہا ہے۔

اسی نومبر میں تین مطالبات کے سلسلے میں بعض ناگوار واقعات پیش آئے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وزارت کی نیت درست نہیں اور اس کو ان اقراروں اور معاہدوں کا پاس نہیں جو اس ضمن میں کیے گئے تھے پچیس لاکھ کی بھرتی کے اعلان کے بعد وزارت پنجاب کی نیت خطرناک طور پر خراب ہو گئی۔ اس اثنا میں ہمیں تحریک کو بند کرنے کے لیے کہا گیا اور نرم گرم دھمکیاں بھی دی گئیں۔ ہم خاموش رہے تا کہ کوئی ناگوار صورت پیدا نہ ہو اور شیر کو بکری سے کہنے کا یہ موقعہ نہ ملے کہ تمہاری ڈاڑھی کیوں ہلتی ہے۔ اس واقعہ کے عین بعد ہی یعنی دسمبر ۱۹۳۹ء میں حکومت پنجاب نے چیف سیکرٹری کے دستخط سے ایک سرکلر صیغہ راز میں جاری کیا جس میں وزیراعظم کے پچھلی جولائی کے سرکلر کی، کہ محکمہ امداد باہمی کا وہ خفیہ سرکلر (۹) دبا جائے جس میں خاکسار تحریک کا نام خاص طور پر لے کر اس کو سیاسی تحریک قرار دیا گیا ہے اور جس کی ایک نقل جریدہ الاصلاح میں بھی شائع کی گئی تھی، تردید کی گئی تھی اور خاکسار تحریک کا نام لے کر خصوصیت سے کہا گیا تھا کہ ملازمین حکومت کو اس میں شمولیت سے روکا جائے کیونکہ "خاکسار تحریک کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خالصتاً معاشری اور مذہبی تحریک ہے" یہ تردیدی سرکلر پنجاب کے قریب قریب ہر دفتر میں پہنچا اور ملازمین حکومت کو خوفزدہ کیا گیا کہ وہ اس پر دستخط کریں اور اپنی ضمیر کی آواز کے خلاف جھوٹ بولیں کہ وہ اس تحریک سے الگ تھلگ رہیں گے۔ اس ستم ظریفی کے ساتھ ساتھ خفیہ پولیس کی کارروائیاں سرگرمی سے شروع ہوئیں۔ محکمہ کی طرف سے کم از کم تین

خفیہ سرکلر پنجاب کے تمام پولیس کے دفاتر ، تھانوں اور چوکیوں میں پھیلا دیے گئے کہ خاکساروں کی سرگرمیوں کو روکنے کی سعی کی جائے ، ایک سرکلر میں پولیس کے افسروں سے حسب ذیل معلومات دریافت کی گئیں - ہر شہر ، قصبہ اور ضلع میں خاکساروں کے مرکزوں کی تعداد اور ان کے نام ، سالاروں کے نام ان کا پیشہ اور مکمل پتہ لئے مقرر کردہ افسروں کے نام ، ہر مرکز میں خاکساروں کی تعداد ، کیا تعداد بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے ، سال میں کتنی دفعہ اجتماع اور کیمپ ہوئے خاکساروں کا معاشری اور سیاسی اثر کیا ہے ، عام ملاحظات وغیرہ - یہ سرکلر دیہات کے ذیلداروں اور نمبرداروں تک گیا اور نہایت نامناسب طریقوں سے خاکساروں کو مرعوب کرنے کی سعی کی گئی- ان الدوہناک ریشہ دوانیوں اور ابلیسی وسوسہ کاریوں میں جو ہماری طرف سے ادنیٰ اشتعال یا قانون شکنی یا فرقہ وارانہ جذبات کے لیے ادنیٰ اظہار کے بغیر بلکہ بے پناہ خدمتِ خلق اور نو برس کی بے مثال رواداری کے بعد پنجاب کی اسلامی وزارت کی شہ پر کئی ماہ سے مسلسل اور دن دھاڑے ہو رہی تھیں سب سے نمایاں اور ابلیسی وصف یہ تھا کہ نو کروڑ مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈال کر شاہی مسجد کی زمین پر ماتھا رگڑنے والا سکندر حیات خاں ان تمام سرکلروں میں صرف خاکسار تحریک کا نام لیتا تھا - اکنی دل ، شکتی دل یا کسی اور دل کا ان میں نام تک نہ تھا - خاکسار تحریک کا نام ان خطوط میں مثال کے طور پر بھی نہ تھا (مطابق اصل) ہر سرکلر میں صرف اس امر کی خواہش تھی کہ اس تحریک کو صفحہ زمین سے مٹا دیا جائے - اس کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے یہ تحریک خطرناک ہے اس میں شامل ہونے والے ملازم کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے گی اس تحریک کی حوصلہ شکنی کی جائے - اس کارروائی سے آٹھ دس ماہ پہلے یعنی ۱۹۳۹ء کے شروع میں مجھے لاہور کے ایک ہندو روزانہ اخبار کے مسلمان ملازم نے جو ہمدرد تھا انتہائی خوف و ہراس کے عالم میں آکر کہا کہ آج ایڈیٹر نے دفتر میں بیان کیا کہ ہم کئی مہاسبھائی بطور وفد سرسکندر کے پاس خاکسار تحریک کے مخالف بن کر گئے تھے - ہم نے دل کھول کر جو کچھ جی میں آیا کہا تحریک کو صفحۂ وجود سے مٹانے پر اصرار کیا بالآخر سرسکندر نے ہمیں ترغیب دی کہ ”ہم ہندوؤں اور سکھوں میں بھی خاکسار تحریک کے نمونے پر جماعتیں قائم کریں ، ہندو اور سکھ بھی اسی طرح حکومت کے سامنے ”تین مطالبات“ پیش کریں جس طرح کہ خاکسار تحریک نے پیش کیے تھے - اس کے سوا کوئی اور طریقہ خاکسار تحریک سے کامیاب مقابلے کا نہیں جب ہندوؤں اور سکھوں میں کثرت سے اس طرح کی فوجی جماعتیں قائم ہو جائیں گی میں خاکسار تحریک سے نبٹ لوں گا“ میں اس کہانی کو اس وقت سرتاپا جھوٹ سمجھا اور بیان کرنے والے کو فوراً کہا کہ یہ سب کچھ محض وزیر اعظم کو بدنام کرنے کی خاطر کہا گیا ہے آپ مطمئن رہیں- سکندر حیات خان کے خلاف ایک لفظ کہنا درست نہیں وہ کبھی یہ لفظ کہہ نہیں سکتا - لیکن چند دنوں بعد ہی اسی روزانہ اخبار میں ہندو مہاسبھا

کی طرف سے تین مطالبات شائع ہوئے جن میں ہمارے زکوٰۃ کے مطالبے کے بالمقابل اُن کا مطالبہ بھی تھا کہ انھیں اپنی آمدنی کا چالیسواں حصہ ہر شخص سے وصول کرنے کے قانونی اختیارات دیے جائیں ۔ چند دلوں کے اندر اندر پنجاب کے مختلف اضلاع میں گیتی دل شکتی دل ، اگنی دل ، وغیرہ وغیرہ کئی جگہ قائم ہوگئے اور میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی ، جب میں نے یہ اطلاعات ہر طرف سے بیک وقت سنیں ۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود میرے لیک گمان کی کوئی ادنیٰ سی رگ بھی سرسکندر کے خلاف نہ پھڑکی ۔ میں نے بے تکلف یہ سمجھا کہ اوپر کی مفروضہ گفتگو ہندو صاحبان کی حسب معمول ایک بنائی ہوئی کہانی ہے جس کا ادنیٰ تعلق اس غیور وزیراعظم سے ہرگز نہیں ہو سکتا ۔

ان امور کے علاوہ اور واقعات برملا ایسے ہوئے جو محترم وزیر اعظم پنجاب کی تحریک سے وفاداری کے متعلق خطرناک شکوک ڈال سکتے تھے ۔ ایک ملاقات کے ضمن میں جو دسمبر ۱۹۳۹ء میں اتفاقاً اس وقت ہوئی جب کہ میں اسمبلی ہال میں زکوٰۃ بل کے متعلق ایک مکارانہ مجلس کے سلسلے میں اپنی مرضی کے خلاف موجود تھا ۔ سرسکندر حیات خان نے مجھے اپنے کمرے میں بلا کر تحریک کے متعلق تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ جنگ یورپ کی وجہ سے پنجاب میں ہندو دلوں کی کثرت اور ان کی فرقہ وارانہ سرگرمیوں نے حکومت کا کام مشکل کر دیا ہے ۔ میں آپ کو صلاح دیتا ہوں کہ آپ بیلچہ اور قواعد کو کچھ مدت کے لیے ملتوی کر دیں تاکہ میں ان دلوں کو نیست و نابود کر سکوں ۔ میں صرف تحریک کو محفوظ کرنے کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں ۔ میں نہیں چاہتا کہ ہندو کسی معنوں میں آپ کی تحریک کی نقل کر کے اپنے آپ کو منظم کر لیں وہ آپ سے بہرصورت آگے بڑھ جائیں گے ۔ ان کے پاس روپیہ اور پریس ہے ۔ وہ مسلمانوں سے کئی قدم آگے ہیں ، وغیرہ وغیرہ ۔ میں نے احتجاج کے طور پر کہا کہ ہماری قواعد روزانہ رات کے آٹھ بجے صرف پندرہ منٹ ہوتی ہے ۔ ہم اپنا پروگرام ہفتہ میں صرف ایک دن کے سوا اپنے محلہ کے اندر ادا کرتے ہیں اور پورے نو برس سے ایسا کر رہے ہیں ۔ ہم میں کوئی بات فرقہ وارانہ آج تک نہیں ہوئی ۔ میں نے کہا کہ آج کل دسمبر کی سردی کی وجہ سے ایک ہندو دل بھی بازار میں تمام پنجاب میں نظر نہیں آتا ۔ نہ کوئی کثرت ہے نہ ان کے متعلق رپورٹ صحیح ہے کہ وہ بڑھ رہے ہیں ۔ یہ فرقہ وارانہ انجمنیں تحریک سے ضد کے باعث چند ماہ ہوئے اٹھیں اور اپنی موت مری جا رہی ہیں ۔ آپ کی رپورٹ کہ ان کی وجہ سے جنگ پر اثر پڑ رہا ہے یا جنگ کی وجہ سے ان کا وجود ناقابل برداشت ہو گیا ہے کسی حد تک صحیح نہیں ، مجھے بالآخر کہا کہ ہندو آپ کی تحریک سے ناخوش ہیں اور مجھے اس کا ملزم گردانتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ تحریک اس وقت شروع ہوئی تھی جب کہ آپ کی وزارت یا پارٹی کا وجود نہ تھا ۔ تحریک صرف پنجاب میں نہیں ہے ۔ آپ کو الزام کیسے مل سکتا ہے ۔ الغرض دین دوستی کی ہمدردانہ نوا میں بے رحمی کے اس خطرناک جیسے

نے کئی پہلوؤں سے مجھے گھیرے میں لیا ۔ میں نہ چاہتا تھا کہ کم از کم اس گھیرے میں آؤں کہ پنجاب کے وزیر اعظم کو خاکسار تحریک اور مسلمانوں کی حفاظت کا غم اس قدر لگا ہے کہ اس کو لپند نہیں آتی ۔ اس بنا پر میں نے مبالغے اور اصرار کے ساتھ اس تار کو چھیڑا جو مسلمانوں کے ساتھ اس کے مذہبی تعلق کی تھی اور چاہا کہ وہ واضح الفاظ میں اس تعلق کا اقرار یا انکار کرے میں نے جب گرم گرم الفاظ میں یہ تقریر شروع کی تو سرسکندر بالآخر برہم ہو گیا اور مجھے کہنے لگا کہ "مسلمان جدھر جاتے ہیں جائیں مجھے ان سے سروکار نہیں مجھے اپنی وزارت سے غرض ہے ۔"

وزیراعظم پنجاب کی تحریک کی نقل کی کوشش

ان الفاظ نے مجھے چونکا دیا لیکن میں نے با ایں ہمہ ان کو غصہ اور جوش کی حالت کے الفاظ سمجھ کر سرسکندر کی گفتگو سے یہ اثر اخذ کیا کہ وہ فی الجملہ عام مسلمان پبلک کی طرح اس امر سے ناخوش ہے کہ ہندو اور سکھ محض اس ضد سے خاکسار تحریک کی نقل شروع کریں کہ بالآخر ہر جگہ اور ہر شہر میں خاکساروں کے بالمقابل دوسری قوموں کی پارٹیاں اس نیت سے ہنگامہ آرائی کریں کہ خاکسار تحریک ناقابل برداشت ہو جائے ۔ اور بالآخر سب کو ممنوع قرار دیا جائے ۔ اس اثر کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سرسکندر نے دوران گفتگو میں اس امر کی ترغیب دی تھی کہ خاکسار تحریک کو زیادہ تر دیہات میں وسیع کیا جائے اور شہروں کو چھوڑ دیا جائے ۔ میری ایک گمانی نامحسوس طور پر اس حد تک رہی کہ میں نے اس تمام گفتگو کو رسمی اور سرکاری قرار دیا اور سرسکندر کی مسلمانی کو اس سے کوئی علیحدہ شے سمجھ کر بہ تکلف اپنے دل سے منوایا کہ اس کو خاکسار تحریک سے کوئی پرخاش نہیں ۔ اس سے قریب چھ ماہ پہلے ایک دو اور عجیب و غریب واقعات نے میرے دل میں شکوک ڈالے تھے لیکن محبت اور نیک گمانی نے پھر ان کو اصلی رنگ میں نہ آنے دیا ۔ ۱۹۳۹ء کے جون یا جولائی میں سرسکندر نے اپنی پارٹی کے اندر اس امر کی سنجیدہ کوشش کی کہ خاکسار تحریک کے نمونے پر رضاکاروں کی ایک جماعت تیار کی جائے جو اس کے زیر اثر ہو ۔ اس مطلب کے لیے پارٹی کے ممبروں کے چند اجلاس کیے ایک مفصل تحریری دستورالعمل پیش کیا ۔ ابتدا میں بڑی ردوکد اور کئی گھنٹوں کی بحث و تمحیص کے بعد ان رضاکاروں کا نام بھی تجویز نہ ہو سکا ۔ پھر تجویز ہوئی کہ پارٹی کا ہر ممبر ان کی تربیت اور اخراجات کے لیے فی رضاکار باون روپے سالانہ دے ۔ اس تجویز پر ہنگامہ مچ گیا ۔ ایک ممبر نے توجہ دلائی کہ جب خاکسار تحریک بغیر چندہ کے چل رہی ہے تو ہم سے فی شخص باون روپیہ کیوں لیا جائے ۔ دوسرے نے کہا کہ کیوں خاکسار تحریک ہی کو اپنا نہ لیا جائے ۔ سرسکندر نے کہا کہ خاکسار تحریک کو اپنانا درست اس لیے نہیں کہ وہ فیسی ازم کی تحریک ہے ۔ اس کا ڈسپلن بے اندازہ طور پر

پر سخت ہے اور وہ ہمارے منشا کے مطابق کام نہیں کرسکتی وغیرہ وغیرہ الغرض یہ تجویز پوری ناکامی سے گر گئی لیکن کم از کم یہ معلوم ہو گیا کہ سرسکندر حیات خان کے خیالات تحریک کے بارے میں کیا ہیں اور ان کے دل میں اس کے متعلق کیا جذبہ رقابت موجود ہے۔

ان تمام واقعات کی روشنی میں جو پچھلے ایک سال سے مسلسل ظہور میں آ رہے تھے ایک بد سگال شخص ضرور اس نتیجہ پر پہنچ سکتا تھا کہ پنجاب کے وزیر اعظم سرسکندر حیات خان کی نیت تحریک کے حق میں انتہائی طور پر بُری ہے۔ نہیں بلکہ ان واقعات پر منطقی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا لیکن تقاضائے محبت، نیز خاکسار تحریک کے اس اصول نے کہ ہم حتی الوسع کسی کے خلاف نہ ہوں جب تک کہ ہمیں ناقابل برداشت طور پر چھیڑا نہ جائے مجھے اجازت نہ دی کہ میں ان باتوں کو الم نشرح کر کے ایک شخص کو رسوا کرتا۔ میں نے سمجھا کہ ہم نے اب تک کوئی ادنیٰ اشتعال کسی کو نہیں دیا۔ وزیراعظم سے ہماری ادنیٰ پرخاش نہیں۔ ہم نے کسی قانون کی خلاف ورزی آج تک نہیں کی۔ کوئی فرقہ وارانہ جذبات کسی رنگ میں ہم سے ظاہر نہیں ہوئے۔ جنگ کے موقع پر ہم پچاس ہزار سپاہیوں کی پیشکش کر کے اپنے مخالفوں کی نگاہوں میں انگشت نما ہو چکے ہیں اور دشمن ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ ہم انگریز کے ہیں اس لیے ایسے نازک موقعہ پر کہ لڑائی یورپ میں ٹھن چکی ہے اور انگریز اور سرسکندر دونوں بھرتی کے خواہاں ہیں خاکسار تحریک سے الجھنے اور ایک حد سے زیادہ خطرناک حالت پیدا کرنے کا امکان کم ہے۔ میں نے خیال کیا تھا کہ سرسکندر کی نیت کہ وہ کم از کم پنجاب میں خاکساروں کو ٹیری ٹوریل فوج میں بھرتی نہ ہونے دیں گے اور انگریز کو اس جنگ میں بھرتی دینے کی پوری شاباش بلاشرکت احدے خود لینا چاہتے ہیں ایک مضحکہ انگیز نیت ہے جس کے متعلق رقابت کا اظہار تحریک کی شان کے خلاف ہے ہم نے ایک ایسے آڑے وقت میں جب کہ کانگریس انگریز کو اشد شدید مصیبت میں گھرا ہوا دیکھ کر عام انسانیت سے بعید اخلاق کا مظاہرہ کر رہی تھی اور ہم بھی یو۔ پی کی کانگریسی حکومت سے نالاں تھے اسلامی اخلاق کا نمونہ یہ پیش کیا تھا کہ ہم پچاس ہزار سپاہی حکومت کو بلا شرط دینے کے لیے تیار ہیں یہ ایک ایسا موقع تھا کہ ہماری طرف سے انگریزی حکومت کے ساتھ رسمی وفاداری کا اظہار اور حاکم وقت کی انتہائی مصیبت کے وقت کانگریس کے شرارت انگیز بیان کی بروقت روک تھام ناگزیر ہو گئے تھے۔ ہمارا مطلب حاشا یہ نہ تھا کہ پچاس ہزار سپاہیوں کی خدمات انگریز کے حضور میں پیش کر کے خدانخواستہ سرسکندر کی خاندانی اور آبائی وفاداری کو جو کئی پشتوں سے مسلم ہے انگریز کی نظروں میں ہلکا اور بے وقعت کر کے ہم خود انگریز کی گود میں بیٹھ جائیں اور آئندہ ہم سے زیادہ دنیا میں انگریز کی دوستی کا دعویٰ کسی کو نہ رہے۔ اس خدشے کو مد نظر رکھ کر میں نے اس تار میں بھی جو ہزایکسیلنسی

والسرائے بہادر کو دینی تھی خاص طور پر ذکر کر دیا تھاکہ جنگ یورپ میں مؤثر مدد ہم سے قطع نظر ، صرف سرسکندر دے سکتا ہے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وزیراعظم پنجاب نے ہماری ہلاکت کا قطعی فیصلہ صرف اسی پچاس ہزار سپاہیوں کی پیشکش کے بعد اور اسی کی وجہ سے کیا ۔ انھوں نے سمجھا کہ خاکسار تحریک کا لیڈر انگریز کو پچاس ہزار تربیت یافتہ اور قواعددان سپاہی تیار اور بلا شرط دیتا ہے اور اس کے بدلے میں دنیاوی جاہ و جلال تو کیا نائب تحصیل داری یا خان بہادری تک نہیں مانگتا ۔ میں اگر بڑا زور لگاؤں گا تو اس سمے میں کہ پنجاب کی پبلک پچھلے جنگ عظیم کے نتائج سے بے حد بدظن ہے پچاس ہزار سے زیادہ بھرتی کیوں کر دے سکوں گا ۔ الغرض اس نذرانے کے بعد میری کاسہ لیسی اور وفاداری کی قیمت دو کوڑی نہیں رہتی ۔ بسنا بریں میری آئندہ ترقی بلکہ وزارت کے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے لازم ہے کہ خاکسار تحریک کو نیست و نابود کر دیا جائے ۔

ٹیری ٹوریل فوج میں بھرتی ہونا خاکسار تحریک کا منتہائے نظر نہیں ۔ نہ ہمارے سامنے اس وقت کوئی بڑی سے بڑی عزت جو کوئی دنیادار پیش کر سکتا ہے ایسی شے ہے جس پر خاکسار سپاہی کی عزت اور غیرت کی رال ٹپکے ۔ خاکسار صرف خدا کا ہے اور خدا سے ہی سب دنیاوی عزت مانگتا ہے لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ انگریز کی رعیت کے ایک گروہ کا پچاس ہزار سپاہیوں کی خدمات کو انگریز کی مصیبت کے وقت بلا عوض پیش کر دینا ایک بڑا بھاری واقعہ تھا جس کی مثال غالباً اس سے پہلے ہندوستان میں موجود نہ تھی میرا یقین ہے کہ اگر کوئی شخص معمولی حالات میں ایک آلوؤں کا ٹوکرا بھی والسرائے بہادر کو بطور تحفہ بھیجے تو ممکن نہیں کہ واپسی ڈاک یا چند دنوں کے اندر اندر والسرائے بہادر کی طرف سے رسمی شکریہ اور تھینکس کا خط اس شخص کو نہ ملے جس میں کم از کم لکھا ہو کہ ” ہزایکسیلنسی اس عزیزالقدر تحفے کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں“ قابل غور امر یہ ہے کہ پچاس ہزار سپاہیوں کی جانیں خاکسار تحریک انگریز کے قدموں پر اس وقت نچھاور کرتی ہے جب کہ انگریز انتہائی مصیبت میں ہے اور اس کو مدد کی انتہائی ضرورت ہے ۔ ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو اس کے متعلق تار والسرائے کو پہنچتا ہے اور ۷ اکتوبر کی تاریخ سے لیو دہلی سے لکھنؤ کے ۸ اکتوبر کے پائنیر میں (جہاں کہ میں قید تھا اور جہاں کہ معرکہ لکھنؤ گرم تھا) خبر چھپتی ہے کہ ”حکومت ہند اس معاملہ پر غور کر رہی ہے کہ کس طرح خاکسار سپاہی کو اس مجوزہ ٹیری ٹوریل فوج میں شامل کرلیا جائے جو عنقریب ہندوستان میں مرتب کی جائے گی ۔ کانگریسی حکومت کو تنبیہہ چھپتی ہے کہ ” حکومت ہند اس امر کے حق میں نظر آتی معلوم نہیں ہوتی کہ خاکسار تحریک کو کچل دیا جائے“ خبر چھپتی ہے کہ ”برخلاف اس کے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند ان تحریکوں کی نیم عسکری

خاصیت کو تسلیم کرتی ہے" خبر چھپتی ہے "کہ حکومت ہند اس نقطہ نظر کی طرف مائل معلوم ہوتی ہے کہ ان کی عسکری خواہشات کو پورا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے سپاہیوں کو فوج میں شامل ہونے کا جائز موقعہ دیا جائے" یہ سب باتیں ۸ اکتوبر کے نیم سرکاری اخبار پائیر میں چھپتی ہیں لیکن حیرت در حیرت ہے کہ آلوؤں کا ٹوکرا بھیجنے والا شخص تو چار آنے کا سامان بھیج کر والسرائے بہادر کے جواب خط سے مشرف ہو جائے اور ہم خاکسار پچاس ہزار جانوں کو پیش کر کے بھی آج تک ٹکر ٹکر پڑے دیکھتے پھریں کہ کوئے جاناں سے کون نامہ برخوشنودئے مزاج کی خبر لاتا ہے۔ ۹ اکتوبر کے پائیر میں یعنی اگلے دن ہی جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں سرسکندر نے غم و غصہ میں اعلان کیا کہ "پنجاب میں خاکساروں کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ انھیں ٹیری ٹوریل فوج میں بھرتی کیا جائے" میرا یقین ہے کہ سرکار دولتمدار کی خاموشی کا راز بھی اسی بغض و حسد میں ہے جو وزیراعظم پنجاب نے خاکسار تحریک کے متعلق حکام بالا کے دلوں میں خطرناک شکوک پیدا کرنے میں صرف کیا ہو گا۔ بعد کے حالات کو مدِ نظر رکھ کر اس کے سوا کسی اور نتیجے پر پہنچنا از بس مشکل ہے۔

ایک اور دلچسپ واقعہ جس میں مجھے وزیراعظم پنجاب کے ہم سے نامخلصانہ برتاؤ کا بلا واسطہ ثبوت ملا آج سے صرف چند ہفتے پیشتر ہوا۔ ریاست بہاولپور میں ہمارے ایک مقرر کردہ افسر نے غلط فہمی سے کچھ بے قاعدگیاں کیں اور بالآخر چند خاکسار گرفتار کر لیے گئے۔ ریاست سے ٹکراؤ کی خطرناک صورت پیدا ہو گئی اور میں نے گزشتہ فروری کے دوسرے ہفتہ میں اپنے مقرر کردہ افسر کو سزا دے کر ریاست سے التجا کی کہ ٹکراؤ نہ پیدا کیا جائے اور ساتھ ہی سرسکندر حیات خان سے محبت کے جوش میں مدد مانگی۔ محترم وزیراعظم نے میرے قاصد سے پوری اور مکمل مدد کا وعدہ کیا اور ایک سربمہر لفافہ لکھ کر دیا کہ اس میں سب کچھ لکھا ہے۔ حکام ریاست کے پاس لے جاؤ۔ یہ خدا کا کرنا تھا کہ پیشتر اس کے کہ لفافہ استعمال کیا جائے خود بخود باعزت صلح کے سامان پیدا ہوگئے۔ مگر جب لفافہ کھول کر دیکھا تو شکر ادا کیا کہ اس کو استعمال نہ کیا گیا تھا۔

یہ مثالیں اور بھی زیادہ ہو سکتی ہیں بالخصوص اس بارے میں کہ وزیراعظم پنجاب نے ہمارے ساتھ تین مطالبات کے بارے میں کیا کیا اور ہم کس التزام سے اُن سے محبت رکھتے رہے لیکن جو بات ان تمام واقعات سے نمایاں ہوتی ہے یہ ہے کہ پچاس ہزار کی بھرتی کی پیشکش کے بعد وزیراعظم پنجاب کی نیت خاکسار تحریک کے متعلق خطرناک طور پر اُبھری ہوتی گئی۔ دسمبر کی میری ملاقات میں بھی بعض اشارات سے مترشح ہوتا تھا کہ وزیر اعظم تحریک کی پیشکش کو رقیبانہ نظر سے دیکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ پنجاب میں

بھرتی صرف اس کی وساطت سے ہو اسی ضمن میں پنجاب کے طلبا کے ایک وفد کو دیہات میں دورے کے لیے بھیجنا بھی اس مقصد کے لیے تھا کہ بھرتی زیادہ سے زیادہ ہو سکے، اور تحریک کا اثر کم ہوتا جائے۔ ان شکوک کا قطعی ثبوت بالآخر ۲۲ فروری کی شام کو ملا جب کہ پولیس نے محمدی پریس پر جس میں کہ الاصلاح چھپتا تھا چھاپہ مارا اور کئی درجن اور رسالوں میں سے جو وہاں سے شائع ہوتے تھے صرف وہی رسالہ "اکثریت یا خون" ضبط کیا جس میں کہ پچاس ہزار کی پیشکش کا تار شائع ہوا تھا اور جس کے ایک حرف کے متعلق کوئی قانونی گرفت ہرگز نہ ہو سکتی تھی بلکہ جس کے مطالعے کے بعد عام مسلمان پبلک پر ہمارے مخالفین کے اس دعویٰ کی کہ خاکسار سپاہی درحقیقت انگریزی حکومت کی مدد کے لیے تیار کیا جا رہا ہے عجیب و غریب طور پر تصدیق ہو سکتی تھی۔

رسالہ "اکثریت یا خون" کا خلاصۂ مضمون

اس رسالہ میں جو ۱۶ صفحے کا ہے میری ۴ اکتوبر کی وائسرائے بہادر کو تار کا ترجمہ درج ہے جس میں، میں نے لکھا ہے کہ اس نازک وقت میں کہ انگریزی سلطنت کی موت و حیات اور ہندوستان کی آئندہ بہبودی کا سوال درپیش ہے ہمیں کھلے دل سے انگریز کی مدد کرنی چاہیے۔ کانگریس کا انگریز سے اس وقت سودا کرنا جب کہ وہ مصیبت میں ہے انتہائی کمینہ پن ہے مسلمان کا اسلام اس امر کی اجازت نہیں دیتا مسلمان تیرہ سو برس سے ہندوستان کی حفاظت کرتے آئے ہیں اور اب بھی انہیں اپنا خون بہا کر پھر ثابت کر دینا چاہیے کہ مادر وطن کے سچے دوست اور محافظ وہی ہیں کانگریس ہندوستان کی حفاظت کے لیے ایک سپاہی بھی نہیں دے سکتی اس لیے کانگریس کا دعویٰ کہ وہ انگریز کی مدد نہیں کریں گے مضحکہ انگیز ہے۔ مسلمان ہی نے اب تک خون بہایا ہے اور مسلمان ہی کا حق ہے کہ وہ ملک پر حکومت کرے۔ تار کے بعد میں نے بتایا تھا کہ جمہوری طرزِ حکومت ہندوستان کے لیے قطعاً ناموزوں ہے کیونکہ اس میں مختلف قومیں بستی ہیں جن کا مذہب تمدن اور کلچر مختلف ہے۔ ان حالات میں اکثریت اقلیت کو کچل سکتی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں معیارِ حکومت ہمیشہ خون رہا ہے نہ کہ اکثریت۔ پچھلے دو سو برس میں ایک غیر مسلم کے بالمقابل ایک سو پچیس مسلمانوں نے اپنا خون ہندوستان کی حفاظت کے لیے دیا۔ اس لیے حکومت کا اہل ہندوستان میں صرف مسلمان ہے انگریز بھی اس لیے ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے کہ اس نے ہندوستان کی خاطر پچھلے دو سو برس میں پچپن لاکھ انگریزوں کا خون دیا۔ حکومت چرخوں کے چلانے سے نہیں ملتی۔ خون بہانے سے ملتی ہے۔ اس بنا پر مسلمان اگر اکثریت کے ظلم سے بچنا چاہتے ہیں تو کثیر تعداد میں بھرتی ہو کر انگریز پر ثابت کر دیں کہ مصیبت کے وقت کام آنے والے اور ہندوستان کی حفاظت کرنے والے صرف ہم ہیں۔ کوئی اور قوم خون بہانے میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

"اکثریت یا خون" کے سرورق کی قرآنی آیت

رسالہ کے سر ورق پر قرآن حکیم کی ایک آیت اس نقطۂ نظر سے لکھی گئی تھی کہ مسلمانوں پر میدانِ جنگ میں جا کر دشمن کو قتل کرنے کا مذہبی پہلو واضح ہو جائے اور وہ جنگ یورپ کے موقعہ پر جرمنی کے خلاف کثرت سے بھرتی ہوں ۔ اس آیت کا مطلب یہ تھا کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو میدان جنگ میں جا کر دشمن کو قتل کرتے ہیں اور خود قتل ہوتے ہیں ۔ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۔ الغرض رسالہ اکثریت یا خون میں ایک حرف ، ایک لفظ ، ایک سطر ایسی نہ تھی جس کو تخیل کی بڑی سے بڑی کھینچ تان ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت لا سکتی تھی ۔ بلکہ تحریک کے تمام لٹریچر میں صرف یہی رسالہ تھا جو ہماری انگریز دوستی کی سند ہو کر ہمارے خلاف استعمال ہو سکتا تھا ۔ مخالف لوگ جاہلوں کو اگر تحریک کے خلاف اکسا سکتے تھے تو اسی رسالہ کو پیش کر کے اکسا سکتے تھے مگر سر سکندر کی سچی انگریز دوستی کی رگ اس غیرت سے پھڑک اٹھی کہ اس میں مسلمان کے سامنے مسلمان کے خون کی قیمت ہندوستان پر سلطنت کے الفاظ میں پیش کی گئی تھی ۔ اس میں مسلمان کو ابھارا گیا تھا کہ تو صرف میدان جنگ میں بے تحاشا اور بے مزد خون بہانے کے لیے نہیں بلکہ اس خون بہانے کے بدلے میں تو انگریز سے کانگریس کے بالمقابل اپنا حق سلطنت مانگ سکتا ہے ۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے سنا کہ محترم سر سکندر اس قرآنی آیت کو قابل اعتراض اس بنا پر گردانتے ہیں کہ عنایت اللہ نے اس کے ذریعے سے مسلمان کو تشدد کی تلقین کی ہے کہ مسلمان ہندو کو قتل کرے اور یہ آیت فرقہ وارانہ منافرت کا جذبہ پھیلاتی ہے !!

ضبطی میں کیا فائدے مد نظر ہو سکتے ہیں

محترم سر سکندر اس قرآنی آیت کی وجہ سے رسالہ کو ضبط کر کے کئی مطلب نکال سکتا تھا ۔ وہ ہندوؤں کو خوش کر سکتا تھا کہ دیکھو ہم نے قرآن حکیم کی ایک آیت کی اشاعت بند کر دی جس میں مسلمانوں کو قتل اور تشدد کی تلقین کی گئی ہے وہ انگریزوں کو خوش کر سکتا تھا کہ دیکھو عنایت اللہ مسلمانوں کے سامنے سے اکثریت کا نصب العین جو تم ہی نے بے ضرر ہندو راج قائم کرنے کی نیت سے پیش کیا ہے اور جس کو پیش کر کے تمہاری حکومت ہندوستان پر ہمیشہ کے لیے بے خوف و خطر قائم رہ سکتی ہے اور مسلمان بھی ہمیشہ کے لیے کچلے جا سکتے ہیں ۔ ہٹا کر خون کا پرانا نصب العین پیش کرتا ہے جو آئندہ چل کر از بس خطرناک ہو سکتا ہے ۔ وہ ہمارے مخالف مسلمانوں کو خوش کر سکتا تھا کہ دیکھو عنایت اللہ خواہ مخواہ پچاس ہزار سپاہیوں کی پیش کش کر کے مسلمانوں کو انگریز کا غلام بنانے کا خواہاں ہے ۔ میں اس امر کے خلاف ہوں کہ انگریزوں کی فوج میں پچاس ہزار مسلمان بھرتی ہو جائیں وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا تھا کہ

دیکھو تم نے پچاس ہزار سپاہی انگریز کو پیش کر کے میری قدر و قیمت انگریز کے دل میں کم کر دی ہے ۔ میرے رقیب بننا چاہتے ہو میں تمھیں پچھاڑ کر رہوں گا مجھ سے زیادہ وفادار سلطنت انگلشیہ کون ہوتا ہے جو میدان میں آئے ۔ وہ کانگریس کو خوش کر سکتا تھا کہ دیکھو اگر مسلمان کو یہ احساس ہو گیا کہ اکثریت کو چھوڑ کر حکومت قائم کر سکتی ہے تو ہمارا ٹھکانا ہندوستان کی آئندہ سیاست میں کہیں نہیں رہ سکتا کہ وہ ہندو مہاسبھائی کو خوش کر سکتا تھا کہ دیکھو عنایت اللہ نے یہ راز افشا کر دیا ہے کہ ایک ہندو کے بالمقابل ایک سو پچیس مسلمانوں نے ہندوستان کی حفاظت کے لیے جان دی ۔ اب تمھارا ٹھکانا کہاں ہے اور تمھیں کون بھارت کا ورش کہہ سکے گا تم کس منہ سے ہندوستان کی حکومت کے دعویدار بن سکو گے ۔ وہ آریوں کو خوش کر سکتا تھا کہ دیکھو تم اپنے آپ کو بھارت کے سپوت کہتے ہو تم نے پندرہ سو برس سے بھارت کے لیے کوئی خون نہیں بہایا اس لیے مسلمانوں کو جنھوں نے خون بہایا کیونکر ملیچھ یا اجنبی کہہ سکتے ہو میں اس رسالے کی ضبطی سے تمھارا بھلا کر رہا ہوں ۔ اس سے کسی کی مجال نہ رہی کہ کوئی مسلمان ہندوستان پر اپنا دعویٰ کرے الغرض ۲۲ فروری کو یہ رسالہ ضبط کر لیا گیا ۔ ہندو اخبارات نے اس ضبطی پر خوب بغلیں بجائیں ۔ سر سکندر کو بے انتہا سراہا اور شکر کیا کہ اب مسلمان کی مسلمان سے لڑائی شروع ہونے لگی ہے وہ آرام سے تماشا دیکھیں گے اور سرسکندر یا خاکسار بہر نوع کسی کی شکست ہو ہماری پانچوں انگلیاں گھی میں ہوں گی ان اخبارات نے نہایت معصومیت سے اس رسالہ کا نام "اکثریت یا خون" کی بجائے "اکثریت کا خون" یعنی ہندو قوم کا خون رکھا اور ہندوؤں کو خوب بھڑکایا کہ اس میں یہ ضرور لکھا ہو گا کہ ہندو اکثریت کو قتل کر دیا جائے !

۲۳ فروری کو میں نے سر سکندر حیات خاں کو خط لکھا کہ یہ ہوا ہے ۔ آپ کی پولیس نے محمدی پریس پر چھاپہ مارا اور چھ رسالوں کو ضبط کر کے لے گئی ہے ۔ ۲۴ فروری کو لاہور میں سنسنی تھی ۔ ۲۵ کو اس سے زیادہ خاموشی رہی لیکن ہر شخص حیران تھا کہ کیا ہو گا ۔ ۲۴ کی شام کو میں نے ایک خط میر مقبول محمود پارلیمنٹری سیکرٹری کو لکھا جس میں توجہ دلائی کہ محترم وزیراعظم بہادر نے ہم سے ٹکراؤ کی صورت اختیار کی ہے ہماری مدد کی جائے ۔ دوسرا خط چیف سیکرٹری پنجاب کو لکھا کہ وہ رسالہ ضبط کر لیا گیا ہے جس میں پچاس ہزار خاکساروں کی پیشکش تھی ۔ ہمارے ایک خاکسار افسر نے ابھی تین ہزار روپیہ لڑائی میں امداد کے لیے دیا ہے اور دو ہزار روپیہ مزید دینے کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے اگر انگریز سے ہماری وفاداری کی یہی قیمت ہے تو ہمیں اطلاع دی جائے تاکہ ہم اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں اور اپنے کوٹ کو چادر کے مطابق قطع کریں ۔ ۲۵ کو خبر پہنچی کہ پولیس نے شہر کے تین مقامات پر جہاں خاکسار تحریک کا لٹریچر فروخت ہوتا تھا چھاپہ مارا اور اگرچہ وہاں سے صرف ایک مقام

ہر چند رسالے دستیاب ہوئے مگر حکومت کی کارروائی محمدی پریس سے گزر کر براہ راست خاکسار تحریک تک پہنچ گئی ۔ اس خطرہ کو مد نظر رکھ کر جو پولیس کی دست درازی سے لاحق ہو گیا تھا فیصلہ کیا گیا کہ ادارہ علیہ اور باب عالی میں خاکسار سپاہیوں کا پہرہ ہوتا کہ کوئی بدعنوانی پولیس کی طرف سے نہ ہو ۔ ان دکانوں پر پولیس کے چھاپے نے ثابت کر دیا کہ حکومت کی نظر پریس سے گزر کر تحریک پر بھی ہے میں نے اسی وقت یعنی ۲۵ کی دوپہر کو مدیرالاصلاح و نائب مدارالنظام کو محترم سر سکندر کی خدمت میں روانہ کیا کہ وہ ان سے براہ راست گفتگو کر کے اپنی نیاز مندی کا اظہار کرے اور ان سے وہ بنا پوچھے جس پر رسالہ کی ضبطی ہوئی ۔ ۲۵ کی صبح تک ہمارے اس پریس کی طرف سے وہ سرکاری "ریویو" بھی پہنچ چکا تھا جس کی بنا پر رسالہ کو قابل ضبطی قرار دیا گیا تھا ۔ اس ریویو کو دیکھ کر ہم انتہائی طور پر حیران تھے کہ اس میں قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیت کے الفاظ فَیَقْتُلُوْنَ و یُقْتَلُوْنَ کا انگریزی ترجمہ Murder یعنی ایک انسان کا دوسرے شخص کا مجرمانہ قتل قرار دیا گیا ہے اور آیت کے یہ معنی لیے گئے ہیں کہ "ایمان والے وہ ہیں جو کافروں کا مجرمانہ قتل کرتے ہیں اور پھر اس فساد میں خود ان کے ہاتھوں قتل ہوتے ہیں" اس انگریزی ریویو میں وہ تمام تار اول سے آخر تک غائب تھی جس میں ، میں نے وائسرائے بہادر کو پچاس ہزار سپاہیوں کی پیشکش کی تھی ۔ اس میں پائنیر اخبار کی ۷ اکتوبر والی خبر کی کئی سطریں غائب تھیں ۔ اس میں رسالہ کے قریباً ڈیڑھ صفحے کا ترجمہ غائب تھا جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ اس تار کا اعلان ہوتے ہی یو ۔ پی کی کانگریسی حکومت نے مجھ پر مقدمہ چلانے کی دھمکی دی ۔ وغیرہ وغیرہ الغرض اس ریویو کو لے کر مدیرالاصلاح سر سکندر کی خدمت میں پہنچا اور تمام بددیانتی کو واضح کرنے کی سعی کی مگر سرسکندر نے کہا کہ رسالہ کی ضبطی کی وجہ کے لیے رسالہ کے سر ورق پر قرآن کی آیت کو دیکھا جائے جس میں تشدد کی تعلیم دی گئی ہے ۔ ہم اس کے متعلق دو دفعہ اس سے پہلے تنبیہہ کر چکے ہیں حالانکہ صرف اس قدر درست تھا کہ "مظلوم خاکسار کی عید" کے عنوان سے جو مضمون اس رسالہ میں درج تھا اس کے متعلق صرف لفظ "خفیہ" پر اعتراض کیا گیا تھا جو فوراً نکال دیا گیا تھا ۔ الغرض سرسکندر سے یہ ملاقات بھی بے نتیجہ رہی ۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ رسالہ کے عنوان پر مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ ہندؤوں کو قتل کریں ۔ مدیرالاصلاح نے کہا کہ رسالہ کے کم از کم دو لاکھ نسخے شائع ہو چکے ہیں ۔ رسالہ کم از کم چار ماہ سے شائع ہو رہا ہے سب سے پہلے دہلی سے شائع ہوا ۔ اور ایک قتل اب تک واقع نہیں ہوا مگر سرسکندر نے ایک نہ مانی اور کہہ دیا کہ " میں مجبور ہوں" ۲۶ فروری کو اور کئی طریقے اختیار کیے گئے تاکہ سرسکندر کو قرآنی آیت کے متعلق صحیح مفہوم واضح کیا جائے مگر

بے سود ۔ بالآخر ۲۷ فروری کی شام کو حسب ذیل تاریں ہزایکسلینسی وائسرائے ، سر شاہ محمد سلیمان ، سرضیاء الدین ، ہزایکسلینسی گورنر پنجاب ، وزیراعظم بنگال نواب کنجپورہ ، اور کئی دیگر سربر آوردہ اشخاص کو بھیجیں کہ سرسکندر کی اس متشددانہ کارروائی میں مداخلت کی جائے اور خطرناک حالت کو جو رسالہ کی ضبطی سے پیدا ہوئی ہے از راہِ کرم روک دیا جائے ۔ ۲۷ کی شام تک ہم نے اپنا پورا زور لگایا کسی عنوان سے سرسکندر حیات پر کسی طرف سے زور پڑے اور اس کا دل ہمارے متعلق نرم ہو ۔ لیکن سکندر کی آنکھوں میں ہمارے متعلق کوئی حیا اور حجاب نہ تھا ۔ اس وقت ہماری آنکھوں میں صحیح کیفیت اس جھوٹ کی نظر آئی جو مخالف اور بدنیت لوگ ہمارے خلاف استعمال کرتے ہیں کہ ہم حکومت کے ہیں اور حکومت اور ہم ایک ہیں !

میں نے سوچا کہ سکندر سے بغیر وائسرائے بہادر کے نبٹا نہ جائے گا اس لیے ۲۷ کی دوپہر کو میں نے تار دی تھی کہ مجھے فوراً ملاقات کا موقعہ دیا جائے ورنہ خطرناک مصیبت کا امکان ہے میں ۲۸ کو دہلی پہنچ رہا ہوں ۔ ۲۷ کی شام تک ہم نے پنجاب میں اتمام حجت کر لی ۔ گورنر بہادر ملتان میں ٹھہرے اور ان کے فوراً واپس ہونے کی امید نہ تھی ورنہ ہم ان سے بھی ضرور عرض کرتے ۲۷ کی شام کو "مدیرالاصلاح" و نائب مداوالنظام خاص پھر سرسکندر کے پاس بطور خود آخری مرتبہ گئے کہ اتمام در اتمام ہو جائے ۔ قریب پون گھنٹہ سر پیٹا مگر بے سود ۔ اس تماشا کی خبر ہمیں سٹیشن پر ملی جب کہ ہم دہلی کی گاڑی میں سوار ہو رہے تھے ۔ وہیں پر ہمیں ایک اُڑتی چڑیا کے ذریعے سے اطلاع ملی کہ سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب بہادر اس امر کے درپے ہے کہ مجھے گرفتار کرلیا جائے اور تحریک کو کچلنے کے لیے بعینہ وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو اُس نے اس سے پہلے ایک مسلمان انجمن کو مٹانے کے لیے کیا تھا ۔ اس سلسلے میں اس اُڑتی چڑیا نے یہ بھی کہا کہ عنقریب ایک اور مصیبت آنے والی ہے جس کا انکشاف غالباً ایک دو دن کے اندر اندر ہو جائے ۔ وزیر اعظم کے ایک قریبی کاسہ لیس نے اشارۃً بیان کیا ہے ۔ اس سے زیادہ معلوم نہیں ۔

۶ مارچ ۱۹۴۰ء علامہ عنایت اللہ خان المشرق

صوبہ سرحد اور پنجاب میں محاذ پنجاب کے لیے معاونت

ادارہ علیہ میں اس امر کی اطلاعیں پہنچ رہی ہیں کہ خاکسار سپاہی جو پنجاب کی پابندیوں کے سلسلہ میں مضطرب ہو کر خود بخود راولپنڈی اور لاہور کے محاذ پر پہنچ رہے ہیں اُن کی مدد کے لیے بے شمار معاونین تیار ہیں لیکن چونکہ ادارہ علیہ نے حکماً بند کر دیا ہے کہ زر معاونت کسی کو نہ دی جائے ۔ اس لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ صوبہ

سرحد ، راولپنڈی اور ضلع کیمبل پور کی تمام معاونت کا روپیہ خان پیر بخش خان ایم اے ۔ ایل ایل بی ۔ ایم ایل اے سالار ادارہ مرکزیہ صوبہ سرحد کے نام بھیجا جائے پنجاب کے تمام باقی اضلاع اپنا معاونت کا روپیہ براہ راست دفتر جریدہ الاصلاح اچھرہ لاہور میں ارسال کریں ۔ منی آرڈر کرتے وقت صاف طور پر لکھیں کہ یہ روپیہ خاکساروں کی امداد میں صرف ہونا ہے ۔ نیز منی آرڈر میں سوائے معاونت کے دوسرا روپیہ نہ ہو کیونکہ یہ محکمہ الگ ہو گا ۔

صوبہ سرحد راولپنڈی کیمبل پور کے لیے خان پیر بخش خان روپیہ تقسیم کریں گے اور باقی پنجاب کے لیے صاحب السیادۃ مدارالنظام و محاذ سے درخواستیں ارباب شیر اکبر خان اور محمد شریف خان کے دستخط سے ان دونوں مرکزوں کو پہنچنی چاہئیں ورنہ کوئی روپیہ تقسیم نہ ہو گا ۔ معاون حضرات خوراک وغیرہ کی صورت میں معاونت براہ راست دے سکتے ہیں ۔ کرایہ ۔ بل وغیرہ مقامی افسر بالا کے ذریعے دے سکتے ہیں ۔

ادارہ علیہ ہندیہ

۱۱ مارچ بوقت ۱۰ بجے صبح

۳

پابندیوں کے متعلق علامہ مشرقی کا بیان

دہلی : ۴ مارچ صوبہ پنجاب میں سپاہیانہ قواعد اور اسلحہ برداری پر جو پابندیاں حال ہی میں حکومت پنجاب نے عائد کی ہیں اس کے متعلق علامہ مشرقی قائد خاکسار تحریک نے حسب ذیل بیان اخبار کے لیے دیا ہے۔

"حکومت پنجاب کے ۲۸ فروری کے امتناعی احکام کے الفاظ میں مجھے قانوناً کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس کا اطلاق خاکسار تحریک پر بالواسطہ یا بلاواسطہ ہو سکے مجھے اُمید نہیں کہ حکومت کا منشا ایک ایسی تحریک پر پابندیاں عائد کرنا ہو جس کا ساڑھے نو برس کا عمل یہ ہے کہ اس نے آج تک کسی فرقہ وارانہ فساد بلکہ کسی فساد میں حصہ نہیں لیا - جس کا تسلیم شدہ عملی اصول خدمت خلق بلا لحاظ مذہب و ملت ہے جس کے تمام لٹریچر اور عمل میں برادر اقوام کے بزرگوں اور ان کی روایتوں اور تمدن کا احترام بطور اعلان شدہ اصول کے داخل ہے -

خاکسار تحریک کی بنیاد اکتوبر ۱۹۳۰ء میں رکھی گئی - اس کے روزانہ پروگرام کو نقل کرنے والی برادر اقوام کی جماعتیں ایک برس سے شروع ہوئیں - اس نقل کی تہ میں خاکسار تحریک کی خوبیوں کو حاصل کرنے کے رشک کے علاوہ ممکن ہے کہ فرقہ وارانہ جذبات بھی شامل ہوں - مگر خاکسار تحریک نے پہلے ساڑھے آٹھ برس میں جب کہ برادر اقوام کوئی جماعت اپنی نیم فوجی طاقت کا اظہار نہ کرتی تھی اور وہ آسانی سے مرعوب بھی کی جا سکتی تھیں کسی فرقہ وارانہ تعصب کا اظہار نہیں کیا - نہ اس ایک برس میں کوئی ادنٰی موقعہ ایسا پیدا ہوا کہ تحریک کو فرقہ ورانہ رنگ دیا جائے - یہ اس لیے کہ خاکسار تحریک میں ہر قوم کے افراد بلالحاظ مذہب و ملت ہمیشہ سے شامل رہے ہیں اور جوق در جوق شامل ہو رہے ہیں -

---

ماخذ : الاصلاح ، ۱۵/۸ مارچ ۱۹۴۰ء ، ص ۸۔

خاکسار تحریک کے پُرامن، غیر فرقہ وارانہ اور غیر سیاسی ہونے کی شہادت اس کے پچھلے ساڑھے نو برس کے عمل میں ہے اور کوئی حکم یا حکومت کا قانون اس شہادت کی غلط تفسیر نہیں کر سکتا۔ حکومت کو اگر امن کے متعلق کوئی خطرہ لاحق ہے تو وہ اُن جماعتوں کو قانون کی زد میں لائے جن کے متعلق نقص امن کا اندیشہ اس لیے ہے کہ ان کا طرزِ عمل معلوم نہیں۔ خاکسار تحریک چونکہ ایک مضبوط نظام اور واحد مرکز کے ماتحت ہے اس کے متعلق کسی نقص امن کا ادنٰی اندیشہ نہیں ہو سکتا۔

حکومت کے حکام کی تشریح میں واضح طور پر اُن جماعتوں کو مستثنٰی قرار دیا گیا ہے جو خالصتہً خدمت خلق کے لیے ہوں۔ خاکسار تحریک میں نماز اور خدمت خلق لازمی جز ہیں جن پر عمل روز اول سے ہو رہا ہے۔ اس بنا پر بھی مجھے یقین ہے کہ خاکسار تحریک ان احکام کی زد میں نہیں آ سکتی۔

باایں ہمہ میں منتظر ہوں کہ حکومت پنجاب میرے اس اعلان کے بعد خاکسار تحریک کے متعلق کوئی توضیح کرے۔ اگر ۱۶ مارچ ۱۹۴۰ء تک حکومت پنجاب نے کوئی خاص اعلان اس بارے میں نہ کیا تو خاکسار سپاہیوں کو حکم ہے کہ وہ بے پناہ خدمت خلق دستورالعمل کے مطابق شروع کر دیں اور باجماعت نماز عشا میں حسب دستور حصہ لیں۔

لاہور کے خاکسار سپاہیوں کو جو کثیر تعداد میں اضطراب کے عالم میں دُور دور سے پہنچے ہیں نیز ان کو جو لاہور میں ہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ سردست موچی دروازے کے باہر اور محلہ کی مسجدوں میں خدمت خلق اور نماز کا پروگرام جاری کریں۔ مزید احکام تمام پنجاب کے خاکساروں کے متعلق عنقریب جریدہ "الاصلاح" میں شائع ہوں گے۔

عنایت اللہ خان المشرق

۴ مارچ ۱۹۴۰ء بوقت ساڑھے نو بجے شب!

اخبارات کو علامہ مشرقی کا دوسرا بیان

گورنمنٹ آف انڈیا کے ریکارڈ میں ہم خاکساروں کے خلاف قطعاً کوئی چیز نہیں ۔ اس بنا پر صوبہ پنجاب میں پابندیاں محض سر سکندر حیات خان کی پیدا کردہ ہیں ۔ میں نے اپنے بیانات کی نقلیں پنجاب کے تمام ذمہ دار افسران کے پاس ۵ مارچ کو بھیجیں مگر سوائے چند غیر ذمہ دار اور غیر دستخط شدہ بیانات کے جو اخبارات میں شائع ہوئے حکومت کی طرف سے کوئی جواب آج تک نہیں ملا ۔ وائسرائے بہادر کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے مجھے میرے اعلان کے پہنچنے کے متعلق رسید مل گئی ہے ۔

اس حسد یا رقابت کی بنا پر کہ میں نے کیوں گورنمنٹ آف انڈیا کو پچاس ہزار خاکساروں کی پیشکش غیر مشروط طور پر جنگ کے لیے کی سر سکندر حیات نے ہمیں کچلنے کی ٹھانی ہے ۔ چار مہینے کی اشاعت کے بعد اس نے اس رسالہ کو جس میں یہ پیشکش درج تھی اس بہانہ پر ضبط کر کے مخالفت شروع کی کہ اس کے سر ورق پر قرآن حکیم کی ایک آیت لکھی تھی ۔ ایک مسلمان وزیر اعظم اس حیرت ناک غلط فہمی کا مرتکب کبھی نہ ہو سکتا تھا ۔ لیکن محبت اور نفرت دونوں اندھی ہوا کرتی ہیں ۔

میں اعلان کر چکا ہوں کہ قانونی نقطۂ نگاہ سے ہم گورنمنٹ کے اس قانون کی زد میں نہیں آتے ۔ کیونکہ ہم نہ تو فوجی نوعیت کی قواعد کرتے ہیں اور نہ کسی اسلحہ سے قواعد کرتے ہیں ۔ نہ کوئی ایسی شے اٹھاتے ہیں جو بطور "اسلحہ" استعمال ہو سکے ۔ یہ اصطلاحیں یعنی "اسلحہ" اور "فوجی پریڈ" خاص قانونی معنی رکھتی ہیں ۳۰ مارچ ۳۷ء کو پریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے جب کہ ۲۶ خاکسار خنجر رکھنے کے جرم میں اس کی عدالت میں بطور ملزم تھے ملزموں کو بری کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ ہمارا خنجر "اسلحہ" کی تعریف میں نہیں آ سکتا کیونکہ ہم اس کو بطور خدمت خلق کے اوزار کے استعمال کرتے ہیں بیلچہ مزدوری کرنے کا اوزار ہے ۔ اگر اس پر پابندی عائد کی گئی تو سب مزدوری قطعاً ختم ہو جائے گی ۔

ماخذ : الاصلاح ، ۸/۱۵ مارچ ۱۹۴۰ء ، ص ۱۲

ہم خاکسار جماعتی شکل میں دس سال کی مدت سے شارع عام پر خدمت خلق کرتے آئے ہیں اور کسی گورنمنٹ نے ہمارے اس عمل کو ممنوع قرار نہیں دیا ۔ اب یہ عمل ہم بطور حق کے سمجھتے ہیں اور بغیر کسی قانون کی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ہر اس طاقت سے جسمانی طور پر کریں گے جو ہمارا یہ حق چھیننا چاہتی ہے ۔" تحفظ ہند کے قواعد قانوناً ان جماعتوں پر عائد نہیں ہو سکتے جن کا عمل متعین اور کافی طور معروف ہے علاوہ ازیں گورنمنٹ پنجاب نے مجھ سے ایک اعلان پر دستخط اس بات کے کرائے ہوئے ہیں کہ جب تک میں خاکسار تحریک کا لیڈر ہوں خاکسار تحریک مذہبی اور خدمت خلق کرنے والی جماعت رہے گی اس اقرار کے بعد حکومت قانوناً ہماری اس سرگرمیوں پر پابندی نہیں لگا سکتی جو اس کو اس اقرار کی تحریر کے وقت معلوم تھیں نہ وہ اب ان حسب معمول سرگرمیوں کو تحفظ ہند کے قواعد کے ماتحت لا سکتی ہے ۔ یہ ایک مضحکہ انگیز چیز ہے کہ ایسی جماعت کو جسے پچاس ہزار آدمیوں کی پیشکش ہندوستان کی حفاظت کے واسطے کی ہو ، تحفظ ہند کے قواعد کے ماتحت مجرم قرار دیا جائے ۔ میں عدالت میں اس قانون کے برخلاف دعویٰ دائر کر رہا ہوں اور جب تک قانونی طور پر اس کا فیصلہ نہ ہو جائے ان احکام کے خلاف امتناعی احکام لینے والا ہوں ۔ اسی دوران میں اگر گورنمنٹ پنجاب نے کسی خاکسار کو اس کی حسب معمول سرگرمیوں کے عوض میں جسمانی اذیت دی یا گرفتار کیا تو ہم اس کا مقابلہ اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر کریں گے ۔

عنایت اللہ خان المشرقی

۱۲ مارچ ۱۹۴۰ء

— ۵ —

وَ مَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ ط (قرآن حکیم)

مسلمان وزیراعظم کی طرف سے
خاکسار تحریک کی موت کا پہلا بگل

دس برس کے پُرامن روپے کے بعد "تحفظِ ہند" کے خطرے کی آڑ
سپاہیانہ قواعد اور بیلچہ پر پابندیاں ، عسکری تنظیم کی موت کے احکام

"اکثریت یا خون" کی ضبطی کے عین بعد تحریک کا خون

فرضی اور برائے نام تحریکوں پر "عام پابندی"
کے بہانے سے خاکسار تحریک کا قتل عام
بے گناہوں پر ظلم کی حد ، دجل و تلبیس کی انتہا
(از علامہ مشرقی)

ترسم کہ چوں حکایت جورش رقم زنند
یک بار برجریدۂ رحمت قلم زنند

مآخذ : الاصلاح ۸ ، ۱۵ مارچ ۱۹۴۰ء ، ص ص ۱۰ - ۱۲

"اکثریت یا خون" کی ضبطی کے احکام کی سیاہی ابھی گیلی ہی تھی کہ ۲۸ فروری کی شام کو جب کہ میں ابھی وائسرائے بہادر سے ملاقات کی غرض سے دہلی پہنچا ہی تھا ریڈیو کے ذریعے سے خبر ملی کہ "پنجاب میں خاکسار تحریک پر عام پابندی لگا دی گئی" "بیلچہ اور سپاہیانہ قواعد ممنوع قرار دیے گئے ۔" افواہیں آڑیں کہ "خاکسار مٹا دیے گئے ۔" "دین خدا کا قافلہ لٹ گیا ۔" اغیار بغلیں بجانے لگے کہ وہ مارلیا دوستوں کے منہ فق تھے ، دشمنوں کے چہرے سرخ اور تر ۔ آخرش زبانیں سوکھ گئیں ، جسم فرط غم سے نڈھال ۔ آنکھیں پریشان ادہر اور اُدھر ۔ نہ تاب الم نہ غم کی سکت ۔ زبان رکتی تھی کہ الہیٰ ! کیا کہا جائے ، فریاد کیوں کر ہو ، شکایت کس کی ہو ؟ کیا ضبطی کے احکام مرگ مفاجات کے حکم کے پیش رو تھے ؟ بالآخر غیرت نے کروٹ بدلی اور کہا کہ اس موت سے جو زور آور کے قلم سے ہوئی ہے عزت کی موت مرنا اچھا ہے ۔ غیرت مند کے لیے ہرگز کسی عنوان سے موت نہیں ۔

احکام مطبوعہ گورنمنٹ گزٹ

۲۹ فروری کی صبح کو اخبارات میں حسب ذیل مرقوم تھا :

ان اختیارات کی رو سے جو قواعد تحفظ ہند (کے نمبر ۲۴۱۵ - پی ڈی ایس پی قاعدہ نمبر ۵۸ کی دفعہ (۱) کے تحت حاصل ہیں حاکم پنجاب اس امر کی ہدایت دینے پر خوش ہے کہ صوبہ پنجاب کی حدود کے اندر کوئی شخص فوجی طریقہ کی کسی ورزش ، حرکت، ارتقا یا قواعد میں اسلحہ کے ساتھ یا بغیر اسلحہ یا ان اشیا کے ساتھ جو بطور اسلحہ استعمال ہونے کے قابل ہیں حصہ نہ لے گا "۔

۱ - "اس حکم کے کسی حصے کا اطلاق افواج سلطنت کے کسی رکن پر یا کسی مدرسہ یا کالج کی حدود کے اندر کسی قواعد پر جو اُس کا معمولی نصاب ہو یا اس جماعت پر جسے عرف عام میں بوائے سکاوٹ ایسوسی ایشن شاخ پنجاب کہا جاتا ہے یا گرلز گائیڈ ایسوسی ایشن شاخ پنجاب کے نام سے پکارا جاتا ہے ، یا کسی ضلع کی حدود کے اندر ہر اس تنظیم پر جس کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تحریری حکم سے مستثنیٰ کیا ہو نہ ہو گا"

نمبر ۲۴۱۷ : پی ڈی ایس پی ۔ "ان اختیارات کی رُو سے جو قواعد تحفظ ہند کے قاعدہ نمبر ۵۸ کی دفعہ (۱) کے تحت حاصل ہیں ، حاکم پنجاب اس امر کی ہدایت دینے پر خوش ہے کہ لاہور امرتسر اور راولپنڈی کے اضلاع میں کسی پبلک مقام پر کوئی شخص جو کسی ایسے جلوس میں شامل ہو جس میں دس یا زیادہ اشخاص ہوں نیام کردہ تلوار کے سوا کوئی اسلحہ نہیں اٹھائے گا یا کوئی ایسی شے جو بطور اسلحہ استعمال ہونے کے قابل ہو"

۲ - اس حکم کے کسی حصہ کا اطلاق اس جلوس پر نہیں ہو گا جس کے متعلق زیر دفعہ ۳۰ (۳) پولیس ایکٹ مجریہ ۱۸۶۱ ، اجازت حاصل کی گئی ہو -

احکام کے متعلق حکومت کی تصریحات

حکومت نے ان احکام کی تشریح ایک پریس کمیونیکے کے ذریعے سے کی ، جس کو حسب ذیل الفاظ میں محکمہ اطلاعات ، پنجاب کے ڈائرکٹر نے شائع کیا -

"ان احکام کی ضرورت جلوسوں کو اظہار قوت کا موقعہ بنانے کی روز افزوں عادت کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے - نیز اس وجہ سے کہ فرقہ وارانہ بنیاد پر کئی رضاکارانہ جماعتیں ظہور میں آ گئی ہیں - مذہبی تہواروں یا حسب معمول دوسرے موقعوں پر جلوس لگانے کی رسم میں مداخلت کرنے کا مدعا نہیں ہے لیکن کئی جگہوں پر یہ بات عام ہو گئی ہے کہ دوسرے وقتوں پر اور اکثر اچانک جلوس نکالے جاتے ہیں اور ان جلوسوں میں اسلحہ یا ایسے اوزار اٹھائے جاتے ہیں جو بطور اسلحہ استعمال کیے جانے کے قابل ہیں اور اس طرح مظاہرے کیے جاتے ہیں جو عوام میں بے چینی پیدا کرتے ہیں اور آئیندہ چل کر امن عامہ کے خلاف ہو سکتے ہیں -

دوسرا حکم اس میلان کو روکنے کے لیے ہے یہ صرف انہی اضلاع پر ہے جہاں یہ امر زوروں پر ہے پہلا حکم جو تمام پنجاب پر حاوی ہے رضاکار جماعتوں سے متعلق ہے - ان جماعتوں کو وردیاں پہننے ، فوجی قواعد کرنے اور ایسے اوزار اٹھانے کی اجازت نہیں ہے جو بطور جارحانہ ہتھیار استعمال ہونے کے قابل ہیں - یہ وہ اعمال ہیں جو سلطنت کی افواج تک محدود ہونے چاہیں - پچھلے چند ماہ میں ان جماعتوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور وہ رفتہ رفتہ طاقت کے مظاہروں کا سامان بنتی جاتی ہیں جس کی وجہ سے مختلف فرقوں میں رقابت نمودار ہوئی ہے اور فرقہ وارانہ جذبات تلخ ہو گئے ہیں - اس طرح پر یہ جماعتیں نہ صرف پابند قانون لوگوں کے لیے باعث نفرت ہو گئی ہیں بلکہ امن عامہ کے لیے خطرہ - اس بنا پر ان جماعتوں کی سرگرمیوں کو روکنا ضروری ہو گیا - یہ حکم جسمانی تربیت یا ان جماعتوں کی سرگرمیوں میں دخل نہ دے گا جو خالص خدمت خلق میں مشغول ہیں"-

"یہ احکام خالصةً حفاظت رعیت اور حفظِ امن کی خاطر نافذ ہوئے ہیں اور حکومت پنجاب امید کرتی ہے کہ رعیت ان کے نفاذ میں ہر ممکن مدد دے گی"-

موت کا فرمانِ خسروی

محترم سر سکندر حیات خان کی طرف سے موت کا یہ فرمان خسروی اگر اس کا اطلاق خاکسار تحریک پر ہو سکتا ہے ہماری طرف سے انتہائی طور پر خوش آئیند ہے -

خاکسار تحریک کو دس برس کی جانکاہ اور زہرہ گداز تکلیف کے بعد اگر بالآخر مرنا ہے تو ہر خاکسار سپاہی توپ سے کٹ کٹ کر کیوں نہ مرے تاکہ وہ جسم بھی باقی نہ رہیں جنھوں نے بالآخر اور بہر نوع موت کو قبول کرنا ہے۔ ۳ مارچ کے اخباری اعلان میں جو شائع ہو چکا ہے میں صاف طور پر کہہ چکا ہوں کہ قانوناً ان پابندیوں کا اطلاق ہم پر نہیں ہوتا، ۱۲ مارچ کے دوسرے اعلان میں، میں نے وضاحت کر دی ہے کہ کیوں کر نہیں ہوتا۔ ان اعلانات کے بعد حکومت کو اس کے سوا گنجائش نہیں کہ خاکسار تحریک کو اس سے مستثنیٰ قرار دے۔ "تحفظ ہند" کے قواعد اس جماعت پر جاری کرنا جو حفاظت ہند کے لیے پچاس ہزار جانوں کی پیشکش دیتی ہے از بس مضحکہ انگیز ہے۔ میں بہر حال ان احکام کے اطلاق کے متعلق قانونی فیصلہ کرانے کے لیے تیار ہوں۔

۲۸ فروری کی صبح کو ہم دہلی پہنچے۔ میرے ساتھ تحریک کے چند بڑے افسر اور حاکم اعلیٰ پنجاب بھی تھے ہم نے تمام سر برآوردہ اصحاب، سر شاہ سلیمان، مسٹر جناح، ڈاکٹر ضیاءالدین، سر ظفراللہ خان وغیرہ وغیرہ سے ملاقاتیں کیں اور وائسرائے بہادر کو کہلوایا کہ ملاقات فوراً ہو جائے ہم نے ضبطی رسالہ کے متعلق تصریحات کیں اور ہر ایک سے انتہائی عاجزی اور ادب سے کہا کہ ٹکراؤ کی صورت کو دور کیا جائے محترم مسٹر جناح کی خاص طور پر منت کی کہ وہ سر سکندر کو حکماً ہم سے ٹکراؤ پیدا کرنے سے باز رکھیں کیوں کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہیں۔ اس وقت تک امتناعی احکام کی اطلاع بھی نہ تھی اور صرف رسالہ "اکثریت یا خون" زیر بحث تھا۔ مسٹر جناح نے انتہائی مہربانی سے ہماری عرضداشت کو سنا۔ اس وقت ان کے پاس ان کی ہمشیرہ صاحبہ بھی بیٹھی تھیں۔ بالآخر انھوں نے کہا کہ "مجھے یہ آرزو ہے کہ سر سکندر میرے ہوں، وہ اگر میرے ہوتے تو میں انھیں حکم دیتا، آپ وائسرائے سے ملاقات کریں، اس کے بعد ہم آپس میں سر جوڑیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا ہو سکتا ہے۔" ہمشیرہ صاحبہ محترم مسٹر جناح نے بھی کہا کہ "سر سکندر ہمارے نہیں ہیں، کاش وہ ہمارے ہوتے اور ہم ان کو کچھ کہہ سکتے۔"

دیگر اصحاب نے جن کا ذکر اوپر ہوا حتی الوسع کوشش کی کہ وائسرائے سے ملاقات جلد از جلد ہو جائے پرائیویٹ سیکرٹری کو متعدد ٹیلیفون کیے چودہری سر ظفراللہ خان نے انتہائی مہربانی سے کہا کہ وہ سر سکندر کو کہیں گے، وہ ۷ مارچ کو دہلی آنے والے ہیں اور ان کے پاس قیام کریں گے، الغرض تمام دن کی تگ و دو کے بعد جب ہم رات کو گھر واپس آئے تو ہمیں خبر ملی کہ ریڈیو پر پنجاب میں پابندیوں کا اعلان ہو چکا ہے! اسی روز دوپہر کو میں نے بذریعہ تار اپنے پہنچنے کی اطلاع وائسرائے بہادر کو دے دی تھی۔

وائسرائے بہادر سے ملاقات کی تقرری
اور بعد ازاں پرائیویٹ سیکرٹری سے ملاقات

۲۸ فروری کی شام کو محترم سر شاہ محمد سلیمان جج فیڈرل کورٹ سے طے ہو گیا تھا کہ وہ وائسرائے بہادر سے ملاقات کے وقت کے متعلق پرائیویٹ سیکرٹری سے طے کرکے اطلاع دیں گے - ۲۹ فروری کی صبح کو ڈاکٹر سر ضیاءالدین نے پرائیویٹ سیکرٹری سے ٹیلیفون پر اطلاع حاصل کی کہ یہ ملاقات چار بجے ہو گی - اس اثنا میں شیخ عزیزالدین حاکم اعلیٰ نے خود وائسرائل لاج میں جاکر طے کیا کہ مجھے ملاقات کے لیے بعینہ کس کس جگہ پہنچنا اور کیا کیا کرنا ہے - ایک خط سے جو سر شاہ محمد سلیمان کی طرف سے ملا تھا معلوم ہوا کہ مجھے چار بجے سے کچھ پہلے پہنچنا ہوگا تاکہ پرائیویٹ سیکرٹری سے بھی ملاقات ہو جائے - اس خط سے کچھ شکوک سے پیدا ہو گئے کہ آیا ملاقات پرائیویٹ سیکرٹری سے ہو گی یا وائسرائے بہادر سے - اس لیے شیخ عزیزالدین کو پھر ٹیلیفون پر بھیجا گیا (کذا) کہ پرائیویٹ سیکرٹری بہادر سے خود معاملہ صاف کرے - انھوں نے کہا کہ "چار بجے کچھ منٹ پہلے پرائیویٹ سیکرٹری سے ملاقات ہو گی بعد ازاں وائسرائے سے ملاقات کا وقت مقرر ہو گا" - الغرض پرائیویٹ سیکرٹری سے نصف گھنٹہ سے زیادہ ملاقات ہوئی - وہ نہایت خوش اخلاق سے پیش آئے - کہا کہ آپ کی قابلیت کے متعلق بہت کچھ سن رہا تھا اور ملاقات کا شوق تھا - میں نے انھیں حالات پیش کیے اور پابندیوں کے متعلق جن کی خبر پچھلی رات پہنچی تھی زور سے کہا اور کہا کہ ہزایکسیلنسی وائسرائے بہادر سے چار بجے کا وقت مقرر تھا اس لیے مجھے اس کا موقع دیجیے کہ تمام حالات پیش کر سکوں پرائیویٹ سیکرٹری بہادر نے کہا کہ میں "جو معاملات آپ نے کہے لکھتا گیا ہوں اور ان تمام کو ہزایکسیلنسی بہادر کے پیش کرکے ملاقات کا وقت مقرر کروں گا - یہ معاملہ صوبائی معاملہ ہے اور مرکزی حکومت اس میں دخل دینے کے ناقابل ہے - تاہم جو کچھ ممکن ہو سکے گا کروں گا -" ان الفاظ سے معلوم ہو گیا کہ وائسرائے بہادر سے ملاقات کا وقت چار بجے جو کسی نہ کسی طرح مقرر ہوا تھا اور جس کا کل سے شور تھا وہ دراصل پرائیویٹ سیکرٹری سے میری ملاقات کرانے کا ایک طریقہ تھا کیوں کہ شیخ عزیزالدین کی ان سے ٹیلیفون پر براہ راست گفتگو کے متعلق بھی پرائیویٹ سیکرٹری نے کہا کہ "میں نے کہا تھا کہ ہزایکسیلنسی سے ملاقات میری ملاقات کے بعد ہو گی اور درحقیقت ٹیلیفون پر غلطی فہمی ہوئی ہے -" پھر لوح میں نے فوراً واپس آکر پرائیویٹ سیکرٹری بہادر کو خط لکھا کہ "چونکہ میری آپ سے ملاقات کے دوران میں آپ نے اقرار کیا ہے کہ مرکزی حکومت اس معاملہ میں جو صوبائی ہے دخل دینے کے ناقابل ہے ، اس لیے امید ہے کہ مرکزی حکومت حکومت پنجاب سے ہمارے معاملے میں بھی دخل نہ دے گی -

اس صورت میں ہم حکومت پنجاب سے اکیلے نپٹ لیں گے ۔ اگر اس نقطۂ نظر میں میں غلطی پر ہوں تو مجھے درست کر دیا جائے"۔ اس نقطۂ نظر کو حکومت ہند نے خاموش طور پر تسلیم کر لیا اور واضح ہو گیا کہ حکومت ہند کو ہم سے کوئی پرخاش نہیں ۔ مزید تصدیق کے لیے ڈاکٹر سر ضیاءالدین نے مرکزی حکومت کے بعض ذمہ دار افسروں سے جو خاکسار تحریک سے معاملہ رکھتے تھے ملاقات کی اور معلوم ہوا کہ حکومت ہند کے کاغذات میں خاکسار تحریک کے خلاف کچھ شے نہیں ، نہ اس معاملہ کو جو پنجاب میں ہوا مرکزی حکومت کے ایما سے چھیڑا گیا ، بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ حکومت ہند خاکسار تحریک کے متعلق ہمدردانہ رائے رکھتی ہے ۔ اور بعض افسران حکومت مجھ سے ملاقات کی خواہش بھی رکھتے ہیں ۔ الغرض ان تمام معلومات کی بنا پر طے ہوا کہ حکومت پنجاب سے نپٹنے کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ جریدہ الاصلاح کو لاہور سے دہلی منتقل کر دیا جائے اور سر سکندر حیات خان کی مستبدانہ حکمت عملی کی وجہ سے پنجاب کا پریس جس بے مثال مصیبت میں ہے اس سے جریدہ مذکور کو بچایا جائے ۔

جریدۂ الاصلاح کے ڈیکلریشن اور مقام میں تبدیلی

۴ مارچ تک حیرت انگیز سرعت کے ساتھ جریدہ الاصلاح کا نیا ڈیکلریشن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی سے لیا گیا اور کئی ہفتوں کا کام تین روز کے اندر اندر ہوا ۔ اس کامیابی کا سہرا دہلی کے ایک چست سالار تبلیغ فضل احمد کشمیر والا کے سر بندھا جن کو "ایڈیٹر پرنٹرز پبلشر" مقرر کیا گیا ۔ لیکن ابھی اپیل نمبر کا قضیہ پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب سے طے کرنا باقی تھا ۔ اور مطابع اور ڈاک خانے سے طے کرنے کے کئی جھگڑے سامنے تھے ۔ اپیل نمبر ۸ مارچ کی شام کو لاہور سے ملا اور یہ بھی بہت جلد ملا ۔ آج ۱۳ مارچ تک چھاپہ خانوں کے جھگڑے طے نہیں ہوئے کیوں کہ دہلی کے مطابع اس قدر سست رفتار ہیں کہ ایک مطبع جریدہ الاصلاح کی داب کو جو نصف لاکھ کے قریب ہے چند گھنٹوں کے اندر اندر پوری نہیں کر سکتا ۔ چنانچہ آج تک اس کشمکش میں ہیں کہ جریدہ الاصلاح وقت پر کیوں کر نکل سکے گا ۔ ڈیکلریشن تین چھاپہ خانوں کا لیا گیا ہے اور امید ہے کہ یہ تینوں چھاپے خانے جریدۂ الاصلاح کی ضرورت کو پورا کر سکیں گے ۔ لٹریچر کی ضرورت اس کے علاوہ ہے اور وہ نہ جانے کیوں کر پوری ہو گی ۔

صلح و صفائی سے معاملات طے کرنے کے لیے تگ و دو

۴ مارچ تک تمام ممکن تگ و دو کی گئی کہ ہر با اثر شخص سے ملا جائے اور اس کو اپنی رام کہانی سنائی جائے ہمارے قیام دہلی کو سن کر مخلوق خدا کا جم غفیر باہ

عالی قرول باغ میں پہنچا جہاں کہ ہم مقیم تھے اور اب تک ہیں ۔ صاحب السیادۃ ملک اکرم خاں حاکم اعلیٰ صوبہ دہلی و اجمیر اپنے پچھلے دس دن کے دورے کو ختم کر کے ۲۸ فروری کی شام کو پہنچ گئے تھے ، صاحب السیادۃ نواب محمد سرور خان حاکم اعلیٰ پنجاب ہمارے ساتھ لاہور سے آئے تھے ، الغرض پابندیوں کا سن کر ایک کہرام مچا تھا اور قریباً ہر صوبے سے قاصد آتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کیا ہو گا کئی لوگ لاہور سے اطلاع نہ پا کر ادھر آتے تھے کہ اب کیا پروگرام ہے ، ان کی زبانی معلوم ہوتا تھا کہ پنجاب کے خاکساروں میں کہرام مچا ہے ، ہر شخص انتہائی طور پر غمزدہ ہے ، خاکسار دھڑا دھڑ لاہور پہنچ رہے ہیں ، ایک کثیر تعداد راولپنڈی تک پہنچی ہے اور جریدہ الاصلاح کے نہ نکلنے کی وجہ سے سراسیمہ ہے کہ احکام کیا ہیں ، صوبہ جات سے تاروں پر تاریں باب عالی کے نام پر آتی تھیں کہ ٹکراؤ کب پیدا ہو گا ، پنجاب کے خطوط میں سخت غم و غصہ کی لہر تھی اور ڈر تھا کہ کہیں خود بخود لڑائی نہ چھڑ جائے ، دو ایک خبریں ایسی خطرناک پہنچیں جن سے سخت تشویش لاحق ہوئی کہ کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے ، اسی وقت خاص قاصد روانہ کیے گئے کہ صورت حالات پر قابو پایا جائے ۔ ۳ مارچ کی شام کو میں سخت فکر میں تھا کہ کیوں کر خاکساروں کے سیلاب کو جو لاہور میں آ رہا تھا مطمئن کیا جائے اور جب تک کہ صلح صفائی سے معاملات کا امکان ہے حکومت پنجاب کو کسی مشکل میں نہ ڈالا جائے ۔ بالآخر ۳ مارچ کی شام کو میں نے اخبارات میں ایک اعلان دیا جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ خاکسار تحریک حکومت پنجاب کے ۲۸ فروری کے احکام کی زد میں قانوناً نہیں آ سکتی ۔ یہ اعلان اس بنا پر تھا کہ حکومت کے الفاظ پر غور و خوض کرنے اور وکلا سے مشورہ لینے کے بعد طے ہوا کہ حکومت پنجاب کے الفاظ کے احکام میں کئی جگہ عمداً یا سہواً ایسی لچک ہے اور کئی ایسے دریچے ہیں جن میں سے یہ خادم خلق جماعت جس کی دس سال کی تاریخ روز روشن کی طرح واضح ہے بزور قانون نکل سکتی ہے بشرطیکہ ساتھ ساتھ وزارت پنجاب کو یقین ہو جائے کہ تحریک پر پابندیاں عائد کرنا خالہ کا گھر نہیں اور سرسکندر اپنا قہر پرور قلم آسانی سے تحریک کے خلاف نہیں چلا سکتا ۔ اس اعلان نے اپنا کام کیا اور وزارت پنجاب کے کان کھڑے کر دیے ان کو کم از کم یہ معلوم ہو گیا کہ خاکسار تحریک کوئی دھوتی پوش لالاؤں کی انجمن نہیں کہ سرسکندر بہادر کی جنبش قلم یا متقیانہ آرزو سے مٹ جائے اور سب لالے رام رام کرتے ہوئے اور ہاتھ جوڑتے ہوئے چوہوں کی طرح بلوں میں گھس جائیں اور سکندر بہادر کے طرہ کی سلامتی کے لیے پرارتھنا کریں ۔ سرسکندر کے پٹھوؤں نے اس اعلان کا جواب فوراً ایک انگریزی اخبار میں دیا کہ عنایت اللہ کا اعلان کہ خاکسار تحریک قانون کی زد میں نہیں آتی محض اس کی اکڑ پھونک ہے جس کا وہ عادی ہو چکا ہے ! یہ سب اس کی فرضی دھمکیاں ہیں ۔ اس "پنجاب حکومت کے افسر نام ندارد

خان نے اس اخبار میں بڑے بیرنگ بول بولے ، مجھے یاد ہے کہ معرکہ لکھنؤ سے پہلے یو - پی کے ایک وزیر مہاشہ قدوائی نے بھی ہمیں چھیڑنے کے لیے کہا تھا کہ خاکسار تحریک ایک بوگس(bogus) یعنی فرضی تحریک ہے اور ہمارے افسر بالا وحیدالدین حیدر کی کوئی حیثیت نہیں معرکہ پنجاب ہی ثابت کر سکتا ہے کہ آیا عنایت اللہ کا اعلان کہ خاکسار تحریک قانون کی زد میں نہیں آتی میری اکڑ پھونک یا فرضی دھمکی ہے یا اس میں کچھ اصلیت ہے -

سر سکندر حیات کی دھمکیاں

اس اعلان کے عین بعد ہی ایک مقتدر صاحب لاہور سے بھاگے بھاگے دہلی پہنچے اور کہا کہ وزیر اعظم پنجاب نے اپنی پارٹی کے ایک مقتدر شخص سے غصے کے عالم میں کہا ہے "میں خاکساروں کو دو دن کے اندر اندر کچل دوں گا راوی قابل اعتماد شخص ہے ورنہ اس کو بیان نہ کرتا کچھ اس کچلنے کی تشریح بھی ہوئی کہ وزیر اعظم پنجاب وہی اوزار استعمال کرنا چاہتا ہے جو اس سے پہلے ایک تحریک پر ہو چکے ہیں ، یعنی یہ کہ تمام پنجاب میں ہر جگہ پر بڑے بڑے سالاروں کی گرفتاریاں یک وقت ہوں اور یہی تحریک کے دو دن کے اندر کچلنے کے معنی ہیں - چنانچہ خبر پہنچی کہ اسی سلسلے میں پنجاب کے بڑے بڑے افسروں کی ایک میٹنگ بھی ہوچکی ہے اور مکمل ہدایات دی جا چکی ہیں - ان افواہوں میں سچائی ہو یا نہ ہو اور ان دھمکیوں کی وقعت ہو یا نہ ہو کم ازکم یہ بات ضرور ہے کہ پنجاب کی پبلک وزیراعظم کے رویے سے انتہائی طور پر ناخوش ہے اور ہمیں وزارت کے ہتھکنڈوں سے خبردار رکھنا چاہتی ہے ، مجھے یقین ہے اگر یہ دھمکی درست بھی ہے تو وزارت کی یہ خواہش کہ سالاروں کی گرفتاری سے تحریک مٹ سکے گی ایک عبث طفل تسلی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی تحریک کا ایک ایک خاکسار بڑے سے بڑا سالار ہے ، ہماری تحریک میں زنانہ کانگریس کی طرح گرفتاریاں نہیں ہر سالار جانتا ہے کہ وہ اپنی حفاظت کیوں کرے اور حتے الوسع اپنے آپ کو گرفتار نہ ہونے دے - خاکساروں کی غیرت کے منافی ہے کہ وہ اس طرح سالاروں کو جیل کے سپرد کر دیں اور اگر سب سالار بھی گرفتار کر لیے تو ناممکن ہے کہ تحریک مٹ سکے جب تک ایک ایک خاکسار خون میں نہا نہ لے -

جائداد اور ذاتی روپیہ کی ضبطی کی افواہ

ان دھمکیوں کے علاوہ ایک اور دھمکی جو خاص ذریعے سے لاہور سے پہنچی حیرت انگیز تھی - خبر ملی کہ وزارت پنجاب نے میری تمام جائداد کی فہرست سی - آئی ڈی سے طلب کی ہے ، ایک دو بنکوں سے جہاں میرا ذاتی روپیہ ہے اطلاع مانگی ہے کہ

یہ روپیہ کس قدر ہے ، وغیرہ وغیرہ ۔ الغرض اگر یہ سب کچھ درست ہے تو اندازہ ہو سکتا کہ طاقت کا خمار انسان سے کیا کچھ کرا سکتا ہے ، حکومتیں کس قدر مردار خور ہو سکتی ہیں اور اُن سے کیا اوچھے افعال سر زد ہو سکتے ہیں ۔ میں جب خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا چکا ہوں تو یہ تھوڑا کچھ جو باقی رہ گیا ہے لٹانا کون سا مشکل ہے !

بادہ ہائے صبوحی بند امن عصمت

چہ داغ شرم کہ نہادہ دریغ از تو

پریس کو ترغیب

اسی انگریزی اخبار میں جس کا ذکر اُوپر ہوا ایک جھوٹ یہ بھی بولا گیا کہ پنجاب کا تمام مسلم پریس اس خبر سے کہ سر سکندر نے خاکساروں پر پابندیاں لگا دی ہیں مارے خوشی کے اچھل رہا ہے بلکہ خاکسار تحریک نے ایک بڑی مدت سے اسلامی پریس کا ناک میں دم کر رکھا تھا اور کوئی اخبار ان کے خلاف لکھ نہ سکتا تھا اب ان پابندیوں کے بعد اسلامی پریس والے بھی چین کا سانس لیں گے ۔ گویا وزارت کے قلم کی ایک جنبش سے خاکساری پنجاب میں مٹ جائے گی اور دس برس کا ذہنوں میں انقلاب اس قدر بے نام و نشان ہو جائے گا ۔ کہ خاکساریت کے خلاف لکھنے والے اخبارات کو پبلک یک دم آنکھوں پر بٹھا لے گی !

عنان شرم بیک جرعہ میدہی از دست

سبک وقار و تنک بادہ دریغ از تو

حکومت کے احکام میں فراخیاں

۴ مارچ کے لاہور میں ہیجان کی خبر سن کر ادارہ علیہ کی طرف سے تجویز ہوئی کہ خاکسار سپاہیوں کو قابو میں رکھنے کے لیے کسی مضبوط اور مرد مجاہد کو جو ساتھ ہی صاحب تجویز و تدبیر بھی ہو ، مقرر کیا جائے ۔ صاحب السیادۃ میاں محمد سرور اس سے پہلے ۳ مارچ کو ایک مقدمہ کے سلسلے میں رخصت پر گئے تھے لیکن اُن کا اندازہ بھی یہی تھا کہ حتے الوسع ٹکراؤ پیدا نہ ہونے دیا جائے ۔ میں زیادہ تر اس پر مُصر تھا کہ سر سکندر طاقت کے غرور میں تحریک سے ٹکرا رہا ہے ، اس کو اس کے پٹھوؤں نے ہماری طاقت کے متعلق یو ۔ پی کے پنتھ مہاراج کی طرح غلط خبریں دی ہیں ، اس کی وزارت اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تو اس کا جانشین کوئی نہیں ، اس لیے ہم خاموش طور پر دیکھتے رہیں اور ٹکراؤ میں پہل نہ ہونے دیں ، خاکسار سپاہی کی روحانیت اس قدر زبردست ہے کہ وہ گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا ، حکومت کے احکام کی رو سے وردی پہننا ہرگز منع

نہیں ، بیلچہ ممنوع ہرگز نہیں قرار دیا گیا ۔ حکومت پنجاب نے غیر سرکاری طور پر خود شائع کر دیا ہے کہ خاکسار تحریک کو مثالاً مد نظر نہیں ، صرف بازاروں میں "فوجی" ڈرل ممنوع قرار دی گئی ہے ، خاکسار سپاہی صرف لاہور ، امرتسر اور راولپنڈی کے اضلاع میں دس سے کم کی تعداد میں بیلچہ اور وردی پہن کر جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ "فوجی" ڈرل نہ کر رہا ہو ، دس سے زیادہ دس ہزار کی تعداد میں صرف وردی پہن کر چل سکتا ہے بشرطیکہ "فوجی" ڈرل نہ کر رہا ہو اور کوئی "اسلحہ" یا وہ شے جو "اسلحہ" کے طور پر استعمال ہو سکتی ہو اس کے پاس نہ ہو ، وہ اپنے گھروں کے احاطوں میں اور مکانوں کے کوٹھوں پر بے خوف و خطر فوجی یا غیر فوجی ڈرل بھی کر سکتا ہے ، دس سے کم کی تعداد صرف امرتسر ، لاہور اور راولپنڈی کے لیے ہے ، اور جگہوں پر یہ قید بھی نہیں بلکہ باقی ضلعوں میں صد ہا کی تعداد میں بیلچہ اور وردی پہن کر چل پھر سکتا ہے ، "جلوس" نکال سکتا ہے لیکن فوجی ڈرل نہیں کر سکتا ، وہ جماعتیں جو خدمت خلق کرتی ہیں، ان کی سرگرمیاں (Activities) ان احکام کی زد میں نہیں آتیں ، خاکسار ہزاروں کی تعداد میں سر بازار اور پبلک جگہوں میں وردی پہن کر اور بیلچہ سامنے رکھ کر نماز ادا کر سکتا ہے ، پانچوں نمازیں ادا کر سکتا ہے ، تمام دن عبادت میں مشغول رہ سکتا ہے ، وغیرہ وغیرہ ۔ جب قانون بالکل صاف ہے اور قانون سے بچنے کے لیے کئی دریچے خود سر سکندر نے کھلے رکھے ہیں تو خاکساروں کی سرگرمیاں صرف ان اعمال تک محدود رکھی جائیں بس انتظار کیا جائے کہ کب سر سکندر کی حکومت ٹکراؤ میں پہل کرتی ہے ۔ جب ٹکراؤ میں پہل ہو گیا ہم مظلوم ہوں گے اور سرسکندر ظالم اور انشاء اللہ العزیز مظلوموں کے ساتھ تمام پنجاب کا ایک ایک فرد ہو گا اور ہم دکھا دیں گے کہ مظلوم کیا کر سکتے ہیں!

نائب حاکم اعلیٰ خاص کی تقرری

چنانچہ ۴ مارچ کو ادارہ علیہ کی خاص منظوری سے جو حاصل کی گئی تھی محمد شریف خان جانباز نائب حاکم اعلیٰ دہلی کو نائب حاکم اعلیٰ خاص پنجاب مقرر کر کے روانہ کر دیا گیا کہ لاہور کے خاکساروں ، گویا محاذ لاہور کو قابو میں رکھیں ۔ اس شخص میں تدبیر اور شجاعت دونوں ہیں اور ادارہ علیہ میں اس کا ریکارڈ عمدہ ہے محمد شریف خان نے ان دنوں میں بھی عمدہ کام کیا ہے ۔

سر سکندر کی طرف سے اردو میں خط

۶ مارچ کو سرسکندر کی طرف سے اردو میں ان کے دستخط سے ایک خط میرے نام اچھرہ کے پتے سے ہوتا ہوا دہلی پہنچا جس میں ۴ مارچ کی تاریخ سے میرے ۲۳ فروری کے

خط کا دس دن کے بعد جواب دیا گیا تھا ۔ اس خط میں "خاکسار صدیق سکندر حیات عفی عنہ" کے دستخط سے لکھا تھا کہ رسالہ "اکثریت یا خون" کے دو مضامین کے متعلق ۲ نومبر اور ۸ نومبر کو تنبیہہ کی گئی تھی ۔ باوجود ان تنبیہوں کے ان مضامین کو رسالہ کی صورت میں طبع کرایا گیا ۔" ۷ مارچ کو سرسکندر کے دہلی پہنچنے کی خبر تھی ۔ شام کو میں نے حسب ذیل جواب دیا ۔ "مکرم و محترم سرسکندر حیات خاں ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ آپ کا ۴ مارچ کا خط ملا ۔ رسالہ "اکثریت یا خون" کے متعلق مزید کہنا عبث ہے کیوں کہ اب اس سے بہت زیادہ کچھ ہو چکا ہے البتہ یہ غلط ہے کہ اس کے متعلق دو دفعہ تنبیہہ کی گئی ۔ یہ بھی قطعاً غلط ہے کہ اس میں کوئی مضمون ایسا لکھا گیا جو پہلے الاصلاح میں نہ چھپا تھا ۔ صرف ایک دفعہ مدیر "الاصلاح" کو "خاکسار مظلوم کی عید" کے لفظ خفیہ کے متعلق کہا گیا کہ یہ لفظ قابل اعتراض ہے وہ لفظ نکال دیا گیا تھا اس کے سوا ہر گز اور کچھ نہیں کہا گیا ۔ مخلص عنایت اللہ —— اسی قطع کا ایک خط ۲۷ فروری کی تاریخ سے ۴ مارچ کو چیف سیکرٹری کی طرف سے پہنچا تھا ۔

ڈاکٹر سر ضیاءالدین اور نواب کنجپورہ کی سرسکندر سے ملاقات

۷ مارچ کی شام کو ڈاکٹر سر ضیاءالدین باب عالی میں آئے اور اطلاع دی کہ سرسکندر سے میری ملاقات ہوئی اور پھر کل صبح ہو گی ۔ کل چودہری سر ظفراللہ خاں کے بنگلے پر جہاں کہ وہ فروکش ہیں ، آپ کو صاحب خانہ کی طرف سے غالباً دعوت دی جائے گی اور بہتر ہے کہ وہاں بیٹھ کر آپس میں اس قضیہ کا فیصلہ کر لیا جائے میں نے کہا کہ میں ہر صلح کے لیے تیار ہوں ۔ ذاتی بے عزتی میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن تحریک کے وقار کو کبھی سرنگون نہ ہونے دوں گا ۔ اگلے دن معلوم ہوتا ہے کہ سرسکندر نے غرور میں شرائط صلح نہ مانی ہوں گی اور کچھ نہ ہوا ۔ دوپہر کو نواب بہادر کنجپورہ ناظم ضلع کرنال باب عالی میں آئے ۔ اور اپنی خدمات صلح کے لیے پیش کیں ۔ اتفاق سے سرشاہ محمد سلیمان نے ایک پارٹی اسی روز سر اکبر حیدری کو دینی تھی اور اس میں وہ اور ہمارے کئی افسران بالا مدعو تھے ۔ چنانچہ نواب بہادر کنجپورہ نے کہا کہ اس پارٹی کے موقعہ پر سر سکندر حیات خان ضرور موجود ہوں گے اور میں خود ان سے بات کروں گا ۔ پانچ بجے شام صاحب السیادۃ ڈاکٹر اسمٰعیل نامی بہادر نواب شیر اکبر خان نائب حاکم اعلی بنگال ، بشیر احمد صدیقی ناظم اعلی پنجاب اور فضل احمد مدیر الاصلاح نواب صاحب کے ساتھ پارٹی میں گئے لیکن سرسکندر وہاں موجود نہ تھے وہاں سے ہوتے ہوئے وہ ان کی معیت میں چودہری سر ظفراللہ خان کے ہاں پہنچے ۔ ارباب شیر اکبر خان چیف آف بنگال نے اطلاع دی کہ وہاں پر تمام جتن کئے ،

سر سکندر کو ٹکراؤ کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا ، یہاں تک کہ اس ظلم کے بدلے جو تم کر رہے ہو قیامت کے دن ہمارا ہاتھ اور تمہارا گریبان ہو گا لیکن سرسکندر نے ایک نہ مانی ، نواب کنجپورہ بہادر نے جو عمر کے لحاظ سے بھی بزرگ ہیں بہت کچھ کہا ، سرسکندر نے قیامت کے متعلق کہا کہ یہ قیامت کے دن دیکھا جائے گا ، کہا کہ میں ایسا موقعہ ہی نہ دوں گا کہ خون کی ندیاں بہیں (مطلب غالباً یہ سمجھا گیا کہ سرسکندر کا تمام خاکساران پنجاب کو یک دم اور بہ یک وقت گرفتار کرنے کا ارادہ ہے) ، اطلاع ملی کہ وہ بہت خونخوار اور غضبناک معلوم ہوتے ہیں ، ان کے ارادے بہت خطرناک معلوم ہوتے ہیں ، سالار فضل احمد نے بھی جن سے پرانی واقفیت ہے بہت کچھ کہا ، ڈاکٹر اسمٰعیل نامی بہادر نے باب عالی میں آ کر بیان کیا کہ سرسکندر کی تمام گفتگو سے یہ اخذ ہوتا تھا کہ وہ حکومت کو میری پچاس ہزار سپاہیوں کی پیشکش سے سخت ناراض ہیں ان کو غصہ ہے کہ میں کیوں کر اس سے زیادہ بھرتی دے سکوں گا تاکہ انگریز کی نگاہ میں میری بھرتی کی قدر ہو ۔ کہنے لگے ہمیں کہتے تھے کہ خاکسار فوج میں بھرتی ہوتے جائیں" اگر انھیں فوجی زندگی کا شوق ہے انھیں کوئی نہیں روکتا ۔

محاذ راولپنڈی کی تقرری

۹ مارچ کو صوبہ سرحد کے متعلق تشویشناک خبر ملی کہ وہاں ہیجان برپا ہے اور لوگ دھڑا دھڑ پنجاب کی طرف رجوع کر رہے ہیں چنانچہ وہاں کے محاذ کو قابو میں رکھنے کے لیے ارباب شیر اکبر خان کو نائب حاکم اعلیٰ خاص صوبہ سرحد مقرر کیا گیا ۔ زر معاونت کی مساویانہ اور ہموار تقسیم کے لیے پیر بخش خان سالار ادارہ مرکزی صوبہ سرحد کو مقرر کیا گیا ۔ ارباب شیر اکبر خان کو حکم دیا گیا کہ محمد شریف خان نائب حاکم اعلیٰ خاص محاذ لاہور سے کامل تعاون کرے اور اس کی تجاویز پر عمل کرے تاکہ کوئی بد امنی اور نظام میں خرابی نہ ہونے پائے ۔

ادارۂ علیہ کے احکام

۱۱ مارچ کو لاہور سے اطلاع ملی کہ لاہور کی پولیس خاکساروں کو بے حد تنگ کر رہی ہے ۔ محمد شریف خان نائب حاکم اعلیٰ کو خاص سٹی مجسٹریٹ لاہور مجبور کر رہا ہے کہ حکومت کے نوٹس پر دستخط کرے ، اس نے انکار کر دیا ہے ۔ پولیس فرداً فرداً خاکساروں کو مرعوب کر رہی ہے کہ وہ سپاہیانہ قواعد سے باز آئیں مگر کوئی توجہ نہیں دیتا ۔ ۹ کو پشاور اور ۸ کو لاہور میں کئی ہزار خاکساروں نے سر اکبر حیدری وزیر اعظم کو سلامی دی ۔ پشاور سرسکندر حیات خان کو بھی سلامی دی گئی ۔ وہاں وزیراعظم نے فرمایا کہ میں نے خاکساروں پر "عارضی" پابندیاں لگائی ہیں میں خاکساروں

سے کبھی ٹکراؤ ـــــــ نہیں کروں گا آپ مطمئن رہیں ۔ یہ تمام حکومت کے ہتھکنڈے ہیں اور ایسے کئی فریب اس سے پہلے مل چکے ہیں خاکسار سپاہی ان میں سے کسی پر یقین نہ کرے اور اپنا کام کرتا جائے ۔ ۱۲ مارچ کو میں نے دوسرا اعلان اخبارات کو دیا ہے جو کسی دوسری جگہ چھپا ہے اس اعلان سے ظاہر ہے کہ ہم قانونی چارہ جوئی کے لیے بھی تیار ہیں اور حکومت کو موقعہ دیتے ہیں کہ قانون کے ذریعے سے ہمیں آزاد کریں ۔ ورنہ ہم بالیقین آزاد ہو کر رہیں گے ۔ ہم مصالحت کے لیے تیار ہیں لیکن اگر ہمیں کچلنے کی سعی کی گئی یا ادنا سا ٹکراؤ پیدا کیا گیا تو ہم توپ سے لڑ کر ہلاک ہو جائیں گے لیکن بے عزتی کی موت مرنا کبھی گوارہ نہ کریں گے ۔

ادارہ علیہ نے ٹکراؤ کی صورت میں حسب ذیل احکام نافذ کئے ہیں :

(۱) اگر حکومت پنجاب نے ٹکراؤ پیدا کر دیا تو ہندوستان کے پندرہ صوبوں کے صاحب السیادۃ تیس ہزار خاکسار سپاہی بہ تفصیل ذیل ایک ہفتہ کے اندر اندر لاہور روانہ کر دیں ۔ صوبہ سرحد ۲ ہزار ، صوبہ پنجاب ۱۰ ہزار ، یو ۔ پی ۳ ہزار ، صوبہ سندھ ۲ ہزار ، صوبہ بنگال ۳ ہزار ، صوبہ بلوچستان ۲ ہزار ، صوبہ سی پی و برار ۱ ہزار ، صوبہ حیدر آباد دکن ۲ ہزار ، باقی تمام صوبہ جات پانچ ہزار ۔

(۲) تمام سپاہی پر امن رہیں ۔ نائب حاکم اعلیٰ محاذ لاہور کا حکم قطعی اور آخری ہو گا ۔

(۳) ہندوستان کے تمام جانباز جن کی تعداد اس وقت تک ۱۳۰۰ ہے جلد از جلد پہنچتے جائیں لیکن اگر ٹکراؤ پیدا ہو گیا تو زیادہ سے زیادہ پانچ دن کے اندر اندر ہندوستان کے ہر گوشے سے ہر جانباز پہنچ جائے اور سر سکندر کی چارپائی کے گرداگرد لاشوں کی سیج لگا دے ۔

(۴) سپاہی کا محاذ لاہور تک پہنچنا اس کے اپنے ذمے ہے ۔ مسلمان اور برادر اقوام کے خاکسار سب شامل ہوں ان کے ایک طرف اپنی مذہبی کتاب اور دوسرے ہاتھ میں خدا کا ہاتھ ہو ۔ سپاہیو خدا تمہارے ساتھ ہو !

۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء بوقت سوا دس بجے رات

عنایت اللہ خان المشرقی

— ۹ —

علامہ مشرقی کا تار سر سٹیفورڈ کرپس کے نام

مدراس ، ۲۳ مارچ ۱۹۴۲ء

"برطانوی حکومت نے آپ کو اس آخری وقت پر اپنی گزشتہ فروگزاشتوں کی تلافی کرنے ، ہندوستان کو دوست بنانے اور اس کا تعاون حاصل کرنے کے لیے روانہ کیا ہے ۔ میں آپ کے سامنے خاکساروں پر حکومت کے بےمثال مظالم پیش کرتا ہوں ۔ اور اس کی تلافی کا مطالبہ کرتا ہوں ۔ میرا جرم یہ تھا کہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو جب ملک کی تمام سیاسی جماعتیں بلا استثنا مخاصمانہ روش اختیار کیے ہوئے تھیں میں نے وائسرے کو ہندوستان کی مدافعت کے لیے پچاس ہزار خاکسار سپاہیوں کی پیش کش آخری قطرہ خون بہانے تک کی اور ایک پمفلٹ بھی شائع کیا جس کے ذریعہ ہر شخص کو برطانیہ کی مکمل امداد کرنے کی ترغیب دی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس پمفلٹ کو ضبط کر لیا گیا اور مجھے جیل میں بند کر دیا گیا ۔ جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ۔ دو ہزار خاکسار گرفتار کر لیے گئے ۔ چالیس کو بے دریغ قتل کیا گیا ۔ میرے پردہ دار مکان پر تین دفعہ دھاوا بولا گیا میرے بڑے لڑکے کو گرفتار کر لیا گیا ۔ عورتوں اور بچوں کو بے کس چھوڑ دیا گیا تیرہ سال کے دوسرے لڑکے کو قتل کر دیا گیا ۔ میری کئی لاکھ کی ذاتی رقم تمام کی تمام ضبط کر لی گئی ۔ میرے خاندان کے بارہ افراد کو بھوکوں مارا گیا ۔ میری لڑکی کا جہیز تک روک دیا گیا ۔ خود مجھ سے ایک ہزار روپیہ بطور جیل کے ذاتی اخراجات کے جبراً وصول کیا گیا ۔ میرے روزے کے دوران میں کوڑے لگانے کی دھمکی دی گئی ۔ کمرہ میں مقفل کر دیا گیا ۔ طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں ۔ قید تنہائی میں رکھا گیا ۔ میرے بیوی ، بچوں ، بھائی اور دوستوں کو ملاقات کی اجازت قطعاً روک دی گئی ۔ حتیٰ کہ بائیس مہینوں تک بلا مقدمہ چلائے نظر بند رکھنے کے بعد میں نے بستر مرگ پر اسی (۸۰) دن تک روزہ رکھنے کے بعد رہائی حاصل کی ۔ اور اب بھی جب تک سمجھوتہ نہ ہو مجھے مدارس میں

ماخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، لاہور ، ت ۔ ن ، ص ص ۲۴۰ – ۲۴۲

رہنے کا پابند کیا گیا ہے ۔ جب آپ کے آدمی میری حیثیت کے آدمیوں سے یہ مظالم روا رکھتے ہیں تو آپ کیا کسی تعاون یا دوستی کی توقع کر سکتے ہیں ۔ ؟ اب بھی میں نے حسب اقرار ۱۲ فروری کو نہایت صلح آمیز شرائط روانہ کی ہیں ۔ لیکن جواب میں تہدید آمیز ٹال مٹول ہو رہی ہے ۔ خاکسار تحریک کے معاملہ کی وضاحت حسب ذیل مراسلوں سے ہوتی ہے ۔

یکم اپریل ۱۹۴۰ء دس صفحے ۱۸ مئی دو صفحے بمعہ ملفوظات چوبیس مئی تار بنام وائسرائے ۔ ۲۳ جون تین صفحے ، ۲۳ اگست چھ صفحے بنام وائسرائے ۔ ۷ دسمبر چھ صفحے بنام وائسرائے ، ۱۴ مئی ۱۹۴۱ء پانچ صفحے ۔ ۲۲ جولائی آلیس صفحے ۔ بارہ فروری ۱۹۴۲ء تین صفحے ، ۱۶ مارچ چار صفحے ۔ اس شدید تلخی کی جو تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے پابندیوں کا فوراً اٹھایا جانا اور قیدیوں کی رہائی سب سے ضروری ہے ۔ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ خاکسار تحریک کی سیاسی اہمیت کو ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی میں کافی طور پر تسلیم کیا جائے ۔ غیر مشروط اور عملی وفاداری کا اظہار کرنے کی جو خوفناک قیمت مجھے ادا کرنی پڑی اس کے پیش نظر اب میں کانگریس مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا کے ساتھ شامل ہو کر ہندوستان کی مکمل آزادی کا پرزور مطالبہ کرتا ہوں ۔

عنایت اللہ خان المشرقی

— ۶ —

علامہ مشرقی کے تار بنام

مسلم لیگ ، کانگرس ، ہندو مہاسبھا اور پنڈت جواہر لعل نہرو

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۴۲ء

میں چھ ماہ کے اندر اندر برطانوی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں ۔ بشرطیکہ کانگرس ، مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا متحدہ مطالبہ پیش کریں اور سول آبادی کی حفاظت کے لیے غیر فرقہ وارانہ طور پر پارٹیاں منظم کریں ۔ میں سوشل سروس کے لیے پانچ لاکھ خاکساروں کی پیش کش کرتا ہوں ۔

ماخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۶۲

— ۸ —

سی ۔ راجگوپال آچاریہ کا خط بنام علامہ مشرقی

۲۱ اپریل ۱۹۴۲ء

ڈیئر علامہ صاحب

میری خواہش تھی کہ میں آپ سے آج نو بجے صبح ملتا ۔ تاکہ آپ کی خیر و عافیت معلوم کر سکتا ۔ سعید احمد نے مہربانی فرما کر آپ کو اس کی اطلاع بھی دے دی تھی لیکن دوسرے لمحے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ موجودہ صورت حال میں میری اور آپ کی ملاقات بہت سے لوگوں کے لیے اضطراب کا باعث ہوگی ۔ اور اس سے بہت سی غلط فہمیوں کا احتمال ہے ۔ للہذا میں اس چھٹی کے ذریعے آپ سے معافی چاہتا کہ میں آپ سے مسٹر احمد سعید کے ذریعے طے شدہ وقت پر ملاقات نہیں کر سکوں گا ۔

آپ کا مخلص

راج گوپال آچاریہ

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، لاہور ، ت ۔ ن ، ص ۲۰۲

— ۹ —

علامہ مشرقی کا خط بنام سی - راجگوپال آچاریہ

۲۲ اپریل ۱۹۴۲ء

۲۲ اپریل کو علامہ صاحب کی طرف سے مذکورہ خط کا حسب ذیل
جواب وزیر اعظم مدراس کو دے دیا گیا

علامہ مشرقی صاحب کی طرف سے مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ آپ کی چھٹی انھیں آج صبح مل گئی - اور انھیں افسوس ہے کہ آپ ان سے ملاقات نہ کرسکے - انھوں نے فرمایا ہے کہ مسٹر سعید احمد نے انھیں آپ کی چھٹی ملنے کے بعد بتلایا کہ آپ ان سے موجودہ تعطل کے سلسلہ میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور اگر ممکن ہو تو ان کی وساطت سے اس کا حل ڈھونڈنا چاہتے ہیں -

علامہ مشرقی صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر ان کو آپ اپنی تجاویز کی تفاصیل سے آگاہ کریں تو وہ آپ کو بتلا سکتے ہیں کہ وہ آپ کے لیے صحیح طور پر کیا کر سکتے ہیں اور یہ کہ وہ موجودہ تعطل کو جتنی جلدی ممکن ہو دور کرنے کے مضطرب ہیں -

---

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۷۳

— ۱۰ —

سی - راج گوپال آچاریہ کا خط علامہ مشرقی کے نام

۲۲ اپریل ۱۹۴۲ء

ڈئیر علامہ صاحب !

آپ نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس کے لیے تہ دل سے شکر گزار ہوں - میری رائے ہے کہ آپ مولانا ابوالکلام آزاد سے ایک طویل گفتگو بالمشافہ کریں - اور ساتھ ہی آپ قائداعظم مسٹر جناح پر اپنے ذاتی رسوخ سے اثر ڈالیں کہ وہ قومی حکومت کا ڈر اپنے دل سے نکال کر ایک فوری متحدہ حکومت کا مطالبہ کریں - اس کے ذریعے ہم اتحاد اور آزادی کے زینہ تک پہنچ جائیں گے - اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو آپ مسٹر جناح سے مل کر کہیں کہ وہ کانگرس سے مل کر قومی حکومت کی بنیاد رکھنے کے لیے کم از کم شرائط پیش کریں - میں جانتا ہوں کہ آپ اس کام کو آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں -

سی راجگوپال آچاریہ

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۰۳

— ۱۱ —

علامہ مشرقی کا تار ابو الکلام آزاد کے نام

۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء

مولانا ابوالکلام آزاد ، الہ آباد

سابق وزیر اعظم مدراس نے اپنے ۲۲ اپریل کے پیغام میں یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میں آپ سے ایک طویل ملاقات کروں اور ساتھ ہی قائد اعظم مسٹر جناح کو مائل کروں کہ وہ قومی حکومت کی تعمیر کے سلسلے میں کوئی متحدہ مطالبہ پیش کریں ۔ ایڈیٹر مری لوا۔ن کی بھی یہی خواہش ہے کہ میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان مداخلت کروں ۔ کیا آپ مل سکتے ہیں ۔ ؟

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۷۰

—۱۲—

علامہ مشرقی کا تار ابوالکلام آزاد کے نام

۱۲ مئی ۱۹۴۲ء

ابوالکلام آزاد ، الہ آباد

میری ۲۷ تاریخ والی تار کا جواب نہیں ملا - قائد اعظم کے کل والے جواب کے پیش نظر میں اس بات کے لیے تیار ہوں کہ مسٹر جناح سے متحدہ مطالبہ کی شرائط زبانی طور پر طے کروں بشرطیکہ آپ مجھے بتلائیں کہ آپ کی کم از کم بنیادی شرائط جن سے صلح کی گنجائش نکل سکے کیا ہیں ؟ آپ کی دونوں طرف سے پانچ پانچ نمائندے بھیجنے کی تجویز ناقابل انتظام ہے اور امید نہیں کہ وہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکے -

عنایت اللہ خان

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۷۵

—۱۳—

ابو الکلام آزاد کا تار علامہ مشرقی کے نام

۱۳ مئی ۱۹۴۲ء

آپ کی ۱۲ مئی کی تار موصول ہوئی ۔ از راہ کرم میرے الہ آباد والے بیان کا مطالعہ کریں ۔ ایسے کام کو سرانجام دینے کے لیے کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہو سکتا ۔

ابوالکلام آزاد

ماخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۶۷۹

—۱۴—

علامہ مشرقی کا پیغام سی راجگوپال آچاریہ کے نام

۱۷ مئی ۱۹۴۲ء

مجھے یہ معلوم کر کے دکھ ہوا ہے کہ اکا دکا اشخاص آپ کی تقریروں میں شور مچاتے ہیں۔ مدراس کے خاکساروں کے سالار کو روانہ کر رہا ہوں تاکہ وہ ان تقریروں کے دوران میں جو آپ مدراس میں کریں امن بحال رکھنے کے لیے اپنی خدمات پیش کرے اگر مدراس سے باہر آپ کو اپنے دورے میں کسی قسم کی خدمت درکار ہو تو میں انتظام کر سکتا ہوں۔ دس خاکسار آپ کے ساتھ دورہ کریں اور وہ اس بات کا انتظام کریں گے کہ کسی مقام پر مداخلت نہ ہو۔

مآخذ: صفدر سلیمی، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد، ص ۲۷۶

—۱۵—

سی راج گوپال اچاریہ کا جواب

۱۷ مئی ۱۹۴۲ء

میں آپ کے اظہار رنج اور امداد کی پیشکش کا بے حد مشکور ہوں لیکن یہ بالکل غیر ضروری ہے ۔ اگر مقامی مسلمان ان جلسوں میں زیادہ دلچسپی لیں تو مجھے مسرت ہوگی اپنے وقت پر یہ بھی ہو جائے گا ۔ رہا شخصی امداد کا تعلق جیسی کہ آپ نے پیش کی ہے تو یہ بالکل غیر ضروری ہے ۔ البتہ اگر آپ کے دوست بطور خود میرے ساتھ دورہ کرنا چاہتے ہیں تو نہایت خوشی سے کر سکتے ہیں ۔

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۷۶

—۱۶—

علامہ مشرقی کا تار مسٹر گاندھی کے نام

۲۵ مئی ۱۹۴۲ء

مہاتما گاندھی ، واردھا

اس نازک موقع پر آپ کی دور اندیشی سے اپیل کرتا ہوں کہ کانگرس اور لیگ کے سمجھوتے کے فوائد پر غور کریں ۔ مولانا ابوالکلام آزاد دونوں طرف سے نمائندوں کو منتخب کرنے پر رضامند ہیں انہیں شخصی طور پر مسٹر جناح سے مدراس میں ملاقات کرنی چاہیے میرے ۱۱ مئی کے تار اور پرانی تنبیہوں کو یاد رکھیں جو آپ کو دی گئی تھیں اور جن کی آپ نے پرواہ نہ کی تھی ۔ وقت بیش قیمت ہے ۔ مولانا کو رضامند کریں ۔

عنایت اللہ خان

مآخذ ؛ صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۶۸

—۱۷—

ادارہ علیہ کے احکام خاکساروں کے نام

۶ جون ۱۹۴۲ء

ادارہ علیہ حکم دیتا ہے کہ ان احکام کے پہنچتے ہی تمام حاکمان اعلیٰ اور افسران بالا حتیٰ کہ سالاران محلہ اور خاکسار تک سب اپنی انتہائی قوت اس بات پر صرف کر دیں کہ وہ لاکھوں بلکہ کروڑوں خطوط اور تاریں کانگریسی ، مسلم لیگی ، ہندو مہاسبھائی بلکہ خاکساروں کی طرف سے قائداعظم مسٹر جناح ، مولوی ابوالکلام آزاد بلکہ پنڈت جواہر لال نہرو اور مہاتما گاندھی کے نام روانہ کرائیں کہ کانگرس اور مسلم لیگ کے مابین قائد خاکسار تحریک کی تجویز کے مطابق سمجھوتہ ہو جائے ۔ صدر کانگرس محترم ابوالکلام آزاد نے ابھی کہا ہے کہ کانگرس کو پانچ کی بجائے صرف ایک نمائندہ بھیجنے پر کوئی اعتراض نہیں ۔ چنانچہ اب اگر دونوں طرف سے ایک ایک نمائندہ گفتگو کرے تو مصالحت کی آسان صورت نکل سکتی ہے ۔ ایسے حالات میں خاکساروں کا لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ان قائدوں کو خط لکھوانا اور تاریں بھجوانا نہایت عمدہ نتائج پیدا کرے گا ۔ اور خاکساروں کا یہ ہندو مسلم اتحاد کا کارنامہ ہندوستان کی تاریخ میں زرین حروف سے لکھا جائے گا ۔ بلکہ ہندوستان کو مکمل آزادی دلانے والے صرف خاکسار سمجھے جائیں گے ۔ اس بنا پر ادارہ علیہ حکم دیتا ہے کہ لاکھوں خاکسار فوراً اس کام پر لگ جائیں اور ہندوستان کی تمام سیاست کو چند دنوں کے اندر اندر بدل دیں ۔

اخبارات کی یہ خبر قطعاً بے بنیاد ہے کہ خاکسار تحریک کا قائد کانگرس یا کسی اور جماعت میں شامل ہونے والا ہے یا کسی شخص سے متاثر ہوا ہے ۔ خاکسار صرف خدا کا ہے اور با ہمہ اور بے ہمہ ہے ۔ وہ سب کی خدمت کرنے کو تیار ہے ۔ بشرطیکہ وہ خدمت کسی نیک اور مفید وطن مقصد کے لیے ہو ۔

قائد تحریک کا یہ اعلان کہ وہ کانگرس مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا کے ساتھ شامل ہو کر ہندوستان کی مکمل آزادی کا پر زور مطالبہ کرتا ہے خاکسار تحریک کی بنیادی

ماخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ص ۲۶۸ - ۲۶۹

حیثیت کو ہر گز نہیں بدلتا - خاکسار تحریک اب بھی غیر فرقہ وارانہ اور مذہبی تحریک ہے - کسی خاکسار کو ہندوستان کی گندی اور فرقہ وارانہ سیاست سے کوئی سروکار نہیں اور نہ وہ اس امر کا مجاز ہے کہ وہ قائد تحریک کے مذکورہ بالا اعلان کو غلط سمجھ کر مروجہ سیاست میں حصہ لے -

محررہ ۶ جون ۱۹۴۲ء بوقت ۶ بجے شام -

عنایت اللہ خان المشرقی
بحیثیت ادارہ علیہ ہندیہ

—۱۸—

لاہور ریلوے اسٹیشن پر علامہ مشرقی کی تقریر

۳ جنوری ۱۹۴۳ء

مسلم و غیر مسلم بھائیو! ہم ہندوستان کی گندی سیاست سے جس کا مقصد ہندو اور مسلمان کو آپس میں لڑانا ہے ہمیشہ الگ رہے اور الگ رہنا چاہتے ہیں ۔ غلام اور کمزور قوموں کے لیے اس سے زیادہ اور کوئی خطرناک ہتھیار نہیں کہ بے پناہ نیکیاں کریں ۔ حکومتوں نے ہمیشہ نیکیوں سے خوف کھایا ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیکی کے جرم میں صلیب پر لٹکا دیے گئے ۔ ایڈیسن نے دور بین ایجاد کی جو آسمانوں سے براہ راست ایک نیکی تھی اور سٹیفن سن نے ریل تیار کی جو انسانی تاریخ کی بہت بڑی نعمت تھی ۔ لیکن یہ سب قابل قدر انسان صبر آزما موت کا شکار ہوئے ۔ حکومت نے ہم پر جو مظالم ڈھائے ہم انہیں بھلا دینا چاہتے ہیں ۔ دنیا کی سب سے بڑی حکومت کو جس کی سلطنت پر سورج غروب نہیں ہوتا ، شرم آنی چاہیے کہ اس نے دس برس کے بچے (خاکسار تحریک) کے ساتھ خطرناک کھیل کھیلنا شروع کر دیا ۔ ابھی ہماری عمر ہی کیا تھی کہ اس ہم تشدد اور بربریت کا جواب مردانہ وار دے سکتے ۔ حکومت اگر واقعی زور آزمائی کی خواہش مند تھی ۔ تو ہمیں کچھ جوان ہونے کا موقع اور مہلت دے دی ہوتی ۔ یہ سب کچھ اتنی بڑی حکومت کے شایان شان ہرگز نہ تھا ۔ یہ سب شیطانی جھوٹ ہے کہ ہمارے پاس خفیہ ذرائع بھی تھے ۔ ہم نے نمازیں پڑھیں خدمت خلق کے بیلچے اٹھائے ، پریڈ کی اور یہ سب کچھ کھلے میدانوں میں ہوا ۔ میں نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تذکرہ" کو بھی چھپا کر نہ رکھا ۔ چرچل ، ہٹلر ، مسولینی ، ٹوجو ، سٹالن ، روز ویلٹ ۔ سب کو اس کی جلدیں بھیج دیں ۔ وائسرائے بہادر لکھتے ہیں کہ علامہ صاحب ہم سے تعاون کرنے کو تیار ہیں لیکن ان کا دل ہمارے ساتھ کیوں نہیں ملتا ؟ میں کہتا ہوں کہ محبت کی رسمیں ابھی ادا نہیں ہوئیں ، نکاح ابھی پڑھا نہیں گیا ، دل پہلے ہی کیسے مل جائے (قہقہہ) ۔

ماخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ص ۲۸۴ - ۲۸۵

تقریر پلاؤ سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے اور آپ مجھ سے بہت کچھ سننے کے متوقع ہوں گے -
لیکن افسوس ہے کہ میں ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا - میں نے ستر سٹیشنوں
پر راستے میں تقریریں کی ہیں - مدراس کے طویل سفر اور تین سال کی روح فرسا اور صبر
آزما مصیبتوں کے بعد میرا جسم تھکان سے چکنا چور ہوا جا رہا ہے - اس لیے رخصت ہوتا
ہوں اور اپیل کرتا ہوں کہ بروز جمعہ شاہی مسجد میں میرے خیالات سننے کے لیے لاکھوں
کی تعداد میں آئیے -

—۱۹—

خاکسار قیدیوں کی بھوک ہڑتال کے بارے میں علامہ مشرقی کا تار

بنام

ہز ایکسلنسی وائسرائے سر ریجنلڈ میکسول ہوم ممبر ، سرسلطان احمد انفارمیشن ممبر ، سر جوگندر سنگھ ممبر محکمہ تعلیم ، قائد اعظم مسٹر جناح ، آنریبل راجہ محمود آباد ، سر رچرڈ لمانہم ، آنریبل محمد احمد کاظم ، آنریبل سر رضا علی ، ڈاکٹر سر ضیاء الدین ، سردار سنت سنگھ ایم ایل اے ، مولانا ظفر علی خان ایم ایل اے ، سیٹھ یوسف ہارون ایم ایل اے ، سر عبدالحلیم غزنوی ، خان بہادر شیخ فضل حق پراچہ ، آنریبل اللہ نواز خان۔
یکم مارچ ۱۹۴۴ء

مجھے آج ہی لاہور سنٹرل جیل سے یہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی خبر ملی ہے کہ خاکسار عمر قیدیوں نے اپنی رہائی کی خاطر یکم مارچ سے اس وقت تک روزہ رکھنے کا تہیہ کر لیا ہے جب تک کہ وہ رہا نہ ہو جائیں یا موت نہ آ جائے۔ حکومت ہند نے میرے ساتھ تحریری وعدہ اس امر کا کیا تھا کہ اگر میں اپنا روزہ چھوڑ دوں تو غیر متشدد قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا۔ اس وعدہ کو دو برس سے زیادہ گذر چکے ہیں۔ لیکن حکومت میری آٹھ درخواستوں کے باوجود ٹال مٹول کرتی رہی۔ آج اطلاع ملی ہے کہ بادشاہ گل بہادر اور کرم الدین بہادر کی حالت نہایت نازک ہے۔ اُدھر اجمیر کے بارہ خاکسار اس جرم میں قید کر دیے گئے ہیں کہ وہ باجماعت نماز خاکساروں کے نافذ شدہ احکام کے ماتحت ادا کر رہے تھے۔ اور یہ اس امر کے باوجود ہوا ہے کہ اس کو خاکساروں کی نماز با جماعت پر کوئی اعتراض نہیں۔ حالت نازک ہو چکی ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ حکومت کو کہا جائے کہ ان قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۳۳۳

— ۲۰ —

علامہ مشرقی کا تار مسٹر گاندھی کے نام

۱۱ مئی ۱۹۴۳ء

مہاتما گاندھی ، پونہ ۔

آپ کی رہائی خوش گوار ہے میں جلد صحت یاب ہونے کی دعا کرتا ہوں ۔ قائداعظم سے میں نے درخواست کی ہے کہ وہ آپ کی پچھلے سال کی درخواست کے جواب میں آپ سے جلد از جلد ملے ۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں بھی ان کے ساتھ آنے کو تیار ہوں ۔ مہربانی کر کے اطلاع دیں کہ آپ کی صحت ملاقات کی اجازت دیتی ہے ۔

مخلص

عنایت اللہ خان

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۳۷

—۷۱—

مسٹر گاندھی کا علامہ مشرقی کو شکریے کا تار اور تحریک کا ردِ عمل

لاہور : ۱۵ مئی ۱۹۴۴ء ۔ مہاتما گاندھی نے آج ایک نہایت مخلصانہ شکریہ کا تار علامہ مشرقی کے ۱۱ مئی کے تار کے جواب میں دیا ہے ۔ جس میں بتلایا گیا تھا کہ قائد اعظم جناح سے کہا گیا ہے کہ وہ مہاتما گاندھی کی پچھلے سال کی دعوت کے سلسلے میں ان سے ملاقات کریں ۔ مہاتما گاندھی نے علامہ مشرقی کا ان کی رہائی پر خوشی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ انتہائی بیماری اور نقاہت کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے اور نہ ہی کسی اہم سیاسی بات چیت کے قابل ہیں لیکن امید ہے کہ وہ بہت جلد رو بصحت ہو جائیں گے ۔ اپنی پچھلے سال کی عرض داشت کے سلسلے میں جو انھوں نے مسٹر جناح سے کی وہ اس کا اعادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ دعوت بدستور قائم ہے اور روبصحت ہونے پر وہ ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق گفتگو کرنے کو تیار ہیں ۔ اگلے چند ہفتوں کے اندر اندر خاکسار حلقوں میں اس امر کے متعلق سرگرم امیدیں ہیں کہ سیاسی حالات نہایت اہم اور دلچسپ صورت اختیار کر رہے ہیں ۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ علامہ مشرقی نے بعض چیدہ خاکسار افسران کو بذریعہ تار ملاقات کے لیے طلب کیا ہے کیا عجب کہ علامہ مشرقی خود کشمیر پہنچ کر مسٹر جناح سے ملاقات کریں تاکہ انھیں مہاتما گاندھی سے ملاقات کرنے پر رضامند کر سکیں ۔ بہرحال جب تک علامہ مشرقی خاکسار افسران سے ملاقات نہ کر لیں پریس وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا ۔

بمآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۲۷۸

—۲۲—

مسٹر جناح کے نام مسٹر گاندھی کے خط کی اشاعت پر علامہ مشرقی کا بیان

۲۱ مئی ۱۹۴۴ء

مہاتما گاندھی کا میرے تار کا جواب نہایت فوری اور مخلصانہ تھا ان کا پچھلے سال کے دعوتی خط کو فوراً شائع کر دینا بھی ان کے اخلاص کو ظاہر کرتا ہے میں خوش ہوں کہ لیگ کے سرکاری اخبار نے اس خط کو شائع کرنے کی دعوت دی تھی ۔ اس خط کے شائع ہونے سے ایک خطرناک رکاوٹ دور ہو گئی ہے جس نے مجھے ایک ہفتہ سے پریشان کر رکھا تھا ۔ قائداعظم کے اپنے ہاتھ میں اب وہ دعوت موجود ہے اور مزا یہ ہے کہ انھوں نے سرکاری طور پر اس خط کو حاصل کرنے کی درخواست کی تھی مزید برآں گاندھی جی نے اس سے قبل اعلان کر دیا تھا کہ ان کی یہ دعوت بدستور موجود ہے ۔

مہاتما کے خط کے متعلق میں اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ ان کے یہ الفاظ کہ "کیا تم اور میں دونوں مل کر فرقہ وارانہ سمجھوتہ کے سوال کو کسی طرح حل نہیں کر سکتے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کی تسلی ہو جائے" میرے لیے انتہائی طور پر باعث حیرت تھے ۔ مسٹر جناح کی مسٹر گاندھی سے نہ ملنے کی واحد رکاوٹ اس وقت تک یہ تھی کہ مہاتما گاندھی ان سے بحیثیت ہندوؤں کے قائم مقام کے ملنے کے لیے تیار نہیں ۔ لیکن ان سے بہتر الفاظ جو اوپر لکھے گئے ہیں کیا اس تبدیلی قلب کو ظاہر نہیں کرتے جن کا مطالبہ پچھلے سال سے مسٹر جناح نے مسٹر گاندھی سے کیا تھا ۔ تمام ہندوستان کو مسٹر گاندھی کی اس نئی پوزیشن سے جو انھوں نے اختیار کی شکر گزار ہونا چاہیے ۔ چونکہ کانگرس کا رہنما اب صرف یہ چاہتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے سمجھوتے کے سوال کو اس طریق پر حل کرے کہ دونوں جماعتیں اس کو تسلیم کر لیں مہاتما کے دعوتی خط کے متعلق کسی قسم کا شک کرنا ناممکن ہے اور قائد اعظم کے لیے ناممکن ہو گیا ہے کہ ایسی دعوت کو رد کرے ۔

ماخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ص ۳۳۹ - ۳۴۱

مسٹر جناح نے میری ۹ مئی کی چٹھی کا ابھی تک جواب نہیں دیا ۔ اگرچہ انھوں نے ۱۳ مئی کو اس کے پہنچنے کی رسید بھیج دی ہے میں پھر بذریعہ تار درخواست کرتے کو ہوں کہ وہ جلد جواب دے کیونکہ خاکساروں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ نہ صرف ن دونوں سیاسی رہنماؤں کے درمیان نتیجہ خیز اور انقلاب انگیز ملاقات ہوکر رہے بلکہ ان ونوں کے درمیان گفتگو کامیاب ہو کر رہے۔ مہاتما اس سے پہلے مجھے تسار دے چکا ہے ۔ ہ وہ اس قدر بیمار ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتا ۔ یا سردست سی اہم معاملہ کے متعلق گفتگو نہیں کر سکتا اور اس وجہ سے لازم ہو جاتا ہے کہ الد اعظم بیمار پرسی کے لیے جائے تاکہ گفتگو کا دروازہ کھل سکے اور ہندوؤں اور مسلمانوں یں دوستی کی ہوا پیدا ہو ۔ مہاتما کے تندرست ہونے کے بعد ضروری ہے کہ ملاقات کا سئلہ اور ایچیدہ ہو جائے ۔ ممکن ہے کہ ان دونوں رہنماؤں کے جھوٹے وقار کا سوال ہی ھڑا ہو جائے ۔ اگر چرچل جیسا ہٹے کٹے سٹالن سے روس جا کر اپنی قوم کی بہتری کے لیے ؛قات کر سکتا ہے تو یقیناً مسٹر جناح بھی ایک بیمار گاندھی سے پاکستان کی خاطر مل کتا ہے جس کا وہ اتنی مدت سے ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے ۔

میں قائداعظم سے ایک اور اپیل عوام کو گواہ بنا کر کرتا ہوں کہ وہ کشمیر کی ۔ٹیوں سے فوراً اتریں تاکہ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ جلد از جلد ہو ۔ کیونکہ مجھے ین ہے کہ اگر اس نازک وقت پر بے عملی اور مایوسی کا اظہار کیا گیا تو پاکستان ہ نہ ملنے پر مسلمان بے حد طیش میں آ جائیں گے ۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں سمجھوتہ ہونا ہر قیمت پر ضروری ہے اور خاکساروں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ یہ سمجھوتہ کر رہے گا۔

— ۲۳ —

قائداعظم جناح اور مہاتما گاندھی میں

۲۸ فروری ۱۹۴۵ تک سمجھوتہ نہ ہوا تو متفقہ سیاسی آئین انگریزی حکومت کے سامنے پیش کر دیا جائیے گا
دس ماہ سے خاکسار تحریک سیاسی آئین کی تشکیل میں مصروف ہے
مہاتما گاندھی اور قائداعظم جناح کو علامہ مشرقی کی تاریں

لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۴۴ء علامہ مشرقی نے حسب ذیل بیان اخبارات کو دیا ہے "قریباً دس ماہ پہلے جونہی کہ جنگ کا اختتام نظر آنے لگا خاکسار تحریک نے اس خیال سے کہ مسٹر جناح کا مہاتما گاندھی سے جیل میں ملاقات کرنا ممکن نہیں ہندوستان کی مختلف سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں اور دیگر اقلیتوں کا کھوج اس غرض سے لگانا شروع کیا کہ ان کے درمیان کسی ایسے سیاسی سمجھوتہ کی تہ معلوم ہو سکے جس سے کہ انگریزی حکومت کے سامنے ایک متفقہ سیاسی آئین ہندوستان کی آزادی کے متعلق پیش کیا جائے خاکساروں کی ایک کافی تعداد کو اس کام پر مقرر کیا گیا اور جلد ہی معلوم ہو گیا کہ مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان سمجھوتہ نہ ہونے کی انتہائی بے چینی کی وجہ سے مختلف جماعتوں کے لیڈر، قائد اور صدر ضرور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ سب جماعتیں کسی ایک نقطہ پر آ جائیں میں اس کام میں اس ارادہ سے لگا تھا کہ کرپس کی پیش کش کی شرائط کے مطابق ایک متفقہ سیاسی آئین مسلم لیگ اور کانگرس کے سامنے جونہی کہ وہ آپس میں کسی سمجھوتہ پر پہونچیں پیش کرکے ان کو جہاں تک ممکن ہو مدد دوں تاکہ سمجھوتے کے بعد اس کام کو دوبارہ کرنے میں وقت ضائع نہ ہو - مہاتما گاندھی خلاف امید پہلی مئی میں رہا کر دیے گئے - اور قائداعظم کی ان سے ملاقات نہ صرف ممکن بلکہ ناگزیر ہو گئی - لیکن اس کام کو اسی ارادے سے بدستور جاری رکھا گیا -

---

مآخذ: (۱) چہار ورق پمفلٹ، مطبوعہ ابراہیم پریس، لکھنؤ، ت - ن، مملوکہ کتب خانہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ، اسلام آباد
(۲) صفدر سلیمی، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد، ص ص ۲۷۲ - ۲۷۶

ان دونوں لیڈروں کی ملاقات ہوتے ہوتے چار ماہ گزر گئے اور بالآخر نہایت شرمناک طریقے سے ان کی گفتگو باوجود اس کے انھوں نے اعلان کیا تھا کہ "اگر ہم کسی سمجھوتے پر نہ پہنچے تو عقل کے دیوالیہ ثابت ہوں گے -" ناکام رہی علیحدہ ہونے کے وقت حوصلہ افزا الفاظ استعمال کرنے کے باوجود ان کی علیحدگی سے تمام ہندوستان پر اندھیرا چھا گیا - اس وقت سے آج تک گیارہ ہفتے گذرے ہیں لیکن ان کے اپنے قول کے مطابق "لاکھوں اور کروڑوں کی مایوسی" نے بھی ان دونوں لیڈروں کو پھر ملاقات کرنے پر آمادہ نہیں کیا - قائداعظم چپ سادھے ہوئے اور خوش بیٹھے ہیں گویاکہ اس نے کوئی مقدمہ جیتا ہے اور مہاتما گاندھی برتوں - قحطوں ، عورتوں میں پرچار اور فنڈوں کی تقسیم کے خیال میں لگا ہے گویا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا" خاکساروں کے ایک وفد نے اپنی مرضی سے ابھی ابھی مہاتما گاندھی سے ملاقات کی لیکن وہ اس معاملہ پر کسی طرح کی گفتگو سے کنارہ کش رہا - اسی اثنا میں مجھے ایک ہزار سے زیادہ تاریں اور بے شمار خطوط پہنچے ہیں جو میں ان دونوں لیڈروں کے قدموں میں ڈال سکتا ہوں - اگر رائے عامہ کی ان کے نزدیک کوئی قدر ہے - میں نے کئی ماہ پہلے یعنی ۱۲ جون کو مہاتما گاندھی کو صاف الفاظ میں تنبیہہ کی تھی کہ "اس کو جلد از جلد ایسی کانفرنسوں کی الجھنوں میں پھنسا دیا جائے گا جن کا لازمی نتیجہ ہندو مسلم اختلافات کی خلیج کو گہرا کرنا اور قیمتی وقت کو ضائع کرنا ہو گا -" مہاتماگاندھی آج انہی کانفرنسوں کی تائید کر رہا ہے -

۳ اکتوبر کو میں نے گفتگو کے ناکام ہو جانے کے جوش میں لارڈ ویول کو ایک نہایت سیدھا صاف خط لکھا جس میں بتلایا کہ میں کرپس کی پیش کش کو کیا سمجھتا ہوں اور انگریز کے وعدہ آزادی کی کیا حقیقت ہے اور ان سے کہا کہ حکومت اس گتھی کو سلجھانے میں مدد کرے - ۷ اکتوبر کو وائسرائے نے سیدھا صاف جواب دیا جو نہایت مفید ثابت ہوا ہے - دوسرے الفاظ میں وائسرائے نے کہا ہے کہ ہندوستان کو جو کچھ پیش کیا گیا ہے وہ آپ اس کو حاصل کرنے کی ہمت کرے اور اس کی چند دن بعد ہی ڈاکٹر کھرے نے جو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ایک ممبر ہے ایک اخباری بیان بالکل اسی قطع کا دیا جو میرے خط کا مضمون تھا - اس بنا پر مجھے تسلی نہ صرف یہ ہے کہ ہماری کوششیں ٹھیک راہ پر جا رہی ہیں بلکہ کانگرس اور مسلم لیگ میں سمجھوتہ کرانے کا طریقہ صرف ایک ہی رہ گیا ہے - وہ یہ کہ ہندوستان کی قومی زندگی کے تمام عنصروں کو ایک متفقہ سیاسی آئین پر لایا جائے صرف اس صورت میں مہاتما گاندھی اور قائداعظم آنکھ کی جھپک میں سمجھوتہ کر لیں گے -

خاکسار تحریک نے ملک میں کم و بیش ۵۰ بڑی جماعتوں کا وجود محسوس کیا ہے اور اس وقت ان میں سے ایک بڑی تعداد کے ساتھ خط و کتابت کر رہی ہے انگریزی

حکومت کے سامنے ایک متفق شدہ آئین ہندوستان کو پیش کرنے کے بارے میں جو جوابات مختلف جماعتوں کی طرف سے مجھے موصول ہو رہے ہیں وہ ہر شخص کی توقعات سے بہت زیادہ ہیں - ہر جماعت اس بات پر تلی ہوئی نظر آتی ہے کہ معاملہ کو ختم کرے کیوں کہ جنگ ختم ہوتی نظر آ رہی ہے لیکن زیادہ تر اس لیے کہ مہاتما گاندھی اور قائداعظم کسی سمجھوتہ پر نہیں پہنچے -

مجھے اب یقین ہے کہ آئندہ سال کے موسم بہار تک خاکسار تحریک دنیا کے سامنے ایک متفق شدہ آئین ہندوستان کو پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے گی -

میں نے آج مہاتما گاندھی اور قائداعظم جناح کو حسب ذیل تاریں روانہ کی ہیں جس میں ہاتھ باندھ کر درخواست کی ہے کہ وہ فوراً پھر ملاقات کریں اور آپس میں فیصلہ کریں - وہ مجھے اس مطلب کے لیے کہ ان کے سامنے جونہی کہ وہ آپس میں سمجھوتہ کر لیں ایک متفق شدہ سیاسی آئین جو قابل ترین انسانوں نے وضع کیا ہو گا پیش کروں اپنا عاجز ترین کارندہ تصور کریں :

مہاتما گاندھی کو تار

آپ کی رہائی کو سات ماہ سے زیادہ گذرے ہیں اور گیارہ ہفتوں سے زیادہ جب سے کہ آپ اور قائداعظم ناکام گفتگو کے بعد علیحدہ ہوئے آپ کا ایسے قیمتی وقت میں غیر ضروری اور غیر متعلق امور کی طرف توجہ کرنا سخت تکلیف دہ ہے - از راہ نوازش اس کو پورے ہندوستان کی آواز سمجھیں اگر میں ہاتھ باندھ کر کہوں کہ آپ کو قائداعظم کے ساتھ فوراً ملاقات کرنی اور نئی دعوت بھیجنی چاہیے - مہربانی کرکے میری اس کھلی تنبیہہ پر جو میں نے ۱۲ جون کو کانفرنسوں کے متعلق کی تھی اور جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آپ کو بدحواس کر دیا جائے دل سے غور کریں ہندوستان خود بخود متفق ہو رہا ہے اور میں اس امر کا ذمہ لیتا ہوں کہ آپ دونوں میں سمجھوتہ ہونے کے بعد آپ کے سامنے متفقہ سیاسی آئین پیش کروں میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے تشریح کرنے کا موقع دیا جائے " -

قائداعظم کو تار

ہاتھ باندھ کر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مہاتما گاندھی سے اپنے اس وعدے کے مطابق جو آپ نے تمام ہندوستان کی پبلک کے سامنے پچھلے ستمبر اپنے علیحدہ ہونے سے پہلے کیا تھا ملاقات کریں - میں نے مہاتما گاندھی سے درخواست کی ہے کہ آپ کو نئی دعوت دے لیکن چونکہ آپ بھی سمجھوتے کے لیے اتنے ہی فکر مند ہیں جس قدر

کہ سمجھا ہے - آپ پر بھی مساوی فرض صادر ہوتا ہے کہ آپ اس کو دعوت دیں -
از راہ نوازش یقین کریں کہ تمام ہندوستان بلالحاظ جماعت اس مطلب کے لئے کہ انگریزی
حکومت کے سامنے ایک متفقہ سیاسی آئین پیش کرے ایک نقطہ پر آنے کے لیے تیار ہے
اور چونکہ نہایت حوصلہ افزا جوابات پہلے ہی سے پہنچ رہے ہیں میں اس امر کا ذمہ لیتا
ہوں کہ ایسا سیاسی آئین آپ کے سمجھوتے کے بعد جلد ہی آپ کو پیش کر دوں گا - میں
درخواست کرتا ہوں کہ مجھے مزید تشریح کا موقع دیا جائے -"

میں اس موقع پر اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی تمام قوت اس بات پر صرف کر دوں
گا کہ یہ دونوں رہنما کسی سمجھوتہ پر پہنچیں - لیکن اگر ہر شخص کی کوشش کے باوجود
فروری ۱۹۴۵ء کے اخیر تک یہ دونوں رہنما کسی سمجھوتہ پر نہ پہنچے تو میں انگریزی حکومت
کے مطالبہ کے مطابق اس متفقہ سیاسی آئین کا اعلان اخبارات میں کر دوں گا جس پر ہندوستان
کی تمام جماعتیں متفق ہوں گی اور پھر اس اعلان کے بعد اس آئین کو انگریزی حکومت کے
سامنے پیش کر دوں گا تاکہ ہندوستان کی آزادی کا معاہدہ انگلستان سے ہو سکے -

باب النیابت لکھنؤ

—۲۴—

علامہ مشرقی کا تار مسٹر گاندھی کے نام

۲۷ فروری ۱۹۴۵ء

مہاتما گاندھی سیوا گرام واردھا ۔

میرے ۲۶ جنوری کے خط کے متعلق آپ کی خاموشی انتہائی طور پر مایوس کن ہے اگر آپ قائداعظم سے ۳۱ مارچ تک پورا سمجھوتہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو میں دس ہزار خاکساروں کو حکم دوں گا کہ وہ سیوا گرام پہنچ کر موت تک کا روزہ رکھیں ۔

عنایت اللہ خان

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۳۷۷

—۲۵—

علامہ مشرقی کا تار مسٹر گاندھی کے نام

۱۲ مارچ ۱۹۴۵ء

مہاتما گاندھی واردھا۔

بہت عاجزی سے التجا کرتا ہوں کہ ہزاروں خاکساروں کو موت کے منہ سے بچا لیں خاکساروں کو سیوا گرام پہنچنے کا حکم دینے سے پہلے آپ کے جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔

عنایت اللہ خان

مآخذ: صفدر سلیمی، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد، ص ۳۷۸

—۲٦—

علامہ مشرقی کا تار مسٹر گاندھی کے نام

۲۵ مارچ ۱۹۴۵ء

مہاتما گاندھی ۔ واردھا

اخبارات میں آپ کا اعلان کہ آپ ۳۱ مارچ کو بمبئی پہنچ رہے ہیں ، بہت امید افزا ہے از راہ کرم اس عرصہ میں قائداعظم کو پبلک طور پر دعوت دیں کہ وہ آپ سے ملاقات کریں ۔ مہربانی کرکے خاکساروں کو ایک سانحہ سے بچا لیجیے ۔

عنایت اللہ خان

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ۳۷۸

—۲۷—

علامہ مشرقی کا خط مسٹر گاندھی کے نام

مائی ڈیر مہاتما گاندھی

میں آپ کے مارچ کے آخر میں واردھا سے بمبئی جانے کے اعلان پر گہرے اطمینان کا اظہار کرتا ہوں اور اسے ایک خوشگوار قدم سمجھتا ہوں - اخبارات سے ابھی اطلاع ملی ہے کہ آپ وہاں ایک مہینہ رہنا چاہتے ہیں۔ مجھے آپ کو تاربی روانہ کرنے پر معافی مانگنی چاہیے کیونکہ یہ ایک قسم کی دھمکی معلوم ہوتے ہیں لیکن مجھے واضح کرنے دیجیے کہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قائداعظم نے احمد آباد میں یہ اعلان کرکے کہ وہ آپ سے پھر ملنے کے لیے تیار ہیں اپنی پوزیشن اس طرح صاف کر دی ہے کہ اب میں انھیں کچھ نہیں کہہ سکتا - اس لیے مجھے دوسری اپیل آپ سے کرنی چاہیے اور چونکہ آپ نے ۲۶ جنوری کے بعد اب تک کوئی بیان نہیں دیا اور دو ماہ ضائع ہو گئے اس لیے میرے لیے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں کہ آپ کو مسٹر جناح سے سمجھوتہ کرنے پر اسی طریقہ عدم تشدد پر آمادہ کروں جس کو آپ سب سے کامیاب طریقہ سمجھتے ہیں - اس لیے میں ہاتھ باندھ کر آپ سے پھر التجا کرتا ہوں کہ حالات کو زیادہ خطرناک نہ بنائیں کروڑوں السالوں کی نگاہیں اپنے محبوب ملک کی آزادی کے لیے آپ دونوں کے ایک سمجھوتہ پر آنے کی منتظر ہیں - اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر خاکساروں کو اس متصد میں اپنی جانیں بھی دینی پڑیں تو وہ بڑے شوق سے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں مر جائیں گے - میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے ارادوں سے مطلع کریں کیونکہ میں اس وقت احکام نافذ کروں گا جب دیکھوں گا کہ دونوں کو ملاقات کرنے کی ہر ممکن تدبیر ختم ہو چکی ہے -

مجھے یہ کہتے ہوئے بھی رنج ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کا صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت قائم کرنے کا اقدام کوئی خوشگوار اقدام نہیں اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ص ۳۷۸ - ۹ے

ہندوؤں اور مسلمانوں میں باہمی نفرت شروع سے آخر تک پھر پیدا ہو جائے گی اور کسی کو معمولی سا فائدہ بھی نہ ہو گا۔ آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اسے پڑھنے سے روک دیں اور اپنی توجہ ہندو مسلم مفاہمت کے سوال پر جسے کانگرس اپنا محبوب ترین مسلک سمجھتی ہے مرکوز کر دیں۔

عنایت اللہ خان

—۲۸—

علامہ مشرقی کا تار بنام مسٹر چرچل وزیر اعظم برطانیہ، مسٹر ایمری وزیر ہند اور وائسرائے ہند

۶ اپریل ۱۹۴۵ء

ان نازک لمحات میں جب کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کا سیاسی تعطل ختم کرنے کے وسائل اور ذرائع سوچنے کے لیے وائسرائے ہند سے لندن میں ملاقاتیں کر رہی ہے میں یہ اعلان کرنا عین فرض سمجھتا ہوں کہ بہتر سے زیادہ انجمنوں جماعتوں اور اقلیتوں نے جن کو اس وقت تک نظر انداز کیا گیا ہے اور انتیس کروڑ انسانوں کی آبادی میں ان کی آواز کی کوئی شنوائی نہیں تھی غیر مبہم الفاظ میں اپنے اپنے مفادات کے اعلانات ہندوستان کے آئندہ سیاسی آئین میں شامل کرنے کے لیے مجھے بحیثیت خاکسار تحریک کے ذمہ دار لیڈر کے بھیجی ہیں یہ آئین نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ اُسی خط کے عین مطابق تیار ہو رہا ہے جو کہ وائسرائے ہند نے گزشتہ اگست میں گاندھی کو لکھا جس میں اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ جنگ کے ختم ہو جانے کے فوراً بعد ہندوستان کو غیر مشروط آزادی دے دی جائے گی بشرطیکہ نسلی اور مذہبی اقلیتوں، اچھوت اقوام کے حقوق اور ریاستوں کے معاہدات کا یقینی طور پر تحفظ ہو سکے۔ مزید اعلانات روز بروز موصول ہو رہے ہیں اس لیے میں یقین کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ اگست تک میں حکومت برطانیہ کو ایک ایسا آئین جس پر تمام پارٹیاں متفق ہوں گی پیش کروں گا میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ سیاسی مسئلہ پر انڈین نیشنل کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان مصالحت کی میری دوستانہ ترغیبیں ضائع نہ ہونے پائیں گی اور یہ دو اہم جماعتیں بالآخر آپس میں سمجھوتہ کر کے رہیں گی۔

ہر قوم کے انتیس کروڑ ہندوستانیوں کی وکالت کرتے ہوئے آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت کا انتظار کریں جب تک کہ یہ متفقہ آئین حکومت برطانیہ کے سامنے قابل مفاہمت شکل میں پیش نہ کیا جائے گا۔

مآخذ: صفدر سلیمی، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد، ص ص ۳۷۶ – ۷۷

— ۲۹ —

انتخابات کے سلسلے میں ادارہ علیہ کا ضمنی اعلان

آئندہ انتخابات کے بارے میں پبلک پر خاکسار تحریک کی پوزیشن واضح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عوام کی توجہ گاندھی جناح ملاقات کی ناکامی کی طرف مبذول کرائی جائے جو ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد کی تاریخ کا ایک بڑا واقعہ ہے ۔ اس ناکامی نے جہاں عام ہندوستانیوں میں ناکامی کی لہر دوڑ دی وہاں اس نے قائد تحریک کو مجبور کیا کہ وہ لارڈ ویول وائسرائے ہند کو ایک خط لکھیں کہ اگر کانگریس اور لیگ کے رہنما کسی سمجھوتے پر نہ پہنچیں تو کیا ہندوستان کو کبھی آزادی نصیب نہیں ہوگی اور کیا اس بدقسمت ملک کے دن کبھی نہیں پھریں گے ۔ لارڈ ویول نے فوراً جواب میں لکھا کہ میں آپ کی توجہ اس خط کی طرف منعطف کراتا ہوں جو میں نے مہاتما گاندھی کو ۱۵ اگست ۱۹۴۵ء (۱۹۴۴ء پڑھا جائے) کو لکھا ہندوستانیوں کو چاہیے کہ اس سے استفادہ کریں میں اس پر کچھ اضافہ نہیں کر سکتا ۔ خاکسار تحریک امید کرتی ہے کہ پبلک اس خط کے مضمون سے غافل نہیں ہے اس میں لکھا ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے کرپس کی آمد پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ :

(الف) حکومت کی مطلق اور غیر مشروط آزادی کی پیش کش جنگ کے اختتام پر ایک ایسے سیاسی آئین بنانے پر مشروط ہے جس پر ہندوستان کی قومی زندگی کے بڑے بڑے عنصر متفق ہوں ۔ نیز یہ کہ اس آئین کی تیاری کے بعد ملک معظم کی گورنمنٹ کے ساتھ ایک معاہدہ عمل میں لایا جائے ۔

(ب) ان شرائط کا مقصد نسلی اور مذہبی اقلیتوں اور اچھوت اقوام کے مفادات کو ہندوستانی ریاستوں سے ذمہ داری کی حفاظت کے فریضہ کی ضمانت ہے ۔

گویا حکومت برطانیہ اس وقت آزادی دے گی جب جنگ کے اختتام پر اس کے آگے ہندوستانیوں کی طرف سے یہ متفقہ آئین ہو جس میں نسلی و مذہبی اقلیتوں اور اچھوت اقوام

مآخذ : صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جدوجہد ، ص ص ۹۰ ۸ – ۹۳

کے مفادات کی حفاظت کا پورا سامان ہو اور ان معاہدات کا احترام ہو جو ملک معظم کی حکومت نے ریاستوں سے کیے ہیں اس مطلب کے لیے ہندوستان کے تمام بڑے بڑے عناصر تمام پارٹیوں طبقوں فرقوں نیز والیان ریاست کو لکھا گیا کہ وہ اپنے اپنے مفادات کا اعلان کریں ایک سو پچیس سے زائد جماعتوں نے جن کی مجموعی تعداد تیس کروڑ کے قریب ہے اپنے مفادات کے اعلانات قائد تحریک کو روانہ کیے - پھر ان تمام اعلانات کو، آہوں اور کراہوں کو، سیاسی جماعتوں کے انتخابی منشوروں کو ، ریزولیشنوں کو خطابات، دستاویزات اور تحریرات کو غور سے پڑھا گیا اور سمجھوتے کی تہ معلوم کرکے سیاسی آئین مرتب ہونے لگا عین اس وقت جب کہ آئین پریس میں بھیجنے کا سامان ہو رہا تھا شملہ کانفرنس شروع ہو گئی جس نے ایک اور حقیقت کا انکشاف کیا کہ انگریز کا نقطہ نظر ایک خاص طرح کا ہے اور وہ ایک خاص ماحول میں پلا ہے وہ کسی کو پبلک کا نمائندہ مانتا ہی نہیں جب تک کہ وہ اس کی بنائی ہوئی کونسلوں اور اسمبلیوں کا ممبر نہ ہو - ممبر کے سوا وہ کسی کی آواز سنتا ہی نہیں - چنانچہ لارڈ ویول نے ہندو مہاسبھا کی سی بڑی اور طاقتور اور دوسری کئی اہم جماعتوں کو بھی جن کے ممبروں کی تعداد لاکھوں اور کروڑوں پر مشتمل تھی نظر انداز کر دیا اور ان کے صدروں کو شملہ میں دعوت دینا غیر ضروری سمجھا - اس واقعہ سے خاکسار تحریک پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ سیاسی آئین اس وقت تک منظور نہ ہو سکے گا جب تک کہ قائد تحریک کو اپنے مفادات کا اعلان بھیجنے والے نمائندے آئین کی پوری حمایت نہ کریں اور پھر اس آئین کو حکومت برطانیہ سے ووٹ کے زور پر منظور نہ کروایا جائے - خاکسار تحریک پر یہ لازم بلکہ فرض ہے کہ ان کمزور بے آواز اور سیاسی پارٹیوں کے نیچے کچلی ہوئی جماعتوں کی حفاظت پر کمربستہ ہو جائے اور ان کی خدمت میں لگ جائے بلکہ اس حد تک ان کی مدد کرے کہ وہ بغیر بڑی بڑی رقمیں خرچ کیے کونسلوں کے ممبر بن سکیں -

خاکسار تحریک کے بنیادی اصول اصلاح نفس اور خدمت خلق ہیں جہاں پہلے خاکسار ایک بڑھیا کا چھوٹا سا بوجھ اٹھا کر اس کے گھر لے جاتا تھا اور جہاں وہ پیاسوں کو پانی پلاتا تھا اور اس طرح کی معمولی خدمات سرانجام دیتا تھا وہاں وہ مرور مدت کے باعث اس قابل ہو گیا ہے کہ بڑی بڑی خدمتیں بجا لائے پہلے وہ دو بھائیوں میں صلح کراتا تھا اب وہ دو بلکہ تمام قوموں میں اتحاد کے لیے کہتا ہے کہ وہ کمزوروں کے حق کی حمایت میں اپنی جان لڑا دے گا غریب بے کس اور پسماندہ گروہوں کو اپنی لگاتار خدمت سے طاقتور بنائے گا اور انھیں حقوق دلا کر رہے گا -

خاکسار تحریک کا لائحہ عمل اب یہ ہو گا کہ جہاں ہندوستان کی تیس کروڑ آبادی نے اپنے اپنے لیڈروں کے ذریعے اپنے مفادات کے اعلانات قائد تحریک کو بھیجے ہیں جو

حیرت انگیز طور پر یگانگت اور ہم آہنگی کے حامل ہیں اور اس طرح گویا ہندوستان کی بہت بڑی آبادی میں مکمل اتحاد کا زندہ ثبوت ہیں وہاں اب اس امر کی سرتوڑ کوشش کی جائے گی کہ کونسلوں اور اسمبلیوں کے ممبروں میں بھی مکمل اتحاد ہو جائے ۔ اور وہ تمام کے تمام سیاسی آئین کی حمایت میں کھڑے ہوں ۔ خاکسار تحریک ایسے لوگوں کی حمایت میں دن رات ایک کر لے گی کانگریس ، مسلم لیگ ، ہندو مہاسبھا کوئی پارٹی اس اتحاد کو قائم نہیں کر سکتی لیکن یہ تمام پارٹیاں تھوڑی سی قربانی سے سیاسی آئین ٹکٹ پر کھڑی ہو سکتی ہیں اور اس طرح سے عملی اتحاد پیدا کر کے صلح و آشتی اور محبت رواداری کے جذبات پیدا کر کے ہندوستان کے کروڑوں باشندوؤں کی آہوں اور کراہوں کو ختم کر سکتی ہیں ۔

گاندھی جناح ملاقاتوں کی پے در پے ناکامیوں کے بعد
آئیندہ انتخابات میں صرف ایک سال کے اندر اندر

ہندوستان کی مکمل آزادی حاصل کرنے کی

آخری تجویز

یعنی

علامہ مشرقی کا وہ خط جو ہندوستان کے اس خاکسار اعظم نے ہندوستان کے ہزار ہا سربرآوردہ اشخاص کو لکھا۔ اور جس میں بتلایا ہے کہ ہندوستان کس طرح متحد ہوکر انگریز سے آزادی بہ زور چھین سکتا ہے

مع

خلاصہ خاکسار آئین

جس کے اسمبلیوں میں پاس ہونے پر ہندوستان کا ہر گھر جنت بن سکتا ہے

ناشر

میاں محمد شریف ناظم انتخابات ضلع گجرات

ت - ن

مآخذ: ۲۴ ورق پمفلٹ مملوکہ راقم الحروف

نہایت ضروری

شمارہ ۹۵۷۶

از ڈاکخانہ اچھرہ لاہور

مؤرخہ ۱۹۴۵ء

منجانب : علامہ مشرقی ۔ ڈاک خانہ اچھرہ لاہور

بخدمت

جناب والا

(۱) شملہ میں لیڈروں کی کانفرنس کی ناکامی سے ستمبر ۱۹۴۴ء کی گاندھی جناح گفتگو کی ناکامی کے بعد ہندوستان کی سیاسی فضا پر ایک نیا اندھیرا چھا گیا ہے انگریزی حکومت کی طرف سے اگلا قدم مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں نئے انتخابات ہیں ۔ اور چونکہ ملک میں فضا نہایت سخت فرقہ وارانہ ہے نہایت ہی عجیب و غریب نتائج کے نکلنے کا امکان ہے جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی مخالفت نہایت گہری ہو جائے ۔ اگر ایسا ہؤا تو یہ ہندوستان کی تاریخ میں نہایت بدقسمت وقت ہو گا ۔

(۲) آپ کو خاکسار تحریک کی کوششوں کے متعلق اس بارے میں واقفیت ہو گی اور یہ کہ وہ آئیندہ کے ہندوستان کے لیے ایک ایسا آئین تیار کر چکے ہیں جس پر ملک کی قریباً تمام جماعتوں کا اتفاق ہے ۔ یہ آئین اب تمام اہم امور میں بالکل تیار ہے اور ملک کی مختلف جماعتوں میں گشت لگا رہا ہے تاکہ چھوٹے چھوٹے معاملات پر بھی تمام ملک کا اتفاق ہو جائے مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو اس کے ایک مختصر خاکے کے سوا جو اس خط کے اخیر میں ہے اور کچھ ابھی بھیجنے کا اختیار نہیں رکھتا ۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ آئین اس قطع کا ہے کہ آگے چل کر ایک یادگار شاہکار ثابت ہو گا جس کی قسمت میں یہ ہو گا کہ ملک کی ہر ایک جماعت کو ہندوستان کی بیماریوں کے متفقہ حل پر لے آئے ۔

(۳) اس نازک وقت میں ، میں نے ایک بڑا نصب العین سامنے رکھ کر اعلان کیا ہے کہ خاکسار اگلے انتخابات میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں مدد کریں گے اور جہاں ضرورت ہوئی رہنمائی کریں گے ۔ ہماری غور کے بعد رائے یہ ہے کہ جھگڑا کرنے والی پارٹیوں کے چھوٹے چھوٹے نصب العینوں سے قطع نظر کر کے ایک سامنے نظر آنے والے سیاسی آئین پر جو اب تیار ہو چکا ہے اور جو عیاں طور پر تمام ہندوستان کے لیے مناسب ہے اتفاق کی ایک غالب فضا پیدا کی جائے ۔ اور وہ آئین علاوہ اس کے کہ ملک کی قریباً سب جماعتیں اس پر متفق ہیں اسمبلیوں اور کونسلوں کے ممبروں کی غالب تعداد بھی اس سے متفق ہو ۔

(۴) ہماری تجویز ہے کہ ملک کی تمام فرقہ وارانہ جماعتوں کے مختلف گروہوں اور ان گروہوں کو بھی جو سیاسی پارٹیوں کے غالب دباؤ کے لیے تمام ہندوستان میں دبی ہیں اپنی انتہائی کوشش اور نیکی کرکے اپنا بنانے کی اس غیر معمولی قابلیت سے جو خاکسار کے پاس ہے اس آئین کی ٹکٹ پر انتخاب کے لیے کھڑا کریں اور ہر مرکزی اور صوبائی اسمبلی میں ایک ایسی اکثریت پیدا کر دیں جو کہ اس متفقہ آئین کو حکومت انگریزی کے بولے ہوئے اعلانوں کے ٹھیک مطابق ان سے منوانے کے مطالبے کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

(۵) مختصر الفاظ میں ہمارا پروگرام حسب ذیل ہے :

پیرا نمبر (۲) میں ذکر کردہ گشت کے بعد جو یہ آئین مختلف جماعتوں میں اس وقت کر رہا ہے۔ نئی مقننہ مجلسوں کے ہر ممبر کو اس آئین کا ایک نسخہ بھیجا جائے گا اور ان کو اس پر اور بھی مزید اتفاق کی دعوت دی جائے گی اور ہر ممبر کو جو آئینی ٹکٹ پر کھڑا ہو گا حرف بحرف اس کے قریباً ہر پہلو پر اتفاق کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جائے گا۔ اور اس طرح پر تمام ہندوستان میں ہندوستان پر آئندہ حکومت کرنے کے لیے ایک اصلی قابل عمل اور بے مثال پروگرام کے حق میں ایک غالب فضا پیدا کر دی جائے گی۔

(۶) میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے اگر ہندوستان کی تمام مقننہ مجلسوں میں ایک ایسی آئینی ٹکٹ کی جماعت غالب ہو جائے تو انگریزوں کو سوائے اس کے چارہ نہ رہے گا کہ اس آئین کو مان لیں اور اس "غیر مشروط آزادی" کو دے دیں جس کا انھوں نے لارڈ ویول کے الفاظ میں صاف وعدہ کیا ہے۔ جہاں تک کوئی شخص قیاس کر سکتا ہے اب یہ قریباً ناممکن ہو گیا ہے کہ ہندوستان کے عوام الناس کو کانگرس یا مسلم لیگ یا ہندو مہاسبھا یا کسی دوسری ٹکٹ پر متفق کیا جا سکے اور یہ دیر لگانے والی چالیں جو کہ انگریز اس وقت ایک پارٹی کو دوسری پارٹی سے ہر منزل پر پہلے سے زیادہ ٹکرا کر چل رہے ہیں ممکن ہے کہ ادنٰی سے نتیجہ پیدا کرنے کے بغیر ہمیشہ کے لیے چلتی رہیں۔ اگر حقیقت کی طرف دیکھا جائے تو ہمیں اب بھی معلوم ہے کہ ان چالوں نے سوائے اس کے کہ وہ ہمیں اس سخت ترین فرقہ وارانہ ذہنیت کی طرف لے جا رہی ہیں جس کا لازمی نتیجہ آزاد ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی عمدہ تعلقات کے لیے تباہ کن ثابت ہو اور جس کے باعث ممکن ہے کہ آئندہ آزادی حقیقی طور پر ناممکن ہو جائے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کیا۔

(۷) میں محسوس کرتا ہوں کہ آئینی ٹکٹ پر ممبروں کے کھڑا ہونے کا ایک روشن

نتیجہ یہ ہو گا کہ عوام‌الناس کی توجہ تمامتران فرقہ وارانہ جھگڑوں سے جنھوں نے کام کرنے والوں کی اس فوج کو جو ہندوستان کی آزادی کے مسئلے کے لیے ایسی شریفانہ طور پر لڑ رہی ہے ، سخت بد دل کر دیا ہے ، ہٹ جائے گی - اور عوام‌الناس اپنی توجہ ہندوستان پر آئیندہ حکومت کرنے کی اس واحد تعمیری اور ناقابل رد تجویز پرمرکوز کر دیں گے جس کی بابت انگریزی پروپاغنڈا کرنے والوں نے نہایت نفرت آمیز لہجے میں کہا تھا کہ ہندوستانیوں کے لیے کسی ایسے مسودے کا تیار کرنا "ناممکن فعل" ہے - یہ فعل اب ایک مکمل حقیقت بن چکا ہے اور میرے پاس اس کے باور کرنے کی دلیل موجود ہے کہ یہ مسودہ جب اس کو دنیا کے سامنے رکھا جائے گا تو نہ صرف یہ کہ اس کے بے مثال طور پر عمدہ ہونے کا اعلان ہو گا بلکہ یہ ایک ایسی شے ہو گا جو یورپ کے ان قانون سازوں کی جو اب تک اپنے گھروں میں بلقان کی طرح ٹکڑے ہوئے ہوئے ملکوں کے مسئلوں کو حل نہیں کر سکے ، آنکھیں کھول دے گا -

(۸) میں نے اس امر کا انتظام کر لیا ہے کہ اس آئین میں کوئی ایسی شے نہ ہو جو کسی ہندوستانی جماعت کے کسی خیال میں آنے والے یا اہم حصے کے مفاد کے خلاف معقول طور پر ہو - اس وقت تک کہ نئی مجالس مقننہ اپنے اجلاس کریں میں اس امر کا انتظام کر لوں گا کہ یہ آئین انتہائی غالب طور پر ان سیاسی یا غیر سیاسی جماعتوں کے نزدیک بھی قابل قبول ہو جائے جو انتہائی طور پر شوربلی ہیں - کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ تمام ملک میں لگاتار مایوسیوں اور ناامیدیوں کی وجہ سے سنجیدہ معقولیت کی فضا موجود ہے - اصطلاحی طور پر میرے قبضے میں اس وقت ملک کی ۷۵ جماعتوں کا اتفاق ان کے مسلمہ رہنماؤں کی طرف سے موجود ہے جن کی آبادی تیس کروڑ سے بھی زیادہ ہے - لیکن ارادہ یہ ہے کہ اس اتفاق کو یہیں پر بس نہ کیا جائے بلکہ اور زیادہ اور اور تفصیل سے اتحاد پیدا کیا جائے -

(۹) اس صورت میں کہ آپ اس دفعہ آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہونے سے متفق ہوں ، آپ اس اعلان پر جو اس خط کے اخیر میں منسلک ہے مختلف خالی جگہوں کے پُر کر دینے کے بعد جو دستخط کر کے اس کو صدر جائینٹ پارلیمنٹری بورڈ ، خاکسار مرکز ، اچھرہ لاہور کے پتے پر بھیج دیں - اس کے بعد جہاں تک ممکن ہوگا آپ کا نام منظور کرانے کے لیے قدم اٹھایا جائے گا - اس سلسلے میں مفصلہ ذیل ملاحظات معاملے کو صاف کر دیں گے -

(الف) کسی امیدوار کو کسی جماعت سے جس سے اس کا پہلے سے تعلق ہے توڑنے کا ارادہ نہیں - وہ اپنے سیاسی یا جماعتی خیالات سے بدستور وفاداری کرے - کیوں کہ

خاکسار تحریک کا منشاء نفاق پیدا کرنا نہیں ۔ خاکسار تحریک جس شرط کو لازمی قرار دے گی یہ ہے کہ وہ ممبر اگر منتخب ہو جائے اس نقطہ پر سختی سے وفادار رہے گا کہ انگریزی حکومت سے اس آئین کو جنگ ختم ہونے کے بعد اس "غیر مشروط آزادی" کے حاصل کرنے کے لیے منوائے جس کا وعدہ لارڈ ویول نے غیر مشروط طور پر اس خط میں کیا تھا ۔ جو اس نے اپنی ۱۵ اگست ۱۹۴۴ء کے خط میں جو مہاتما گاندھی کو لکھا تھا کیا اور جس خط کی طرف وائسرائے نے خاص طور پر میری توجہ دلائی ہے ۔ منتخب شدہ ممبر جائینٹ پارلیمنٹری بورڈ یا صوبائی بورڈوں کے تمام احکام کی جو اس کو اس بارے میں دیے جائیں گے وفادارانہ طور پر اطاعت کرے گا اور ان کی تعمیل کرے گا ۔

(ب) کسی حلقۂ انتخاب کے لیے کسی امیدوار کا پسند کرنا آخری طور پر جائینٹ پارلیمنٹری بورڈ کے ہاتھ میں ہو گا ۔ اس بارے میں واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ اس امیدوار کو ترجیح دی جائے گی جس کی سفارش کسی مسلمہ پارٹی یا فرقہ وارانہ جماعت نے کی ہو اور جو اس امر کا اعلان کرے کہ وہ کسی خاص، دبائی ہوئی ، بے آواز یا مظلوم جماعت یا حصہ جماعت کے حقوق کی حفاظت کے لیے کھڑا ہو گا ۔ خاکسار تحریک کا ارادہ یہ ہے کہ وہ نئی اسمبلیوں میں ملک کی ہر ممکن جماعت کی نمائندگی کو حاصل کرے اور اس کے لیے لڑے ۔

(ج) خاکسار تمام ہندوستان میں اس وقت ووٹروں کی فہرستیں تیار کر رہے ہیں اور خیال یہ ہے کہ ہر ممکن ووٹر کا نام درج کرایا جائے تاکہ آئیندہ انتخاب میں رائے عامہ کا اظہار ہر ممکن طور پر مکمل ہو ۔ اس سلسلے میں ہر امیدوار کی انتہائی مکمل طور پر عملی مدد کی دعوت اس کے اپنے فائدے کے لیے دی جاتی ہے ۔ اور وہ امیدوار فوراً مقامی خاکساروں سے ملے ۔ اور اس معاملے میں مقامی سالاروں کو ہدایت دینا شروع کر دے ۔

(د) جائینٹ پارلیمنٹری بورڈ کے پسند کردہ امیدوار کی حمایت میں لڑنے کے لیے ہر حلقہ انتخاب میں سو خاکساروں تک مقرر کئے جائیں گے ۔ لیکن اگر کوئی حلقہ انتخاب خاص طور پر ٹیڑھا ہے تو زیادہ بھی دے جا سکتے ہیں ۔

(ہ) ان امیدواروں کو جو پچھلے انتخاب میں کافی امداد نہ ہونے کی وجہ سے ناکامیاب ہوئے اس شرط پر کہ وہ مکمل طور پر جائینٹ پارلیمنٹری بورڈ کے احکام کی جو ہندوستان کو جلد سے جلد آزادی دلانے کے متعلق ہوں گے تعمیل کریں گے ، خاص طور پر مدد کی جائے گی ۔

(و) جب تک انتہائی ضرورت کسی نشست کو حاصل کرنے کی پیش نہ آئے کوئی خاکسار انتخاب کے لیے کھڑا نہ ہو گا ۔ کوئی خاکسار اس مدد کا جو وہ حکماً دے گا

معاوضہ نہ لے گا نہ اس کی امید رکھے گا۔ یقین یہ ہے کہ اس طرح پر انتخاب کے اخراجات کافی طور پر کم ہو جائیں گے۔

(ہ) میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے بہت جلد مثلاً اس خط کے پہنچنے کے ایک ہفتہ کے اندر اندر اطلاع دیں گے کہ آپ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

میں ہوں آپ کا نہایت فرمانبردار

عنایت اللہ خان المشرقی

متفقہ خاکسار آئین کا خلاصہ

آئین کی بنیادیں لارڈ ویول کے مہاتما گاندھی کی طرف ۱۵ اگست ۱۹۴۴ء کے خط میں مفصلہ ذیل اطلاع پر جس میں انگریزی اعلانات کی تاریخ میں پہلی دفعہ "جنگ کے اختتام پر غیر مشروط آزادی" کے الفاظ اور دوسری غیر مبہم شرائط آزادی حاصل کرنے کے متعلق تھیں۔ اور جس خط کی طرف لارڈ ویول نے علامہ مشرقی کی خاص توجہ دلائی تھی رکھی گئی تھیں۔

"ملک معظم کی حکومت نے اس وقت (یعنی کرپس کی پیشکش کے وقت) یہ بات واضح کر دی تھی کہ (ا) حکومت کی مطلق اور غیر مشروط آزادی کی پیش کش جنگ کے اختتام پر ایک ایسے سیاسی آئین کے بنانے کے ساتھ مشروط ہے۔ جس پر ہندوستان کی قومی زندگی کے بڑے بڑے عنصر متفق ہوں اور پھر ملک معظم کی حکومت کے ساتھ ضروری انتظامات معاہدہ کو سرانجام دینے کے لیے کیے جائیں۔" (ب) (یہ اس امر کے متعلق تھا کہ دوران جنگ میں کوئی تبدیلی نہ ہو، اس لیے یہ حصہ اب ہمارے مطلب کا نہیں)

ان شرائط کے عائد کرنے کی غرض و غایت یہ تھی کہ انگریزی حکومت کا یہ فریضہ یقینی طور پر پورا ہو کہ نسلی اقلیتوں، مذہبی اقلیتوں اور اچھوت اقوام کے مفادات کی حفاظت، نیز ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ حکومت کی مجبوریوں کی حفاظت جو از روئے معاہدات ان پر عائد ہیں کر دی گئی ہے۔

اس اعلان میں جس میں ہم نے الفاظ کو خط کشیدہ کیا ہے۔

(ا) آئین سے کسی سیاسی پارٹی، یا سیاسی لیڈروں کے متفق ہونے نہ ہونے کا سوال ہی نہیں بلکہ ہندوستانی کی قومی زندگی کے بڑے بڑے عنصروں (حصوں) کے اتفاق

کا سوال ہے ، یعنی ۴۰ کروڑ آبادی کی بڑی بڑی قوموں ، حصوں اور جزوں کے اتفاق کا ۔

(ب) اگر آئین متفقہ ہو جائے اور ایک معاہدہ طے پایا جائے تو اس کا نتیجہ غیر مشروط آزادی ہے ۔ آزادی کی دو شرطیں ہیں ۔

(ج) آئین اسی وقت متفقہ ہو گا جب تمام عنصر اس پر متفق ہوں ۔ اسی لیے لارڈ ویول یوں کہتے ہیں کہ ان دو شرطوں کی غرض و غائیت اس امر میں متیقن ہونا ہے کہ فرقہ وارانہ جاعتوں کے چار گروہوں یعنی (اول) نسلی اقلیتوں یعنی اینگلو انڈینز ، یورپینز وغیرہ (دوم) مذہبی اقلیتوں یعنی مسلمانوں ، ہندوستانی عیسائیوں ، سکھوں ، جینیوں ، پارسیوں ، بدھوں ، یہودیوں وغیرہ (سوم) اچھوت اقوام اور (چہارم) ہندوستانی ریاستیں جن کے ساتھ انگریزی حکومت از روئے معاہدات پابند ہے ، کے مفادات اس آئین میں محفوظ ہیں انگریز اس حفاظت کو اپنا وہ فریضہ سمجھتے ہیں جو انھوں نے ہندوستان چھوڑنے سے پہلے پورا کرنا ہے ۔

(د) اگر ان چار گروہوں کے مفادات محفوظ کر دیے جائیں ۔ تو باقی عنصر صرف وہ رہ جاتے ہیں جو ہندو جاعت کے مختلف حصے ہیں جن کو ان مفادات کے ساتھ متفق ہونا پڑے گا ۔ اور اپنے مفادات کی حفاظت بھی ساتھ ہی کرنی ہوگی ۔ پھر اس کے بعد اوپر کے معنوں میں آئین متفقہ ہو جاتا ہے ۔

(ہ) قابل لحاظ امر یہ ہے کہ لفظ "مفادات" استعمال کیا گیا ہے نہ "مطالبات" یا "حقوق" یا "حصہ جات" یا کوئی دوسرا لفظ ۔ یہ لفظ نہایت احتیاط سے اس لیے رکھا گیا ہے تاکہ جاعتوں کے نہایت مبالغہ آمیز وعدوں کو کم سے کم کر دیا جائے اور ملک کی ہر جاعت کے لیے وہ کم سے کم شے حاصل کر لی جائے جو اس کو دوسری جاعتوں کی جارحانہ دستبرد محفوظ کر دے ۔

لارڈ ویول کی پیش کردہ مذکورہ بالا تجویز ، نیز آزادی ہندوستان کے متعلق تمام گذشتہ انگریزی اعلانوں کے عین مطابق اوپر کے چاروں گروہوں جو پچھتر سے زیادہ پارٹیوں پر مشتمل تھے ، نیز ہندو جاعتوں کے مختلف حصوں اور ملک کی اور بہت سی قابل لحاظ ، یا بے آواز ، یا اہم منظم جاعتوں کو علامہ مشرقی نے خطوط لکھے اور اس نے انھیں کہا کہ وہ اپنے مفادات کے اعلان اس شرط پر بھیجیں کہ "ان مفادات کو آئین کے متن میں اس حد تک شامل کیا جائے گا" جس حد تک کہ ان کا شامل کرنا ، ممکن ، مناسب اور دوسری متعلقہ ، اقلیتوں کے حصوں ، جاعتوں اور جاعتوں کے حصوں کے مفادات کے مطابق ہو گا ۔"

ان تمام باتوں کے علاوہ ، مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے لکھے ہوئے بے شمار لٹریچر ، تمام ممالک کے خاکساروں کی لمبی لمبی رپورٹوں جن میں ہندوستان کے عوام‌الناس کے مظلوم ، کچلے ہوئے ، اور پسماندہ گروہوں کی فریادیں شامل تھیں یورپین اور دیگر مصنفوں کی ہندوستان پر تصنیفوں کی ایک بڑی تعداد ، اور دنیا کے تقریباً ہر قابل ذکر ملک کے آئین کے متعلق کتابوں کو جن کی مجموعی مقدار پچاس ہزار صفحات سے زیادہ تھی اس آئین کی تیاری میں استعمال کیا گیا اور تمام متعلقہ جماعتوں کی تسلی کو مدنظر رکھتے ہوئے انڈین نیشنل کانگرس ، آل انڈیا مسلم لیگ ، ہندو مہاسبھا نیز تمام باقی جماعتوں کی تمام مشہور سیاسی پارٹیوں کے مطالبوں کی گنجائش اس آئین میں نکالی گئی ۔ ناقابل شک شہرت کے ساتھ سے زیادہ اشخاص سیاسی لیڈروں ، یونیورسٹی کے پروفیسروں ، مسلمان ، ہندوؤں ، عیسائیوں ، در حقیقت ملک کے سب سے زیادہ سربرآوردہ غیر جماعتی لوگوں نے اس آئین کو اس قدر بے مثال بنانے میں حصہ لیا ہے جس قدر کہ انسانی طاقت نے کسی وقت بنایا ہو ۔ اس آئین کے نہایت نمایاں خط و خال نہایت مختصر طور پر حسب ذیل ہیں ۔

(۱) آئین کی بنیاد یہ ہے کہ حکومت غیر پیچیدہ اور نتیجہ خیز ہو ۔ اور ملک کے کسی حصے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان میں ادنٰی سی کشیدگی باقی نہ رہے ۔ اس مطلب کے حصول کے لیے قاعدہ بنا دیا گیا ہے کہ مرکز میں خواہ ہندو ہو یا مسلمان ، صرف ایک پریذیڈنٹ (یعنی صدر اعظم) اور صوبوں میں صرف ایک گورنر تین سال کے لیے ہو اور ان کے ساتھ کوئی وزیراعظم ، نائب وزیراعظم ، یا نائب صدر دوسرے مذہب کے نہ ہوں جو حکومت کو سیاسی جماعتوں کے درمیان رسہ کشی کا کھیل بنا دیں ۔ ہندوستان کا صدر اعظم اور صوبائی گورنر لازماً وہ اشخاص ہوں گے ۔ جو تمام پارٹیوں سے بالاتر ہوں گے اور انڈین سول سروس سے (جیسا کہ یہ سروس اس وقت بن جائے گی جب کہ ہندوستان آزاد ہو گا) حکومت کی تمام مشینری کا پچیس برس سے پنتیس برس کا پورا تجربہ حاصل کرنے کے بعد چنے جائیں گے ۔ جیسا کہ آج انگریز بھی انہی لوگوں کو گورنری کے لیے چنتا ہے ۔ ہندو صدر اعظم تین سال تک ہندوستان پر حکومت کرے گا اور اس کے بعد مسلمان صدر اعظم تین سال تک ہندو صدراعظم جس کی معیاد ختم ہونے والی ہو گی صوبائی گورنروں یا پنشن یافتہ گورنروں میں سے پانچ آن مسلمان ناموں کی فہرست پسند کرے گا جو اس کے اندازے میں صدراعظم کے عہدے کے لائق ہیں اور اس فہرست کو مرکزی اسمبلی اور تمام صوبائی اسمبلیوں کے ایک بڑے اجلاس میں پیش کرے گا اور وہ مسلمان تین سال کے لیے اگلا صدراعظم ہو گا ۔ جس نے اس بڑے اجلاس میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے ہوں ۔ اس طرح پر مسلمان صدراعظم ہندو صدراعظم کا انتخاب کرائے گا ۔ بمبئی ۔ مدراس ۔ صوبہ جات متحدہ ۔ بہار ۔ سی پی اور اڑیسہ کے ہندو اکثریت کے صوبوں

کے لیے ہمیشہ ہندو گورنر اور باقی پانچ مسلمان اکثریت والے صوبوں یعنی پنجاب ۔ سرحد ۔ سندھ ۔ بنگال اور آسام کے لیے ہمیشہ مسلمان گورنر ہوں گے اور اس طرح ہر مسلمانوں کو پورا "پاکستان" مل جائے گا ۔ چونکہ مسلمان صدر اعظم کی پسند کا دارو مدار ہندو صدر اعظم پر اور ہندو صدراعظم کی پسند کا دارومدار مسلمان صدر اعظم پر ہے اور یہ لوگ صوبائی گورنروں میں سے ہوں گے اس ایسے کوئی ہندو یا مسلمان صوبائی گورنر مسلمان یا ہندو اقلیتوں پر ادنی ظلم نہیں کر سکے گا ۔

صدراعظم ہند نیز صوبائی گورنر اپنے اپنے پندرہ وزیر اسمبلیوں کی مختلف پارٹیوں سے فرقہوارانہ جماعتوں کے مقرر کردہ تناسب سے پسند کریں گے اور چونکہ وہ ایک بڑے گہرے تجربے والے اور تمام پارٹیوں سے بالاتر منتخب شدہ سردار ہیں جنہوں نے تمام عمر ہندوستان کی خدمت کی ہے اس لیے وہ اپنے کابینہ جات وزراء اور اسمبلیوں پر وسیع امتناعی اختیارات (یعنی ویٹو پاورز) رکھیں گے تاکہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی پارٹی کسی دوسری پارٹی یا فرقہ وارانہ جماعت کو کچل نہ سکے ۔ اس حساب سے ان میں پورے طور پر منتخب شدہ حاکم ہونے کے علاوہ بادشاہی صفتیں بھی ہوں گی ۔ مرکز میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو چالیس چالیس فیصدی اچھوتوں کو دس فیصدی ۔ عیسائیوں کو تین فیصدی ۔ سکھوں کو چار فیصدی جینیوں کو ایک فیصدی ۔ پارسیوں کو ایک فیصدی بدھوں کو ایک فیصدی حصہ ملے گا ۔ اور صوبوں میں وہی فیصدی سیٹیں ملیں گی جو اس وقت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں صوبائی اسمبلیوں میں دی گئی ہیں ۔ لیکن ان کے ساتھ وہ سیٹیں جو غیر فرقہوارانہ ہیں ہندوؤں اور مسلمانوں میں نصفا نصف تقسیم ہو جائیں گی ۔ اس طرح ہر صوبوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی اقلیتوں کی حالت اس ترکیب سے بہت بہتر ہو جائے گی ۔

حکومت کی چوٹی پر عملی طور سے مخلوط انتخاب جاری ہے ۔ کیوں کہ ہندو صدراعظم کا انتخاب مسلمان صدر اعظم اور مسلمان صدر اعظم کا انتخاب ہندو صدراعظم کرتا ہے ۔ اسمبلیوں میں جداگانہ انتخاب ہو گا ۔ جیسا کہ اب تک ہوا ہے کیوں کہ ملک میں بہت تھوڑی جماعتیں ایسی ہیں جو مخلوط انتخاب سے متفق ہیں ۔ دولت مند کے غریب پر ظلم کو دور کرنے کے لیے حلقہ جات انتخاب کے تین درجے ہوں گے ۔ درجہ دوم فرقہ وار جماعت کے نہایت غریب لوگوں کے لیے ، درجہ دوم فرقہدار جماعت کے درمیانہ لوگوں کے لیے اور درجہ سوم فرقہ وار جماعت کے نہایت دولت مند لوگوں کے لیے اور کسی درجہ کا کوئی امیدوار اپنے سے نیچے درجے کے حلقہ انتخاب کی ووٹوں سے منتخب نہ ہو سکے گا ۔ حق رائے دہندگی مخصوص عمر کے بالغوں کی بنیاد پر ہو گا ۔ ہر گاؤں میں پنچائتوں کو جاری کیا جائے گا ۔ سب کے لیے تین سال تک جبری فوجی تربیت اور سب کے لیے سخت

ضرورت کے وقت جبری فوجی خدمت ہو گی - فوجی اور غیر فوجی قوموں کے امتیاز کو مٹا دیا جائے گا - ہندوستان کے ہر صوبے کو مکمل حق ہو گا کہ وہ مرکزی حکومت سے الگ ہو کر کامل طور پر آزاد علاقہ ہو سکے - اور اس طرح ہر پورا "پاکستان" مسلمانوں کو مل جائے گا - ریاستوں کے ساتھ تمام معاہدے بالکل بغیر کسی تبدیلی کے مرکزی حکومت کی طرف منتقل ہوں گے - لیکن سب معاہدے جونہی کہ کوئی ریاست پورے طور پر جمہوری ریاست بن جائے منسوخ ہو جائیں گے اور اس کے بعد جو معاہدے اس جمہوری ریاست سے ہوں گے یک طرفہ نہ ہوں گے بلکہ دو طرفہ ہوں گے - چھوٹی ریاستوں کو بڑی ریاستوں سے ملا دینے کی تجویز پر عمل نہ ہو گا - لیکن چھوٹی ریاستیں ان صوبوں کے ساتھ جو متصل ہیں - اس صوبہ کے "ضلعوں" کے طور پر ملحق ہو سکتی ہیں - جن کے حاکم موروثی حاکم ہوں گے - تمام ریاستوں کا انتظام کونسل شہزادگان کے ذریعہ سے جو پندرہ ممبروں پر مشتمل ہو گی قریب قریب بعینہ اسی طرح سے ہو گا جس طرح سے صدراعظم ہند کی کونسل وزراء انتظام کرتی ہے -

روپیہ کے چالان کا معیار گندم ہو گا اور ایک روپیہ ہمیشہ کے لیے وہ سکہ ہو گا جو ہر وقت ہندوستان کے ہر حصہ میں کم از کم سولہ سیر گندم خرید سکے اور حکومت کی تمام اقتصادی تجویزیں اس طرح پر ترتیب دی جائیں گی کہ ہندوستان میں بھوک کے مسئلے کا پورا حل ہو جائے - آزادی حاصل ہونے کے پندرہ سال کے اندر اندر ایک روپیہ وہ سکہ ہو جائے گا - جو ہر جگہ بتیس سیر گندم خرید سکے - اسی نسبت سے ہر شے سستی ہو گی اور ایک روپیہ میں اتنی چیزیں خریدی جا سکیں گی جتنی کہ آج کل دس روپیہ میں بھی نہیں خریدی جا سکتیں اس طرح پر زمینداروں اور کاشتکاروں کو بھی روپیہ کی اس بڑھی ہوئی قیمت سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے گا - بلکہ بے حد فائدہ ہو گا - ہندوستان کی ساختہ اشیاء کی قیمت ملک سے باہر بھیجتے وقت ہندوستان کی اندرونی قیمت سے تین گنا زیادہ اور ہندوستان کی خام اشیاء کی قیمت ملک سے باہر بھیجتے وقت ہندوستان کی اندرونی قیمت سے چار گنا زیادہ ہوگی تاکہ کوئی اجنبی ملک ہندوستان کی مزدوری اور خام اشیاء کا ناجائز استعمال نہ کر سکے -

عام طور پر بنیادی حقوق ہر آئین میں درج ہوا کرتے ہیں - ان کے علاوہ اس آئین میں حسب ذیل بنیادی حقوق ان بنیادی حقوق پر اضافہ کے طور پر ہوں گے جن کا ذکر اوپر کیا گیا اور یہ سب بنیادی حقوق اسی دن سے نافذ ہوں گے جس دن سے کہ ہندوستان کو آزادی ہو جائے - ہر مفلس ماں کو اپنے ننھے بچے کے لیے دو روپیہ ماہوار دو سال تک ملے گا - ہر مفلس شخص جو ستر برس کا بوڑھا ہے - پانچ روپیہ ماہوار تک پنشن ملے حاملہ اور دودھ دینے والی گاؤں بھینسوں اور دوسرے جانوروں کی پوری حفاظت ہو گی

تاکہ ملک میں دودھ اور گھی کی کثرت ہو ۔ یونانی اور ویدک طریقہ علاج کو عام رواج دے کر رعیت کی عام صحت کو ترقی دی جائی گی ۔ تپدق ، بخار اور کوڑھ کو جڑ سے اکھاڑنے کی پوری تدبیریں کی جائیں گی ۔ کسی شخص کو بغیر مقدمہ چلانے کے نظر بند نہ کیا جائے گا اور کوئی شخص بغیر اس کے علم کے پولیس کی نگرانی میں نہ ہو گا ۔ زیر سماعت ملزموں کی قید کی مدت کو سزا کی مدت میں شمار کیا جائے گا اور اگر کوئی ملزم بری ہو جائے تو حکومت کو اس کے نقصان کا پورا تاوان دینا ہو گا ۔ بدنی سزا موقوف ہوگی ۔ پھانسی کی سزا منسوخ ہو گی ۔ سکھوں کے لیے جھٹکہ کے استعمال کرنے کی آزادی اپنے محلوں میں ہو گی ۔ مسلمانوں کو ہر جگہ اذان دینے کا پورا حق ہو گا ۔ نیز اپنے گھروں میں گائے کی قربانی کا حق ۔ عام جلسوں میں بندے ماترم کے گیت کی ممانعت ہوگی ۔ ہر سکول کے لڑکے یا بیمار کو حق ہو گا کہ سکولوں ، ہسپتالوں کی مخالفانہ مذہبی تعلیم میں شامل اپنی مرضی سے ہو ۔ تمام جبری مزدوری اور بیگار منسوخ ہو گی ۔ مزدور کے لیے نہایت باعزت روزانہ مزدوری کام کرنے کا صحت مند ماحول ، مزدوری کے مقرر گھنٹے ۔ بیماری کی یا اتفاقیہ باتنخواہ رخصت ، پیشہ کی وجہ سے لگی ہوئی بیماریوں کا معقول تاوان ، صحت مند بلا کرایہ مکان ، بچوں کی تعلیم کا عمدہ انتظام نیز مالکوں سے جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے پورے وسائل مہیا کئے جائیں گے مزدور عورتوں کی پوری حفاظت کے سامان مہیا ہوں گے بچوں کی مزدوری ممنوع ہو گی ۔ چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں اور زمینداروں سے زمین کا کوئی لگان وصول نہ ہو گا ، شہری اور دیہاتی ٹیکس دینے والوں میں آہستہ آہستہ برابری کر دی جائے گی (یعنی دونوں جگہ برابر کی سالانہ آمدنی کا ہر شخص ٹیکس دے گا) زمین کے خریدنے کا حق آہستہ آہستہ ہر قوم کو دیا جائے گا ۔ دیہات میں چھوٹی چھوٹی دستکاریاں کو پورے طور پر رائج کیا جائے گا ۔ ان بہادر سپاہیوں کے بچوں کے لیے جو پچھلی دونوں جنگ عظیم میں لڑے ہیں فی بچہ پانچ روپیہ تک پنشن علاوہ اس پنشن کے ملے گی جو ان کو اب مل رہی ہے اور ان کو دیہات میں پھر آباد کرنے میں پوری مدد دی جائے گی ۔ عدالتوں میں مقدمے کم سے کم مدت میں فیصلہ ہوں گے ۔ ان پر خرچ بہت کم ہو گا ۔ کورٹ فیس نہایت کم کر دی جائے گی ۔ جھوٹی شہادتیں اور پولیس کے گواہ ختم کر دیے جائیں گے ۔ دیہاتیوں پر پولیس کا دباؤ باقی نہ رہے گا ۔ زمینداروں کو نہایت تھوڑے شرح سود پر روپیہ قرضہ مل سکے گا ۔ مقدموں کے لیے عدالتیں دیہات میں خود بیٹھا کریں گی ۔ زمینداروں میں مقدمہ بازی کم کر دی جائے گی ۔ مقروض زمینداروں کا ناجائز سود حکومت کے افسر کاٹ دیا کریں گے عدالتوں کے ججوں کو سرکاری افسروں یعنی ایگزیکٹو سے علیحدہ کر دیا جائے گا ۔

پریس کو پوری آزادی ہو گی ۔ مذہبی سرداروں کو حکومت تسلیم کرے گی اور

ان کو درباریوں میں عزت کا وہی درجہ دے گی جو انگریز پادریوں کو دیتے ہیں - سرکاری ملازمتوں کی پوری حفاظت ہو گی اور کوئی شخص معزول نہ کیا جائے گا - جب تک کہ الزام ثابت نہ ہو جائے -

اونچی ذات کے ہندوؤں کے چالیس فی صدی حصے کی تقسیم اس طرح پر ہو گی - بڑی اونچی ذات کے دولت مند ہندو ۲۵ فیصدی - غریب پسماندہ ہندو ۱۰ فیصدی - دڑاور قوم کے غیر برہمن ہندو ۵ فیصدی - مسلمانوں کے چالیس فیصدی حصے کی تقسیم اس طرح پر ہو گی - دولت مند سنی ۲۵ فیصدی دولت مند شیعہ ۵ فیصدی ، غریب مسلمان اور مومن ۱۰ فیصدی ہندوؤں کے ذاتی قانون (پرسنل لا) کی پوری حفاظت ہو گی - مسلمانوں کے شخصی قانون کی پوری حفاظت ہو گی - ہر اسلامی صوبے میں شرعی عدالتیں ہوں گی - جن کا درجہ سرکاری عدالتوں کے برابر ہو گا - ان میں شریعت کا قانون سنی اور شیعہ طریقے پر رائج ہو گا - اوقاف کی آمدنی کے انتظام کے لیے ہر صوبے میں اوقاف کمیشن ہوں گے - اور یہ آمدنی مدرسوں ، مکتبوں ، یتیم خانوں اور دیگر مذہبی درسگاہوں یا گداخانوں اور مزاروں کے انتظام ، تعلیمی درسگاہوں اور کالجوں کو مالی امداد ، طلباء کو وظائف ، مسلمانوں میں خواندگی کی ترقی ، اماموں کو تنخواہیں دینے اور متولیوں اور سجادہ نشینوں کو وظائف دینے میں خرچ ہو گی - ہر صوبے میں تدریجی شرح سے بذریعہ حکومت زکوۃ وصول کرنے کا پختہ انتظام سرکاری تحصیلداروں کے ذریعے سے ہو گا اور یہ زکوٰۃ قرآن حکیم کے رو سے مسکینوں ، فقیروں ، مسافروں قرضخواہوں ، سپاہیوں ، عاملوں اور تالیف قلوب میں صرف ہو گی -

ہر پسماندہ قوم کو ملازمتیں مقرر کردہ تناسب سے ملیں گی - ۱۲ برس تک مفت تعلیم ہو گی - کھڈیوں کی صنعت کی حفاظت حکومت کرے گی - گاؤں ، شاملات دہ آبادی اور بتی کی زمینوں کا استعمال یہ قومیں کر سکیں گی - اچھوتوں کے ساتھ چھوت کا اظہار کرنا جرم ہو گا - جس کی سزا ایک سال تک ہو گی - ان کو ہر گاؤں میں ایک کنواں پانی پینے کے لیے دے گی - عیسائیوں اور اینگلوانڈینوں کو تمام وہ حقوق ملیں گے جو ان کی پوزیشن کے دوسری قوموں کو ملتے ہیں ان کی تعلیمی امدادیں اور ملازمتیں باقی رہیں گی - ان کا شخصی اور خاندانی قانون ان کی ذاتی حیثیت برقرار رہے گی - سکھوں کے لیے علاوہ ان تمام حقوق کے جو اوپر بیان ہوئے پنجابی زبان کے گورمکھی رسم الخط کی پوری حفاظت ہو گی - ان کو پورے امدادی تعلیمی اور ملازمتی حقوق میسر ہوں گے - حق رائے دہندگی کی پوری حفاظت ہو گی - مذہبی اور رام داسی سکھوں کو پورے حقوق ملیں گے جو دوسری اسی درجے کی قوموں کو ملے ہیں - رام گڑھیا سکھوں کو علیحدہ نشستیں ملیں گی - ان کو زمین خریدنے کا حق ہو گا - صنعتی محکموں میں انھیں ترجیح دی جائے گی -

سکھوں کو ان کی آبادی سے تین گنا زیادہ کے ، بدھوں کو بیس گنا زیادہ کے حقوق ہر اسمبلی میں مرکز میں میونسپل باڈیوں میں ملازمتوں میں برابر ملیں گے ۔ مرکز میں بدھوں کو پانچ سیٹیں، پارسیوں کو پانچ سیٹیں ، جین کو پانچ سیٹیں ، جینیوں کو سی پی میں مزید چار سیٹیں ، مرہٹوں کو بمبئی میں آٹھ سیٹیں ملیں گی ۔ جھنڈا آٹھ دھاریوں کا ہو گا جو مختلف رنگوں کی برابر کی ہوں گی اور ہندو ، مسلمان ، اچھوت ، عیسائی سکھ ، جین ، بدھ ، پارسی ، اپنا اپنا رنگ پسند کریں گے سنہ فصلی ہو گا ۔ زبان ہندوستانی ہو گی ۔ سکہ کے ایک طرف ہندو یا مسلمان صدر اعظم کی تصویر ہو گی ۔ سکہ پر عیسائی اور اسلامی سنہ بھی لکھے ہوں گے ۔

امیدواری ٹکٹ حاصل کرنے کی عرضداشت

بخدمت جناب صدر ، جائینٹ پارلیمنٹری بورڈ ۔ ادارہ علیہ ہندیہ اچھرہ لاہور

جناب عالی !

علامہ مشرقی کے خط نمبر ۱۹۷۳۶ محررہ ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹۴۵ء کے جواب میں جس میں ان فائدوں کا اظہار کیا گیا تھا جو ہندوستان کو اپنی تمام قومی طاقت اس امر پر مرکوز کرنے سے حاصل ہوں گے کہ اسمبلیوں میں سب ممبروں کا اتفاق اس متفقہ آئین کو انگریزی حکومت سے منوانے پر ہو جائے جو خاکسار تحریک کی قیادت میں تیار ہوا ہے میں جناب سے گزارش کرتا ہوں کہ میں اگلے انتخاب میں آئینی ٹکٹ پر کھڑا ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے جلد سے جلد اطلاع دیں کہ آیا میرا نام اس حلقہ انتخاب کے لیے جس کی تفصیل نیچے درج ہے منظور ہوا ہے ۔ میں مفصلہ ذیل تفصیلات اپنے اور اپنے علاقہ انتخاب کے متعلق دیتا ہوں ۔

(۲) میرا نام (خوشخط الفاظ میں اور تمام ڈگریوں ، خطابوں اور دیگر لازمات کے ساتھ) حسب ذیل ہے :

____

____

____

میں ــــــــــ صوبہ کی مرکزی/صوبائی اسمبلی کے لیے کھڑا ہونا چاہتا ہوں ، یا میں ــــــــــ صوبہ کی لیجسلیٹو کونسل یا کونسل آف سٹیٹ کے لیے کھڑا ہونا چاہتا ہوں ۔

(۳) میں پچھلے الیکشن میں ــــــ پارٹی کے ٹکٹ پر ــــــ حلقہ انتخاب میں کھڑا ہوا اور ــــــ ووٹ لے کر کامیاب ہوا ۔ یا ــــــ ووٹ لے کر ناکام ہوا ۔ میرے کامیاب مخالف نے ــــــ ووٹ حاصل کیے اور میں بہ لحاظ تعداد ووٹ اس حلقہ انتخاب میں دوسرے/تیسرے نمبر پر تھا ۔ اس حلقہ انتخاب میں ووٹوں کی کل تعداد تقریباً ــــــ تھی ۔

(۴) میں ــــــ صوبہ کے شہری/دیہاتی حلقہ انتخاب کے لیے کھڑا ہونا چاہتا ہوں ۔ جس میں :

اضلاع ــــــــــــــــــــــــــــــــ

تحصلیں ــــــــــــــــــــــــــــــــ

تھانے ــــــــــــــــــــــــــــــــ

ذیلیں ــــــــــــــــــــــــــــــــ

میونسپلٹیاں ــــــــــــــــــــــــــــــــ

چھاؤنیاں ــــــــــــــــــــــــــــــــ

ہیں اور میں ــــــ جماعت یا فرقہ وارانہ گروہ کی طرف سے کھڑا ہونا چاہتا ہوں ۔

(۵) میں مزید مندرجہ ذیل احوال بیان کرتا ہوں ــــــــــــــــــــــــ

ــ

ــ

ــ

ــ

(۶) کم از کم ــــــــ خاکسار مندرجہ بالا حلقہ انتخاب میں مجھے مدد دے کر کامیاب کرنے میں کافی ہوں گے ۔

(۷) میں باقرار صالح وعدہ کرتا ہوں :

(الف) میں ایوان اسمبلی کے تمام دوران تک ، جس کے لیے میں بطور امیدوار کھڑا ہوں ، منتخب ہونے کی صورت میں ، خاکسار آئین کے اس دعوے کی کہ وہ ہندوستان کی قومی زندگی کے بڑے بڑے عنصروں کا متفقہ آئین ہے ۔ پوری تائید کروں گا اور اس دعوے کی حمایت میں ریزولیوشن پیش کرنے سوالات اٹھانے اور ووٹ دینے میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کروں گا ۔ اور آپ کے قائم کردہ بورڈ اور اس کی صوبائی شاخوں کے احکام کی پوری تعمیل کروں گا ۔

(ب) میں اس متفقہ آئین کے پیش نظر "کن سٹی چویلیٹ اسمبلی" (نمائندہ آئینی مجلس) کی تجویز کے خلاف ہوں گا ۔ کیوں کہ اس خیال کا تمام جماعتوں کی طرف سے تسلیم ہو جانا ایک دور کا امکان ہے ۔ اور انگریزی حکومت کی ایک دیر لگانے والی چال ہے ۔ اس کی بجائے ایک "باڈی ری پریزنٹیٹو" (یعنی نمائندہ جماعت) کی تجویز کو ، جو ہندوستان کی تمام پارٹیوں کے ممتاز ترین سترہ نمائندوں پر ، جس کا تعین اس یک جہتی کے بعد خاکسار تحریک نے کیا ہے ، مشتمل ہو گی اور جو اس متفقہ آئین کو انگریزی حکومت کے سامنے پیش کر کے اس کے ساتھ معاہدہ طے کرے گی ۔ زیادہ قابل سمجھ کر اس کی سرگرمی سے تائید کروں گا ۔

(ج) ہر وہ آئین جو کہ دبائی ہوئی اور پسماندہ جماعتوں کو اور تمام فرقہ وارانہ جماعتوں کے حصوں کو یعنی ہندوؤں میں سے (مہاسبھا، سناتنی ، دیوسماج ، آریہ سماج ، برہمو سماج، پسماندہ ہندو اور دراوڑی ہندو وغیرہ) مسلمانوں میں سے (شیعہ ، سنی ، مومن وغیرہ وغیرہ) پسماندہ اقوام ، عیسائیوں ، سکھوں ، جینیوں ، پارسیوں اور بدھوں کو پورے حقوق نہیں دیتا ، میرے لیے قابل قبول نہ ہو گا ۔ اور میں انتہائی قوت کے ساتھ اس کی مخالفت کروں گا ۔ میں اس تمام دوران میں ان جماعتوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے کھڑا رہوں گا ۔

(د) میں خاکسار آئین کے ساتھ اپنی وابستگی کو اس وقت تک تبدیل نہ کروں گا ۔ جب تک کہ انگریزی حکومت کی وعدہ کردہ غیر مشروط آزادی حاصل نہ ہو جائے یا یہ اسمبلی جس کا میں نمائندہ ہوں ٹوٹ نہ جائے ۔ دوسرے معاملات میں جو براہِ راست اس مفاد اور خاکسار آئین کے مفاد سے نہیں ٹکراتے ، ہیں ، ——————جماعت کے ساتھ اپنی ہمدردی رکھنے کے بارے میں آزاد ہوں یا مجھے کسی دوسری جماعت سے ہمدردی نہیں اور میں انڈیپنڈنٹ رہوں گا ۔

(ہ) اگر مذکورہ بالا معاملات میں خاکسار مرکز واقعہ لاہور میرے متعلق مخالف ہونے کا اعلان کرے ۔ تو اپنی سیٹ سے استعفا دے دوں گا ۔ اور اگر میں نے دو مہینے کے اندر استعفا نہ دیا ، تو خاکسار تحریک میرے خلاف مناسب قانونی یا دیگر کارروائی کرنے کی مجاز ہے ۔

(و) میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے میرے انتخاب میں مدد کے لیے مقرر کردہ خاکسار یہ کام بغیر کسی معاوضہ کی امید کے کریں گے ۔

میں ہوں آپ کا نہایت فرمانبردار

—۳۱—

احکام ادارہ عالیہ

دہلی

۷ جنوری نمبر ۵۶۷۸ محمد عمر برنی ناظم احتساب کی سفارش پر الٰہی بخش کو دہلی میں تین ماہ کے لیے سالار عامل احتساب شہر دہلی مقرر کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ دہلی کے کم از کم ایک روزنامے میں تحریک کی نشرو اشاعت کرے اور تراشے محکمہ احتساب ہند ادارہ علیہ لاہور روانہ کرتا جائے۔

وسط ہند

۷ جنوری : نمبر ۵۶۷۹ ڈاکٹر انوار مقیم بھوپال کو حاکم اعلیٰ فضل الٰہی قریشی کی سفارش پر تین ماہ کے لیے ناظم باب السیاست وسطی ہند مقرر کر کے حکم دیا جاتا ہے کہ اٹارسی ہوشنگ آباد اور دوسرے مرکزوں میں مناسب افراد بطور نائب ناظمین مقرر کرے جو اس علاقہ میں محکمہ سیاست کے پروگرام کو جاری کریں اور "آئین پارٹی" کی بنیاد صوبہ وسطی ہند میں ڈالیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر انوار ایک نظامنامہ تیار کر کے ادارہ علیہ میں منظوری کے لیے ایک ماہ کے اندر اندر بھیج دے۔

بھوپال

۷ جنوری : نمبر ۵۶۸۰ محمد الیاس انصاری سالار محلہ بدھوار بھوپال کو چھ ماہ کے لیے سالار عامل طلبا جہانگیریہ ہائی سکول اس شرط پر مقرر کیا جاتا ہے کہ رؤف اللہ خاں کو سالار محلہ بدھوار مقرر کرنے پر حاکم اعلیٰ وسطی ہند کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

سیالکوٹ

۷ جنوری : نمبر ۵۶۸۱ محمد افضل خالد سالار نائب ادارہ علیہ و ناظم انتخابات صوبہ پنجاب کو ان جرموں کی پاداش میں کہ اس نے قائم مقام حاکم اعلیٰ پنجاب ملک

مآخذ : الاصلاح ، ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء ، ص ۱۲

عبدالرحمٰن سے سیالکوٹ سے فوراً واپسی کا وعدہ ۱۰ دسمبر کو کیا ۔ وہاں پر خلاف ضابطہ بطور امیدوار میونسپل الیکشن میں کھڑا ہوا ۔ اور ۹ جنوری تک فرائض سے غافل رہا ۔ اور اس سے پہلے بھی سرگرمی سے کام نہ کیا سرعام پانچ دروں کی سزا کا حکم دیا جاتا ہے عبدالحی بہادر کو حکم دیا جاتا ہے کہ سیالکوٹ جا کر یہ سزا نافذ کرے اور اس کو ادارہ علیہ میں حاضر کرے نیز افضل خالد امیدواری سے دستبردار ہو جائے ۔ ورنہ سخت ترین سزا کا مستحق ہو گا ۔

لکھنو

۷ جنوری : نمبر ۵۶۸۲ عبدالعزیز صحرائی ذاتی معاون قائم مقام حاکم اعلیٰ یوپی غربی کو اس جرم کی پاداش میں کہ وہ بلا اجازت بنگال گیا اور ایسے نازک موقعہ پر انتخاب کے کام میں سخت تساہل کیا ۔ سردست ایک درے کی سزا سرعام دی جائے قائم مقام حاکم اعلیٰ اس سزا کو خود دے ۔

دہلی

۸ جنوری نمبر ۵۶۸۳ بشر الور قائم مقام حاکم اعلیٰ دہلی کو حکم دیا جاتا ہے کہ چونکہ پنجاب میں پالنگ کی تاریخیں یکم فروری سے شروع ہیں اور ابھی تک رہتک ، کرنال ، اور گوڑگانواں کے اضلاع سے کافی امیدوار آئینی ٹکٹ پر کھڑے نہیں ہوئے ، اس لیے اس حکمنامے کے پہنچتے ہی تین مضبوط خاکساروں کے دستے جن میں ہر دستے میں کم از کم پندرہ بیس خاکسار ہوں ان تینوں اضلاع میں مناسب اشخاص مثلاً چوہدری ظہور احمد جالباز ، محمد اختر جالباز اور شہزادہ خلیق احمد درانی کی سرکردگی میں روانہ کرے تاکہ اگلے چند دنوں میں مختلف امیدواروں سے آئینی ٹکٹ پر دستخط کرا کر ادارہ علیہ میں بھیجیں اور دستخط بھیجنے کے فوراً بعد اُن امیدواروں کو جن کی کامیابی یقینی ہو سکتی ہے مدد میں لگ جائیں ۔ یہ تمام دستے پالنگ کے اختتام تک ان اضلاع میں رہیں اور آئینی ٹکٹ کے امیدواروں کو کامیاب کرانے میں اپنا پورا زور لگا دیں حاکم اعلیٰ دہلی بذات خود ان اضلاع میں دورہ کرے اور جب تک کثرت سے امیدوار پیدا کر کے خاکسار سپاہیوں کی پوری تقسیم عمل نہ کر لے اور امیدواروں کی کامیابی کے متعلق اطمینان حاصل نہ کر لے وہاں سے نہ ہٹے اور دہلی واپس نہ آئے ۔ اس سلسلے میں اگر سید محمود شاہ رہتک آئینی ٹکٹ پر دستخط کرنے کے لیے تیار ہے تو دستخط کرا کر اس کی پوری مدد کی جائے ۔ باقی حلقوں میں یونینسٹ پارٹی کے امیدواروں کے دستخط کرا کر ان کی مدد کی جائے اور انہیں کہا جائے کہ پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کے اکثر امیدواروں نے دستخط کر دیے ہیں کیونکہ وزیر اعظم پنجاب نے اپنی پارٹی کو آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہونے کی عام اجازت دے دی ہے ۔

نجیب آباد

۸ جنوری نمبر ۵٦۸۴ محمد امین نائب حاکم اعلیٰ کی برطرفی کے سلسلے میں جو ادارہ علیہ کی منظوری کے بغیر ہوئی ۔ نیز شیخ چھدو سالار شہر نجیب آباد کی معزولی کے سلسلے میں حسب فیصلہ عبدالصمد سراج الدین ذاتی معاون حاکم اعلیٰ یوپی محمد امین کو چھ ماہ کے لیے خاکسار کیا جاتا ہے اور مراد آباد کا ضلع قدیر شمسی نائب حاکم اعلیٰ کے ماتحت اور بجنور کا ضلع سید محمد علی نائب حاکم اعلیٰ میرٹھ کمشنری کے ماتحت عارضی طور پر کیا جاتا ہے ۔ حاکم اعلیٰ یو پی تشریح کرے کہ یہ برطرفی ادارہ علیہ کی تلغرافی منظوری کے بغیر کیوں ہوئی ۔ اس کو یاد دلایا جاتا ہے کہ نائب حاکم اعلیٰ کے عہدے کا عزل و نصب صرف ادارہ علیہ کے اختیار میں ہے ۔ اور براہ راست منظوری کے بغیر نہیں ہو سکتی ۔

بجنور ، نجیب آباد

۸ جنوری : نمبر ۵٦۸۵ حکم نمبر ۵٦۸۴ کے سلسلے میں جس کا اجرا ۸ فروری ۱۹۳٦ء کو ہوا ۔ سید محمد علی نائب حاکم اعلیٰ کمشنری میرٹھ کی سفارش پر حسب ذیل تقرریاں چھ ماہ کے لیے کی جاتی ہیں :

عبدالقادر خاں	سالار ضلع بجنور
امان اللہ خاں	سالار شہر نجیب آباد
عبدالرحمٰن عرف جانباز	سالار محلہ پٹھان پورہ
حکمت اللہ	سالار محلہ ضابطہ گنج
حکیم علی احمد جانباز	سالار محلہ رمپورہ دستو مالن
نیاز علی پانی پتی	سالار محتسب بجنور

ذاتی معاون سالار ضلع ۔ ذاتی معاون سالار شہر سالار قریشی برادری وغیرہ جن کا ذکر سید محمد علی نائب حاکم اعلیٰ نے کیا ہے کوئی عہدے نہیں اور ان پر کوئی تقرری نہ کی جائے ۔ سالاران ادارہ محلہ پٹھان پورہ ضابطہ گنج ، رمپورہ دستو مالن کی تقرریاں حسب مرضی کر دی جائیں ۔

لاہور

(۱) ۸ جنوری ۱۹۳۸ء نمبر ۵٦۸٦ کے اپریل میں صوفی عبدالعزیز زاہدی سالار تبلیغ صوبہ سندھ مقیم دل کشا بلڈنگ کشمیری دروازہ لاہور کو خالق دین ہال کراچی میں نامناسب تقریر کرنے کے سلسلے میں خاکسار تحریک سے پانچ سال کے لیے خارج کیا گیا تھا ۔ چونکہ صوفی عبدالعزیز نے اس امر کا اقرار کیا ہے ۔ کہ وہ آئندہ کوئی ایسی نامناسب

بات نہ کرے گا اور تحریک کے لیے سرگرمی سے کام کرے گا اس لیے اس کو آج کی تاریخ سے پھر خاکسار تحریک میں داخل کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے آپ کو باب عالی پنجاب میں پیش کر کے مناسب احکام حاصل کرے

(۲) ۸ جنوری غـازی محمد اسحاق خاکسار پیسہ اخبار سٹریٹ سابق ناظم اعلیٰ پنجاب کو حکم دیا جاتا ہے کہ لاہور کارپوریشن انتخاب سے اپنا نـام واپس لے ورنہ سخت ترین سزا کا مستحق ہوگا۔

(۳) فیروزالدین شیشہ گر خاکسار کو تحریک سے تین ماہ کے لیے اس کی بد عملی کے صلے میں خارج کیا جاتا ہے۔

آزاد ہند فوج

۸ جنوری نمبر ۵۶۸۷ کپتان شاہ نواز خاں کپتان پریم کمار سہگل، اور لفٹیننٹ ڈھلوں کو جو آزاد ہند فوج میں میجر جنرل، اور کرنل کے عہدوں پر تھے بیرون ہند میں ان کی بے مثال مردانگی کے صلے میں جو انھوں نے اپنے اتحاد عمل تنظیم اور حکومت انگریزی کے مقابلہ میں دکھلائی بہادر کا خطاب عطا کیا جاتا ہے۔

صوبہ سندھ

۸ جنوری نمبر ۵۶۸۸ صوبہ سندھ میں انتخابات کے سلسلے میں حسب ذیل تقرریاں کی جاتی ہیں۔

میر علی احمد خاں تالپور	ناظم اعلیٰ انتخابات صوبہ سندھ
کریم بخش خاں نظامانی (محمد عیسیٰ نظامانی)	نائب ناظم اعلیٰ انتخابات صوبہ سندھ (ذاتی معاون)
(۱) نصیر محمد خاں بی اے ایل ایل بی (احمد شیر)	نائب ناظم اعلیٰ انتخابات لوئر سندھ (ناظم مرکز)
(۲) میر لیک محمد تالپر (محمد حسین بلوچ)	نائب ناظم اعلیٰ انتخابات لوئر سندھ (ناظم مرکز)
(۳) اللہ داد شجراہ بی اے ایل ایل بی (علی اکبر کلہوڑو)	نائب ناظم اعلیٰ انتخابات اپر سندھ (ناظم مرکز)

—۳۲—

صوبائی اسمبلیوں کے امیدوار جن کو ادارہ علیہ کی منظوری سے خاکسار آئینی ٹکٹ دیا گیا

تمام صوبوں سے ہر پارٹی کے امیدوار خاکسار آئین کی حمایت میں - وزیر اعظم پنجاب کی طرف سے یونینیسٹ پارٹی کو عام اجازت ، صوبہ سندھ کی تمام مسلم لیگ کے امیدوار آئینی ٹکٹ پر

آئینی ٹکٹ کے پابندوں کی پہلی فہرست

خاکسار مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کی سفارش پر ادارہ علیہ ہندیہ نے صوبائی اسمبلیوں کے حسب ذیل امید واروں کو خاکسار آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہونے کی اجازت اس وقت تک دی ہے - یہ پہلی فہرست اس لیے شائع کی جاتی ہے کہ ناظمان انتخابات اپنے اپنے علاقوں میں ان امیدواروں کو کامیاب کرنے کے لیے سرگرمیاں فـورا شروع کر دیں - صوبہ پنجاب میں اس وقت تک چند لاریاں مختلف اضلاع میں بہ سرکردگی نور محمد کربلائی برائے ملتان ڈویژن ملک محمد اکرم خاں (برائے راولپنڈی سرکل عبدالحی برائے راولپنڈی ڈویژن فضل الحق برائے منٹگمری و چوہدری فضل الدین برائے جالندھر سرکل میاں محمد شریف (برائے گجرات) تمام خاکساروں کو باعمل کرنے ، بے عمل خاکساروں کو بیدار کرنے ، نئی جماعتوں کو پیدا کرنے ، اضلاع میں خاکسار آئین کی نشـرو اشاعت کرنے اور آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدواروں کا پروپیگنڈہ کرنے کے لیے روانہ ہو چکی ہیں صوبہ سندھ میں زیر سرکردگی حاکم اعلیٰ فیض محمد و ناظم اعلیٰ انتخاب میر علی احمد خاں و نائب ناظمان اعلیٰ انتخاب میر کریم بخش و نصیر محمد خاں لاریاں اپر اور لوئـر سندھ میں دورے کے لیے روانہ ہو چکی ہیں - صوبہ سرحد میں زیر سرکردگی میاں احمد شاہ ناظم اعلیٰ

مآخذ : الاصلاح ، ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء ، ص ۸

التخاب و خان گل نائب ناظم اعلی التخاب دورے کرنے کے احکام مل چکے ہیں ۔ اور توقع ہے کہ صوبہ پنجاب میں مزید سات لاریاں جلد از جلد دوروں کے لیے روانہ ہو جائیں گی ۔ باقی صوبجات میں عمل نہایت سرگرمی سے ہو رہا ہے اور جن میں ابھی تک کافی تعداد میں ممبر آئینی ٹکٹ پر کھڑے نہیں ہوئے ان کے ناظمان التخاب کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنی کوششیں جلد از جلد کئی گنا زیادہ کر دیں تاکہ کوئی صوبہ کسی دوسرے صوبے سے پیچھے نہ رہے ۔ صوبہ بہار سے ابھی ابھی خبر پہنچی ہے کہ وہاں ہر سردست چوبیس امیدوار آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہو چکے ہیں حاکمان اعلی صوبہ جات اور ناظمان اعلی التخاب کو تنبیہ کی جاتی ہے ۔ کہ صوبجات پنجاب ، سندھ میں کامیابی ابھی آخری حد تک نہیں پہنچی بلکہ روز بروز خاکسار سپاہی ہر طرف پھیل گئے ہیں اور خاکسار آئین کی تائید کے لئے اقرار نامے روز بروز پہنچ رہے ہیں ۔ ان صوبوں میں کئی ایسی نشستیں تھیں جن کے امیدواروں نے آئینی اقرار ناموں پر بلالحاظ پارٹی دستخط کیے اور بالآخر مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کو صرف اس امیدوار کو ٹکٹ دینی پڑی جس کی کامیابی کا ہر لحاظ سے یقین تھا ۔ حاکمان اعلی اور ناظمان اعلی التخاب ہر سیٹ کے ہر امیدوار سے آئینی اقرار نامہ دستخط کرانے کی کوشش کریں اور ساتھ ہی ٹکٹ کے لیے اپنی سفارش اس شخص کے حق میں کریں جس کی کامیابی کی انھیں پوری امید ہے توقع ہے کہ پالنگ سے پہلے ہر صوبے حتیٰ کہ صوبہ مدارس میں بھی ایک کثیر جماعت آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہونے کے لیے تیار ہو جائے گی اور کسی صوبہ کو اس بارے میں شرمندگی حاصل نہ ہوگی ادارہ علیہ کی طرف سے خاکسار آئینی ٹکٹ پانچ سو روپیہ کے قرطاس اعزازی کی پشت پر قائد تحریک کے دستخط سے ہو گا ۔

۹ جنوری ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے شب ۔

عنایت اللہ المشرقی

بحیثیت ادارہ علیہ ہندیہ

صوبہ پنجاب

نام نشست	آئینی ٹکٹ حاصل کرنے والا امیدوار	جس پارٹی سے متعلق ہے
سیالکوٹ شمالی مسلم دیہاتی	چوہدری غلام جیلانی	یونینسٹ
امرتسر مسلم دیہاتی	چوہدری عبدالحق	"
انبالہ مسلم دیہاتی	محمد انوار حسین بی اے ایل ایل بی	"
لائل پور مسلم دیہاتی	ملک رب نواز خان ٹوانہ	یونینسٹ

ٹوبہ ٹیک سنگھ مسلم دیہاتی	پیر ناصرالدین	یونینسٹ
جھنگ مرکزی مسلم	مہر عنایت خاں سیال	"
جنوب مشرق گجرات مسلم دیہاتی	چوہدری محمد اشرف	"
مشرق گجرات مسلم دیہاتی	خانصاحب چوہدری اصغر علی	"
جنوب مغربی گجرات مسلم دیہاتی	خاں صاحب چوہدری پیر محمد	"
شمالی گجرات مسلم دیہاتی	میاں فتح محمد	"
شمال مغربی گجرات مسلم دیہاتی	چوہدری احمد یار خاں	"
شمالی مظفر گڑھ مسلم دیہاتی	خاں صاحب ملک قادر بخش	"
مشرقی گوجرانوالہ مسلم دیہاتی	خان بہادر محمد حسین ایڈووکیٹ	"
شمالی گوجرانوالہ مسلم دیہاتی	میجر محمد عبداللہ خاں	آزاد
مغربی ہوشیار پور مسلم دیہاتی	رانا محمد حسین خاں	یونینسٹ
فیروز پور مرکزی مسلم دیہاتی	پیر محمد سرور	"
اوکاڑہ مسلم دیہاتی	چوہدری نور محمد	"
جالندھر جنوبی مسلم دیہاتی	چوہدری سمیع اللہ	"
جنوب مشرق قصبات مسلم شہری	غازی محموددھر سیال	مسلم لیگ
راولپنڈی صدر	شیر زمان خاں	آزاد
راولپنڈی مشرق مسلم دیہاتی	خان بہادر راجہ فتح خاں	یونینسٹ
راولپنڈی ڈویژن قصباتی	ڈاکٹر محمد عالم	"
امرتسر و سیالکوٹ	بھگت ہنس راج یونینسٹ	پسماندہ اقوام
حافظ آباد مسلم دیہاتی	چوہدری غلام علی	یونینسٹ
شیخوپورہ تحصیل	ملک خان محمد واگہ	"
ننکانہ صاحب تحصیل	چوہدری حسین علی	"
کرنال دیہاتی	چوہدری محمد یحییٰ وکیل	"
جنوبی قصبات	سید محمود شاہ ایڈووکیٹ	آزاد
سیالکوٹ جنوبی	محمد عبداللہ خاں - ایم - اے	احرار آزاد
مشرق پنجاب نان یونین لیبر	بشیر احمد بختیار	مزدور
ملتان تحصیل	نواب سرمرید حسین	یونینسٹ
ملتان ڈویژن قصباتی	سیف الدین شاہ گیلانی	مسلم لیگ
لودھراں	ملک محمد نواز	یونینسٹ
کبیر والا	سید محمد جلیل شاہ گردیزی	"

اندرون لاہور شہر	خان بہادر ملک محمدالدین	آزاد
منٹگمری	ملک فتح محمد شیر	یونینیسٹ
شاہ پور	سلطان احمد	„
شمالی کرنال دیہاتی جنوبی	بالمکند بالمیکی	„
تحصیل گوجر خان مسلم دیہاتی	علی رضا خان	„
لدھیانہ مسلم دیہاتی	مولوی محمد شفیع بلیڈر	„
ابھی زیر تجویز ہے		

صوبہ سندھ

نام نشست	آئینی ٹکٹ حاصل کرنے والا امیدوار	جس پارٹی کے متعلق ہے
ضلع حیدر آباد جنوبی مغربی حیدر آباد	سردار بہادر میر حاجی حسین بخش خان تالپور	مسلم لیگ و بلوچ پارٹی
بدین ٹنڈو باگو	خانبہادر میر غلام علیخان وزیر	„ „ „
حیدر آباد (میونسپلٹی)	میر علی احمد خان تالپور	بلوچ پارٹی
ضلع تھرپارکر	مخدوم غلام حیدر آف ہالہ	مسلم لیگ و بلوچ پارٹی
„ „	خان بہادر غلام محمد وسان	„ „ „
„ „	ملک محمد خان	„ „ „
ضلع نواب شاہ	رئیس علی محمد خان مری	„ „ „
„ „	حاجی غلام رسول خان جتوئی	„ „ „
„ „	سید نور محمد شاہ	„ „ „
ضلع سکھر	سردار بہادر قیصر خان بوزدار	„ „ „
	علی گوہر مہر	
ضلع لاڑکانہ	نواب محمد خان چانڈیو	„ „ „
لاڑکانہ خاص	محمد ایوب کھوڑو	„ „ „
„ „	نواب امیر علی لاہوری	„ „ „
„ „	قاضی فضل اللہ	„ „ „
ضلع نواب شاہ	سردار نور محمد خان بجارانی	„ „ „
„ „	میر جعفر خان جمالی	„ „ „

ضلع داؤد	پیر الٰہی بخش	مسلم لیگ
" "	شہمیر خان	" "
ضلع کراچی	خان بہادر حاجی فضل محمد قاری (بلوچ)	
" "	محمد یوسف چالدیو	مسلم لیگ
" "	مولوی محمد عثمان	جمعیۃ العلما
حلقہ زمینداراں	میراللہ بچایو خان تالپور	مسلم لیگ بلوچ پارٹی

صدر بلوچ کانفرنس کا تحریری اقرار نامہ

سردار بہادر میر حاجی حسین بخش خان تالپور صدر آل انڈیا بلوچ کانفرنس نے بحیثیت صدر خاکسار تحریک کے آئینی اقرار نامے پر دستخط کر کے حسب ذیل مزید تحریری اقرار نامہ کیا ہے -

(۱) میں خاکسار آئین کے ساتھ اپنی وابستگی کو اس وقت تک تبدیل نہ کروں گا جب تک کہ انگریزی حکومت کی وعدہ کردہ مشروط آزادی حاصل نہ ہو جائے یا یہ اسمبلی جس کا میں نمایندہ ہوں ٹوٹ نہ جائے دوسرے معاملات میں جو اس مفاد سے نہیں ٹکراتے ہیں بلوچ پارٹی اور مسلم لیگ کے ساتھ اپنی ہمدردی رکھنے کے بارے میں آزاد ہوں -

(۲) اگر مذکورہ بالا معاملات میں خاکسار مرکز واقعہ لاہور میرے متعلق مخالف ہونے کا اعلان کرے تو میں اپنی سیٹ سے استعفیٰ دے دوں - اگر میں نے دو مہینے کے اندر استعفیٰ نہ دیا تو خاکسار تحریک میرے خلاف مناسب قانونی یا دیگر کارروائی کرنے کی مجاز ہے -

(۳) میں اپنے بارے میں اور میری بلوچ پارٹی کے مذکورہ بالا چوبیس امیدواروں کے بارے میں بحیثیت صدر اقرار کرتا ہوں کہ ہم خاکسار آئین کو آگے دھکیلیں گے اور اس کی تائید کریں گے فہرست اس اقرار نامہ کے ساتھ ملحق ہے میں اور میری پارٹی آن شرائط سے جو انگریزی خط نمبر ۱۹۷۲۶ کے صفحہ ۸ پر درج ہیں کلی طور پر متفق ہیں -

(۴) اگر میری پارٹی کا کوئی امیدوار منتخب ہونے کے بعد میرے احکام کی جو اس آئین کی کلی تائید کے بارے میں ہوں تعمیل سے انکار کرتا ہے تو میں اس امر کا ذمہ دار ہوں کہ اسمبلی کے دوسرے امیدواروں سے چوبیس کی تعداد پوری کروں ورنہ نافرمان ممبروں کو استعفیٰ دینا پڑے گا -

میں ہوں آپ کا فرمانبردار

۱۵ دسمبر ۱۹۴۵ء (دستخط) میر حاجی حسین بخش خان

اس اقرار نامے کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ سوائے سندھ کے ان امیدواروں کے خلاف شک و شبہ کیا جائے اس لیے ادارہ علیہ ہندیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کو خاکسار آئین کا ٹکٹ دے دیا جائے تاہم سندھ کی سیاسیات چونکہ بہت پیچیدہ ہیں اور ان کو خاطر خواہ طور پر حل کرنا آسان نہیں حسب ذیل مزید اطلاعات جو اس بارے میں ملی ہیں حسب ذیل ہیں ۔

۱۔ بیگم داؤد پوٹہ : جو کراچی کے مسلم مستورات کے حلقہ سے کھڑی ہیں ابھی ابھی مسلم لیگ سے خارج کی گئی ہیں اور جی ایم سید پارٹی سے متعلق اور خاکسار تحریک کے خاندان سے ہیں اور ان کی والدہ محترمہ قائد تحریک سے حیدر آباد سندھ میں ملی تھیں اور مدد چاہتی تھیں ادارہ علیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ بیگم داؤد پوٹہ کو آئینی اقرار نامہ پر دستخط کرانے کے بعد ٹکٹ دے دیا جائے اور ان کی پوری مدد کی جائے۔

۲۔ رئیس غلام مصطفیٰ بھرگری نے جو خاکسار تحریک میں امیر خاص جانبازان ہند ہیں آئینی ٹکٹ پر دستخط کر دیے ہیں وہ جی ایم سید گروپ میں سے ہیں اور مسلم لیگ نے ابھی ابھی ان کو خارج کر دیا ہے انھوں نے اقرار کیا کہ انھوں نے کوئی استعفا خاکسار تحریک سے نہیں دیا تھا اور نہ کوئی اعلان اس بارے میں ان کی مرضی سے شائع ہوا ۔ انھوں نے خاکسار تحریک کے انتخابی پروپاغنڈہ کے لیے ایک لاری مع مکمل سامان دینے کا اقرار کیا ۔ وہ اس وقت میر امام بخش خان کے مقابلے میں ضلع تھرپارکر سے کھڑے ہوئے ہیں ۔ ادارہ علیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس صورت میں میر امام بخش خان اور رئیس غلام مصطفیٰ بھرگری کے بارے میں خاکسار تحریک بالکل غیر جانبدار رہے۔ کیونکہ جو امیدوار بھی ان دونوں میں سے کامیاب ہو گا وہ آئینی ٹکٹ پر ہو گا ۔

۳۔ پیر عالی شاہ جیلانی سجادہ نشین درگاہ شاہ قادری نے خاکسار آئینی ٹکٹ پر دستخط کر دیے ہیں وہ اس وقت خان بہادر میر غلام علی خاں وزیر سندھ کے مقابلے پر کھڑے ہیں بدین سے سلطان احمد خاکسار کا حسب ذیل جوابی تار ۳۰ دسمبر کو پہنچا "میر علی احمد ناظم اعلیٰ انتخابات نے میر علی خاں کے حق میں احکام جاری کر دیے ہیں لیکن حاکم اعلیٰ نے ابھی تک کوئی حکم جاری نہیں کیا میر غلام علی نے ابھی تک بالضابطہ آئینی اقرار نامہ پر دستخط نہیں کیے خاکسار سخت پریشانی میں ہیں کہ کس کو مدد دی جائے ۔ ادارہ علیہ کے فیصلے کی التجا کی جاتی ہے ۔ ادارہ علیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس نشست پر بھی خاکسار بالکل غیر جانبدار رہیں کیونکہ جو امیدوار بھی ان دونوں میں سے کامیاب ہو گا وہ آئینی ٹکٹ پر ہو گا ۔

۴۔ لاڑکانہ کی نشستوں پر حسب ذیل امیدوار مقابلے میں کھڑے ہیں نواب میر محمد خاں چانڈیو کے مقابلہ میں دوست محمد پکسو خان بہادر محمد ایوب کھوڑو کے مقابلہ میں

خان بہادر احمد خان بھٹو قاضی فضل اللہ محمد ایوب کھرو کے مقابلہ میں سردار نبی بخش بھٹو نواب امیر علی خان کے مقابلہ میں حسن علی خان اسران دائیں ہاتھ کے نام بلوچ پارٹی کے ہیں اور مسلم لیگی ہیں جن کا معاہدہ اوپر لکھا گیا بائیں ہاتھ کے نام خان بہادر احمد خان بھٹو کی پارٹی کے ہیں اور ان کا نام راشدی گروپ ہے ۔ ان چاروں اشخاص نے آئینی پارٹی کے اقرار نامے پر باضابطہ دستخط کر دیے ہیں ۔ اس سلسلے میں احمد خاں لانکاہ ایڈووکیٹ سالار ضلع لاڑکانہ کا حسب ذیل خط ادارہ علیہ میں پہنچا ہے ۔

لاڑکانہ ضلع کی چاروں اسمبلی کی سیٹوں کے امیدواروں نے آئین مشرق کو تسلیم کرتے ہوئے خاکسار پلیج پر دستخط کر دیے ہیں لاڑکانہ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے مودبانہ گزارش ہے ۔ کہ ادارہ علیہ بلادیر ریاست بہاولپور جودھپور اور صوبہ بلوچستان کے خاکساروں کو حکم بھیجے کہ وہ فوراً لاڑکانہ پہنچ جائیں اور ناظم اعلیٰ بلوچستان محترم عبدالصمد خاں خود جیش لے کر یہاں پہنچ جائے ۔ خاکساروں نے عزم کر لیا ہے کہ وہ اپنی تمام قوت لاڑکانہ میں صرف کر دیں گے ضروری التماس یہ ہے کہ آپ خاکسار غلام مہدی ابڑاؤ کے نام خاص حکم نافذ کریں کہ وہ خود اور اپنے تمام آدمیوں کے ووٹ خاکسار آئین پر کھڑے ہونے والے امیدوار کو دے ۔ اس حکم نامہ پر آپ کے دستخط ہونے چاہییں یہ بہت اہم ہے کیونکہ جس کو غلام مہندی ووٹ دے گا وہی لاڑکانہ میں کامیاب ہو گا اب کچھ وجوہات کی بنا پر وہ خاکسار امیدوار کو ووٹ نہیں دلوا رہا ۔ براہِ کرم حکمنامہ بذریعہ پوسٹ بھیجیں مگر اس سے پہلے میری معرفت تار میں حکم صادر کریں" ۔

(الف) ادارہ علیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ان چار سیٹوں پر بھی (بشرطیکہ حاکم اعلیٰ فیض محمد خاں اس سے اتفاق کرے) خاکسار غیر جانبدار رہیں ادارہ علیہ میں اس وقت تک صرف خان بہادر احمد خان بھٹو کی طرف سے آئینی قرار نامہ ملا ہے لیکن علی محمد راشدی کی طرف سے جن کے نام سے یہ گروپ موسوم ہے ۲۷ دسمبر کو تار پہنچی تھی جو حسب ذیل ہے ۔

"لاڑکانہ کی نشستوں کے متعلق کوئی خاطرخواہ مدد خاکساروں کی طرف سے نہیں ملی چاروں نشستوں کے امیدواروں نے آئینی اقرار ناموں پر دستخط کر دیے ہیں لاڑکانہ کی نشستیں نہایت اہم ہیں اور سیاسیات سندھ میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں خاکساروں کو اس جگہ مرکوز ہو جانا چاہیے ۔ مہربانی کر کے بہاولپور اور جودھپور کے خاکساروں کو حکم دیں کہ وہ فوراً لاڑکانہ پہنچیں ۔ مہربانی کر کے بذریعہ تار جواب دیں ۔" اس لحاظ سے اگر حاکم اعلیٰ کے پاس باقی تین اقرار نامے پہنچ چکے ہیں تو بذریعہ تار اطلاع دے اور اقرار نامے بھیج دے اگر حاکم اعلیٰ سندھ مذکورہ بالا فیصلہ سے اتفاق نہ کرے

تو بذریعہ تار اپنی رائے سے فوراً مطلع کرے ۔

(ب) عبدالصمد ناظم اعلیٰ صوبہ بلوچستان ، بشیر احمد سالار جودھپور اور محبوب سبحانی سالار خانپور کو حکم دیا جاتا ہے کہ تیس تیس خاکساروں کے تین دستے اس حکم کے پہنچتے ہی سندھ پہنچنے کے لیے تیـــار رہیں اور اگر حاکم اعلیٰ سندھ انہیں بذریعہ تار طلب کرے تو فوراً حاکم اعلیٰ کے پاس پہنچ جائیں دستوں کی تیاری میں ہرگز دیر نہ ہو کیونکہ وقت نہایت تھوڑا ہے ۔

(ج) خاکساروں کے ان چار سیٹوں پر غیر جانبدار رہنے سے اتفاق اگر حاکم اعلیٰ فیض محمد کرے تو اس صورت میں غلام مہدی خاکسار اپنے ووٹ جس طرف چاہے اپنی مرضی سے اور نہایت خاموشی سے دے ۔

(د) اگر نواب میر محمد خاں چانڈیو خانبہادر محمد ایوب کھوڑو قاضی فضل اللہ نواب امیر علی خاں ، علیحدہ علیحدہ ، چار آئینی اقرار نامے علاوہ اس اقرار کے جو سردار بہادر میر حسین بخش خاں نے ان کی طرف سے کیا ہے بھر دیں تو حاکم اعلیٰ فیض محمد کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان چاروں کی مدد کی جائے اور اس صورت میں غلام مہدی بھی انہی کی مدد کرے ۔

۵۔ ڈاکٹر حاجی غلام حسین قاسم کراچی کے حلقہ سے مولوی عثمان کے مقابلے میں کھڑے ہیں اور انھوں نے بھی آئینی اقرار نامے پر دستخط کر دیے ہیں ۔ ڈاکٹر حاجی کی ہمدردیاں مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور محمد عثمان کی جمیعتہ العلما کے ساتھ ہیں ڈاکٹر حـــاجی چار دفعہ میونسپل کونسلر منتخب ہو چکے ہیں ایسی حالت میں کہ مولوی عثمان بلوچ پارٹی میں شامل کیے گئے ہیں ادارہ علیہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس سیٹ پر بھی خاکسار غیر جانبدار رہیں ۔

۶۔ میر ملک محمد خاں ڈیہلو میتھی التکر پارکر اور چھچھارو کی سیٹ پر کھڑے ہیں اور آئینی اقرار نامے پر دستخط کر چکے ہیں حـــاکم اعلیٰ فیض محمد اس سیٹ پر میر ملک محمد خاں کو انتہائی مدد دے بشرطیکہ اس سیٹ کا ٹکـــراؤ بلوچ پارٹی کے چوبیس امیدواروں سے نہ ہو اس صورت میں خاکسار غیر جانبدار رہے ۔

۷۔ خاں محمد نظاماتی اور غلام محمد خاں لغاری ابو ظفر ٹینڈ والہ یار اور سٹی سے آزاد جمیعتہ العلما کی طرف سے ضلع تھرپارکر کی تحصیل میر پور خاص، ڈگری بھار والا احمس آباد سے آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہیں حاکم اعلیٰ فیض محمد ان دونوں کی مدد کرے بشرطیکہ بلوچ پارٹی کے چوبیس امیدواروں سے ٹکراؤ نہ ہو ورنہ غیر جانبدار رہے ۔

۸- جی ایم سید گروپ کے متعلق احکام - محترم جی ایم سید سے قائد تحریک کی ملاقات سندھ میں نہ ہو سکی کیونکہ انھوں نے ۲۳ دسمبر کو ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی معلوم ہوا ہے کہ حسب ذیل اصحاب کو مسلم لیگ نے خارج کر دیا ہے :

(۱) جی ایم سید (۲) سید محمد علی شاہ (۳) پیر قربان علی شاہ (۴) سید حسن بخش شاہ (۵) خان بہادر الہ بخش گبول (۶) سید غلام حیدر شاہ (۷) غلام رسول بھرگری غلام مجتبیٰ بھرگری (۹) پیر غلام حیدر شاہ (۱۰) بیگم داؤد پوٹہ ، ان دس امیدواروں میں سے یعنی بیگم داؤد پوٹہ اور رئیس غلام مصطفیٰ بھرگری کے متعلق احکام اوپر دے دیے ہیں محترم غلام رسول بھرگری غالباً رئیس غلام مصطفیٰ کے بھائی ہیں چونکہ خاکسار تحریک بے بہہ اور باہمہ ہے جی ایم سید سے اگر سندھ میں سمجھوتہ ہو جاتا تو ہم خاکسار اُن کی جماعت کی مدد کرتے لیکن وقت نہ مل سکا اب حاکم اعلیٰ فیض محمد اور ناظم اعلیٰ انتخابات کو حکم دیا جاتا ہے کہ اگر ان باقی چھ اصحاب میں سے کوئی صاحب آئینی اقرار نامہ پر دستخط کر دے تو اس کی ممکن مدد کی جائے بشرطیکہ اس سیٹ پر بلوچ پارٹی سے ٹکراؤ نہ ہو اگر ٹکراؤ ہو تو اُس سیٹ پر غیر جانب رہیں -

۹- حسب ذیل امیدواروں میں سے اگر کوئی امیدوار آئینی اقرار نامہ پر دستخط کر دے تو حاکم اعلیٰ فیض محمد کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی ممکن مدد کی جائے -

(۱) میر بندہ نبی خان رئیس خان محمد (حیدرآباد سندھ) (۲) سہراب خان (جیکب آباد) (۳) علی اکبر شاہ (دادو) (۴) غلام نبی ڈھیرج (نواب شاہ) محمد اعظم نواب شاہ (۶) میر مقبول خان کراچی

۱۰- حاجی مولا بخش گروپ کے متعلق احکام - ان پارٹیوں کے علاوہ ایک حاجی مولا بخش پارٹی سندھ میں ہے جو محترم خان بہادر اللہ بخش مرحوم سابق وزیر اعظم کے بھائی ہیں اگر اس پارٹی کے ممبر مثلاً حاجی مولا بخش ، پیرزادہ عبدالستار ، دادن خان لنڈ وغیرہ ہم خاکسار آئینی اقرار ناموں پر دستخط کر دیں تو حاکم اعلیٰ فیض محمد کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان کی مدد کی جائے بشرطیکہ بلوچ پارٹی کی کسی سیٹ سے ٹکراؤ نہ ہو اگر ٹکراؤ ہو تو خاکسار اُس سیٹ پر غیر جانبدار رہیں -

۱۱- وزیر اعظم سندھ کے متعلق احکام - محترم غلام حسین ہدایت اللہ وزیر اعظم سندھ قائد تحریک سے سندھ کے دورے میں ملاقی ہوئے تھے اور خاکسار آئین ان کو مطالعہ کے لیے دیا گیا تھا۔ اگر محترم موصوف آئینی اقرار نامہ پر دستخط کر دیں تو حاکم اعلیٰ فیض محمد کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان کی پوری مدد کی جائے -

۱۲- صدر بلوچ کانفرنس کا تار - اس سلسلہ میں سردار بہادر میر حاجی حسین بخش خان تالپور صدر آل انڈیا بلوچ کانفرنس کا حسب ذیل تار نقل کیا جاتا ہے حاکم اعلیٰ فیض محمد

کو حکم دیا جاتا ہے کہ سندھ میں اس تار کی روشنی میں کام کرے ادارہ علیہ کی طرف سے اس کو تار کے مقابلہ میں تار دے دی گئی تھی ۔

۲۵ دسمبر بنام علامہ مشرق عنایت اللہ خاں اچھرہ لاہور میں سندھ میں پہلا آدمی ہوں جو خاکسار آئین کو تسلیم کرکے بلا مقابلہ اسمبلی میں کامیاب ہوا ہوں میں خاکساروں کی اس کامیابی پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ سندھ کے تمام خاکساروں کے نام احکام روانہ کریں کہ میری پارٹی کو مدد دیں ۔ وقت تھوڑا ہے ۔

سردار بہادر میر حسین خاں

سندھ کے تمام خاکساروں کو حکم دیا جاتا ہے کہ حاکم اعلیٰ فیض محمد کے احکام کے ماتحت مذکورہ بالا تار کی روشنی میں ہر ممکن مدد کی جائے ۔

فقط

عنایت اللہ المشرق

حکم نامہ نمبر

مجریہ ۸ جنوری ۱۹۴۶ء — بحیثیت ادارہ علیہ ہندیہ

صوبہ سرحد

نام حلقہ	آئینی ایکٹ کا حاصل کرنے والا امیدوار	جس پارٹی کے متعلق ہے
ہری پور جنوبی	راجہ عزیز احمد خاں چیف آف باغپور	آزاد
	ٹھری جاگیر دار و پراونشل درباری	آزاد
مانسہرہ شمالی	خان بہادر علی گوہر خاں وزیر کشمیر	مسلم لیگ
لکی غربی	خان محمد ایوب خاں ایف اے ایچ پی	" "
جنوبی شرقی	خان عطا محمد خاں وزیر	آزاد
ایبٹ آباد غربی	خان ظریف خاں	" "
پشاور شہر	ارباب شیر اکبر خاں چیف آف تہکال	" "
تناول	خاں اللہ داد خاں	+ " "
ہری پورشمالی	میاں عبدالرؤف	+ " "
ہری پوری وسطی	خاں سلطان محمد بی اے ایل ایل بی	+ " "
اپر پکھلی	خان سلیمان فارسی آف ڈھوڈیال	+ " "
لوئر پکھلی	میاں مہتاب کاکاخیل	+ " "

اٹمان لامہ	شاں ایوب خاں تختی خیل	+	"	ؤ
ٹیری جنوب	ماسٹر خانگل	+	"	"

جن ناموں پر نشان لگے ہیں وہ آلینی قرار نامہ پر باضابطہ خانہ پُری کر کے اپنے دستخط بھیجیں ورنہ ان کو آلینی ٹکٹ نہیں دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ آلینی ٹکٹ پر نہیں کھڑے ہوئے -

—۳۳—

میجر جنرل شاہنواز خان بہادر جنرل پریم کمار بہادر اور کرنل ڈھلون بہادر کو خاکساران ہندوستان کا ایڈریس

مظلوم دنیا کے بہادر سپوتو ! دنیا کے پیدا کرنے والے خدا کا سلام تم پر ہو کہ تم نے مظلوم اور غلام ہندوستان کی لاج رکھ لی تمہارے کارنامے رہتی دنیا پر روشن رہیں گے کیونکہ تم نے غلامی مایوسی اور غم کے اندھیرے میں ہندوستان کی سرزمین پر اُجالا کر دیا ۔ تم نے برسوں کی ملامت شکایت اور طعنوں کے بعد کہ ہندوستانی فوج انگریزوں کی "کرایہ دار" ہے اور دنیا کو غلامی میں جکڑ رہی ہے اپنی نیکی بہادری اور عمل سے ثابت کر دیا کہ تم ہی مادر وطن کے سچے سپوت ہو اور حب الوطنی اور خدا کی سچی غلامی کی آگ تمہارے ہی دلوں میں سلگ رہی ہے اور بڑے سے بڑا حب الوطنی کا دعویدار بھی جذبۂ ایمان میں تمہاری برابری نہیں کر سکتا ۔

تمہیں اگر انگریزوں کی جابر حکومت نے رہا کر دیا تو صرف اس لیے کہ تم اپنی بڑائی میں ہندوستان تو خیر اس زمین پر بھی بھاری ہو اور انگریز کی زنجیریں تمہیں قابو نہ کر سکتی تھیں ۔ اگر تم فی الحقیقت بڑے نہ ہوتے تو ہندوستان کے چالیس کروڑ انسان بھی تمہیں آزاد نہ کرا سکتے ۔

بہادرو اور ہندوستان کی غیرت کے مالکو ! جانباز شاہنواز خاکسار تحریک کا ایک بہادر سالار ہے جس کا عمل راولپنڈی کی سرزمین میں اب تک اس قدر روشن ہے کہ اس زمین کا ایک ایک خاکسار سچا مجاہد ہے راولپنڈی کی زمین خاکسار تحریک کا روشن ستارہ ہمیشہ سے ہے اور سالار شاہنواز کے روشن عمل نے اس زمین کو چار چاند لگا دیے ہیں بہادر سہگل اور بہادر ڈھلون ! تم نے اپنے کارناموں سے دنیا کو روشن کیا اور خدا نے ان بہادروں کا نام ہمیشہ تک روشن کر دیا ۔ سہگل اور ڈھلون ! تم دونوں نے بہادر شاہنواز کے ساتھ اتحاد عمل کر کے ہندوستان کے ناکارہ اور بزدل لیڈروں کا منہ کالا کر کے ثابت کر دیا کہ ہندو ، مسلمان ، سکھ ، سب قومیں آپس میں بھائی بھائی بن کر رہ سکتی ہیں ۔

ماخذ : الاصلاح ، ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء ، ص ۸

تمہیں ادارہ علیہ کی طرف سے "بہادر" کا خطاب مبارک ہو اور تم پر ہم سب کا سلام ہو۔ خدائے عزوجل تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور دنیا تمہارے نیک عمل سے ہدایت پائے۔

"ہم ہیں مادر وطن کے خاکسار اور خدا کے پرستار خاکساران ہندوستان"

۶ جنوری ۱۹۴۹ء

کیپٹن شاہنواز کا جواب

کیپٹن شاہنواز نے جواب میں کہا: میں خاکساروں کا سب کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انھوں نے مجھے حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر ظاہر کیا ہے ہم اس ایڈریس کے جو انھوں نے ہمیں دیا۔ لائق نہیں ہیں جو کچھ آپ نے کہا میری حیثیت سے زیادہ ہے۔ ہم سپاہی ہیں اور سپاہیانہ جاعت کی قدر کرتے ہیں۔ ہم کانگریس، خاکسار مسلم لیگ مہاسبھا، کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے متحد ہو کر ہماری رہائی کی جدوجہد کی اور یہی متحدہ محاذ ہندوستان کی آزادی کا پہلا زینہ ہے میں حب الوطنی کے جذبہ سے اس لیے سرشار ہوں کہ میرے مذہب میں حب الوطن ایمان یعنی ایمان کی ایک شاخ وطن سے محبت ہے لکھا ہے۔ آزادی وطن میں جو لوگ بے غرض اور مخلص ہیں ان کا درجہ یہ ہے ہم متفقہ لیڈروں کے ماتحت اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لیے تیار ہیں" رات کو عظیم الشان چراغاں اور اگلے دن ادارہ علیہ میں ایک تقریب ہوئی۔ رات کو لاہور کا ایک بڑا حصہ چراغوں سے منور تھا۔ اگلے دن رات کے دس بجے یہ سرفروش ادارہ علیہ میں آئے بیس خاکساروں کے ایک دستے نے ادارہ علیہ کے دروازے پر شاندار سلامی دی۔ کپتان شاہنواز نے کہا کہ ہم ان کوششوں کے لیے جو خاکسار تحریک نے ہماری رہائی کے بارے میں کیں نہایت شکر گزار ہیں علامہ مشرقی نے کہا کہ آپ صاحبان اپنے عمل سے ہندوستان کی آزادی کو میلوں نزدیک کھینچ لائے ہیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ ہم خاکسار آپ کے اس احسان کے آگے سر جھکائیں آپ زمین و آسمان پر بھاری تھے اس لیے انگریزی حکومت آپ کو قید میں نہ رکھ سکی چونکہ وہ خود بہادر قوم ہے بہادروں کو قید میں نہیں رکھ سکتی۔ قریباً ایک گھنٹہ کی گفتگو کے بعد جس میں آئین کا ذکر بھی تھا، خاکسار آئین کے تین نسخے اور کیمپ نمبر کے تین البم پیش کیے گئے۔ اختتام پر تینوں سرفروشوں کو ادارہ علیہ کی طرف سے بہادر کا خطاب دیا گیا جس کی رسم علامہ مشرقی نے بہ لوک تلوار ادا کی۔ رخصت لیتے وقت نمائندگان اخبارات نے فلیش لائٹ دیا جس میں علامہ مشرقی بھی اپنی عمر میں شاید پہلی بار شریک ہوئے اور کیپٹن شاہنواز اور سہگل ان کے دونوں طرف تھے۔

احکام ادارۂ عالیہ

۱۲ جنوری نمبر ۵۶۸۹ - حکم دیا جاتا ہے کہ مفصلہ ذیل خاکسار ۲۵ جنوری تک حسب ذیل امیدواروں سے آئینی اقرار ناموں پر دستخط لینے میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں ورنہ ان کے متعلق ادارہ علیہ تصور کرے گا کہ انہوں نے عمدہ کام نہیں کیا :

حلقہ	نام امیدوار اسمبلی	پارٹی	خاکسار مقرر کیا گیا جو
قصور دیہاتی	عبدالغفار براؤ داؤد	کانگرس	شیخ عبدالقیوم ، امرتسر
	چوہدری اللہ دتہ	یونینسٹ	عنایت اللہ رام اگر
بیرون لاہور	بابو محمد دین	یونینسٹ	پرویز لاہور
	میاں محمد رفیق	احرار	" "
اندرون لاہور نسوانی	باجی رشیدہ	آزاد	شیخ جانبازعمرومشتاق احمد
	بیگم تصدق حسین	لیگ	ملکہ احمد شفیع لاہور
شمالی پنجاب زمیندار	ملک خضر حیات خاں	یونینسٹ	صدیق بہادر
چونیاں دیہاتی	خان بہادر حبیب اللہ	یونینسٹ	ڈاکٹر محمد صادق پتوکی
	ایس محمد حسین	لیگ	" " "
سیالکوٹ جنوبی	خان بہادر محمد دین	یونینسٹ	بابو مولا بخش
	ممتاز دولتانہ	لیگ	رانا کریم بخش گڑھی شاہو
ترنتارن	چوہدری فقیر حسین	یونینسٹ	شیخ عبدالقیوم امرتسر
	اکرم علی خان	لیگ	" " "
امرتسر شمالی سکھ	سردار سوہن سنگھ جوش	کمیونسٹ	محمد شفیع مزنگ
سمندری دیہاتی	رجب علی	یونینسٹ	خواجہ محمد افضل

ماخذ : الاصلاح ، ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء ، ص ۱۲

گورداسپور	میاں بدر محی الدین	یونینسٹ	چوہدری فضل دین
شکر گڑھ	عبدالرحیم	یونینسٹ	" " "
گورداسپور	چوہدری محمد بشیر وکیل	یونینسٹ	" " "
کانگڑہ غربی	(؟) موہن سنگھ	یونینسٹ	" " "
جھنگ غربی	طالب حسین خان	یونینسٹ	مرزا انور مکھیالوی
علی پور	مسٹر برق	یونینسٹ	نور محمد کربلائی
فیروز پور مشرق	پیر اکبر علی	آزاد	محمد شفیع (؟)
فیروز پور جنوبی	ترلدر سنگھ	آزاد	" " "
دیپالپور	نور احمد خان	یونینسٹ	کوثی جانباز
پاکپتن	غلام قطب	یونینسٹ	" " "
مشرقی قصبات	ملک برکت علی	لیگ	خادم محی الدین
کانگڑہ ہوشیار پور	خان بہادر نور محمد	یونینسٹ	چوہدری فضل دین
انبالہ شملہ	محمد عمراؤ بہادر	یونینسٹ	سلیمان خان
اٹک وسطی	ملک محمد اکرم خان	یونینسٹ	سید حضرت شاہ اور غیاث الدین طاہر خلیلی
اٹک جنوبی	پیر مکھڈ	آزاد	سید حضرت شاہ اور غیاث الدین طاہر خیلی
	محمد یوسف	لیگ	" " "
میانوالی شمالی	خالق داد خان	یونینسٹ	سردار محمد
میانوالی جنوبی	امیر عبداللہ خان	یونینسٹ	حکیم عبدالرحمن
ڈیرہ غازی خان	نواب لغاری	یونینسٹ	سید اللہ بخش شاہ
چکوال	راجہ سرفراز خان	لیگ	گل شیر خان
فاضلکا	باغ علی سکھیرا	آزاد	شیر نواب خان
فیروز پور	میاں صدر الدین	آزاد	" " "
عیسائی	ایس ۔ پی ۔ سنگھا	یونینسٹ	شیخ محمد الطاف
عیسائی	پی ۔ ایل رلیا رام	یونینسٹ	" " "

احکام ادارۂ عالیہ

جالندھر

۱۲ جنوری نمبر ۵۱۹۰ محمد شفیع خان نائب حاکم اعلیٰ ہوشیار پور کی گرفتاری کے سلسلے میں حکم دیا جاتا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان میاں سمیع اللہ امیدوار کھڑے ہوئے پارٹی کے حق میں اپنی امیدواری سے جو بلا اجازت ادارہ علیہ تھی دست بردار ہو کر ناظم انتخابات ضلع ہوشیار پور کا فوراً چارج لے اور جالندھر کے انتخابات نظامت اللہ بخش کو سپرد کر دے۔

سیالکوٹ

۱۳ جنوری : ۵۶۱۱ ۔ افضل خالد ناظم اعلیٰ انتخابات صوبہ پنجاب کو اس جرم کی پاداش میں ۔ کہ اس نے ادارہ علیہ کی اجازت کے بغیر میونسپلٹی کے انتخابات میں حصہ لیا حکم امتناعی کے باوجود حکم عدولی کی انتخابات میں بُری طرح ہارا نیز خاکساران سیالکوٹ و گوجرانوالہ کو اپنی مدد کے لیے حکماً ملانے کی ناکام کوشش کی اور صوبہ پنجاب کے انتخابات کی اہم ذمہ داری میں شدید غفلت کی تین دفعہ وقت پر پہنچنے کے غلط وعدے کیے اور سندھ کے دورے میں باوجود صریح تحریری احکام کے کہ وہ بحیثیت سالار نائب ادارہ علیہ صرف تحریک کو ترقی دے اور کسی افسر بالا سے تعرض نہ کرے مختلف افسروں سے لڑائی کی ان کو تحریک سے اخراج کی دھمکی دی وغیرہ وغیرہ آج کی تاریخ سے ناظم اعلیٰ انتخابات صوبہ پنجاب کے عہدے سے معزول اور سالار نائب ادارہ علیہ کی عارضی فہرست سے خارج کر کے خاکسار کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جب تک محلہ کی جماعت میں نوے حاضریاں پوری نہ کرے تحریک میں مزید عہدہ نہ دیا جائے یا نوے حاضریاں لاہور کی کسی جماعت میں پوری کرے۔

احمد آباد

۷ جنوری محترم غلام شبیر احمد آباد گجرات کاٹھیاواڑ سے لکھتے ہیں کہ محترم مطیع اللہ خان سالار نائب ادارہ علیہ ماہ اکتوبر سے انتخابی سلسلہ میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ کثیر تعداد میں شہر میں سیاسی آئین تقسیم کیا گیا ہے ہر اجتماع پر حبیش بن بن کر شہر کے مختلف مقامات میں جاتے ہیں اور باآواز بلند وضاحت کر کے سیاسی آئین کو تقسیم کرتے ہیں کچھ امیدواروں کی درخواستیں بھی ہیں جو ادارہ علیہ کو روانہ کر دی گئی ہیں۔

(اس وقت تک کوئی درخواست آپ کی طرف سے نہیں پہنچی ۔ ادارہ علیہ)

لکھنو

۷ جنوری محترم سعیدالحسن صاحب قائم مقام حاکم اعلی یوپی لکھتے ہیں کہ لکھنؤ میں باعمل خاکساروں کی تعداد ایک سو ہے روزانہ پوری محنت کی جا رہی ہے - محترم اکرام احمد خاں صاحب ناظم اعلی و صحرائی صاحب سالار نائب ادارہ علیہ محمود آباد ہاؤس میں پرسوں دس بجے صبح محمد اسماعیل خاں سیکرٹری پراونشل مسلم لیگ اور حسرت موہانی صاحب سے ملاقاتیں ہوئیں - ہم ان کو بتانے گئے تھے کہ آپ لوگ تشدد سے باز آئیں اور دیکھیں کہ کانپور میں آپ نے کیا کیا ہم آپ حضرات کے پاس درخواست لے کر نہیں آئے بلکہ اتمام حجت کے لیے آئے ہیں ۱۰ جنوری کو پھر ان لوگوں نے ملاقات کا وعدہ کیا -

سنا گیا ہے کہ علامہ صاحب کے لکھنؤ پہنچنے پر مسلم لیگ نے کچھ شرارت کا انتظام کیا ہے کچھ لوگ خاکسار وردی میں تیار کیے گئے ہیں - کہ وہ شور مچائیں -

—۳۵—

۱۲۰۰
باراں سو جانبازوں کا یوم الحساب

۱۱ جنوری کے مقالہ افتتاحیہ "نوں کا پھیر - میں "میں نے کہا تھا کہ بارہ سو جانبازاں کا گروہ ادارہ علیہ کے حکم پر جان دینے اور سب کچھ قربان کر دینے کے عہد نامے خون اور سیاہی سے بھر کر اور قرآن ، دین ، رسول ، خدا ، سب کو گواہ بنا کر اب اس دنیا کے جہنم اور آخرت کے جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے ، دنیا کا جہنم میں نے اس لیے کہا تھا کہ قرآن حکیم ہی نہیں بلکہ کارخانہ قدرت بھی گواہ ہے کہ انسان کو اس کی بداعمالی کی سزا کا کافی حصہ اسی طرح اس دنیا میں ملتا رہتا ہے جس طرح ہر کہ مزدور کو اس کی اجرت کا بڑا حصہ مالک نقدا نقد دے دیتا ہے - قرآن حکیم میں فیو فیہم اجورھم" یعنی قیامت کے دن ہم ان کی باقی اجرتوں کو پورا کر دیں گے لکھا ہے - گویا وہ دن صرف "بقایا حساب چکانے" کا ہے -

پچھلے چھ سال میں جانبازوں کا ایک مختصر حصہ خدا کا خوف دل میں رکھ کر اس عہدنامے کو پورا کر رہا ہے - جس کو انھوں نے اپنی مرضی سے پر کیا تھا لیکن اگر زیادہ نہیں ، تو اس مدت میں نصف سے زیادہ جانباز خدا کی درد ناک انتظامی سزا کے شکار ہوئے اور انھوں نے چیخیں مار مار کر ادارہ علیہ میں لکھا کہ ہمارے حق میں "دعا کی جائے" ہماری دنیا خراب ہو گئی ہے" "ہمیں کسی کروٹ چین نہیں" ہم اس روحانی اور جسمانی عذاب کے شکار ہیں جو ہماری جانوں کو مل رہا ہے" وغیرہ وغیرہ سب کو یاد ہو گا کہ ادارہ علیہ نے بار بار اعلان کیا تھا کہ کوئی شخص عہدنامہ نہ بھرے جب تک کہ وہ سچا احساس اور عزم اس بارے میں نہیں رکھتا - مجھے یاد ہے کہ میں نے خود کئی عہد کرنے والوں کے عہد نامے واپس کیے کیوں کہ میں جانتا تھا کہ یہ جوش میں لکھے گئے ہیں -

---

مآخذ : الاصلاح ، ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء ، ص ص ۵ - ۸

مالک زمین و آسمان سے مخول کرنے والے اٹھ اور دیکھ کہ تیرا نام اس پہلی فہرست میں موجود ہے یا نہیں ۔ اگر اس میں نہیں تو اگلی فہرست میں ہو گا ۔ اگر تو آج اس علاقہ میں نہیں جہاں تیرا نام لکھنا ہے تو ضرور کسی دوسرے علاقے میں رہتا ہو گا ۔ کاغذ کے بنے ہوئے رجسٹر انسانوں کے بنائے ہوئے رجسٹر میں دفتروں کے منشی جنہوں نے تیرا نام اور نمبر رجسٹر میں لکھا غلطی کرکے تیرا نام غلط لکھ سکتے ہیں ، تجھے بھول سکتے ہیں ، تیرا خون سے بُھر کیا ہوا عہد نامہ گم ہو سکتا ہے ، وقت اور زمانہ تیرے جانباز ہونے کی یاد بُھلا سکتا ہے ، ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں چلے جانے سے تو دنیاوی طور پر چھپ سکتا ہے انسانی کمزوری تمہاری بد عہدی کو بُھلا سکتی ہے تمہیں محبت اور رحم کی نظروں سے پھر دیکھ سکتی ہے ، یہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر مجھے یہ بتا کہ اُس جابر اور قاہر خدا کی نگاہوں سے کیوں کر بچ سکتا ہے جس نے چھ برس کی قلیل مدت میں جاپان اور جرمنی کو ملیا میٹ کر دیا ۔

جانباز اٹھ ! اور خدا کی رحمت کا منتظر ہو جا ! اس وقت ادارہ علیہ کا حکم یہ ہے کہ خاکسار آئین منوانے کے لیے اسمبلی میں اکثریت کی ضرورت ہے ۔ ہر صوبے میں جہاں تک تیری دوڑ ممکن ہے پھیل جا ۔ اسمبلی کے امیدواروں سے جن کے جیتنے کا یقین ہے آئینی اقرار ناموں پر دستخط کرا کر جلد از جلد ادارہ علیہ میں بھیج کیوں کہ آخری نامزدگی کی تاریخیں خطرناک طور پر قریب ہیں ۔ اس وقت یو پی ، بنگال ، بہار ، مدراس ، بمبئی ، سی پی کے صوبوں میں تیری سخت ضرورت ہے وہاں پہنچ کر اپنی خدمت اور اپنی جان بے دھڑک افسران بالا کے سپرد کر اس وقت تو مدد کو نہ اٹھا تو جان لے کہ دنیا کے کام ہوتے رہیں گے لیکن دنیا میں تیرا منہ کالا ہو جائے گا کہ تو وقت پر کام نہ آیا اور اپنی عاقبت خراب کر گیا حکم دیا جاتا ہے کہ ہر شہر اور علاقہ کا افسر بالا ان جانبازوں کی جنہوں نے ان احکام کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر حرکت نہیں کی یا جو آمادہ عمل ہو گئے ہیں مفصل اطلاع بھیجے تاکہ آئندہ احکام جاری ہوں ۔

عنایت اللہ خان المشرقی

نمبر جانباز	نام جانباز
	صوبہ سرحد
	پشاور
۱	سید حاجی حسین شاہ بہانہ ماڑی پشاور
۲	شیخ میاں محمد ثانی محلہ کرم خاں پشاور
۳	محسن علی سوداگر محلہ ناظر طاہر دردی پشاور

نمبر جانباز	نام جانباز
۴	ماسٹر فقیر حسین فتومنڈی پشاور شہر
۵	خان آدم خان بہانہ ماڑی پشاور
۶	شیخ فتح محمد محلہ چوکی خان پشاور
۷	(صاحب نشان) میاں محمد سالار پشاور
۸	غلام حسن محلہ خداداد پشاور
۹	ملک گل محمد محلہ شاہ ولی قتال پشاور
۱۰	شیخ محمد عاشق محلہ سرائے کالا خان پشاور
۱۱	فتح محمد جنرل مرچنٹ بازار ڈبگری پشاور
۱۲	دانشمند خان ـ محلہ بخوری کلاں پشاور
۱۳	سردار عبدالرشید خان سرحدی محلہ بھوالیداس پشاور
۱۴	مستری عبدالعزیز بازار جہانگیر پورہ
۱۵	مستری محمد حسین بازار گنج
۱۶	سید بزرگ شاہ سالار پشاور محلہ باقر شاہ
۱۷	کریم بخش بازار کریم پورہ پشاور
۱۸	غلام سرور خان محلہ بھوان داس پشاور
۱۹	عبداللہ جان اختر سرحدی جنرل مرچنٹ محلہ غوری خان پشاور
۲۰	ڈاکٹر سعید بادشاہ کاظمی محلہ آسیا پشاور

نمبر جانباز	نام جانباز
۲۱	شیخ وزیر محمد محلہ بھوالیداس پشاور

شیخ جانہ

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۵	محمد حکیم خان بن محمد عالم خان بن خان احمد خان والئی جنڈول
۳۶	گلاب شاہ بن صاحب بت شاہ
۳۷	حبیب گل بن الف خان بت شاہ
۳۸	سید جعفر بن سید آکبر بت شاہ
۳۹	محمد ہارون شاہ امیر خاص
۴۰	محمد ہمایوں شاہ بن محمد ہارون شاہ
۴۱	محمد یوسف بن محمد ابراہیم

پشاور

نمبر جانباز	نام جانباز
۹۳	اہلیہ سید بزرگ شاہ سالار پشاور
۱۱۰	خدا بخش خاکسار محلہ بہادر شاہ "
۱۱۱	چن بادشاہ ـ محلہ گنج پشاور
۱۱۲	محمد حسین محلہ ریتی پشاور
۱۱۳	عبدالکریم خاکسار پشاور
۱۱۴	خدا محمد محلہ بہادر شاہ پشاور
۱۱۵	منشی محمد الدین مجاہد امیر خاص
۱۱۶	عبدالرشید خان سابق سالار پشاور
۱۳۹	زیارت گل خاکسار محلہ کوچی خان پشاور
۱۵۳	عبدالرحیم سالار محلہ شاہ علی کویان علاقہ ڈبگری پشاور
۱۸۲	عبداللہ جان ولد گل محمد کوہبوڑی

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۸۳	مستقیم خاکسار کوہاٹی حال پشاور
۱۸۵	اہلیہ دانش مند خان سالار ادارہ پشاور
۱۸۶	محمد عظیم خاکسار محلہ گنج پشاور
۱۹۰	اہلیہ احمد جان سالار ادارہ محلہ آسیہ پشاور
۲۰۶	ایم ایچ قریشی صدر امیر خاص
۲۱۰	احمد جان سالار ادارہ پشاور
۲۱۱	رشید ابن سیف سرور گنج پشاور
۲۱۸	شیر محمد ولد نظر محمد علاقہ کریم پورہ
۲۲۱	ماسٹر عبدالمنان پریالہ سرحدی پشاور
۲۳۰	عارف خٹک اسمعیل خیل پشاور
۲۳۶	عبدالعظیم موضع سعید ڈھیری امیر خاص
۲۴۳	محمد تسیم سالار ادارہ علاقہ ڈبگری پشاور
۲۵۹	میر افضل معرفت بشیر اسٹورز قصہ خوانی
۲۸۰	عبدالقیوم
۲۹۴	عبدالمنان جانباز محلہ سالار محلہ اکوڑہ خٹک امیر خاص
۲۹۹	عبدالقیوم پشاور
۳۰۰	چوہدری عنایت علی سرور گنج پشاور
۳۱۲	شجاع الدین محلہ ہلال بارد علاقہ گنج پشاور
۳۱۰	اللہ بخش خندی عسکر خاص علاقہ پشاور

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۱۱	محمد مسکین سالار محلہ ملاں بارد نمبر ۲
۳۱۳	جریدہ المشرق پشاور معرفت محمد عبداللہ صوفی پیپل منڈی پشاور
۳۱۴	محمد سرفراز قریشی اکوڑہ خٹک پشاور
۳۱۵	محمد یوسف اکوڑہ خٹک
۳۱۹	وزیر محمد پیشہ گلکار محلہ مغلاں بازار کلاں
۳۲۳	ماسٹر اللہ دتا درزی پشاور صدر
۳۲۴	شمس الوہاب نوشہرہ کلاں امیر خاص پشاور
۳۲۵	سید ایوب شاہ معلم جے وی ٹریننگ کلاس پشاور
۳۳۸	غلام عثمان ولد میاں محمد امین پراچہ فروش محلہ پراچگان نوشہرہ
۲۹۸	مستری محمد حسین معلم پشاور
۳۴۳	غلام محمد سالار محلہ تکیہ سنگھاں ہشت نگری
۳۵۱	فضل محمد ولد عبدالرحیم نوشہرہ کلاں
۳۵۵	محمد ہمایوں حقی سالار ادارہ علاقہ مشرق
۳۷۶	فرمان علی شاہ پشاور
۳۸۱	سید میر بادشاہ ولد آغا چن شاہ
۳۸۲	امیر خان ولد احمد خان خاکسار محلہ بادیان

نمبر جانباز	نام جانباز
۴۱۹	غلام محمد ولد صالح محمد سیل مرچنٹ محلہ بہادر شاہ
۴۲۱	احسان اللہ ڈاک اسمٰعیل نوشہرہ
۴۲۷	فیروز الدین انصاری نوشہرہ چھاؤنی
۴۰۱	کریم بخش ولد داؤد بیگ نوشہرہ چھاؤنی
۳۷۰	حاجی سبز علی سفید ڈھیری نوشہرہ چھاؤنی
۳۴۴	غلام محمد سالار محلہ تکیہ سنگھاں پشت نکسی
۴۵۱	عبدالرزاق ولد مستری عبدالرحیم محلہ ڈاک خیل نوشہرہ کلاں
۴۵۹	عبدالسلام سکنہ بدوشی تحصیل نوشہرہ
۴۸۴	غلام حسین سکنہ جھنگی پھیرو ضلع راولپنڈی حال پشاور شہر

کوہاٹ

۱۵۵	عبدالصمد محلہ میاں خیل کوہاٹ
۱۷۸	ایس محمد اشرف امیر خاص
۲۱۶	فضل الٰہی قریشی ٹیلر ماسٹر بڑا بازار
۲۳۲	بنارس خاں چکر کوٹ امیر خاص
۲۵۱	شیخ محمد امین سالار ضلع امیر خاص
۲۵۳	عبدالجبار سالار محلہ انجن
۲۶۱	عبدالحمید
۲۶۵	شیخ محمد عبداللہ
۲۷۵	محمد قاسم شاہ سالار زباب امیر خاص

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۱۸	غلام عیسیٰ
۳۲۰	عبدالرحیم
۴۴۴	ریحان شاہ سالار جگل خیل
۴۷۰	غلام رسول ولد حاجی حافظ احمد پراچہ مکھڈ

مردان

مالیری بالا

۸۲	آصف خان سالار امیر خاص
۸۳	خان جان
۸۴	رحیم گل خان
۸۵	ہاشم خان
۸۶	اشرف خان
۸۷	اسیم خان
۸۸	ذاکراللہ
۸۹	فقیر محمد مردان
۹۰	سید عمر مردان
۹۱	سید ولی شاہ
۲۲۷	میر عالم پنچپیر تحصیل صوابی (امیر خاص)
۲۴۴	محمد الیاس خان پنچپیر تحصیل صوابی ضلع مردان صوبہ سرحد امیر خاص
۲۷۳	وحیداللہ مالیری بالا ضلع مردان
۲۷۴	میر زاہد بروئہ باللہ چک پاچاق ضلع مردان

نمبر جانباز	نام جانباز
۲۹۳	محمد ایوب بن محمد الیاس کاکا خیل سکنہ سرخ ڈھیری امیر خاص
۳۲۶	سعداللہ جان ولد مقرب خان دکاندار لنڈی چنگی سکنہ زیدہ امیر خاص
۳۸۳	فضل رحیم مالیری پایاں صوابی "
۳۸۴	عبدالرحمٰن شاہ
۳۸۵	غلام نبی ولد جہان داد سالار مالیری بالا
۴۹۰	محمد رفیق خاکسار نوانکلی ضلع مردان

ڈیرہ غازی خاں

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۶۸	شیخ غلام محمد سالار امیر خاص
۱۶۹	حکیم احمد بخش
۱۷۰	سید غلام قاسم شاہ
۱۷۱	صوفی الٰہی بخش
۱۷۲	ابو یونس محمد یوسف
۱۷۳	اللہ بخش صادق
۱۷۷	غلام احمد متعلم بی اے متوخن مہر نواز امیر خاص
۲۰۵	موسٰی ولد محمد دایہ ساکن لنڈشاون امیر خاص
۴۸۰	قیصر خان ولد سردار شربت خان میزا رانی کھیران بلوچ سکنہ روجہان غربی
۹۷۱	چراغ حسین ڈیرہ غازی خاں

بنوں

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۴۰	عبدالغنی سن گراز امیر خاص
۳۵۴	محمد نواز سر سالار

ہزارہ

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۴۲	سردار خان چوک بازار ہری پور ہزارہ
۴۰۵	محمد غیاث
۴۲۶	غلام سرور ولد سیٹھ مہرالدین عبدالعزیز ولد جلال‌الدین پٹھان بڑھئی سکنہ کھوکھر تحصیل ایبٹ‌آباد

ڈیرہ اسمعیل خاں

نمبر جانباز	نام جانباز
۴۸۵	احمد نواز خان ولد مراد خان
۵۱۶	مستری الٰہی بخش المعروف کوٹڑو

صوبہ پنجاب

لاہور

نمبر جانباز	نام جانباز
۹۷	حکیم میراں بخش سالار منذرب
۹۸	بشیر احمد سابق سالار امیر خاص
۹۹	میراں‌بخش خاکسار نور محلہ بھاٹی گیٹ
۱۵۸	نذر محمد نزد مسجد بوہڑ والی گڑھی شاہو
۱۵۹	فتح محمد ولد چھوٹے خان راجپوت گڑھی شاہو
۱۹۱	غلام نبی بہو روڈ لاہور

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۹۲	غلام حیدر ولد نواب دین لنگا
۲۲۳	عبداللہ محمد افضل زرگر موچیدروازہ امیر خاص
۲۹۰	شمس الدین سالار فیض باغ گندہ انجن متصل کوچہ نصراللہ خان
۳۳۵	اللہ دتا خاکسار ولد مستری نور دین پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور
۴۱۳	محمد امین سکنہ جلالپور جٹاں نولکھا بازار
۴۹۲	محمد اشرف ولد سراجدین قوم راجپوت بھٹی فیض باغ کوچہ خاکساراں
۴۹۴	محمد صدیق بہادر ولد مستری سلطان بھولڈ پورہ مزنگ لاہور
۴۹۵	رحمت علی ولد روڈ اجٹ مزنگ لاہور
۴۹۶	لیک محمد انور خاکسار بھولڈ پورہ مزنگ
۴۹۹	حکیم غلام جیلانی سالار ادارہ سلطانپورہ
۵۰۴	نواب خان ولد وہاب خان بلوچ کوٹ عبداللہ شاہ مزنگ لاہور
۵۰۷	بشیر احمد ولد الٰہی بخش محلہ بھولڈ پورہ مزنگ
۵۰۸	عبدالرشید سالار محلہ سلطانپورہ
۵۰۹	نواب خان ولد وہاب خان قوم بلوچ سالار ادارہ مزنگ
۶۴۴	محمد شریف نولکھا جماعت لاہور
۶۵۰	سید یعقوب شاہ ولد فرزند علی شاہ خاکسار مغلپورہ گنج لاہور

نمبر جانباز	نام جانباز
۶۵۲	مستری محمد شفیع ولد مستری مولا بخش مغلپورہ گنج لاہور

امرتسر

نمبر جانباز	نام جانباز
۶۸	صوفی محمد عمر کٹڑہ سفید
۲۰۸	شیخ اللہ دتا ولد میراں بخش صدیقی
۲۰۹	حاجی غلام مصطفٰی پسر حاجی محمد رمضان اندرون دروازہ لاہوری
۲۱۷	محمد حسین بھٹی سالار امرتسر کٹڑہ سفید
۴۵	محمد شفیع سالار محلہ مسجد نور امیر خاص
۶۳۵	غلام محمد ولد بوٹا قوم آرائیں سکنہ تحصیل ترنتارن حال وارد شاہد پھاٹک نمبر ۸
۸۵۵	میر منظور محمود ولد میر ضیاءاللہ
۸۵۰	محمد امین موضع چھاپڑی حال شریف پورہ رانی بازار

جالندھر

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۳۹	عطا اللہ شاہ آبادی امیر خاص
۳۷۹	گلاب خان سالار ادارہ تربیتی مرکز دللوں ضلع جالندھر
۳۸۰	امیر حبیب اللہ سالار ضلع
۴۳۱	محمد عبداللہ کھوکھر پکا باغ
۶۰۳	ایم ایچ خان امین ولد لفٹیننٹ محمد رشید خان پنشنر خاکسار موضع بھوم ڈاکخانہ رالوت تحصیل نکو و ضلع جالندھر حال وارد پکا باغ

نمبر جانباز	نام جانباز

لدھیانہ

۱۵۰ قمرالدین منور روڈ امیر خاص

۱۵۱ محمد عالم منور روڈ لدھیانہ

۱۸۳ عزیز محمد المعروف عبدالعزیز سالار محلہ

۲۳۱ حکیم مہر علی ناصر علی حضوری سڑک

۴۷۸ جمال الدین ولد محمد بخش منور روڈ

۴۸۷ محمد مشتاق کریمی سالار تبلیغ

۴۸۸ محمد اسماعیل

۴۹۷ محمد اسلم محلہ ڈھونیوال کوچہ ڈاکٹر محمد اسحاق لدھیانہ

۵۰۲ خلیل افغانی سرحدی جہانگیر و سکنہ ڈبکی وال گراں پشاور حال لدھیانہ

۱۱۰۸ شہزادہ سلطان اختر درانی شاہ پور نارو شاہ گارڈن شاہ پور روڈ لدھیانہ

۷۵۷ غـــلام مصطفیٰ انبالـــہ شہر حال ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ

منٹگمری

۲۸۸ میر غلام قادر ولد امدادالدین مغل میر اینڈ کمپنی منٹگمری امیر خاص

۳۰۳ بشیر احمد کولیانہ اسٹیٹ اوکاڑہ

۳۰۵ سید نظام حسین شاہ "

نمبر جانباز	نام جانباز

۳۸۶ حکیم عطا محمد خاں ولد دین محمد خاں پٹھان پیر کوٹ علاقہ صورت حال منٹگمری

۵۶۳ محمد امین ولد محمد اسماعیل

۵۶۵ محمد طفیل خاں ولد محمد سلطان خاکسار

۶۲۳ رحمت علی خاں ولد محمد رمضان راجپوت

انبالہ

۱۳۱ عبدالرحیم خاں داغ قصبہ مورلنڈ

۳۵۸ چوہدری حبیب احمد خاں شاہ آبادی

۵۵۳ محمد حنیف ولد مولا بخش محلہ قاضی وارڈ

کیمبل پور

۲۲۸ محمد خدا بخش معرفت چوہدری نواب صاحب بمقام ڈھیری چکری

۲۹۲ غلام حیدر ولد غلام محمد تلہ گنگ

۲۹۷ سردار محمد ولد محمدالدین سالار ادارہ مرکزی

۳۰۷ حافظ احمد الدین گلیالوالی زمل حسن ابدال

۳۲۱ محمد سرور نظامـــی سالار ادارہ حسن ابدال

۳۴۱ محمد شفیع سالار ناظم حسن ابـــدال امیر خاص

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۵۰	قاضی سید رسول سالار ادارہ کھکر کیمبل پور
۳۹۹	غلام محی‌الدین محلہ غزنی فتح جنگ
۴۰۲	محمد نور سالار موضع بدھو ضلع اٹک
۵۸۰	حکیم عبدالرحمان احمد ولد موازہ سکنہ روداد ضلع و ڈاک خانہ کیمبلپور
۷۳۸	محمد مسکین اخوندزادہ ولد اخوندزادہ ولی محمد قوم پٹھان سکنہ کالرہ

ہوشیار پور

نمبر جانباز	نام جانباز
۴۱۲	عبدالغفور خاکسار
۵۱۰	محمد صادق ولد رحمت‌اللہ ساکن پردو خانپورہ

سرگودھا

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۷۶	عبدالعزیز جہادریاں سرگودھا (کنجاہ) امیر خاص
۳۲۴	میاں حاجی احمد سالار ادارہ مرکزی امیر خاص
۳۳۹	غلام سرور خاں بنگلہ ڈوکہ سب
۳۸۶	رحیم سرور خاں ٹھیکدار نہر بنگلہ پڈا
۴۱۱	محمد عالم و غلام محی‌الدین چک ۲۱/۱ جنوبی سرگودھا
۷۸۵	فضل دین ولد احمد الدین ساکن سرگودھا

لائل پور

نمبر جانباز	نام جانباز
۲۳۳	محمد شفیع ولد شیخ نظام‌الدین امیر خاص
۲۶۶	عبدالکریم ولد عبداللہ خاں قوم غازی امیر خاص
۲۸۵	عبدالرشید ولد رحمت خاں لائل پور
۳۰۳	محمد خورشید عالم محلہ اسلام پورہ لائل پور
۳۸۷	رحمت خاں بھوانہ بازار لائل پور
۳۸۸	آغا محمد مقبول خاں محلہ ڈکیلاں
۳۸۹	عبیداللہ بھوانہ بازار
۴۰۷	محمد دین محلہ محمد پورہ زراعتی کالج لائل پور
۴۱۰	عبدالواحد ولد چوہدری عبدالعزیز کیپ مرچنٹ بھوانہ بازار لائل پور
۴۲۳	عبدالواجد خاں درانی منشی محلہ
۴۲۴	محمد اسماعیل ولد میاں اللہ بخش
۴۲۵	سلطان احمد حسرت
۴۲۸	ولایت بیگ ناز زوجہ سلطان احمد حسرت
۴۷۲	غلام نبی ولد فضل‌الدین جہلم والا حال لائل پور
۴۷۳	بہادر علی ولد میر بخش چک نمبر ۲۵ رکھ برانچ ضلع لائل پور

نمبر جانباز	نام جانباز
۸۱۶	غلام رسول ولد امام الدین قوم سندھو چک رائب ضلع گجرات حال منشی محلہ لائل پور

میانوالی

۲۸۱	دوست محمد ولد عطا محمد امیر خاص
۱۷۴	محمد اقبال سالار ادارہ گجرات حال میانوالی
۵۳۱	دین محمد ٹیلر ماسٹر میانوالی

شیخو پورہ

۱۹۵	غلام علی گورنمنٹ ویولک فیکٹری شاہدرہ
۲۱۳	بھلے خان ولد فتو خان راجپوت ریلوے پھاٹک
۱۹۷	علی محمد باربر مقام کھاکڑاہ کلاں ضلع گجرات حال وارد شاہدرہ امیر خاص
۲۵۸	خالد قریشی
۲۸۹	پیر محمد ولد چنن الدین قوم ارائیں
۳۱۸	غلام رسول سکنہ پنڈ وریاں چک نمبر ۱۲۲
۳۹۲	عصمت اللہ مستری ولد کریم بخش
۶۴۷	علی گوہر جان جانباز تھتر ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد و حال وارد شاہدرہ پھاٹک نمبر ۸ ضلع شیخو پورہ

فیروز پور

۱۳۴	محمد حسین درانی امیر خاص

نمبر جانباز	نام جانباز
۲۳۹	محمد نواب قصوری دروازہ فیروز پور شہر
۲۶۲	اکبر علی اعوان ولد ایم عمرالدین فیروز پور صدر
۲۶۳	اظہر حسین راٹھور ولد حافظ غلام احمد صدر
۲۶۴	غلام یٰسین پسر نورالدین بازار نمبر ۷ صدر
۲۶۷	غلام حسین ولد قمرالدین بازار نمبر ۷ امیر خاص
۲۶۸	ایم محمد رفیع خان صدر
۲۶۹	محمد یٰسین بٹ ایڈیٹر روزنامہ صداقت سالار فیروز پور
۲۷۲	صوفی ہدایت اللہ ولد میاں اللہ دتا
۶۰۰	وزیر حسن خاکسار سرکاسر روڈ لکھو دروازہ
۶۰۲	خوشی محمد ولد فضل الدین سلطانپورہ لودھی حال وارد فیروز پور صدر

گوجرانوالہ

۶۹	صوفی عبدالعزیز زاہدی
۷۱	مصطفیٰ کمال ملازم ایچ ایس عطا اینڈ سنز نظام آباد
۷۲	نواب الدین خاکسار حافظ آباد
۷۳	محمد حسین " "
۷۴	چراغ الدین " "
۷۵	حاتم علی " "

نمبر جانباز	نام جانباز
۷٦	غلام فرید " "
۷۷	عبدالرشید سالار امیر خاص
۱۳۰	احمد دین خاکسار محلہ باغبانپورہ
۱۳۱	شیخ محمد اکرم قادری سالار محلہ سید نگری امیر خاص گوجرانوالہ
۱۳۲	خاکسار محمد حسین ولد محمد بوٹا مستری حافظ آباد
۱۳۳	خاکسار عبدالغنی حافظ آباد
۱۷۵	رحمت‌اللہ روڈ انسپکٹر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی جلالپور جٹاں ضلع گجرات امیر خاص
۲۷۷	ملک محمد حسین ککھڑ امیر خاص
۲۵۷	مولوی محمد عبداللہ خطیب جامع گکھڑ امیر خاص
۲۷۸	شیخ عنایت‌اللہ وارثی " "
۲۷۹	شیخ محمد عالم " "
۲۹۸	مستری محمد حسین سالار معلم پشاور صدر (گوجرانوالہ)
۸۲٦	محمد حسین خاکسار وزیرآباد
۸۲۷	میران بخش رسول نگر
۸٦۳	حافظ نذیر حسین
۸۹۰	محمد صدیق ناظم نمبر۱ محلہ باغبانپورہ
۸۹۱	چراغ الدین ناظم نمبر۲ " "

سیال کوٹ

نمبر جانباز	نام جانباز
۸	عالم بن محمد

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۳۷	محمد اشرف سالار میانہ پورہ
۱٦۲	حکیم بشیر احمد نیاز سالار بیگو والہ امیر خاص
۱٦۳	منظور بیگم اہلیہ حکیم بشیر احمد بیگو والہ
۱۸۸	عبدالمجید قریشی ایبٹ روڈ سیالکوٹ
۱۸۹	حکیم عبدالواحد المہتمم ایشیائی فیضی دوا خانہ مبارک سیالکوٹ
۱۹۸	طلا محمد خان پشاوری میترالیوالی سیالکوٹ امیر خاص
۲۵۲	شیخ رحمت اللہ سیٹھی میترالوالی سیالکوٹ
۲۸۳	سلطان محمد ولد یار محمد کوٹلی لوہاراں امیر خاص
۲۷۷	ملک محمد حسین گکھڑ ضلع سیالکوٹ
۲۷۸	شیخ عنایت‌اللہ وارثی گکھڑ "
۵۹۱	نذیر حسین خاکسار محلہ ستو بیگو والہ
٦۳٦	امام‌الدین ولد جمال‌الدین سکنہ پسیہ ضلع سیالکوٹ حال وارد شاہدرہ پھاٹک نمبر ۸

جہلم

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۳	ڈاکٹر نذر محمد سالار اکبر جہلم امیر خاص
۱۰۲	محمد شفیع سالار ادارہ جہلم

نمبر جانباز	نام جانباز
٢١٢	بلوچ خان سکنہ ڈھاب پڑی امیر خاص
٢٣١	غازی عبدالرحمٰن امیر خاص
٣٠٨	مہر احمد خان ولد نبی بخش جھمٹ محلہ قصاباں
٣٢٩	محمد صادق
٣٣٠	محمد اسحاق جہلم
٣٣١	عبدالواحد شاہ سوداگر چوب
٣٣٢	عبدالمجید سالار محلہ ڈھوک
٣٣٣	عبدالرشید خاکسار
٣٣٥	غلام محی الدین خاکسار
٣٣٦	عبدالحمید خاکسار
٣٣٧	محمد الدین کھوکھر ڈھوک جمعہ امیر خاص
٣٥٢	عبدالکریم
٣٥٣	دین محمد کھوکھر ڈھوک جمعہ
٣٦٣	مولوی محمد ظہور الٰہی مخدوم سالار ادارہ مرکزی بھون تحصیل چکوال
٣٧٧	مستری عبدالواحد ولد فضل کریم
٣٧٨	سجاول خان ولد محمد بخش خرادی
٦٠٣	فیروز ولد نظام الدین کمہار چکری اوجکان تحصیل جہلم حال چکوال
٦٣١	محمد شاہ سالار روڈ روکل " "

گورداسپور

نمبر جانباز	نام جانباز
١٦٦	سید محمد حسین مسالیاں امیر خاص
١٦٧	سید اصغر علی شاہ مسالیاں
٤٤٣	محمد فاضل کلینر پٹھانکوٹ
٣٦٨	رحمت اللہ سالار خاکساران دھاریوال
٦١٥	حکیم محمد یٰسین خان اجمل ولد فضل الٰہی پٹھان عظیم محمد بٹالہ ضلع گورداسپور

گجرات

نمبر جانباز	نام جانباز
٧٩	فضل کریم عرف بادشاہ خاکسار شاہدولہ
١٠١	عبدالقیوم بٹ شاہدولی دروازہ
١٠٣	امام الدین ساکن موضع ڈھو امیر خاص
١٠٤	محمد فاروق خان
١٠٥	عبداللطیف سالار اعلیٰ سمت غربی امیر خاص
١٠٦	محمد حسین جماعت شاہدولہ
١٠٧	محمد انور شاہ دولہ
١٠٨	مظفرالدین خاکسار شیشیانوالہ
١٠٩	اہلیہ مظفرالدین " "
١٣٥	اللہ داد سب انسپکٹر ٹیلیگراف پنڈی رام پور امیر خاص ضلع گجرات
١٣٦	زینت خاتون اہلیہ اللہ داد سب انسپکٹر ٹیلیگراف
١٣٨	فضل الٰہی سالار ادارہ گجرات حال
٢٣٧	سید علی بہادر مجبور سالار مدینہ امیر خاص
٢٣٠	محمد شفیع ولد شیخ امیر بخش کنجاہ

نمبر جانباز	نام جانباز
۲۷۰	کرم الٰہی سالار سہیلاں امیر خاص
۳۰۱	محمد اسلم قریشی قائمقام سر سالار جلالپور جٹاں امیر خاص ضلع گجرات
۳۶۰	عطا اللہ محلہ خواجگان گجرات
۴۰۳	فیروزالدین شادیوال ضلع گجرات
۴۰۸	محمد اسمٰعیل محلہ چاہ پیپل کوچہ بابو جان محمد
۴۱۷	محمد رمضان ولد کرم الٰہی مرحوم اڈہ ٹمٹم جلالپور جٹاں ضلع گجرات
۴۸۹	محمد افضل بٹ جنرل مرچنٹ مسلم بازار
ــــ	اشرف ولد شیخ فضل الٰہی کنجاہ
ــــ	اعجاز نبی خلجی ولد غلام نبی خلجی ساکن کنجا حال گجرات
ــــ	نبی بخش ولد وزیر بخش شادیوال

ملتان

۲۵۰	محمد اقبال لوڈنگ انسپکٹر ٹرانزٹ شیڈ این ـ ڈبلیو ـ آر مجوزہ سالار شہر خانیوال امیر خاص

کرنال

۲۵۵	بشیرالدین محلہ معماراں منڈی کیتھل
۲۵۶	شیخ محمد یٰسین پسر حاجی شیخ محمد جمعہ صاحب کیتھل کرنال
۳۰۶	سید منظور حسین شاہ آبادی امیر خاص

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۲۲	عبدالغفور قادری سالار محلہ امیر خاص
۳۳۲	عبدالحکیم سر سالار کیتھل ضلع کرنال
۳۴۷	عبدالمجید ولد اللہ داد ساکن کیتھل
۳۴۸	محمد رفیق کیتھل
۴۸۳	نواب علی ولد حبیب احمد خان موضع باتیں تحصیل تھانیسر ضلع کرنال
	حافظ رحمت علی واسطی سر سالار شاہ آباد
	قاضی محمد شفیع کرنال

راولپنڈی

۷۸	قاضی محمد افضل پرویز امیر خاص
۱۰۰	حسین بن محمد سالار ادارہ روات
۱۲۴	عبدالستار محلہ مال روڈ مری
۱۲۵	نذر حسین " " "
۱۲۶	غلام نبی ولد عبدالقدوس محلہ جامع مری
۱۲۷	چراغدین ولد امام‌الدین محلہ مال روڈ
۱۲۸	محمد نذر ولد عبدالرحمٰن محلہ جامع مری
۱۲۹	غلام حسین ولد دین محمد امیر خاص مری

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۳۰	سجاول خان ولد شیر احمد خان محمد امیر خاص مری
۱۳۵	ماسٹر کاظم حسین سر سالار روات راولپنڈی
۱۳۶	مستری عبدالعزیز ڈیرہ مستریاں امیر خاص
۱۳۷	ولایت حسین موہری کھمبال ڈاکخانہ روات
۱۳۸	عبدالغنی خاکسار محلہ وارث خان راولپنڈی
۱۵۳	غلام حسین مدرس تحت پڑی حال گولڑہ شریف امیر خاص ضلع راولپنڈی
۱۶۰	حاجی بہادر علی سالار مندوب راولپنڈی ساکن موہڑہ امیر ڈاکخانہ روات امیر خاص
۱۶۱	عبدالغنی سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول گولڑہ شریف
۱۶۳	لال حسین نائب مدرس لوئر مڈل سکول بھنگڑل راولپنڈی امیر خاص
۱۶۵	محمد آزاد سکنہ نور پور شاہاں امیر خاص
۱۷۹	الف خان ایڈیٹر کوآپریٹو سوسائٹی روات
۱۸۷	غلام رسول از کوہ مری
۲۰۱	مردان علی راولپنڈی

نمبر جانباز	نام جانباز
۲۰۳	فضل احمد المعروف سرز خاں
۲۰۷	ولایت حسین سکنہ ڈھلہ
۲۱۳	خداداد بینڈ ماسٹر سکنہ ڈھلہ امیر خاص
۲۱۹	ذوالفقار خان ولد محمد اقبال خان محلہ وارث خان مری روڈ
۲۲۰	غلام ربانی ولد ماسٹر کریم بخش محلہ وارث خان مری روڈ
۲۲۳	غلام رسول کلیانہ ضلع راولپنڈی امیر خاص
۲۲۹	محمد اسلم ولد محمد اعظم مدرس بھل پریال پری ضلع راولپنڈی امیر خاص
۲۳۵	محمد خان ولد محکم الدین سکنہ گولڑہ شریف (امیر خاص)
۲۳۸	محمد گلزار محلہ امام باڑہ راولپنڈی
۲۶۰	سجاول خان بھٹی گوجر خان امیر خاص
۲۷۱	شیخ فضل کریم گوجر خان
۲۸۲	محمد شفیع ولد حیات راولپنڈی
۲۸۷	حیدر بن نادر جماعت ورات
۳۱۷	راجہ اللہ دتا ولد شہدا خان محلہ شاہ نذر دیوان راولپنڈی
۳۰۹	فیض عالم ولد الف الدین مقام مروٹ حال کوئٹہ امیر خاص

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۴۴	سید جلال شاہ ولد اکبر شاہ گولڑہ
۵۴	محمد ایوب خاں سالار محلہ لال کرتی امیر خاص
۵۵	اہلیہ محمد ایوب خاں سالار محلہ لال کرتی
۳۵۷	غلام نبی ناظم پھنگراں
۳۵۹	محمد امین ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول
۳۶۱	اللہ دتا پھنگراں ڈاکخانہ بہارا کہو
۳۶۲	غلام حسین ولد پیر بخش موضع مدینہ حال راولپنڈی
۳۶۷	محمد زمان خاں ولد راجہ جہانداد خاں سالار کہوٹہ
۳۷۴	غلام رسول ساکن لسبتی ڈاکخانہ اراضی
۳۹۸	جلال الدین ولد ساون خاں ریاست پونچھ ضلع منڈلہ حویلی حال راولپنڈی
۴۱۵	عبدالعزیز ولد سیدا خاں جنرلمرچنٹ کہوٹہ
۴۱۶	فضل الٰہی مضمر ولد میاں غلام رسول پسروری
۴۲۲	محمد سلیمان موضع وہوہا تحصیل مری
۴۲۸	دوست محمد ولد گوہر خاں سنبل تجال تحصیل مری
۴۲۹	سمندر خاں ولد سلطان محمد سنبل تجال تحصیل مری

نمبر جانباز	نام جانباز
۴۳۰	محمد سلیمان خاں ولد عبدل خاں کوٹلی ستیاں
۴۳۱	محمد جان پھلگراں محلہ ٹھیکیداراں
۴۳۴	جہان داد سالار پھلگراں
۴۳۸	غلام ربانی ولد حسین علی شہر راولپنڈی
۴۴۱	محمد صدیق ولد حبیب اللہ کوٹلی ستیاں
۴۴۵	یعقوب خاں ولد غلام نبی ڈھونڈ حال تریٹ موضع پوٹھ کوہ مری
۳۴۳	سید جلال شاہ ولد اکبر شاہ گولڑہ
۴۶۶	محمد زمان خاں ولد فضل خاں سنبل کورک
۴۶۷	قائم الدین ولد بہندو خاں سنبل کورک
۴۶۸	محمد حسین ولد محمدالدین صدر بازار
۴۷۴	ملک فضل الٰہی سر سالار ڈھوک رتہ مرال
۴۷۵	ظہورالحسن ولد محمد بخش پٹواری بکا شیخاں
۴۷۶	فضل الٰہی ولد غلام محمد ڈھوک رتہ مرال مری
۴۷۷	رستم خاں ولد علی محمد کہائی علاقہ چکا ریاست کشمیر ـ حال مری
۴۷۹	اللہ داد ولد محمد سنبل کورک
۴۸۲	محمد شفیع بن الف دین سوہدرہ
۳۶۶	محمد نظیر سنبل کورک

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۶۹	محمد یوسف صدر بازار
۴۷۴	ملک فضل الٰہی سر سالار ڈھوک رتہ مرال
۴۷۵	ظہورالحسن ولد محمد بخش پٹواری بکا شیخاں
۴۷۶	فضل الٰہی ولد غلام محمد ڈھوک رتہ مرال حال مری
۴۷۹	اللہ داد ولد محمد سنبل کورک
۴۸۲	محمد شفیع بن الف‌الدین سوہدرہ

حصار

۳۱۶	غلام محمد ولد کریم بخش ڈوالہ حصار امیر خاص
۳۴۹	شیر محمد ولد قمرالدین بساط ٹوہالہ

صوبہ یو پی

بہڑائچ

۱۶۷	ذاکر حسین سالار ضلع محلہ ناظرپورہ امیر خاص
۱۹۶	نواب علی خان محلہ ناظر پورہ
۲۰۰	عثمان بیگ " "
۲۷۶	مرزا محمد عمر بیگ سالار ضلع
۲۹۵	سراج‌الحق محلہ بڑی ہاٹ
۲۹۶	سید عبدالصمد خاکسار بشیر گنج
۳۹۰	شمشیر احمد ولد حیدر بخش محلہ سبحالپورہ بڑی ہاٹ بہڑائچ

نمبر جانباز	نام جانباز
۳۹۱	اوسارے ولد چھوٹے خاں " "
۳۹۲	بھن عرف گٹی ولد امامی محلہ قلعہ "
۳۹۳	محمد ظہیر خاں ولد وزیر خاں " "
۳۹۴	وہاب عرف بھگدے ولد کریم بخش
۳۹۵	غفور ولد دین محمد اکبر بہڑائچ
۳۹۶	مرزا رفیق بیگ ولد صدیق بیگ ناظر پورہ
۴۰۳	عبدالحکیم ولد شہامت محلہ کھتری‌پورہ
۴۴۷	مصطفیٰ علی ولد بچل بخار بھنگا
۳۴۶	بھن خاکسار عرف بھو بھنگا
۴۶۴	یعقوب رکولہ ضلع بہڑائچ
۳۶۵	جمن رکولہ " "
۴۵۰	عبدالشکور بخارا قصبہ بھنگا
۴۹۱	عابد علی رکولہ بہڑائچ

بجنور

۲۲۲	عبدالسلام نجیب آباد
۲۲۶	محمد علی سالار نجیب آباد امیر خاص
۲۹۱	حشمت‌اللہ خاں نجیب آباد
۴۴۶	حکیم محمد یونس حمیم الصدیقی ولد منشی ابراہیم منڈوار بجنور
۶۹۲	محمد اوصاف احمد جانباز سکنہ نہوڑ

بانس بریلی

۲۸۳	شہزادہ ولد ننھے خاں امیر خاص بہاری پور حال وارد کالی باؤلی پشاور صدر

نمبر جانباز	نام جانباز
	فیض آباد
۳۶۸	محمد ظہور خاں سالار گدو پور
	بستی
۱۳۳	ملک جلال الدین سالار بستی امیر خاص
۳۵۴	میر بیگ سالار محلہ گیا گنج باندا
۳۵۵	مقصود علی محلہ چھاؤنی باندا
۳۵۶	عبدالقادر محلہ چھاؤنی باندا
	صوبہ متوسط و برار
	ایلچپور
۱۸۰	ماسٹر شیخ محمد عظیم سالار امیر خاص
۱۴۷	ابراہیم شرار
	امراؤتی
۲۱۵	سیٹھ عبدالکریم یوسف عرف بہاؤالدین کاتبلی تعلقہ دریا پور امیر خاص
۲۴۲	محمد ابراہیم ایوت حمل برار امیر خاص
	محمد صاحب ولد شیخ تراب محلہ نور (برار)
۴۳۶	غلام علی ولد اکبر علی ٹالکہ پڑاؤ (برار)
۴۵۷	حیدر شاہ بروڑ
۴۵۸	مراد علی " "

نمبر جانباز	نام جانباز
۴۶۰	بسم اللہ خاں ولد ولایت خاں بروڑ
۴۶۱	مصطفیٰ خاں ولد باجھے خاں بروڑ
۴۶۳	عمرالدین ولد نور محمدالدین ایوت حمل
	صوبہ بنگال و برما
	رنگون
۵۸	عبدالحکیم خاں انجمن سر سالار امیر خاص
۵۹	برکت اللہ سالار
۶۰	فرید احمد خاکسار
۶۱	دوست محمد خاں
۶۲	عبدالرحمٰن خاں خاکسار
۶۳	محمد رفیق خاکسار
۶۴	حاجی روشن دین خاکسار
۶۵	عبدالغفور خاکسار
۶۶	غلام رسول سر سالار
۱۱۷	سخاوت علی خاکسار
۱۱۸	فخراللہ خاکسار
۱۱۹	شیخ محمد لطیف
۱۵۲	خاکسار نورالاسلام
۱۹۳	سید غلام شبیر ہمدانی ۱۸۳ فریئر سٹریٹ
۱۹۴	عبدالحیف
۲۳۵	شیخ اسماعیل
۲۳۶	عبدالجلیل

نمبر جانباز	نام جانباز
۲۴۷	حسن علی
۲۴۸	منیر احمد
۲۴۹	نور احمد

صوبہ بلوچستان

کوئٹہ

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۳۶	مستری عبدالعزیز امیر خاص
۳۰۹	فیض عالم
۳۶۵	محمد صادق کوئٹہ
۳۷۱	حسن دین
۳۷۲	فضل الٰہی
۳۷۳	مظفر خاں
۳۷۵	امانت خاں
۴۳۵	ثناء اللہ
۴۳۹	صادق حسین
۴۴۰	عبدالخالق
۴۵۲	عبدالرحمٰن
۴۵۳	مستری محمد اختر
۴۶۴	محمد اقبال
۴۷۱	عبداللہ
۵۰۳	سکندر ولد کالو
۵۰۵	خیر محمد خاں سبی
۵۰۶	عبدالعزیز سبی
۵۶۲	عبدالرحمٰن سبی

صوبہ سندھ

حیدر آباد

نمبر جانباز	نام جانباز
۷۰	محمد صدیق لنڈوی سالار محلہ امیر خاص
۱۸۱	عبدالمجید
۱۹۹	محمد طالب
۲۲۵	محمد حسن
۱۵۶	محمد رحیم ولد دوست محمد خان نظامانی

ٹنڈو محمد خان

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۲۰	پھل شاہ سب اوورسیئر لوکل بورڈ امیر خاص

کوٹ غازی خاں

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۴۴	میر جان محمد تالپور امیر خاص

جیکب آباد

نمبر جانباز	نام جانباز
۹۲	تاج محمد ایم مغل محلہ غریب آباد امیر خاص

ہالہ

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۲۳	مولوی محمد شفیع نظامانی سر سالار

ٹھٹھہ

نمبر جانباز	نام جانباز
۱۲۱	محمد خان نظامانی اوورسیئر امیر خاص

نمبر جانباز نام جانباز

۱۲۲ نورالنساء دختر عبداللطیف قریشی ہیڈ مسٹرس مسلم گرل سکول ٹھٹھ

ٹنڈو باگو

۱۵۷ میر نور حسین ولد شاہ محمد امیر خاص

ٹنڈو سمرو

۱۵۶ محمد رحیم ولد دوست علی خان امیر خاص

لاڑکانہ

۲۸۲ فقیر محمد ولد غلام محمد عباسی امیر خاص

۲۳۴ سعید محمد خان سالار کراچی

صوبہ حیدر آباد دکن

حیدر آباد

۲۲ قطب الدین سلطانپورہ

۲۳ بشیراحمد خان قادری احمد نواز خان

۲۴ عبدالعزیز " " " "

۲۵ سراج الدین احمد " " "

۲۶ میر ولایت علی سالار اکبر امیر خاص

۲۷ جعفر محی الدین " " " " "

۲۸ احمد نواز خان " " " " "

نمبر جانباز نام جانباز

۲۹ عبدالجبار خان المسلم وکیل "

۳۱ نوراللہ نوری " " " "

۳۲ محمد ادریس قادری " " "

۳۳ اظہرالدین " " " "

۳۴ اشرف علی خان " " "

۳۶ قادری محمد عبدالرشید عشیر محلہ مغل پورہ

۵۶ محمد صفدر صدیقی سالار محلہ پیر پورہ

۵۷ محمد عبدالقیوم سالار محلہ حاجی گوڑہ

۳۰ عباس علی

۸۰ محمد محمود نواز خان

عثمان آباد دکن

۲۵۴ قاضی سید احمد کتہ دار امیر خاص

احمد نگر دکن

۴۱۴ محمد رفیق

صوبہ دہلی

۴۲ سید عبداللہ شاہ زنجانی

۴۳ چوہدری ظہور احمد سالار ادارہ مرکزی امیر خاص ضلع دہلی

۴۷ مجیب الرحمان

۴۸ عزیزالرحمان

نمبر جانباز	نام جانباز
۴۹	یونس علی خاں
۵۰	چندا خاں ولد کمل خاں
۵۱	وزیر خاں ولد پہلن خاں
۵۲	جمعہ خاں ولد پیراں دتہ
۵۳	ننھے خاں ولد تاج خاں
۹۴	مریم خاتون زوجہ چوہدری احمد سالار ادارہ مرکزی رئیس دہلی
۹۵	والدہ چوہدری ظہور احمد خاں " "
۲۰۳	سید بن علی چشتی سہیوری
۲۰۴	شیخ محمد اختر چشتی صابری قرولباغ
۹۶	سعیدہ بیگم دختر چوہدری ظہور احمد خاں
۳۵۶	بلاق ولد کریم بخش قصبہ ماہولہ لکھنؤ حال قرولباغ

—۳۶—

احکام ادارہ علیہ

لاہور

۲۰ جنوری نمبر ۵۶۹۲ محمد اسحاق خاکسار پیسہ اخبار سٹریٹ مالک مشرق ہوٹل لاہور سابق ناظم اعلٰی پنجاب کو اس جرم کی پاداش میں کہ ادارہ علیہ کے احکام کے باوجود لاہور کارپوریشن کی نشست پر بطور امیدوار کھڑا ہوا اور اس کے بعد بری طرح ہارا نیز اس جرم میں کہ اس نے خاکساروں سے اپنی سیٹ کو جیتنے کے لیے ناکام کوشش کی نیز اس جرم میں کہ خاکسار مذکور اس سے چار حکم عدولیوں میں ماخذ ہوا جن کے اعادے کی زبردست ضرورت نہیں اور خاکسار مذکور ناظم اعلٰی پنجاب کے عہدے سے متعلق عہدہ ریکارڈ رکھنے کے بعد مسلسل طور پر بے عمل ہے۔ خاکسار تحریک سے دو ماہ کے لیے خارج کیا جاتا ہے۔ دو ماہ کے بعد خاکسار مذکور کو حکم ہے ادارہ علیہ میں حاضر ہو کر نئے احکام لے۔

مشرق ہوٹل کے متعلق جس کا نام خاکسار مذکور نے بلا اجازت ادارہ علیہ رکھا حکم دیا جاتا ہے کہ اس دو ماہ کی مدت میں تمام خاکسار اس ہوٹل سے بے تعلق رہیں۔ خفیہ سالار شہر لاہور انتظام کرے کہ ایسا نہ ہونے پائے۔ ان احکام کا نفاذ یکم فروری سے ہو گا۔

امراوتی ساگرسٹی

۲۶ جنوری نمبر ۵۶۹۷ محمد مسلم ناظم اعلٰی انتخابات صوبہ سی۔ پی امراؤتی کو حکم دیا جاتا ہے کہ مسٹر واسو دیو راؤ صوبہ دار۔ ایم ایل ای ایم ایل اے اسے فوراً ساگر میں ملاقات کر کے سید اوصاف حسین (ولد سید عابد حسین) ڈلشسٹ چکر وکاٹ ساگرسٹی سے جو خاکسار آئین کے قرار نامے پر دستخط کرنے کے لیے تیار ہے۔ باقی وہ انگریزی میں

مآخذ: الاصلاح، ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء، ص ص ۱۲ – ۸

اقرار نامہ بھرا کر بذریعہ تار اطلاع دے اور بعد ازاں اس کی پوری مدد کے لیے انتظام کرے ۔ اس مضمون کا ایک تار مذکور کو ادارہ علیہ کی طرف سے ۲۲ جنوری کو روانہ کیا گیا تھا جس کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ سید اوصاف حسین مذکور کو نہیں ملا ۔ مذکور کو پُر کیا ہوا اقرار نامہ جو ادارہ علیہ میں ہے بے ضابطہ ہے ۔ اقرار نامہ آٹھ صفحے والی چھٹی کے آخری صفحہ پر ہونا ضروری ہے ۔

راولپنڈی

۲۵ جنوری : نمبر ۵۶۹۴ محمد ایوب خاں حاکم اعلیٰ صوبہ پنجاب کی توجہ ملک اکرم خاں ناظم انتخاب ضلع راولپنڈی کی مکرر اطلاعوں کی طرف دلا کر حکم دیا جاتا ہے کہ راولپنڈی صدر کی صوبائی نشست جس پر راجہ بشیر زمان خاں بحیثیت نائب مدارالنتظام ادارہ علیہ ہندیہ بحکم ادارہ علیہ ہندیہ کھڑا ہے ایک نہایت اہم نشست ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے حاکم اعلیٰ مذکور اپنا پورا زور لگائے اور کافی تعداد میں ان خاکساروں کو مدد کرنے کے لیے احکام دے جنھیں نائب مدارالنظام مذکور ضروری اور مناسب سمجھتا ہے ۔ نیز ناظم انتخاب ضلع کے مشورے راجہ فتح محمد خاں علی رضا خاں اور ڈاکٹر عالم کی نشستوں کے لیے مناسب تعداد (مثلاً بیس خاکسار موخرالذکر کے لیے اور تیس خاکسار مقدم الذکر کے لیے) مقرر کرے جو ان تین نشستوں پر حاوی ہو جائیں باقی خاکسار راجہ شیر زمان کی اشست کے لیے وقف کیے جائیں ۔

(۲) اسحاق ظفر نائب ناظم انتخابات ضلع کو حکم دیا جاتا ہے کہ نائب مدارالنظام اور حاکم اعلیٰ کے احکام اعلیٰ کے مطابق انتہائی سرگرمی ان چاروں نشستوں کے حاصل کرنے کے لیے دکھائے ۔

(۳) عبدالحی بہادر کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنی تمام سرگرمیاں حسب حکم نائب مدارالنظام ان سیٹوں کے لیے وقف کر دے ۔

(۴) ملک اکرم خاں ناظم انتخاب ضلع کو حکم دیا جاتا ہے کہ تینوں سیٹوں کا خود جائزہ لے کر ہر ممکن کمی پورا کرے اور چاروں سیٹوں میں پالنگ کے دنوں میں دورہ پر رہے ۔

(۵) حاجی بہادر علی غلام رسول سالار ضلع راولپنڈی ، لعل خاں تحصیل کہوٹہ ، سالار گوجر خاں ، میر حضرت شاہ نائب حاکم اعلیٰ شاد پسند ندوی سالار ادارہ مرکزی ، اللہ داد خاں سالار صدر خاں محمد اشرف سینڈو اور دیگر سالاران علاقہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ چونکہ تحصیل گوجر خاں کی نشست پرہان علی رضا علی خاں (یونینسٹ) نے آلوئی

اقرار نامے پر دستخط کیے ہیں راجہ سید اکبر خان ایڈووکیٹ (سابق سالار اعلیٰ) نے بھی اپنا اقرار نامہ (بحیثیت ٹکٹ یافتہ مسلم لیگ) بھیج دیا ہے ، محمد لقمان ناظم تحصیل گوجر خان مشورہ کے بعد اپنی اطلاع بذریعہ تار دے اور اگر ادارہ علیہ کے اعلان کردہ فیصلہ میں کسی ترمیم کی ضرورت پیش آئے تو بذریعہ جوابی تار فیصلہ طلب کرے لیکن جب تک قطعی یقین کسی امر کا نہ ہو اس فیصلے میں ترمیم کرنے کی کوشش نہ کرے ۔

راولپنڈی

۲۵ جنوری نمبر ۵۶۹۵ محمد ایوب خان حاکم اعلیٰ پنجاب کو حکم دیا جاتا ہے کہ حسب ذیل خاکساروں راجہ شیر زمان خان امیدوار راولپنڈی تحصیل کے سپرد کر دے تاکہ اپنی سیٹ کو حاصل کرنے کے لیے یہ خاکسار اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں ۔ اسحاق ظفر ، غلام رسول، ممتاز علی سینڈو، فضل الٰہی سینڈو ، عبدالحمید ، محمد اشرف سینڈو ، ثنا اللہ شاہ، گل محمد ، لعل خان جانباز ۔

خوشاب

۲۵ جنوری نمبر ۵۶۹۶ ۔ اللہ دتہ سالار نائب ادارہ علیہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ کوجرالوالہ اور رسول نگر سے خاکساروں کی مناسب تعداد لے کر خوشاب میں آئین کی تبلیغ کرے اور وہاں پر فضا کو سازگار کرے ۔

لائل پور

۲۵ جنوری نمبر ۵۶۹۷ محمد افضل سالار شہر لائل پور کو حکم دیا جاتا ہے کہ ملک رب نواز ٹوانہ کی نشست کے لیے خاص طور پر جدوجہد کرے خواجہ محمد افضل نائب حاکم اعلیٰ بھی اس نشست کے لیے جدوجہد کرے ۔

اسمبلی کے امیدواروں کا روزِ حساب

یکم فروری سے ۲۵ فروری تک

آئینی ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدواروں کی دوسری فہرست

جن کے لیے خاکسار سپاہی اپنی جان تک لڑا دے گا

۱ - صوبہ پنجاب ۴۳ نشستیں

نام امیدوار پارٹی	نام نشست	نام ذمہ دار ناظم انتخابات
راجہ شیر زمان خان (آزاد)	پنڈی صدر	ملک اکرم خان
راجہ فتح خان (یونینسٹ)	پنڈی مشرق	حاکم اعلیٰ پنجاب
ڈاکٹر محمد عالم (یونینسٹ)	پنڈی ڈویژن	اسحاق ظفر
علی رضا خان (یونینسٹ)	گجر خان	
راجہ سرفراز خان (لیگ)	چکوال	گلشیر خان
مہر عنایت خان (یونینسٹ)	جھنگ	حکیم منصور
محمد اشرف "	جنوبی مشرق گجرات	
اصغر علی (")	مشرق " "	
پیر محمد (")	جنوب مغربی "	میاں محمد شریف
میاں فتح محمد (")	شمالی "	
احمد یار خان (")	شمال مشرق	
سر مرید حسین (")	ملتان تحصیل	
سیف الدین شاہ (لیگ)	ملتان ڈویژن	نور محمد کربلائی
ملک محمد نواز (یونینسٹ)	لودھران	غازی فیض بخش
محمد جلیل شاہ (آزاد)	کبیر والا	

مآخذ : الاصلاح ، یکم فروری ۱۹۴۶ء ، ص ۳

ملک قادر بخش (یونینسٹ)	مظفر گڑھ شمالی	شیخ عزیزالدین
ملک فتح شیر (")	منٹگمری	راجہ فضل محمد
نور محمد (")	اوکاڑہ	صوفی نذر محمد
سلطان احمد (")	شاہ پور	اللہ دتا
خان بہادر محمد حسین	گوجرانوالہ شرقی	
میجر عبداللہ (آزاد)	شمالی	شیخ محمد بشیر
غلام علی (یونینسٹ)	حافظ آباد	
خان محمد واگہ (")	شیخوپورہ	
حسین علی	ننکانہ تحصیل	یوسف قمر
غیاث الدین	تحصیل شاہدرہ	محمد حسین
		غلام نبی
غلام جیلانی (یونینسٹ)	شمالی سیالکوٹ	
محمد عبداللہ (احرار)	جنوبی سیالکوٹ	عبدالرشید
ملک رب نواز (یونینسٹ)	لائل پور	خان محمد
پیر ناصرالدین (")	ٹوبہ ٹیک سنگھ	خواجہ محمد افضل
نواب محمد سرور (")	فیروز پور	شیر نواب
		محمد شفیع خان
ملک محمد دین (آزاد)	اندرونی لاہور	الطاف حسین
عبدالحق (یونینسٹ)	امرتسر	
انوار حسین (")	اجنالہ	مستری عبدالقیوم
بھگت ہنس راج راجپوت	امرتسر و سیالکوٹ	شیخ عبدالقیوم
بشیر احمد بختیار (مزدور)	مشرقی پنجاب مزدور	
امیر حبیب اللہ (آزاد)	جنوبی جالندھر	اللہ بخش
سمیع اللہ (یونینسٹ)		فضل دین
مولوی محمد شفیع (")	لدھیانہ	چوہدری فضل دین
محمود دھرمیال (لیگ)	جنوب مغربی قصبات	محمد اشرف
رانا محمد حسین (یونینسٹ)	مغربی ہوشیار پور	سلیمان خان
نور محمد خان بہادر (")	مشرقی (")	
بالکمند بالمیکی (")	شمالی کرنال	بشیرالدین کیتھل
محمد یحیی (")	کرنال	

سید محمود شاہ (آزاد)	جنوبی قصبات	ظہور احمد ، خلیق احمد

امیر حبیب اللہ خان کو بعد مزید غور ٹکٹ دیا جاتا ہے ادارہ علیہ

۲ ـ صوبہ سندھ ۳۶ نشستیں

نام امیدوار پارٹی	نام نشست	نام ذمہ دار ناظم انتخاب
حاجی حسین بخش (لیگ)	ضلع حیدر آباد (بلامقابلہ کامیاب)	
میر غلام علی (لیگ)	خاکسار غیر جانبدار رہیں	کریم بخش
پیر عالی شاہ (آزاد)		
میر علی احمد خان (خاکسار)	حیدر آباد میونسپلٹی	محمد عیسیٰ
مخدوم غلام حیدر (لیگ)		الہ بخش تالپور
	ضلع تھر پارکر	
میر امام بخش (لیگ)		
غلام مصطفیٰ بھرگری (سیدگروپ)	خاکسار غیر جانبدار رہیں	فقیر محمد خان
غلام محمد وسان (لیگ)	تھر پارکر	احمد شیر
ملک محمد خان	تھر پارکر	
	ضلع نواب شاہ	
علی محمد خان مازی (لیگ)	نواب شاہ	
غلام رسول جتوئی (لیگ)	نواب شاہ	الہ داد شجراہ
نور محمد شاہ (لیگ)	نواب شاہ	علی اکبر کلہوڑو
	ضلع سکھر	
قیصر خان بوز دار (لیگ)	سکھر	الہ داد شجراہ
علی گوہر مہر (لیگ)	سکھر	علی اکبر کلہوڑہ
	ضلع جیکب آباد	
نور محمد خان (لیگ)	جیکب آباد	حاکم اعلیٰ مقرر کرے
جعفر خان جمالی (لیگ)	جیکب آباد	
	ضلع لاڑکانہ	
محمد خان چانڈیو (لیگ)	خاکسار غیر جانبدار رہیں	
دوست محمد بکسو (آزاد)		

محمد ایوب کھرو (لیگ)	خاکسار غیر جانبدار رہیں	حاکم اعلیٰ نگرانی کرے
احمد خان بھٹو (آزاد)		
قاضی فضل اللہ (لیگ)	خاکسار غیر جانبدار	ان نشستوں کے خاکسار
نبی بخش بھٹو (آزاد)	رہیں	دوسری جگہ کام کریں
امیر علی لاہوری (لیگ)	خاکسار غیر جانبدار رہیں	
حسن علی اسران (آزاد)		

ضلع دادو

پیر الٰہی بخش (لیگ)		میر نیک محمد تالپور
سمیر خان (لیگ)		محمد حسین بلوچ

ضلع کراچی

فضل محمد خان لغاری (لیگ)		میر نیک محمد تالپر
محمد یوسف چانڈیو (لیگ)		محمد حسین بلوچ
مولوی محمد عثمان (جمیعۃ)		
	حلقہ زمینداران	حاکم اعلیٰ فیض محمد مقرر
الہ بچایو تالپور (لیگ)		کرے
بیگم داؤد پوٹہ (آزاد)	کراچی مستورات	ایم آر وفا
ڈاکٹر حاجی غلام قاسم (آزاد)	کراچی	ایم آر وفا
میر ملک محمد خان (آزاد)	ڈپلومیتھی ننگ پارکر	حاکم اعلیٰ مقرر کرے
خان محمد نظامانی (آزاد)	ٹانڈو الہ یار و شہر	"
غلام محمد خان (آزاد)	میرپور خاص	"
لال چند اڈوانی (زمیندار)	بدین مخلوط	"

۳ - صوبہ سرحد ۱۲ نشستیں

نام امیدوار پارٹی	نام نشست	نام ذمہ داران انتخاب
میاں عبدالرؤف (آزاد)	ہری پور شمالی	صفدر نعیمی حاکم اعلیٰ صوبہ
راجہ عزیز احمد (آزاد)	ہری پور جنوبی	میاں احمد شاہ حاکم اعلیٰ
سلطان محمد خان (آزاد)	ہری پور وسطی	انتخاب
خان شریف خان (آزاد)	ایبٹ آباد غربی	میاں محمد ناظم اعلیٰ
علی گوہر خان (آزاد)	مانسہرہ شمالی	

الہ داد خان (آزاد)	تناول	عبداللہ جان نائب ناظم اعلیٰ انتخاب
		محمد اکبر قریشی ناظم ضلع
مسلمان فارسی (آزاد)	اپر پکھلی	مختلف نشستوں کے لیے مناسب
مہتاب گل (آزاد)	لوئر پکھلی	
خانگل خان (آزاد)	ٹیری جنوبی	اشخاص مقرر کیے جائیں جو
سیف اللہ خان (آزاد)	لکی شرق	پالنگ کا انتہائی طور پر
محمد ایوب خان (آراد)	لکی غربی	کامیاب انتظام کریں
عطا محمد خان (آزاد)	بنوں	
ایوب خان تختی خیلی (آزاد)	اتمانام	
شیر اکبر خان (آزاد)	پشاور شہر	

—۳۸—

صوبہ سندھ میں خاکسار آئین کی بے مثال فتح

۲۲ مسلم لیگی، ۱ سید پارٹی، ۱ زمیندار، ۳ بھٹو گروپ

۲ آزاد کل ۳۱ ممبر آئین کے حق میں

۳۰ جنوری کو یہ خوش آئند خبر راولپنڈی میں علامہ مشرقی کو سندھ سے ملی کہ مسلم لیگ کے ۲۳ آئینی ممبر، سید پارٹی کے غلام مصطفیٰ بھرگری زمیندار کے لال چند اڈوانی اور بھٹو گروپ کے تین ممبر گویا کل ۳۱ آئینی ممبر سندھ اسمبلی میں منتخب ہوگئے۔ محترم میر علی احمد خان سید میراں شاہ کے مقابلے میں ناکامیاب ہوئے۔ بیگم داؤد پوٹہ کے مقابلے میں بیگم الالہ کامیاب ہوئیں دونوں موخر الذکر آئینی ٹکٹ پر تھے کامیاب ممبروں میں سے تاحال جن کے نام موصول ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں صوبہ سندھ میں اسمبلی کے ممبروں کی کل تعداد ساٹھ ہے۔

میر حاجی حسین بخش خان تالپور، میر غلام علی مخدوم، غلام حیدر، غلام مصطفیٰ بھرگری، غلام محمد وسان، علی گوہر میر، نور محمد خان، جعفر خان جمالی، محمد خان چانڈیو، محمد ایوب کھرو، نبی بخش بھٹو، امیر علی لاہوری، پیر الٰہی بخش، فضل محمد خان لغاری، محمد یوسف چانڈیو، اللہ بچایو تالپر، لال چندا ڈوانی۔

علامہ مشرقی نے اسی وقت حاکم اعلیٰ فیض محمد، ناظم اعلیٰ انتخاب میر علی احمد خان، فقیر محمد خان نظامانی نائب ناظم اعلیٰ لوئر سندھ ارر کریم بخش خان نائب ناظم اعلیٰ انتخابات کو تار دیں کہ وہ سندھ کی وزارت کی تشکیل کے متعلق میں حاجی حسین بخش خان، میر غلام علی خان اور خان بہادر ایوب کھرو کو زیادہ مدد دیں نتائج کا انتظار ہے اگر سید گروپ نے مسلم لیگ سے کنارہ کشی کی اور کانگریس سے مل کر وزارت بنانا چاہی تو بھی مسلم لیگ خاکسار تحریک کی مدد سے ایک ایسی مضبوط وزارت بنا سکتی ہے۔

مآخذ: الاصلاح، ۸ فروری ۱۹۳۶ء، ص ۱۰

جس میں سید گروپ مولا بخش گروپ بھٹو گروپ اور زمیندار گروپ کے آئینی امیدوار شامل ہو جائیں ۔ ادارہ علیہ نے احکام دیے ہیں کہ حاکم اعلیٰ فیض محمد اور ناظم اعلیٰ میر علی احمد خان اس سلسلے میں جلد از جلد اطلاع دیں کہ کیا ہو سکتا ہے ۔

پنجاب اسمبلی کے ۵ نئے آئینی امیدوار
کل ۴۸ نشستیں
جن کو جیتنے کے لیے خاکسار سپاہی اپنی جانیں لڑا رہا ہے

یکم فروری کے جریدۂ الاصلاح کی اشاعت کے بعد پنجاب سے سات نئے امیدواروں نے خاکسار تحریک کی بے پناہ طاقت کا اندازہ لگا کر اپنے اقرارنامہ ادارہ علیہ میں بھیجے ان میں سے ۵ نئے امیدواروں کے اقرار نامے ادارہ علیہ نے منظور کر لیے اور بذریعہ تار اطلاع دے دی ہے کہ وہ اس تنگ وقت میں بھی خاکسار سپاہی سے مدد لے سکتے ہیں پنجاب اسمبلی کی کل سیٹیں اب ۴۷ ہیں لیکن چونکہ نواب سر ظفر علی قزلباش کی نشست پر بھی خاکسار مدد دے رہے ہیں اور ان سے آئینی اقرار نامہ پر دستخط نہیں کروائے گئے اس لیے کل نشستیں ۴۸ ہی سمجھنی چاہئیں ان پانچ امیدواروں کے نام موٹے قلم میں حسب ذیل لکھے گئے ہیں عام حکم دیا جاتا ہے کہ جو امیدوار عین وقت پر بھی اقرار نامہ پر دستخط کر دے اور اس نشست پر کوئی منظور شدہ امیدوار کھڑا نہ ہو اس کو بے دھڑک اور فوراً مدد دی جائے ۔

راولپنڈی راجہ فقیر زمان خان ، راجہ فتح خان ، ڈاکٹر محمد عالم ، علی رضا خان ، میانوالی شمالی ، خالق داد خان عیسیٰ خیل (یونینسٹ) جہلم ، راجہ سرفراز خان ، مہر ہدایت خان گجرات محمد اشرف ، اصغر علی ، پیر محمد ، میاں فتح محمد ، احمد یار خان ، ملتان مظفر گڑھ : سرمرید حسین ، سیف الدین شاہ ملک محمد نواز ، محمد جلیل شاہ ، ملک قادر بخش ، محمد ابراہیم ملک برق (علی پور ۔ آزاد) منٹگمری اوکاڑہ فتح شیر ، نور محمد شاہ پور سلطان احمد گوجرانوالہ محمد حسین ، میجر عبداللہ ، غلام علی شاہدرہ شیخوپورہ ، خان محمد چاکہ ، حسین علی ، غیاث الدین سیالکوٹ ، غلام جیلانی ، محمد عبداللہ لائل پور ، ٹوبہ ، ملک رب نواز ، پیر ناصرالدین ، فیروز نواب محمد سرور ، صدرالدین (فیروز پورہ شرقی یونینسٹ) لاہور ، پتوکی ، ملک محمد دین ، سردار حبیب اللہ (پتوکی یونینسٹ) امرتسر عبدالحق ، انوار حسین ، بھگت ہنسراج ، بشیر احمد مختوار ، جنوبی جالندھر اسداللہ خان ۔ (یونینسٹ) ، سمیع اللہ اور امیر حبیب اللہ دونوں سے ٹکٹ واپس لے لیے گئے لدھیانہ مولوی محمد شفیع ، محمود دھرمپال ہوشیار ، رانا محمد حسین ، نور محمد ، کبرالال رہتک بالمکند بالمیکی محمد یحییٰ ، سید محمود شاہ ۔

صوبہ سرحد کی چودہ نشستیں

ہری پور : میاں عبدالرؤف ، راجہ عزیز احمد ، سلطان محمد خان ۔
ایبٹ آباد : مانسہرہ ، ظریف خان ، علی گوہر خان ۔
ٹوپی : اللہ داد خان ۔
پکھلی : سلمان فارسی ، مہتاب گل ۔
ڈیری جنوبی : خان گل خان ۔
لکی : سیف اللہ خان ، محمد ایوب خان ۔
بنوں : عطا محمد خان ۔
اٹما نامہ : ایوب خان تختی خیل ۔
پشاور شہر : ارباب شیر اکبر خان ۔
ان سب نشستوں کے آئینی اقرار نامے ادارہ علیہ میں پہنچ چکے ہیں ۔
۳ فروری ۱۹۴۶ء ۔ مدیر اصلاح لاہور ۔

—۳۹—

احمد آباد میں ڈھلوں بہادر آئی این اے کی آمد

خاکساروں کی پُرجوش سلامی

حضرت علامہ صاحب کے خطاب یافتہ تین جانباز بہادروں میں سے ایک محترم کیپٹن ڈھلوں بہادر کی احمد آباد میں تشریف آوری پر قلعہ بھدر کے پیچھے فٹ بـال کے وسیع گراؤنڈ میں (جہاں علامہ صاحب نے تقریر فرمائی تھی) مقامی خاکساروں کی جانب سے اخلاص کا تحفہ پیش کرتے ہوئے پُرجوش سلامی دی گئی۔ خاکساروں کے دیگر پروگرام کے علاوہ بروز اتوار صبح ٹھیک دس بجے سلامی دی گئی تھی۔ اس سے قبل عوام الناس تقریباً (؟) ہزار کی تعداد میں سلامی کا عجیب منظـر دیکھنے کو آ چکی تھی۔ ٹھیک پونے دس بجے مجاہدین اسلام کا چاق و چوبند ایک دستہ زیر کمان محترم مطیع اللہ خان یوسفی گراؤنڈ میں آیا۔ ادھر کیپٹن ڈھلوں بہادر کی موٹر بھی آ گئی آپ موٹر سے اتر کر پبلک کے بے پناہ ہجوم کو چیرتے ہوئے خاکساروں کی صفوں تک آ پہنچے۔

اول تو ہمارے یوسفی صاحب نے نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر ولولہ انگیز تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی تم پر ہزار ہزار سلام و رحمت ہو کہ تم نے اپنی بہادری کا عملی ثبوت دے کر دنیا والوں پر واضح کر دیا کہ بدنصیب غلام آباد ہند میں چالیس کروڑ بھیڑ اور بکریاں ہی نہیں ہیں بلکہ ان میں ماں کے لال کئی شیر نر بھی موجود ہیں نہیں بلکہ غداران ملک و ملت کہ جن کا منشا ہمیشہ "ہندو مسلم ٹکراؤ اور خود غرضی رہا ان جہنمیوں کے منہ پر وہ سیاہی مل دی جسے قیامت تک کوئی عمل نہیں مٹا سکتا۔ اسی پر منحصر نہیں بلکہ غلام آباد ہند کی درخشاں پیشانی پر ایک مدت سے نامردی کا بدنما داغ لگا ہوا تھا آپ نے بہادرانہ عمل سے اس بد نما داغ کو مٹا کر صرف ہندوستان کی عزت کو چار چاند ہی نہیں لگائے بلکہ اقوام و مذاہب کے لیے معراج ترقی کا سامان پیدا کر دیا۔ ہندو، مسلم سکھوں کے اے روح پرور اتحاد کی نشانیو! تمہارے یہ کارنامے رہتی دنیا تک تاریخ کے

مآخذ: الاصلاح، ۸ فروری ۱۹۴۶ء، ص ۱۰

سنہری اوراق پر بھی اپنی آب و تاب کے ساتھ چمکتے رہیں گے آپ آئندہ نسلوں کے لیے قربانی کا نادر سبق دیتے رہیں گے ۔ چونکہ آپ مادر وطن کے مخلص سپاہی ہیں اس لیے امیر محترم علامہ صاحب نے آپ سیول صاحبان کو "بہادر" کا خطاب بنوک تلوار عنایت فرمایا ہے ۔ پس ہم سپاہیوں پر فرض عاید ہو جاتا ہے کہ اپنے اخلاص کا ثبوت دیتے ہوئے سلامی کا حقیر تحفہ پیش کریں ۔ تقریر مختصر تو تھی لیکن پبلک کے جوش کا یہ عالم تھا کہ ہر لفظ پر جوش میں آ کر خاکسار زندہ باد کے نعرے لگاتی رہی ۔ اس کے بعد محترم مطیع اللہ خاں نے دو منٹ کی پُرجوش سلامی دی ۔ بعد ازاں کیپٹن بہادر نے ہر ایک خاکسار مجاہد کا فرداً فرداً بڑے غور سے معائنہ کیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے جواب میں فرمایا ۔

کیپٹن ڈھلوں بہادر کا جواب

بہادر خاکسارو ہندوستان کے مایہ ناز سپوتو ! میرے پاس الفاظ ہی نہیں کہ تمھیں کس القاب سے پکاروں ۔ بہادر مجاہدو ! ایک مدت مدید سے میں جانتا ہوں کہ ہندوستان میں صرف ایک تم ہی ہو کہ جو عرصہ دراز سے اس غلام آباد کی بلا لحاظ مذہب و ملت یکساں طور پر بے مزد خدمت کرتے چلے آئے ہو ۔ تمھاری عزت ، تمھاری غیرت ، تمھاری شجاعت ، تمھاری عظمت ہماری زبانوں میں نہیں بلکہ ہمارے دلوں میں بحرِ بے پایاں کی مانند موجزن ہے ۔ جب ہم گرفتار ہو کر ہندوستان آئے اس وقت ہماری موت تمھیں واضح طور پر نظر آ رہی تھی اور ہم بھی اسے بخوشی لبیک کر رہے تھے ۔ جب ہمارے کانوں تک یہ اطلاع پہنچی کہ ہماری رہائی کے سلسلہ میں حضرت علامہ صاحب نے سر دھڑ کی بازی لگانے کا حکومت کو الٹی میٹم دے دیا ہے تو پرماتما کی قسم ہمیں اس وقت یقین کامل ہوا کہ خدا ہم سے ناراض نہیں ہوا بلکہ ہم پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا ۔ جس کا کھلا ثبوت حضرت علامہ صاحب کا الٹی میٹم ہے ۔ ہمارے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہماری رہائی کے سلسلہ میں مادر وطن کا سب سے بڑا رشی (علامہ) حکومت کو کھلا چیلنج دے گا ۔ پس پھر ہمیں یقین تھا کہ ہماری موت ابھی تو کالے کوسوں دور ہے ۔ جب ہم لوگ آپ کے ادارہ علیہ میں پہنچے تو حضرت علامہ صاحب نے ایک عجیب عزوشان سے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں بنوکِ تلوار بہادری کے ساتھ بہادر کا خطاب عطا فرمایا لیکن ہماری یہ شان یہ شوکت یہ عزت ہم اپنے لیے نہیں بلکہ ہمارے نیتاجی سوبھاش بابو کے لیے سمجھتے ہیں ۔

ملک و اقوام اتحاد کے سلسلے میں آپ نے فرمایا ۔ بہادر خاکسارو ! ہندوستان میں صرف ایک تم ہی ہو جنھوں نے ہندو مسلم اور سکھوں کی عزت کے ساتھ خدمت کرتے ہوئے ہر ایک کو آپس میں اتحاد کر لینے کا سبق پڑھایا ۔ ایک صرف تمھیں ہو کہ ہندو مسلم فسادات کی

جڑیں مٹاتے ہوئے امن کی ہوا پھیلا رہے ہو - یاد رکھو کہ اگر آئندہ بھی تمہارا رویہ یہی رہا تو ہم اور تم مل کر ہی انگریزوں کا جنازہ ہندوستان سے نکالیں گے - اس وقت جب کہ ہندوستان نے خواجہ چشتی[7]، بابا فرید[7]، بابر، ہمایوں، اورنگ زیب، گرونانک، رام چندر جی جیسے بڑے بڑے جلیل القدر دیش بھگتوں کو جنم دیا تھا - بھائیو ! اس وقت کہ جب ہندوستان میں مسلمانوں کا راج تھا نہیں بلکہ ہم ہندوستانیوں کا راج تھا - اس وقت تو یہ ہندو مسلم فسادات کو کوئی جانتا تک نہیں تھا کہ کس جانور کا نام ہے ؟ اور اب اس وقت یہ فسادات کیوں جنم لے رہے ہیں بھائیو صحیح معنوں میں فسادات کی اس بدبختی کو انگلینڈ سے انگریز لوگ ہی لے کر آئے ہیں مگر یاد رکھو خاکسار بہادرو ! جس روز ہم اور تم مل کر انگریزوں کا جنازہ سنواریں گے اس روز یہ بدبخت خود بخود اپنے بستر بوریے کے ساتھ ہی ساتھ ہندو مسلم فسادات کو بھی اپنے ہمراہ لیتے جائیں گے - غـداران ملک و ملت ! میرے اس اعلان کو جو ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں خوب سن لو جب کہ یہ تمہارے آقایان نعمت ہندوستان سے بوریہ بستر باندھ کر لعلیں در لعلیں کا وظیفہ پڑھتے نظر آئیں گے اس روز تمہاری کیسی درگت بنے گی - سوچا بھی ؟

اس لیے پھر میں تمام ہندو مسلمانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ پھر ایک مرتبہ اتحاد کر لو - اور ہندوستان کو آزاد کرنے کے لیے پھر دوبارہ سر سے کفن باندھ لو جیسا کہ آج میرے بھائی خاکسار سر سے کفن باندھے ہوئے میرے سامنے کھڑے ہیں - جس روز تم نے کفن باندھ کر ارادہ کر لیا بس اسی روز تمہـارا ہندوستان تمام بکھیڑوں سے آزاد ہو جائے گا -

اجتماع ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ختم ہوا

بحکم نائب حاکم اعلیٰ صاحب

خاکسار محمد ضیاء الحق

—۴۰—

احکام ادارہ علیہ

جالندھر

۲ فروری : نمبر ۵۰۰ - الہ بخش ناظم انتخابات ضلع جالندھر ، امیر حبیب اللہ خاں نائب ناظم انتخابات ضلع جالندھر اور فضل محمد سالار سلطان پور لودھی کو حکم دیا جاتا ہے کہ ادارہ علیہ کے جریدہ الاصلاح مجریہ یکم فروری جلد ۹ نمبر ۴ کے صفحہ ۳ کالم ۲ کے اعلان کو "کہ امیر حبیب اللہ خاں کو بعد مزید غور ٹکٹ دیا جاتا ہے" منسوخ سمجھیں اور چونکہ اس اثنا میں میاں اسد اللہ خاں آنریزی مجسٹریٹ نے آئینی اقرارنامہ پر دستخط کر دیے ہیں اور آج ان کو یونینسٹ پارٹی کا ٹکٹ بھی مل چکا ہے - اس لیے اب میاں اسد اللہ مذکور کو ہر ممکن مدد دی جائے کہ وہ اپنی نشست جیتے اس مطلب کی ایک تار سالار سلطان پور کو دے دی گئی ہے -

گوجرخاں

۲ فروری : نمبر ۵۰۱ - محمد لقمان ناظم تحصیل کو حکم دیا جاتا ہے کہ حسب ہدایت جو ادارہ علیہ نے زبانی گوجرخاں میں ۳۰ جنوری کو دی تھی گوجرخاں تحصیل کی نشست پر علی رضا خاں امیدوار یونینسٹ کو انتہائی مدد دی جائے۔

پتوکی

۲ فروری : نمبر ۵۰۲ - ڈاکٹر محمد صادق سالار پتوکی ضلع لاہور کو حکم دیا جاتا ہے کہ چونکہ تلغرافی اطلاع محررہ یکم فروری کے مطابق سردار حبیب اللہ خاں نے آئینی اقرارنامے پر دستخط کر دیے ہیں اس لیے سردار مذکور کی انتہائی مدد کی جائے اس سلسلے میں ڈاکٹر صادق مذکور کو تار بھی دی گئی ہے اور یہ بھی نوٹ کر لیا گیا ہے کہ سردار مذکور کو اس سے پہلے بھی مدد دی جا رہی ہے -

---

مآخذ : الاصلاح ، ۸ فروری ۱۹۴۶ء ، ص ۱۲

فیروز پور

۱۲ فروری : نمبر ۵۷۰۳ - ملک عبدالرحمٰن ناظم اعلیٰ پنجاب کو حکم دیا جاتا تھا کہ اگر چوہدری صدر دین سکنہ ڈھولیوالہ تھانہ زیرا ضلع فیروز پور آئینی قرار نامے پر دستخط کر دے تو اس کی مناسب مدد کی جائے - چنانچہ اس کی مدد کی گئی لیکن اب جب کہ اس کا قرار نامہ ادارہ علیہ میں پہنچ چکا ہے شیر نواب خاں ناظم انتخابات ضلع فیروز پور محمد شفیع خاں کھوکھر نائب ناظم انتخابات کو حکم دیا جاتا ہے کہ چوہدری مذکور کی ہر ممکن مدد کی جائے -

صوبہ پنجاب راولپنڈی

۲ فروری : نمبر ۵۷۰۴ - حسب ذیل لاریاں مع لاؤڈ سپیکر اور کاریں اس وقت کم و بیش پچھلے چار ہفتوں سے صوبہ پنجاب میں زیر سالاران قائد انتخابات کا کام کر رہی ہیں - سالاران قائد کو حکم ہے کہ پالنگ کے موقع پر ان تمام لاریوں اور کاروں کا پورا استعمال کیا جائے :-

(نام سالار قائد)

۱- ۱- میاں محمد شریف گجرات - ایک لاری ۲- مولوی کرم الٰہی گجرات - ایک لاری
۳- نور محمد کربلائی ملتان - ایک لاری ۴- فضل الدین ہوشیارپور - ایک لاری
۵- عبدالحی بہادر راولپنڈی - ایک لاری ۶- عبدالرحمٰن ملک صوبہ پنجاب - ایک لاری
۷- اللہ دتا بھلوال - ایک لاری ۸- راجہ فضل محمد منٹگمری - ایک لاری
۹- ملک اکرم خاں راولپنڈی - ایک لاری ۱۰- محمد اشرف سینڈو - ایک کار

اس سلسلے میں حاکم اعلیٰ ایوب خاں کو حکم دیا جاتا ہے کہ کار نمبر ۱۰ کے علاوہ اس کار کو جس کا ذمہ ڈاکٹر محمد عالم نے دینے کا لیا ہے اور اس کار کو جس کا ذمہ محمد اشرف سینڈو نے لیا ان دونوں کاروں کو اپنی تحویل میں لے کر پالنگ کے لیے جیسا کہ احکام دیے گئے ہیں انتہائی مفید طور پر استعمال کرے -

۲- نیز ۵ فروری کے بعد جب کہ ڈاکٹر عالم کا پالنگ ختم ہو جائے، حکم دیا جاتا ہے کہ تمام کاریں اور لاریاں جو ڈاکٹر مذکور کی تحویل میں ہیں لے کر ۱۵ فروری تک راولپنڈی کی باقی ماندہ سیٹوں علی الخصوص راجہ شیر زمان خاں کی سیٹ کے لیے استعمال کی جائیں -

۳- ملک عبدالرحمٰن ناظم اعلیٰ صوبہ پنجاب کو حکم دیا جاتا ہے کہ جلد از جلد مع لاری راولپنڈی کے پالنگ پر پہنچے اور وہاں کی نشستوں کو کامیاب کرانے میں انتہائی مدد دے -

ایبٹ آباد و مانسہرہ

۲ فروری : نمبر ۵۰۵۔ ایوب خاں حاکم اعلیٰ صوبہ پنجاب کو بذریعہ تار حکم دیا جاتا ہے کہ ۲۵ دیہاتی خاکساروں کا ایک دستہ ٦ فروری سے پہلے پہلے ایبٹ آباد اور ۲۵ دیہاتی خاکساروں کا ایک دستہ گیارہ فروری سے پہلے پہلے مانسہرہ کو مناسب ترین قیادت میں روانہ کرے تاکہ وہاں کی نشستوں کو کامیاب کرنے میں یہ دونوں دستے انتہائی طور پر مدد مقامی ناظمان انتخابات یوسف خاں جانباز سالار شہر ایبٹ آباد وغیرہ ہم کو دی جائے۔

لکھنو

۲ فروری : نمبر ۵۰٦۔ احمد دستگیر حاکم اعلیٰ یو پی اور سعید احسن ناظم اعلیٰ یو پی کو بذریعہ تار حکم دیا گیا تھا کہ سید محمد احمد کاظمی ۲۴ کاہور روڈ الہ آباد اور مولوی محمد عثمان سرائے حکیم علی گڑھ سے ملاقات کر کے زیادہ سے زیادہ آئینی اقرار ناموں پر دستخط لیے جائیں۔ اس سلسلے میں معلوم ہوا ہے کہ مختلف اطراف سے فرمائشیں آ رہی ہیں کہ افسران بالا آئینی اقرار ناموں پر دستخط خود آ کر کرائیں حکم دیا جاتا ہے کہ چونکہ قائد تحریک کی یو پی میں آمد بوجہ عدالت پھر رُک گئی ہے اس لیے خطرناک غفلتوں کی سزاؤں سے بچنے کے لیے اور ان تاروں کو مد نظر رکھ کر جو اس کو ادارہ علیہ کی طرف سے اس سلسلے میں دی گئیں ناظم اعلیٰ صوبہ، حاکم اعلیٰ صوبہ، عبدالعزیز صحرائی ذاتی معاون، عبدالصمد سراج الدین ذاتی معاون کو انتہائی طور پر ذاتی یا دیگر سہولتیں بہم پہنچائے تاکہ تمام صوبے سے ایک بڑی تعداد آئینی قرار ناموں پر دستخط کرنے والوں کی ہو جائے۔ نیز اس بات کا خیال رکھا جائے کہ صرف انہی امیدواروں کی سفارش ادارہ علیہ میں کی جائے جن کی کامیابی کی قوی امید ہے ہر رطب ویابس شخص کو ٹکٹ دینے کی سفارش ہرگز نہ کی جائے۔

پٹنہ

۲ فروری : نمبر ۵۰۷۔ محمد اختر ہاروی ناظم اعلیٰ صوبہ بہار کو بہ سفارش حاکم اعلیٰ صوبہ بہار تین ماہ کے لیے نائب حاکم اعلیٰ بھاگلپور ڈویژن مقرر کیا جاتا ہے۔ ناظم اعلیٰ صوبہ بہار کا عہدہ تاحکم ثانی خالی رہے گا جب تک کہ اس کے لیے کوئی مناسب شخص صوبہ میں سے پیدا نہ ہو۔

صوبہ بہار پٹنہ

۲ فروری : نمبر ۵۰۸۔ علی احمد جان حاکم اعلیٰ صوبہ بہار کو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ ان تاروں کو مد نظر رکھ کر جو اس کو انتخابات کے لیے آئینی امیدوار کھڑے کرنے

کے سلسلے میں ادارہ علیہ کی طرف سے دی گئیں ۔ آئینی امیدواروں کی تعداد خطرناک طور پر کم ہے اس لیے حاکم اعلیٰ مذکور جلد سے جلد تمام ان جماعتوں سے (بالخصوص مومن ، پست اقوام ، کانگرس اور جن کے نمائندوں سے ملاقات قائد تحریک نے کی تھی براہ راست لگاؤ پیدا کر کے ایک ایک نشست کے لیے خاکسار تمام صوبہ میں مقرر کرے جو اقرار ناموں پر دستخط کراتے جائیں تاکہ ان خطرناک سزاؤں سے بچاؤ ہو جو اس سلسلے میں ادارہ علیہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ حاکم اعلیٰ مذکور کو معلوم ہونا چاہیے کہ دوروں کی رپوٹیں دینے سے آئینی امیدواروں کی تعداد زیادہ نہیں ہو سکتی ۔

صوبہ سی پی ، امراوتی

۴ فروری : نمبر ۵۷۰۹ ۔ محمد مسلم ناظم اعلیٰ التخابات صوبہ سی پی ، امراوتی کو حکم دیا جاتا ہے کہ سی پی کے التخابات کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ آئینی امیدواروں کو کھڑا کر کے اطلاع جلد از جلد ادارہ علیہ میں پہنچاتا جائے ۔ محمد ابراہیم شرار ناظم اعلیٰ سی پی کو اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ کام سپرد کرے ۔ حکیم عبدالواحد سالار ، سالار نائب ادارہ علیہ اور ڈاکٹر انوار ناظم بابالسیاست وسط ہند کو اس سلسلے میں مقررہ کام سپرد کر کے اور جیسا کہ پنجاب اور دوسرے صوبجات میں ہوا ہے ہر نشست پر ایک خاکسار سپاہی اس مطلب کے لیے مقرر کرے کہ اس نشست کے تمام امیدواروں سے حتی الامکان آئینی اقرار نامے لیے جائیں ۔

ناظم اعلیٰ صوبہ اور منشی احمد اس سلسلے میں اپنی تمام دیگر مشغولتیں چھوڑ کر اس کام کو سرانجام دیں تاکہ اس صوبہ میں جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے ایک کافی تعداد آئین کو پاس کرانے کے لیے تیار ہو جائے ۔ محمد مسلم کو اس سلسلے میں تا اختتام التخابات اختیار دیا جاتا ہے کہ اس بارے میں مناسب احکام تمام صوبہ میں جاری کرے اور نافرمان خاکساروں اور سالاروں کی اطلاع ادارہ علیہ میں دے ۔

صوبہ بمبئی ، بمبئی

۲ فروری : نمبر ۵۷۱۰ ۔ منظورالمحمود پارلیمنٹری بورڈ صوبہ بمبئی ۳۰۷ بھن لاج دورلی ، بمبئی ، اور اہل اللہ خان حاکم اعلیٰ صوبہ بمبئی باب عالی بھنڈی بازار اور فضل الٰہی قریشی (حاکم اعلیٰ وسط ہند) ناظم اعلیٰ التخابات صوبہ جات بمبئی و سی ۔ پی کو ان تمام تاروں کے مد نظر جو ادارہ علیہ نے وقتاً فوقتاً پچھلے ماہ میں التخابات کے سلسلے میں دیں ، تنبیہہ کی جاتی ہے کہ صوبہ بمبئی میں آئینی اقرار ناموں پر دستخط کرنے والوں کی تعداد خطرناک طور پر کم ہونے کی وجہ بے عملی کا ماحول ہے جو صوبہ بمبئی کے افسران بالا کے

درمیان باہمی آویزش ، تحریک کی نافہمی اور ذاتیات کی وجہ سے پچھلے تین سال میں پیدا ہوا اور جس کے اثرات ابھی تک باقی ہیں صدر پارلیمانی بورڈ نے بھی اس سلسلے میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا ۔ حاکم اعلیٰ صوبہ کی تجاویز ، دوبارہ العقاد کانفرنس وغیرہ نیز دل خوش کن تدبیریں اس بے عملی ماحول کو ظاہر کرتی ہیں جو تحریک کی نافہمی سے پیدا ہوتا ہے ۔ دماغی عیاشی ابھی تک بمبئی میں جاری ہے اور ناظم اعلیٰ انتخاب سی ۔ پی و بمبئی بھی اس ماحول کو کما حقہ ، درست کرنے سے قاصر رہے ایسی حالت میں سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ادارہ علیہ ان افسران بالا اور ڈاکٹر محمد صادق سالار ناظم باب السیاست محکم ہند کو خطرناک طور پر تنبیہہ کرے کہ آئینی اقرار ناموں پر زیادہ سے زیادہ کی تعداد میں دستخط کرانا اس وقت آن سب کا فرض اولین ہے اور ادارہ علیہ اس سلسلے میں احمد آباد میں سرگرمی کو امید کی نظر سے دیکھ رہا ہے اور مطیع اللہ یوسفی اور ابراہیم شمس اور دوسرے نائب حاکمان اعلیٰ سے امید رکھتا ہے کہ وہ خاکسار سپاہیوں سے اس نازک وقت میں زیادہ سے زیادہ کام لے کر اقرار ناموں کو براہِ راست ادارہ علیہ میں بھیجتے جائیں گے اور ثابت کر دیں گے کہ افسرانِ بالا کے مقابلے میں خاکسار سپاہی زیادہ اور عمدہ تر کام کر سکتے ہیں ۔ تعداد کی کمی کی صورت میں لا محالہ خطرناک سزاؤں کا نفاذ ہو گا ۔ اسی سلسلے میں جیلانی چاند پوری کو بذریعہ ٹیلیگراف حکم مل چکا ہے کہ وہ صوبہ بمبئی کو چھوڑ کر یو ۔ پی چلا جائے ۔ حاکم اعلیٰ صوبہ جیلانی چاند پوری مذکور کے متعلق اس سے پوچھ کر اطلاع دے کہ وہ کیا ارادہ رکھتا ہے ۔ نیز حاکم اعلیٰ صوبہ پانچ آئینوں کی قیمت پچیس روپیہ بذریعہ منی آرڈر فروری تک روانہ کرے ورنہ پانچ روپیہ تاوان ادا کرنا پڑے گا ۔

— ۶۱ —

پنجاب میں آئینی اقرارناموں پر دستخط کرنے والوں کی کل تعداد ۷۲ تھی

جن میں سے ۴۸ کو آئینی ٹکٹ دیے گئے
بائیس مویدین آئین کی فہرست جن کو ٹکٹ نہیں دیا گیا

لیکن اگر کامیاب ہو گئے تو آئین کی تائید کریں گے ۸ فروری کے جریدہ الاصلاح میں ان ۴۸ آئینی امیدواروں کی فہرست دی گئی تھی جن کی نشستیں جیتنے کے لیے خاکسار سپاہی اس وقت اپنی جان لڑا رہا ہے لیکن چونکہ ایک نشست پر صرف ایک ہی امیدوار کو آئینی ٹکٹ دیا جا سکتا تھا بعض آئینی امیدواروں کو ٹکٹ نہ مل سکا اور مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے صرف اس امیدوار کے حق میں ٹکٹ دینے کا فیصلہ کیا جس کے متعلق خیال تھا کہ نشست کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا۔ خاکسار تحریک چونکہ بے ہمہ اور باہمہ ہے اس لیے ان اشخاص کو جنہوں نے آئینی اقرار ناموں پر دستخط کیے،کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اس لیے ان میں سے بائیس امیدواروں کے نام شائع کیے جاتے ہیں جو اگر کامیاب ہو گئے تو آئین کی تائید کریں گے۔

۱۔ راجہ اللہ داد خاں (یونینسٹ) راولپنڈی
۲۔ راجہ سید اکبر خاں ایڈووکیٹ (آزاد) گوجرخاں
۳۔ چوہدری نور خاں (یونینسٹ) جہلم
۴۔ شیخ فضل الحق پراچہ سابق ایم۔ ایل۔ اے (مسلم لیگ) بھلوال
۵۔ سید حبیب (کانگرس) شیخوپورہ
۶۔ عبدالحمید (آزاد) شاہدرہ

مآخذ: الاصلاح، ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء، ص ۱۲

۷- امین چند (جنرل سیکرٹری آل انڈیا ہریجن لیگ دہلی)
(اچھوت) امرتسر

۸- ہرولت سنگھ بی اے (بلڈنگ باوا نرنجن سنگھ بالسی گیٹ فیروز پور شہر)
(اچھوت) فیروز پور

۹- دسولدھی خان ذیلدار ورک (آزاد) ظفر وال ناروال

۱۰- سید خورشید عالم بخاری سجادہ نشین حضرت گلوشاہ (آزاد) سیالکوٹ

۱۱- میجر محمد عبداللہ خان (آزاد) وزیر آباد

۱۲- میر شمس الدین شاہ (جلالپور جٹاں)

۱۳- سردار غلام عباس شاہ رئیس رجوعہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ (آزاد)

۱۴- مہر بہادر خاں (آزاد) جھنگ

۱۵- چوہدری احمد دین (آزاد) گجرات

۱۶- خورشید حسین ہمدانی (آزاد) گجرات

۱۷- غلام حیدر شاہ ایم اے ایل ایل بی (آزاد) گجرات

۱۸- محمد احمد ماڈل ٹاؤن لاہور (کانگرس) تحصیل اجنالہ

۱۹- محمد حسین (آزاد) امرتسر

۲۰- بابو سمیع اللہ (مسلم لیگ) جالندھر

۲۱- امیر حبیب اللہ (آزاد) جالندھر

۲۲- محمد علی (آزاد) کانگرہ و ہوشیار پور

محررہ ۷ فروری ۱۹۴۶ء

ادارہ علیہ ہندیہ

—۴۲—

احکام ادارہ علیہ

علی گڑھ

سالار ناظم محکمہ طلبائے ہند کی معزولی

۱۳ فروری : نمبر ۷ ۱ ۵/۷ - جون ۱۹۳۵ء کو محمد افضل سالار ناظم محکمہ طلبائے ہند کو شاہی مسجد کیمپ میں غیر حاضری ، سخت ترین غفلت ، عام ناکارہ پن ، اور ذاتی مفاد کے لیے تحریک کے ناجائز استعمال کی پاداش میں تحریری تنبیہہ کی گئی تھی کہ اگر اس نے باضابطہ طور پر محکمہ طلبائے ہند کی ادارت اپنے ہاتھ میں لے کر حسب قواعد دورے نہ کیے ، علی گڑھ یونیورسٹی کے نظام کو مضبوطی سے نہ سنبھالا اور تحریک طلبا کی توسیع نہ کی تو تین ماہ کے بعد رسوا کن سزا کا منتظر رہے -

محمد افضل سالار ناظم مذکور نے چونکہ اس اثنا میں ادارہ علیہ کو اطلاع دی ہے کہ وہ اپنی غفلتوں پر نادم ہے اور آئندہ باضابطہ عمل کرے گا اس لیے اس رسوا کن سزا کو ملتوی کر دیا گیا اور ادارہ علیہ منتظر ہے کہ وہ کیا عمل کرتا ہے -

اکتوبر ۱۹۳۵ء میں قائد تحریک کے دورہ علی گڑھ کے دوران میں معلوم ہوا کہ محمد افضل مذکور نے نہ صرف یہ کہ محکمہ طلبائے ہند اور توسیع تحریک کا کام نہیں کیا بلکہ یونیورسٹی کے نظام کو انتہائی طور پر ڈھیلا کر دینے کے باعث ہی افسوس ناک اور ناخوشگوار واقعات پیش آئے جو عام حالات میں پیش نہ آ سکتے تھے -

ان حالات میں محمد افضل کو سالار ناظم طلبائے ہند کے عہدے سے معزول کر کے تین ماہ کے لیے سالار محلہ مقرر کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ اس اثنا میں یونیورسٹی کے احاطہ میں یا شہر میں ایک جماعت طلبا یا غیر طلبا کی قائم کرے اور حسب ضابطہ ان سے روزانہ عمل کرائے - روزانہ عمل کی رپورٹ محمد جمیل سالار علی گڑھ کو دی جائے

ماخذ : الاصلاح ، ۲۲ فروری ۱۹۳۶ء ، ص ۱۱

اور سالار مذکور محمد افضل کے عمل کے متعلق ادارہ علیہ میں پندرہ دن کے بعد اطلاع دے۔

علی گڑھ

محکمہ طلبائے ہند کا لاہور میں نقل مقام

۱۴ فروری : نمبر ۵۷۱۸ - محمد افضل سالار ناظم محکمہ طلبا ہند کی معزولی کے سلسلے میں جو حکم نمبر ۱۷ مجریہ ۱۴ فروری ۱۹۳۶ء کے رو سے ہوئی محکمۂ طلبائے ہند کو ادارہ علیہ ہندیہ کے دفتر واقع اچھرہ لاہور میں تبدیل کر کے حکم دیا جاتا ہے کہ راجہ شیر زمان خان عارضی طور پر ناظم اعلیٰ محکمہ طلبائے ہند کے فرائض اس وقت تک ادا کرتا جائے جب تک کہ مستقل تقرری نہ ہونے پائے ناظمان صوبہ ، نائب ناظمان صوبہ اور سالاران عامل نیز خاکسار طلبا کی خط و کتابت اب براہ راست ادارہ علیہ میں ناظم اعلیٰ مذکور سے ہو گی اور علی گڑھ کے نظام سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو گا عزل و نصب کے تمام احکام اور تبدیلیاں یا رخصتیں ادارہ علیہ کی منظوری کے بغیر شائع نہ ہوں گے۔

جریدہ ریڈینس ایک بڑی مدت سے خاکسار کارلر کے عنوان سے سالار ناظم کے غلط دستخط سے فرضی احکام اور تجاویز وغیرہ شائع کرتا رہا ۔ حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ سالار ناظم محمد افضل ایک مدت سے بے عمل اور معطل تھا ۔ جریدہ مذکور کا ایڈیٹر تشریح کرے کہ ایسا کیوں ہوا اور آئندہ کوئی تجویز یا احکام سالار ناظم کے دستخط سے شائع نہ کرے جب تک کہ ناظم اعلیٰ طلبائے ہند کی طرف سے نہ ہو ۔ جریدہ ریڈینس کا علی گڑھ سے میرٹھ میں (اجرا) ادارہ علیہ کی منظوری سے نہ تھا اور واقعہ علی گڑھ کے بعد ایسا کرنا سخت ناامستحسن اور غلط فہمی کی بنا ہو سکتا تھا ۔ جریدہ مذکور کا ایڈیٹر تشریح کرے کہ یہ تبدیلی مقام کیوں ہوا ۔ اور ادارہ علیہ سے کیوں اجازت نہ لی گئی ۔

—۴۳—

یاد رکھو کہ پنجاب ، سرحد اور سندھ کے تمام خاکساروں اور سالاروں کے تمام ہندوستان کے باقی صوبوں میں

فوراً پھیل کر آئینی اقرار ناموں کو پر کرنے اور انتخابات کو کامیاب بنانے کے احکام نکل چکے ہیں

اب کسی خاکسار سپاہی ، کسی سالار ، کسی پرانے خاکسار ، کسی نئے خاکسار ، کسی باعمل خاکسار ، کسی بے عمل خاکسار ، کسی جانباز ، کسی پاکباز ، کسی سالار نائب ادارہ علیہ ، کسی "مجاہد" ، کسی "محفوظ" کسی "معاون" کسی "فدائی مشرق" کسی نائب حاکم اعلیٰ ، کسی حاکم اعلیٰ ، کسی ناظم انتخاب صوبہ ، کسی نائب ناظم انتخاب ، الغرض کسی فرد واحد کو جس کو خاکسار تحریک سے ادنیٰ لگاؤ تھا یا ہے ۔ گنجائش نہیں رہی کہ وہ یہ کہے کہ میرے لیے یہ حکم نہ تھا ۔ مجھے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا ۔ میں یہاں پر اس مطلب کے لیے رہوں گا ۔ میں یہاں بیٹھ کر یہ "نظام" پیدا کروں گا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ عام احکام اس لیے نکلے ہیں کہ خاکسار آئین کو اسمبلیوں میں پاس کرانے کے متعلق عام حالت نہایت نازک ہوچکی ہے ۔ اگر آئین پاس نہ ہوا تو ہندوستان اپنی قسمت کو سالہا سال تک روئے گا ۔ دو خطرناک سیاسی جماعتیں یعنی کانگرس اور مسلم لیگ اپنے مطلب کا قانون بنا کر ہندوستان میں برلا اور ٹاٹا راج برہمن راج یا خان بہادر راج قائم کر دیں گی ۔ تمام ہندوستان پر صرف ظلم کا راج ہو گا ۔ دھکے اور زور کا راج ہو گا ۔ غریب اور بیکس کی ادنیٰ پروا نہ کی جائے گی ۔ طاقت بڑے بڑے ظالموں اور فرعونوں کے ہاتھ میں ہوگی ۔ ہر اوسط گھر میں چیخیں اور کراہیں ہوں گی ہندوستان کے چند ہزار یا چند لاکھ موٹے موٹے اشخاص انتہائی آسودگی میں ہوں گے ۔ کروڑوں روپے کی دولت ان کے قدموں پر نچھاور ہوگی لیکن کئی کروڑ بلکہ پورے چالیس کروڑ صرف بھوک

مآخذ : الاصلاح ، یکم مارچ ۱۹۴۶ء ، ۱۲ - ۱۱

اور لنگ میں گزاریں گے ۔ یاد رکھو کہ بھوک اور لنگ کی تنبیہیں ابھی سے اخبارات میں نکل رہی ہیں تاکہ لوگ آنے والی بھوک اور لنگ کے لیے ابھی سے تیار ہو جائیں ۔ یاد رکھو کہ مسلم لیگ کا قائد اعظم مسٹر جناح حسب ذیل الفاظ کھلی مجلس میں کہہ چکا ہے ۔ (دیکھو الاصلاح ، ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء)

"مشرقی مسلم لیگ سے خطاب یافتہ اصحاب کا اخراج چاہتا ہے ۔ لیز مشرقی آئین مسلم لیگ اور خاکساروں کے مابین سمجھوتے میں حائل ہے ۔ مشرقی مجھ سے خاکسار آئین تسلیم کرانے پر بضد ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں مشرقی سے ملاقات کرنے پر تیار ہوں بشرطیکہ سمجھوتے کی راہ میں مشرقی آئین بطور شرط نہ رکھے" یاد رکھو کہ "مشرقی آئین یا خاکسار آئین مشرقی یا خاکساروں کا بنایا ہوا آئین ہرگز نہیں ۔ وہ ہندوستان کے تیس کروڑ بلکہ اس سے زیادہ غریب اور بیکس مظلوم اور مجبور رعیت کے صحیح نمائندوں اور ہندوستان کے بڑے بڑے اور خدا ترس مفکروں کی متفقہ آواز ہے ۔ اس آئین کو سمجھوتے کی راہ میں شرط نہ رکھنا تیس کروڑ انسانوں پر ظلم کرنا ہے ۔ میں نے مسٹر جناح کو صرف یہ لکھا تھا کہ مسلمانوں کا حصہ مسلم لیگ کے چند اوپر کے اشخاص میں تقسیم نہ کرو ۔ چالیس فیصد میں سے پچیس خود رکھ لو اور صرف پندرہ غریبوں کو دے دو مگر اس نے انکار کر دیا ۔ اس سے بڑا ظلم روئے زمین کے تختے پر موجود نہ ہوگا ۔ یاد رکھو کہ مہاتما گاندھی بھی اپنے ایک خط میں جو اس نے مجھے اپنے قلم سے لکھا صاف طور پر حسب ذیل الفاظ کہہ چکا ہے ۔

"میری آپ کی ملاقات کی سب سے بڑی دقت تو آپ کی شرط ہے کہ میں آپ کے آئین کو تسلیم کروں ۔ کانگرس کے نام سے تو میں کچھ کہہ ہی نہیں سکتا ۔ بول نہیں سکتا میں کانگرس کا ممبر بھی نہیں ہوں ۔ میں نے تو اپنا وچار (اپنی رائے) بتا دیا ہے کہ جو کانسٹی ٹیوشن آپ نے بڑی محنت سے بنایا ہے وہ چل نہیں سکتا ۔ نہ وہ دوسرے لوگوں کو للچانے والا ہے ۔ میں خود ہی آپ کے کانسٹی ٹیوشن کے بارے میں آپ کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا اگرچہ جیسا کہ میں نے کہا ہے اس میں خوبیاں تو بھری ہیں اور آپنے جو محنت اٹھائی ہے اس کی مجھے قدر ہے ۔ ان سب وجوہات سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی ہم ملاقات نہیں کر سکیں گے میری امید تو تھی اور ابھی بھی ہے کہ ہماری ملاقات کا نتیجہ کچھ بھی ہو ہم ایک دوسرے سے مل تو لیں اور ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی کوشش تو کریں ۔ آپ کا خط ایسی کوئی آشا (امید) مجھ کو نہیں دلاتا" ۔ بیس کروڑ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں میں سے اٹھارہ کروڑ سچھوتوں کے متعلق جب مہاتما گاندھی کو لکھا گیا کہ تم کانگرس والے چالیس فیصدی ہیں سے پچیس فیصدی خود رکھ لو اور صرف پندرہ فیصدی غریب ہندوؤں کو دے دو تو مہاتما گاندھی نے لکھا کہ میری ذاتی

رائے تو یہ ہے کہ سیٹوں کی بانٹ ہونی ہی نہیں چاہیے ۔ چلو ! دونوں طرف سے قصہ ختم ہوا ! ! !

اب اس حالت میں اے خاکسار سپاہی ! تیرے لیے کیا صورت باقی رہ گئی ہے سوائے اس کے کہ اس آئین کو تو سر دھڑ کی بازی لگا کر اسمبلیوں میں منوائے ۔ ہندوستان کی دونوں سیاسی پارٹیاں جو ملک کی رائے پر زور سے قبضہ کر رہی ہیں ہرگز نہیں چاہتیں کہ کوئی ایسا آئین جاری ہو جس میں عام ہندوؤں اور عام مسلمانوں کا بھلا ہو ۔ دونوں کہتی ہیں کہ اس آئین کو چھوڑ دو ۔ اور پھر ہم سے ملاقات کرو ۔ آئین دوسرے لوگوں کو اچھالنے والا نہیں کیونکہ اس میں کسی پارٹی کا حلوا مانڈا نہیں ۔ اگر تم نے اٹھارہ کروڑ ہندوؤں اور دس کروڑ مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا تو ہم سیاسی پارٹیاں کہاں جائیں گی ؟ ہم تو سب کچھ صرف اپنے لیے چاہتے ہیں ۔ تم کہاں کے چوہدری ہو جو حصوں کو ساری رعیت پر تقسیم کرتے ہو ! ! ! یاد رکھو ادارہ علیہ کی طرف سے کوئی حکم ایسا نہیں نکلتا جب تک کہ اس حکم میں تمام ہندوستان کی بہتری نہ ہو ۔ جب تک اس میں مسلمانوں کی عام بہتری نہ ہو ۔ جب تک اس حکم میں ایک ہزار ایک فائدے قوم کے لیے نہ ہوں ۔ جب تک کہ یہ سوچ نہ لیا جائے کہ اب اس حکم کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا ۔ کوئی دوسری صورت بہتری کی نہیں رہی اس لیے اب یہ حکم ہے کہ باقی صوبوں میں پنجاب ، سرحد اور سندھ کے خاکسار چل پڑیں وہاں پر جا کر ایک ایک سیٹ کے کانگریسی اور مسلم لیگی یا دوسرے طاقتور امیدوار سے جس کی کامیابی یقینی ہے آئینی اقرار ناموں پر دستخط کرا کر فوراً اس کی مدد کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں اور جس طرح بن پڑے اس امیدوار کو کامیاب کرائیں ۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مختلف صوبوں میں نہایت تھوڑی تعداد آئین کی ٹکٹ پر کھڑی ہے اور جو امیدوار کھڑے ہیں وہ نہایت کمزور ہیں ۔ اس وقت تک جن کی درخواستیں آ چکی ہیں حسب ذیل ہیں لیکن ہمارے مطلب کا امیدوار وہی ہوگا جو جیت جائے اس لیے صرف اسی کی مدد کی جائے جس کی جیت یقینی ہے اور وہ اقرار نامہ بھر دیتا ہے ۔

صوبہ یو ۔ پی

(۱) علی گڑھ : محمد حامد خان دتہ ولی آزاد (عنایت الرحمٰن شروانی موضع پرورده ڈاکخانہ دتا ولی سے ملو) ۔ (۲) بنارس (الف) عبدالرشید وکیل کانگریس (ب) بابا خلیل احمد مسلم لیگ (عبدالحمید رجبی، رجبی لین بنارس سے ملو ۔ (۳) بھڑائچ محفوظ الرحمٰن نامی ناظم نورالعلوم (اس سے مکمل بلاشرط عہد نامہ بھراؤ ورنہ مسلم لیگی سے بھراؤ) (۴) محمد حفیظ انصاری بی ۔ اے علیگ مومن (محمد سلطان سالار مشرق سکول نئی آبادی سے ملو) (۵) میرٹھ حکیم

مشتاق احمد مومن) (اے ۔ ایس سراج الدین دفتر الامین بیگم باغ میرٹھ سے ملو) (۶) فیروز آباد حبیب اللہ خاں مسلم پارلیمنٹری بورڈ (سید ابراہیم علی سکرٹری مسلم پارلیمنٹری بورڈ سے ملو) (۷) بریلی ڈاکٹر محمد عبدالطیف فاروق آزاد (اختر حسین وکیل اور عبدالقدیر شمسی پھوٹا دروازہ بریلی سے ملو) (۸) مراد آباد عبدالمجید انصاری مومن (حشمت اللہ سالار ضلع مراد آباد بازار فیض گنج سے ملو) (۹) سہارنپور زاہد حسین آزاد شبا خاں سالار شہر سے ملو) (۱۰) آگرہ لطیف الدین احمد آزاد (ایم صدیق سالار شہر آگرہ سے ملو) (۱۱) پردوئی سطوت علی کانگریس (علی حسین ضیغم ناظم تحصیل سندیلہ چوراہا خورد سے ملو) ان گیارہ کے مقابلے میں حسب ذیل مسلم لیگی امیدوار ہیں جنھوں نے اقرار نامے نہیں دیے۔ ان سے لینے کی پوری سعی کی جائے (۱) عبدالرحمٰن شروانی (۲) حاجی محمد شکور (۳) نواب نوازش علی خاں (۴) ایم ۔ ایم بشیر (۵) سید اشرف احمد بیرسٹر (۶) خان بہادر بدرالدین (۷) حکیم ماجد علی (۸) عمر فاروق انصاری (۹) مولوی منفعت علی (۱۰) سید ذاکر علی (۱۱) اعزاز رسول صوبہ یو ۔ پی میں باقی نشستوں پر حسب ذیل مسلم لیگی امیدوار ہیں جن سے اقرار نامے بھرانے کی پوری کوشش کی جائے (۱) ڈیرہ دون مولوی عزیز احمد (۲) بدایون کریم الرضا (۳) کانپور حسرت موہانی (۴) الہ آباد ظہور احمد بیرسٹر (۵) غازی پور سید رضوان اللہ (۶) لکھنؤ چوہدری خلیق الزمان (۷) فیض آباد ظہیرالدین فاروق (۸) ڈیرہ دون شاہ نذر حسین (۹) باغپت نواب جمشید علی (۱۰) بلند شہر عماد احمد خاں (۱۱) بلند شہر شوکت علی (۱۲) علی گڈھ مولوی عبدالرحمان خاں (۱۳) مین پوری وایٹہ اشفاق علی (۱۴) نینی تال سعید احمد (۱۵) بریلی حکیم مساجد علی (۱۶) بجنور مولوی عبدالسمیع (۱۷) مراد آباد چوہدری احمد اللہ (۱۸) مراد آباد حافظ خورشید حسن (۱۹) بدایون اسرار احمد (۲۰) بدایون مولوی نہال الدین (۲۱) شاہجہانپور فضل الرحمٰن (۲۲) پیلی بھیت امتیاز احمد (۲۳) اٹاوہ مصطفیٰ حسین نیر (۲۴) فتحپور و باندہ حسن احمد شاہ (۲۵) الہ آباد نواب محمد یوسف (۲۶) جھانسی غفور احمد (۲۷) جونپور والہ آباد مفتی فخرالاسلام (۲۸) بنارس مرزا پور محمد نذیر (۲۹) غازی پور بلیا محمد یعقوب (۳۰) ضلع غازی پور ظہیرالحسن لاری (۳۱) بستی محمد اسماعیل (۳۲) بستی محمد اسحاق خاں (۳۳) اعظم گڈھ عبدالغنی انصاری (۳۴) اعظم گڈھ عبدالباقی انصاری (۳۵) لکھنو واناؤ احتشام محمود علی (۳۶) رائے بریلی محمد شمیم (۳۷) ضلع سیتا پور راجا کبار (۳۸) پردوئی نواب اعزاز رسول (۳۹) کھیری حبیب الرحمان (۴۰) فیض آباد فیاض علی خاں (۴۱) گونڈہ سید علی جرار (۴۲) پرتاب گڑھ رکن الدین خاں (۴۳) بارہ بنکی جمال الدین فرنگی محلی (۴۴) مراد آباد سید معزز حسین (۴۵) مراد آباد بیگم شاہد حسین (۴۶) سہارنپور شیخ ضیاءالحق ۔ ان چکھوں پر خاکساروں کے دستے پھیل کر اقرار نامے حاصل کریں ۔ یاد رکھو کہ صوبہ

یو - پی میں ۲۲۸ نشستیں ہیں اور آئین پاس نہیں ہو سکتا جب تک کہ کم از کم ۱۲۵ نشستیں (ہندو مسلمان) آئینی امیدواروں کی نہ ہوں -

صوبہ بہار

صوبہ بہار میں جن اصحاب نے آئینی اقرار ناموں پر دستخط کیے حسب ذیل ہیں: (۱) مدھوبنی مشرقی ابوالاحد محمد نور ایم - ایل - سی پورینہ (۲) گوپال گنج عبدالغفور ایم - اے ، ایل - ایل بی ساریہ ڈاکخانہ دھرم پرسا - ساون (۳) رانچی و سنگھبوم عبدالقیوم انصاری صدر جمیعۃ المومنین عالم گنج گلزار باغ پٹنہ (۴) جنوبی منگھیر لعل محمد پورانی بازار جھجھو (۵) مشرقی گیا محمد حوالدار انصاری (۶) شاہ آباد مسلم حافظ حسین انصار منزل چوک بنڈی (۷) ہزاری باغ محمد یسین سدم گرمبہ (۸) بھاگلپور عبدالسلیم محلہ مجاہد پورہ بھاگلپور (۹) حاجی پور مسلم - عبدالرؤف انصاری پلیڈر پرالیہ ، لعل گنج ضلع مظفر پور (۱۰) بالامان رمضان علی رمضان منزل سٹیشن روڈ ڈالمیالگر (۱۱) سیتا ماڑھی محمد عبدالرشید حسرت انصاری (۱۲) چھپرا حکیم محمد سلیمان سارن شاہ گنج (۱۳) مغربی گیا محمد عبدالرؤف ایم - اے ، بی ایل اورنگ آباد گیا (۱۴) چمپارن صدر جنوبی محمد رضاء الرحمٰن انصاری مدرسہ فیض العلماء سوگالی (۱۵) سیوان دوست محمد انصاری صاحب گنج ، چھپرا (۱۶) پٹنہ شہری حاجی سید امام الدین احمد - اے - ایم - اے - اے ڈنکاپور گولہ بالکی پور پٹنہ اس کے علاوہ عبدالقیوم انصاری کا پارٹی کا اقرار نامہ پہنچ چکا ہے کہ بیس نشستوں کے امیدوار آئین کے حق میں ہوں گے یاد رکھو کہ صوبہ بہار میں ۱۵۲ نشستیں ہیں - کانگریسی امیدواروں سے آئینی اقرار نامے لیے جائیں - خاکسار سپاہی خاص طور پر تمام بہار بلکہ اوڑیسہ میں پھیل جائے جہاں ۶۰ نشتیں ہیں اور دونوں صوبوں میں اقرار نامے حاصل کرے -

صوبہ بنگال

صوبہ بنگال میں تاحال صرف حسب ذیل اقرار نامے پہنچے ہیں لیکن مسٹر اے کے فضل الحق صدر کرشک پروجا پارٹی کا اقرار نامہ پہنچ چکا ہے کہ ۱۱۹ نشستوں پر یہ پارٹی اپنے امیدوار کھڑے کر رہی ہے اور وہ سب آئین کے حق میں ہوں گے (۱) کشور گنج شمالی عبدالحمید شاہ ایم - ایل - اے بالدلدیہ ، جل گنگا ، میمن سنگھ (۲) بوگرہ محمد حامد علی بی ایل (اقرار نامہ بھراؤ) (۳) بوگرہ ڈاکٹر مشیفی الدین احمد ایم - بی ، ایم - ایل اے (اس نے وعدہ کیا کہ مزید آدمیوں کو آئین پر کھڑا کرے گا (اقرار نامہ بھراؤ) (۴) رنگ پور قاضی امدادالحق (آزاد)، بھوگ ڈنکا براہ کوری گرام (یہ شخص مدد مانگتا ہے۔ اقرارنامہ بھراؤ ورنہ مدد نہ کرو) (۵) باقرگنج اے کے فضل الحق سابق وزیراعظم (۶) شمالی مالدہ سید محمود مظفر المولوی ڈاکخانہ کرانیہ پی ایس تنکیل میمن سنگھ (۷) مانک گنج غربی عبداللطیف

وسواس بی ایل ، مالک گنج (۸) ولگ پور کھو لوکر محسن علی بی ۔ اے کرشک پروجا پارٹی (۹) لوکھالی غربی دیہاتی سید احمد خاں ایم ایل اے (۱۰) پٹرا ھال مشرقی عبدالمجید بی ایل ، میکارتھی لیں بٹیک راؤ بازار کلکتہ (۱۱) چٹاگانگ محمد منیرالزمان اسلام آبادی ایم ایل اے قدم مبارک (۱۲) ڈھاکہ نواب حبیب‌اللہ آف ڈھاکہ ۔ صوبہ بنگال کی ۱۱۹ نشستوں پر محترم فضل‌الحق سابق وزیراعظم کی تجویز کے مطابق خاکسار سپاہی پھیل جائیں حاکم اعلیٰ بنگال آبادی سے اس بارے میں احکام لیے جائیں لیکن مسلم لیگ اور کانگریس کے امیدواروں سے بھی آئینی اقرار نامے لینے کی سرتوڑ کوشش کی جائے ۔ بنگال میں کل نشستیں ۲۵۰ ہیں ۔

صوبہ سی ۔ پی

صوبہ سی پی میں حسب ذیل صرف تین نشستوں کے اقرار نامے وصول ہوئے ہیں ۔ (۱) بیتول چھندواڑہ محمد اکبر صدیقی ، مالگزار ٹھیکیدار بیتول (۲) ساگر سید اوصاف حسین ڈنٹنٹ چکر گھاٹ وارڈ ساگر (۳) ساگر قاضی علیم‌الدین (مسلم لیگی) اگر یہ شخص اوصاف حسین سے زیادہ طاقتور ہے تو اس کی مدد کی جائے ۔ مسٹر واسوڈیو راؤ صوبہ دار ایل ایم ای ، ایم ۔ ایل اے ساگر سے بھی کانگریس کی طرف سے آئینی اقرار نامے پر دستخط لیے جائیں ۔

صوبہ بمبئی

صوبہ بمبئی سے صرف حسب ذیل دو امیدواروں کے اقرار نامے وصول ہوئے ہیں ۔ (۱) پونا عبدالعزیز امام پیٹل نمبر ۱۰۵ گھوڑا پارے پیٹھ پونہ نمبر ۲ ان کے مقابلے میں عبدالقدیر وکیل مسلم لیگی ہیں (۲) ستارہ اسماعیل نور محمد حکیم روڈ پیٹھ نمبر ۱۳۶ ستارہ سٹی مسٹر نوری سابق کانگریسی وزیر کے متعلق منظورالمحمود نائب ناظم اعلیٰ انتخابات ، حاکم اعلیٰ بمبئی اور سالار ناظم ڈاکٹر صادق نے حسب ذیل اطلاع دی ہے محترم محمد یسین نوری سابق وزیر پبلک ورکس بمبئی نے عموماً ہماری طرف رجحان کا اظہار کیا ہے مگر تحریری کچھ دینے سے گریز کرتے ہیں ۔ ان کی پالیسی اس قدر مہمل ہے کہ وہ ہر طرح خاکساروں کی مدد چاہتے ہیں مگر اقرار نامے پر دستخط نہیں کرتے ۔ اور کہتے ہیں کہ آئین سے کلیۃً اتفاق نہیں ۔ یہ ظاہر کرنا ابھی گوارہ نہیں کرتے کہ ان کی موافقت کے خلاف آئین میں کیا مراد ہے ۔ ان کی ایک بے معنی سی تحریر ملفوف ہے جس پر ہم ان کی کسی طرح سے بھی مدد کرنی ضروری نہیں خیال کرتے ۔ آپ کے احکام کا اس بارے میں انتظار ہے (محترم نوری جب تک اقرار نامہ نہ بھریں کسی طرح کی مدد نہ کی جائے ادارہ علیہ) ۔

صوبہ مدراس

صوبہ مدارس سے تاحال کوئی ٹکٹ وصول نہیں ہوا ۔ اس لیے خاکسار سپاہی فوراً مدارس کے کونے کونے میں پھیل کر اقرار نامے حاصل کریں ۔ یہاں حالت نہایت نازک ہے ۔
۲۵ فروری بوقت ۹ بجے صبح

عنایت اللہ خان المشرق

—۴۴—

صوبہ جات میں آئینی امیدواروں کی تعداد کی رفتار

یکم مارچ کے جریدہ الاصلاح میں ، میں نے کانگرس اور مسلم لیگ کے بڑے چودھریوں مسٹر گاندھی مسٹر جناح کے خاکسار آئین کے متعلق اپنے کہے ہوئے الفاظ کو دھرا کر بتایا تھا کہ ان دونوں جماعتوں کے اس مقصد کی راہ میں کہ وہ ہندوستان میں اپنی اپنی پارٹی کی حکومت قائم کرے خاکسار آئین خطرناک طور پر حائل ہے۔ مسٹر گاندھی مجھ سے ملاقات کرنے پر بضد تھا اور یہاں تک بھی راضی تھا کہ وہ مجھ سے ایسے مقام پر ملے جو مجھے پسند ہو لیکن اس ملاقات کی یہ شرط نہ ہو کہ وہ آئین کو تسلیم کرے بلکہ ملاقات کی بنا محض محبت ہو خواہ اس کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہو میں نے مہاتما کو لکھا کہ میرے نزدیک دو اشخاص میں میل جول کی بنا صرف اس غرض و مقصد کی تکمیل کے لیے ہو سکتی ہے جو ان دونوں کی محبت کی بنا پر قرار دیے جائیں لیکن اگر آپ کا ملاقات سے مقصد ایک بے نتیجہ محبت ہے تو میں اس حرام کورٹ شپ کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں اب سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کی اور مسٹر جناح کی پچھلے ستمبر کی ملاقات کیوں بے نتیجہ رہی مسٹر جناح بھی علی ہذالقیاس مجھ سے ملاقات کے لیے تیار تھے بشرطیکہ سمجھوتے کی راہ میں خاکسار آئین بطور خاکساری آئین کو جو سیاسی پارٹیوں کی حکومت کو ختم کرا کے ہندوستان میں مساوی حقوق ، صحیح جمہوریت ، امیر اور غریب کی مساوات اور امن قائم کرنا چاہتا ہے اپنے دائرہ بحث سے یکسر خارج کر دیں ۔ ملاقات صرف محبت کی بنا پر کریں ۔ اپنے وقتی مطلب کو نباہنے کے لیے ہر اس شخص کو اپنی بغل میں داب لیں جو عقد و نکاح کے بغیر حرام کارانہ طور پر بغل میں آ سکتا ہے ۔ اس کو اپنی پارٹی کے مطلب کے لیے استعمال کریں اور اس ظلم و ستم کی زندگی کو ہندوستان میں فروغ دیں جو پارٹیوں کی یک طرفہ فرقہ وارانہ حکومت اور استبداد سے پیدا ہوتی ہے تاکہ ہندوستان ہمیشہ کے لیے جہنم کا نمونہ بنا رہے مسٹر گاندھی کو رسمی اعتراف ہے کہ خاکسار آئین میں جو خوبیاں تو بھری پڑی ہیں "اس کو جب پوچھا گیا کہ وہ ان مقامات پر انگلی رکھے جن سے اتفاق نہیں تو وہ آئین بالیں شالین کر

ماخذ : الاصلاح ، ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء ، ص ص ۷ ، ۸

کے ٹال گئے اور کہنے لگے کہ بھائی ! علامہ صاحب کی نظر نہایت ہی گہری ہے اور میں بڑی مشکل سے ابھی چند ہی صفحوں کا مطالعہ جیسا کہ اس کا حق ہے کر سکا ہوں لیکن ان سیاسی جماعتوں کا مدعا صرف ایک ہی ہے کہ وہ بحیثیت مجموعی اُس خوبیوں سے بھرے ہوئے قانون کو قابل بحث سمجھنا ہی اپنی شہ رگ کو کاٹنا سمجھتے ہیں جس میں رعیت کی مساوی اور ہموار بہتری ہو ۔ کیا اس سے یہ نتیجہ صاف نہیں نکلتا کہ ان پارٹیوں کا وجود ہی عوام‌الناس پر جبروتشدد کے باعث سے ہوا اور ملک کی ہر سیاسی پارٹی صرف اس لیے ظہور میں آئی کہ رعیت کے حقوق کو سمیٹ کر اپنے اندر جمع کرلے۔" اسی بنا پر لارڈ ہیلی فیکس نے ٹھیک کہا تھا کہ "کسی ملک کی بہترین پارٹی بھی قوم کے خلاف ایک سازش ہے ۔"

اسی نقطہ نظر سے کچھ حیرت کا مقام نہیں کہ وہ آئین جس میں ملک کی کثیر ترین آبادی کے حقوق محفوظ ہوں جو عوام‌الناس کے مطالبات ، مفادات اور حقوق کا صحیح مرقع ہو اور جس کے اندر ملک کی تیس کروڑ کی بڑی بڑی جماعتوں کے صحیح نمائندوں کی آواز موجود ہو سیاسی پارٹیوں کی طرف سے بلا حیل و حجت غیر معین اور مطلق طور پر رد کر دیا جائے ۔ اس امر کی پیش بندی میری طرف سے یہ تھی کہ چونکہ اسمبلیوں کے امیدوار بھی اسی نسبت سے پارٹیوں کے نمائندے ہوتے ہیں جس نسبت سے کہ پارٹیاں رعایا کی نمائندہ ہیں اس لیے اس آئین کو علی‌الرغم عدو منظور کرانے کی بہترین صورت یہی ہو سکتی ہے کہ انتخابات کے موقع پر آئین کے موید بھی انہی پارٹیوں کے امیدواروں میں سے کھڑے کیے جائیں اور خاکسار سپاہی کی بروقت مدد سے جو انتخاب کے موقع پر ان کو میسر ہو سکتی ہے امیدواروں کو آئین کا حامی بنایا جائے ۔ اس ترکیب سے ضمناً یہ فائدہ بھی مرتب ہوگا کہ مختلف سیاسی پارٹیوں کے لیے اسمبلیوں میں ایک وجہ اشتراک پیدا ہو سکے گی ۔ "نمائندگی" کی انگریز کی اپنی تعریف کے مطابق اس آئین کو رسمی نمائندگی یہی حاصل ہوگی اور آزادی کی وہ شرط کہ انگریزی حکومت کے سامنے ایک ایسا آئین پیش کیا جائے جس پر "ہندوستان کی قومی زندگی کے تمام عنصر متفق ہوں" رسمی طور پر پوری ہوکر رہے گی مختلف صوبوں میں اگرچہ اس سلسلے میں مختلف صوبائی حالات اور مقامی افسروں کے فہم و ادراک اور خوبی نظام کے مطابق مختلف پیمانوں پر کام ہوا لیکن خاکسار سپاہی کی خدمت خلق کسی موقع ، وقت اور مصلحت کی پابند نہیں جو نیکی کرنے کے لیے فطرت کی طرف سے کوئی حد مقرر ہے ۔ اس لحاظ سے خاکسار آئین کو اسمبلیوں میں منوانے کے لیے انتخابات کے بعد بھی وہی مواقع ہیں جو اس سے پہلے موجود تھے بلکہ غالب امر یہ ہے کہ جوں جوں پارٹیوں کی سرپھٹول کے باعث آزادی کی پری ہم سے ہمکنار ہوتے ہوتے پرے ہٹتی جائے گی یہ مواقع زیادہ نمایاں ہوتے جائیں گے ۔ خاکسار تحریک کسی سیاسی یا غیر سیاسی پارٹی

سے متعلق نہیں ۔ نہ کسی پارٹی کی ہارجیت سے اس کے اس اساسیت کے پروگرام پر اثر پڑ سکتا ہے جس کو وہ روز اول سے اختیار کیے ہوئے ہے ۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی دو ہمسایہ قوموں میں منافرت کی خلیج نہ حائل کر کے اور سب سیاسی یا غیر سیاسی پارٹیوں سے بے نیاز رہ کر ہندوستان کی مکمل آزادی کو نزدیک ترلانا ، قوم کے اندر صحیح معنوں میں استعداد اور بلند اخلاق کی اہلیتیں پیدا کرکے اس کو آزادی کے اہل بنانا اور آزادی کی ان اہلیتوں کو قائم رکھے رہنا اس کا منتہائے نظر ہے ایسے نصب العین کی جماعت وقت، موقع اور مصلحت سے بالاتر ہے۔ اس کا وجود کسی وقت بھی غیر ضروری شمار نہیں ہوسکتا۔ اس کو کسی عنوان سے شکست نہیں مل سکتی۔ نہ اس کا پروگرام یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی ایک طرف جھک کر اپنے وجود کو مدغم اور اپنی ہستی کو فنا کسی ایک جماعت کے لیے کر سکے ۔ با ایں ہمہ اگر مصلحت وقت اس امر کی متقاضی ہے کہ خاکسار تحریک اپنے مقصد تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتی جب تک کہ اپنے نصب العین کو قریب تر لانے کے لیے اس کے اپنے وجود کو مٹانا از بس ضروری ہو گیا ہے تو یہ صورت عشق بلکہ فرزانگی کی انتہا ہے اور خاکسار تحریک اس کے لیے روز اول سے تیار ہے ۔ یہ وہ وقت ہو گا کہ قوم کے اندر نصب العین کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کی اہلیت بدرجہ اتم موجود ہو گی ۔ قوم کی سب جماعتیں اس استعداد کی مالک ہوں گی جس استعداد کے باعث جماعت کی اہمیت شخصیت یا انفرادیت سے بہت بلند تر ہو جاتی ہے اور حال کے جنگ نے بدرجہ اولی اور بار دگر ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں سلامتی اسی سے ہے کہ سب جماعتیں فنا ہو کر صرف ایک جماعت بن جائے جو سب پر غالب ہو ۔ جب دنیا اتحاد کے اس اصل سے منحرف ہوگی دنیا پر زوال اور شکست کا آنا لازمی ہو کر رہے گا اور خاکسار تحریک دنیا کی اس روشن اور بین حقیقت سے کسی معنوں میں بے خبر نہیں !

پنجاب ، سرحد اور سندھ کے انتخابات کے بعد باقی صوبائی اسمبلیوں میں آئینی امیدواروں کی تعداد کی فہرست یکم مارچ کے جریدہ الاصلاح میں دے دی گئی تھی ۔ اس فہرست کی تکمیل ۲۵ فروری کو ہوئی تھی اس وقت سے آج ۱۰ مارچ تک اس تعداد میں حسب ذیل اضافہ ہوا ۔ امیدواروں کی مکمل فہرست پھر دی جاتی ہے ۔

صوبہ یو پی (۱) علی گڑھ ۔ محمد حامد خان دتہ ولی آزاد (۲) بنارس (الف) عبدالرشید وکیل کانگریس (ب) بابا خلیل احمد مسلم لیگ (ان میں سے ادارہ علیہ آئینی امیدواروں کا ٹکٹ بابا خلیل احمد کو دیتا ہے (۳) بہرائچ محفوظ الرحمن نامی ناظم نورالعلوم (بشرطیکہ بلا شرط عہد نامہ مکمل طور پر بھر دے (۴) ہاپوڑ محمد حفیظ انصاری بی ۔ اے علیگ مومن (۵) میرٹھ حکیم مشتاق احمد مومن (۶) فیروز آباد حبیب اللہ خاں جمعیۃ العلما (۷) بریلی ڈاکٹر محمد عبداللطیف فاروق آزاد (۸) مراد آباد عبدالمجید انصاری

مومن (۹) سہارنپور زاہد حسین آزاد (۱۰) آگرہ لطیف الدین احمد آزاد (۱۱) پردولی سطوت علی کانگریس (۱۲) الہ آباد جہانسی شہری حلقہ حکیم ڈاکٹر محمد عبدالرزاق ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایڈیٹر مومن گزٹ ممبر ۱۲ اتالہ الہ آباد (کریم بخش سالار نائب ادارہ جہانسی سے ملو) (۱۳) خورجہ سنکدر آباد بلند شہر دیہاتی عبدل علی خان (ایس۔ اے خان سالار شہر خورجہ سے ملو) (۱۴) میرٹھ شہری (ہاپوڑ خورجہ بلند شہر لکند) حکیم مشتاق احمد مسلم پارلیمنٹری بورڈ (۱۵) میرٹھ مشرقی (ہاپور میرٹھ موالہ تحصیل) لطف علی خان مسلم پارلیمنٹری بورڈ (۱۶) میرٹھ مغربی (سردھنہ ، باشپت ، غازی آباد) آفتاب علی مسلم پارلیمنٹری بورڈ ۱۴ ، ۱۵ ، ۱۶ بذریعہ محمد سلطان سالار ضلع میرٹھ اٹی آبادی ہاپوڑ) (۱۷) جہانسی جہالون حمیر پور دیہاتی محمد حامد فاروق ایم۔ اے۔ ایل ایل بی ، مسلم پارلیمنٹری بورڈ (۱۸) الہ آباد جنوب مغربی مولوی عبدالطیف چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ الہ آباد آزاد (بمقابلہ نواب سر محمد یوسف) (۱۹) کانپور شہری محمد عبدالقیوم مسلم پارلیمنٹری بورڈ (۲۰) پیلی بھیت (پورن پور بسالپور) محمد فاروق محمد سیلانی مسلم پارلیمنٹری بورڈ (۲۱) بدایون (داتا گنج و بدایون) علی شیر مومن جمیعۃ (۲۲) علی گڈھ دیہاتی محمد ادریس قریشی (۲۳) نجیب آباد حافظ محمد ابراہیم سابق وزیر کانگریس (۲۴) نجیب آباد بابو بشیر احمد کانگریس (۲۵) لکھنواناؤ دیہاتی حبیب الرحمٰن کانگریس (تینوں آخرالذکر کے اقرار نامے محمد امین اور خالد امیر فوراً بھیجیں (۲۶) لکھنو سید علی ظہیر صدر شیعہ پولٹیکل کانفرنس انھوں نے آزاد مسلم لیگ کے ساتھ اپنی جماعت ملحق کرنے کی تجویز سے اتفاق کیا ہے) (۲۷) فیض آباد سیتاپور الیس احمد عباسی ایڈیٹر حقیقت لکھنؤ (ناظم اعلیٰ سعیدالحسن ان کے حق میں دست بردار ہو چکا ہوگا)

صوبہ بہار : (۱) مدھونی مشرقی ابوالاحد محمد نور ایم۔ ایل۔ سی پوزینہ (۲) گوپال گنج عبدالغفور ایم۔ اے ، ایل ایل بی ساریہ ڈاکخانہ دھوم پر سارسارن (۳) رانچی و سنگھبوم عبدالقیوم انصاری صدر جمیعۃالمومنین عالم گنج گلزار باغ پٹنہ (۴) جنوبی منگھیر لعل محمد پورانی بازار جھجھ (۵) مشرقی گیا محمد حوالدار انصاری (۶) شاہ آباد مسلم حافظ حسین انصار منزل چوک منڈی (۷) ہزاری باغ محمد یٰسین سام گومیہ (۸) بھاگلپور عبدالسلیم محلہ مجاہد پورہ بھاگلپور (۹) حاجی پور عبدالرؤف انصاری پٹوار پرالیہ لعل گنج ضلع مظفر پور (۱۰) بالامان رضا رمضان منزل سٹیشن روڈ اپالگر (۱۱) سیتا مڑھی محمد عبدالرشید حسرت انصاری (۱۲) چھپرا حکیم محمد سبحان مارن شاہ گنج (۱۳) مغربی گیا محمد عبد لرؤف ایم۔ اے۔ بی۔ ایل اورنگ آباد گیا (۱۴) چمپارن صدر جنوبی محمد رضاءالرحمٰن انصاری مدرسہ فیض العلما سوگالی (۱۵) سیوان دوست محمد انصاری صاحب گنج چھپرا (۱۶) پٹنہ شہری حاجی سید امام الدین احمد اے ایم اے ڈنکا پور گولہ بالکی پور پٹنہ

صوبہ بنگال (۱) کشور گنج شمالی عبدالحمید شاہ ایم - ایل اے بالدلیہ - جل گنگا - میمن سنگھ (۲) بوگرہ محمد حامد بی ای ایل (تاحال اقرار نامہ نہیں پہنچا (۳) بوگرہ ڈاکٹر مفیض الدین احمد ایم - بی - ایم ایل اے (انھوں نے وعدہ کیا کہ مزید امیدوار آئین پر کھڑا کریں گے (۴) رنگ پور قاضی امدادالحق (آزاد) بھوگ ڈنگا براہ کوری گرام (یہ شخص مدد مانگتا ہے) - اقرار نامہ بھرا کر مدد کی جائے (۵) باقر گنج اے کے فضل الحق سابق وزیر اعظم (۶) شمالی مالدہ سید محمود مظفرالموسوی ڈاکخانہ کرالیہ پی ایس تنگیل، میمن سنگھ (۷) مانک گنج غربی عبدالطیف بسواس بی ایل ، مانک گنج (۸) رنگ پور کہو لوکر محسن علی بی اے کرشک پروجا پارٹی (۹) لوکھالی غربی دیہاتی سید احمد خان ایم ایل اے (۱۰) لپرا شمال مشرق عبدالمجید بی ایل میکارہتی لین ہٹیک راؤ بازار کلکتہ (۱۱) چٹاگانگ محمد منیرالزمان اسلام آبادی ایم ایل اے قدم مبارک (۱۲) ڈھاکہ نواب حبیب اللہ آف ڈھاکہ (۱۳) مانک گنج شرقی سید بذل الحق بی ایل ، مانک گنج ڈھاکہ (۱۴) مداری پور غربی محمد حناب علی شاہ صوفی ڈاکخانہ مداری پور کرشک پروجا دفتر ضلع فرید پور (۱۵) ڈھاکہ (نواب گنج وغیرہ) چوہدری آصف علی بیگ کلیم پور ڈھاکہ (۱۶) نارائن گنج شرقی محمد تفضل حسین پنج گاؤں ڈاکخانہ ڈہتر ڈھاکہ (۱۷) ڈھاکہ میونسپلٹی شمس الدین قاضی باؤدور نرائن گنج ڈھاکہ (۱۸) لکشمی پور مولانا عبدالجبار ایم - اے چادر وصیتہ ، بنچالنگر ضلع لوکھالی بنگال (۱۹) کلکتہ شمالی محمد اصغر علی ۸۱/۲۳ بدھا گوٹا گرلین کلکتہ (۲۰) میمن سنگھ لٹرو کوٹا اے کے محمد میر حسین مختار میونسپل کمشنر نٹرو کوٹا (۲۱) تنگیل جنوبی طیب الدین احمد بی - ایل -

صوبہ یو سی پی (۱) ساگر سید اوصاف حسین ڈنٹسٹ چکر گھاٹ ساگر (۲) ساگر قاضی علیم الدین احمد (مسلم لیگی) اگر یہ شخص اوصاف حسین سے زیادہ طاقتور ہے تو اس کی مدد کی جائے ورنہ نہیں (۳) شرقی برار محمد ابراہیم ولد شیخ عبداللہ بی - اے ، ایل ایل بی پلیڈر ایلچپور سٹی ضلع امراوتی -

صوبہ بمبئی (۱) پونا - عبدالعزیز امام پٹیل نمبر ۱۰۵ بکوڑا پارے پیٹھ پونہ ۲ (۲) ستارہ اسماعیل نور محمد حکیم روڈ پیٹھ نمبر ۱۳۶ ستارہ سٹی (۳) احمد آباد راجہ گلزار خان (۴) احمد نگر خان صاحب محمد باوا مدد باوا پٹیل -

صوبہ مدارس سے تاحال کوئی ٹکٹ وصول نہیں ہوا کے عبدالعزیز ناظم اعلیٰ مدارس کو چاہیے کہ تمام صوبہ میں دورے کرکے اور حسب حکم مجریہ ۱۳ فروری نمبر ۵۷۱۱ آئینی امیدوار پیدا کرے اور اپنے صوبے کو بدنامی سے بچائے - پنجاب سے خاکساروں کی ایک تعداد مدارس روانہ ہو چکی ہے - ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ بوقت ساڑھے بارہ بجے دن

عنایت اللہ خان المشرقی

—۴۵—

راولپنڈی میں خاکسار سالاروں کی گرفتاریاں

ہندو مسلم اتحاد کا بے مثال نظارہ

راولپنڈی ۵ مئی بروز اتوار صبح پانچ بجے سے لےکر آٹھ بجے تک پولیس نے شہر کے مختلف محلوں میں چھاپے مار کر دس خاکسار سالاروں کو گرفتار کر لیا ۔ خاکساروں کی خبر شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی اور تمام حیران تھے کہ امن پسند خاکساروں کی گرفتاریاں آخر کس مصلحت کی بنا پر ہیں ۔ اسی اثنا میں تقریباً چار سو کے قریب خاکسار اور ہزاروں کی تعداد میں پبلک سٹی کوتوالی کے باہر جمع ہو گئے ۔ پبلک خاکساروں کی رہائی کے نعرے لگا رہی تھی ۔ حالات کو قابو میں رکھنے کے لیے سالار شہر نے پبلک اور خاکساروں کو جامع مسجد میں جمع ہونے کو کہا ۔ ۔ ۔ ۔ صبح دس بجے سے لے کر شام کے چھ بجے تک خاکسار اور عوام جامع مسجد میں رہے اور پولیس کی اس نازیبا حرکت کے خلاف اظہارِ نفرین کرتے رہے ۔ محترم اسحاق ظفر نائب حاکم اعلیٰ خاص کو جو اس وقت کوہ مری میں خاکساروں کے اجتماع کا معائنہ کر رہے تھے ، بذریعہ فون اس واقعہ کی اطلاع دی گئی اور وہ شام تک راولپنڈی پہنچ گئے ۔ شام کو شہر کی تمام نمائندہ جماعتوں کا ایک جلسہ تلک لیشنل ہال میں ہوا ۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ خاکساروں کی گرفتاریاں سراسر بے انصافانہ ہیں ۔ اس لیے تمام جماعتوں کا نمائندہ وفد ڈپٹی کمشنر سے مل کر خاکساروں کی رہائی کا مطالبہ کرے ، اور شہر میں امن قائم کرنے کے لیے تمام جماعتوں کے نمائندوں پر منتخب اتحاد کمیٹی کی تشکیل کی گئی اور دوسرے دن بروز پیر وار کو مندرجہ ذیل حضرات کا وفد ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ پر ان سے ملا ۔

لالہ سیتا رام ساہنی صدر میونسپل کمیٹی راولپنڈی ، ماسٹر خدا بخش صاحب صدر مجلس منتظمہ جامع مسجد کمیٹی ، یوگی رام ناتھ جی صدر کانگرس کمیٹی راولپنڈی ، محترم محمد عمر ٹھیکیدار صدر مسلم لیگ راولپنڈی ، صدر اکالی دل راولپنڈی ، صوفی عنایت محمد

مآخذ : الاصلاح ، ۱۷ مئی ۱۹۴۶ء ، ص ۳

پسروری صدر مجلس احرار راولپنڈی ، محترم اسحاق ظفر نائب حاکم اعلیٰ خاص پنجاب ، اللہ داد خاں سالار خاکسار ، ڈی ڈی چوپڑہ سیکرٹری کمیونسٹ پارٹی راولپنڈی ، صدر جمعیت نوجوانوں اسلام ، لالہ دیو راج انند میونسپل کمشنر راولپنڈی ، لالہ تلک راج ایڈووکیٹ راولپنڈی ، محترم عبدالحکیم صدر لیگ مسلم پارٹی راولپنڈی ، لالہ پرتھوی چند چلڈھا میونسپل کمشنر راولپنڈی ۔

مندرجہ بالا وفد نے تقریباً آدھ گھنٹہ تک ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی اور ان پر واضح کیا کہ خاکسار ہندو مسلم اتحاد کے لیے گذشتہ کئی ماہ سے شہر میں کام کر رہے ہیں اور ہر محلہ میں جلسے کر کے ہند و مسلم اتحاد کی فضا پیدا کر رہے ہیں ۔ اس لیے یہ نمائندہ وفد آپ سے مطالبہ کرتا ہے کہ گرفتار شدہ خاکساروں کو رہا کر دیں ۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ کیونکہ یہ شہر کے لیے خطرناک ہیں اس لیے میں انھیں رہا نہیں کر سکتا ۔ اس پر لالہ سیتا رام ساہنی صدر میونسپل کمیٹی نے فرمایا کہ میں آپ کو اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ خاکسار پرامن ہیں اور ہندو مسلم اتحاد کی فضا پیدا کر رہے ہیں ۔ ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ۔ محترم اسحاق ظفر نائب حاکم اعلیٰ نے بھی ہر چند یقین دلایا کہ ہم پُرامن ہیں اور آئندہ بھی پُرامن رہیں گے ۔ وفد کے دوسرے ارکان نے بھی خاکساروں کی موجودہ ہندو مسلم اتحاد کی سرگرمیوں کو ڈپٹی کمشنر صاحب کے سامنے رکھا ۔ مگر صاحب بہادر اپنی ضد پر اڑے رہے اور وفد ناکام واپس آیا ۔ وفد کی ناکامی کی خبر عوام نے انتہائی غم و غصہ سے سنی اور شام کو چوک پرانا قلعہ میں ایک عظیم الشان اتحادی پبلک جلسہ منعقد ہوا ۔ جس میں مسلم لیگ ، کانگرس ، احرار ، خاکسار اکالی ، کانگرس شوسلسٹ پارٹی اور دیگر جماعتوں کے نمائندوں نے تقریریں کیں اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ خاکساروں کو رہا کرکے شہر میں پُرامن فضا پیدا کرے ۔ جلسے کا انتظام خاکسار سپاہی اور کانگرس والنیٹر کر رہے تھے ۔ جلسے کے اختتام پر خاکساروں کی حاضری لی گئی جن کی تعداد چار سو سے زیادہ تھی ۔ مندرجہ ذیل سالار اس وقت جیل میں ہیں ۔

عبداللطیف اختر صدیقی ، محترم محمد حسین صغیر سالار ضلع راولپنڈی ، محترم عبدالجبار وارثی ، محترم فضل الٰہی سینڈو ، محترم محمد یوسف ، محترم محمد رمضان کھوکھر ، محترم عبدالمرغوب صابر ۔

۷ مئی کو ان کی ضمانت کی درخواست دی گئی جس کی دس تاریخ مقرر ہوئی ہے ۔

پبلک نے کثیر تعداد میں تاریں وزیراعظم پنجاب اور دیگر وزراء کو بھی بھیجی ہیں ۔ ہندو مسلم اور سکھ عوام سب خاکساروں کا ساتھ دے رہے ہیں ۔

—۴۶—

صاحب السیادہ حاکم اعلیٰ یو - پی کا سالاروں اور خاکساروں سے خطاب اور احکام

صوبہ یو - پی کے خاکسار سپاہیو اور سالارو ! حکومت نے انتخابات کو ناکامیاب کرنے کے لیے مجھے اور کانپور کے ایک سو سات خاکساروں کو ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو کانپور کے دو شہید مسلمانوں کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا تھا - ہم قطعی طور پر بے گناہ تھے اور خدائے پاک کا شکر ہے کہ ۳۰ اپریل کو سشن کورٹ سے میری اور بارہ سالاروں اور خاکساروں کی رہائی ہوئی - اس وقت بھی ایک خاکسار محمد علی گرفتار ہے اور دوسرے خاکسار حافظ عبدالمجید پر مقدمہ چل رہا ہے - لیکن یقین ہے کہ عزیز خاکسار بھی باعزت طور پر رہا ہوں گے - سپاہیو تمہارے آپس میں بھائی بن کر رہنے ، اطاعت امیر اور نیک عمل کی وجہ سے یو - پی کا صوبہ ادارہ علیہ کی نظروں میں ایک بہترین صوبہ تھا اور کوئی ادنٰی شکایت تمہارے نظام کے متعلق ادارہ علیہ میں نہ پہنچتی تھی لیکن چھ ماہ کی اس کھلبلی نے تم جیسے عمدہ عمل والوں کی حالت دگرگوں کر دی اور مخالف طاقتوں نے موقع دیکھ کر تمہیں ایک دوسرے سے الگ یا ایک دوسرے کا مخالف بنا دیا - تین سال کے عمدہ عمل کے بعد اس کی اُمید نہ تھی - لیکن اب فوراً سنبھل جاؤ اور رسوائی کو عزت سے بدل دو - میں جیل کی پانچ منٹ کی ملاقات میں تمہیں کیا ہدایت دے سکتا تھا - سوائے اس کے کہ غصہ میں آ کر تمہیں بُرا بھلا کہوں - اب مجھے جائزہ لینے کے بعد صحیح حالات معلوم ہوئے اور میں سمجھتا ہوں کہ انتشار ایک دوسرے کے متعلق غلط اطلاعوں کی وجہ سے پیدا ہوا - آئندہ کسی فساد پیدا کرنے والی بات کی طرف کان نہ دھرو تا کہ خدا تمہارے ساتھ رہے - ادارہ علیہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میری غیرحاضری کی وجہ سے جو خامیاں نظام میں پیدا ہوئی ہیں - اس کو جلد از جلد دور کرکے اس امر کی

مآخذ : الاصلاح ، ۳ مئی ۱۹۴۶ء ، ص ۱۲

رپورٹ روانہ کروں اس لیے حسبِ ذیل احکام دیتا ہوں :

۱۔ تمام صوبوں میں رجب شریف تک ہر جگہ باقاعدہ محلہ دار روزانہ عمل سالاران محلہ مضبوط کر دیں اور ابھی سے لگ جائیں اس عمل کی فوری اطلاعیں بابِ عالی کانپور میں بھی پہنچتی جائیں ۔

۲۔ کسی سالار یا خاکسار کی عداوت کسی سے نہ رہے ۔ ہر سپاہی کا حق ہے کہ جہاں ایک دوسرے سے دشمنی کی بات ہوتی ہو اُس کی صحیح رپورٹ بابِ عالی میں فوراً کرے ۔

۳۔ علاقہ جات کے افسرانِ بالا دورے شروع کر دیں ۔ تاکہ ان کے عمدہ عمل کی اطلاع ادارہ علیہ میں دی جا سکے ۔ کسی شخص کے بُرے عمل کی اطلاع مجھے نہ دینی پڑے ۔

۴۔ ادارہ علیہ کی طرف سے مجھے اختیار ہے کہ ان اعلیٰ افسروں کو فوراً معزول کر دوں جو بے عمل ہیں یا بدستور فساد پیدا کرنے میں لگے ہیں ۔ اس لیے صرف رجب شریف تک مہلت دیتا ہوں ۔ دو سالاروں کی معزولی کے احکام مجھے پہنچ چکے ہیں اور ان پر عمل درآمد ہوگا ۔

۵۔ میرٹھ کے تین سالاروں کی جو ادارہ ریڈینس میں ہیں حکم عدولیوں کا اعلان ہو چکا ہے ۔ جو شخص خود حکم نہیں مانتے ان کا ہادی بننا ہنسی کی بات ہے ۔ الامین میری غیر حاضری میں بابِ عالی کی منظوری کے بغیر نکالا گیا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جب تک بابِ عالی سے منظوری نہ دی جائے صوبہ یو ۔ پی میں کوئی خاکسار یا ایجنٹ الامین نہ منگوائے جس خاکسار کے پاس یہ پرچہ ہو سالارِ محلہ یا افسران ضبط کر کے اس کی رپورٹ بابِ عالی میں کرے صوبہ یو ۔ پی سے تا حکم ثانی کسی کارگزاری کی رپورٹ یا مضمون الامین میں نہ بھیجے جائیں جس قدر بقایا کسی کی طرف ہے ادا نہ کیا جائے ۔ جب تک کہ بابِ عالی ادارہ علیہ میں اس امر کی سفارش نہ کرے ۔ میرے پاس بہت سی رپورٹیں الامین اور ریڈینس کے متعلق پہنچی ہیں کہ ان میں مضامین تحریک کی پالیسی کے خلاف نکلتے ہیں اور منافقانہ مضامین لکھے جاتے ہیں ۔ اس کے ذمہ دار مدیران جرائد مذکور ہیں ۔ میں حکم دیتا ہوں کہ یہ سالار اپنی موجودہ روش کو بدل کر تحریک کی حکمت عملی کے پابند ہو جائیں ۔ ادارہ علیہ کی طرف سے رئیس احمد فاطمی سالار نائب ادارہ علیہ ان سالاروں کا نگران میری سفارش سے ہو چکا ہے ۔ ادارہ علیہ کی مزید اجازت سے میں اپنے پروگرام کے

مطابق علی گڑھ اور میرٹھ پہنچوں گا تاکہ موقع پر پہنچ کر اور تمام حالات کا جائزہ لے کر نظام کو مضبوط کروں ۔ الامین نے ۲۱ مئی کی اشاعت میں مجھے کچھ مربیانہ نصیحتیں دی ہیں ۔ ان نصیحتوں کو آئیندہ بند کرے ۔ صرف احکام کی تعمیل کی جائے ۔ کئی علاقے شکایت کرتے ہیں کہ ان کی مرضی کے خلاف ان پر الامین حکماً ٹھونسا جاتا ہے اور اخبار میں خاکساروں اور سالاروں کو احکام کے رنگ میں ہدائیتیں دی جاتی ہیں ۔ ان احکام کی ضرورت نہیں ، باب عالی ان احکام کے لیے کافی ہے ۔ صوبہ یو ۔ پی میں ادنٰی دو عملی یا منافقت کو برداشت نہیں کیا جائے گا ۔

۶۔ رجب شریف کے موقع پر تمام صوبے کے خاکساروں کا حسب سابق کانپور میں اجتماع ہوگا ۔ پہلے دن جلوس میں شرکت ، دوسرے دن کھیلیں اور تقسیم العامات ، تیسرے دن ہر ضلع کی جماعت کا معائنہ ہوگا ۔ تمام افسر اور سپاہی ہوشیار ہو جائیں ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہو ۔

شیخ فضل الٰہی حاکم اعلٰی یو ۔ پی

بابِ عالی وسیل پورہ کانپورہ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

—۴۷—

آہ ! خوشحال خان جدون

۲۴ جون کو صبح کے دس بجے کے قریب خاکسار تحریک کے ایک محاذ لاہور کے سالار خوشحال خان جدون کے دستخط سے ایک چٹ میرے گھر کے کمرے میں ملا جس پر لکھا تھا " قبلہ علامہ صاحب دام ظلکم السلام علیکم و رحمۃاللہ ۔ میں حاضرِ خدمت ہوا ہوں ۔ قدم بوسی کا شرف بخش کر مشکور فرمائیں ۔ خوشحال خان جدون ہزار " ۔ قریب بیس منٹ کے میں سخت مصروف رہا لیکن اس اثنا میں معلوم ہوا کہ سالار ضلع لاہور ، فضل الٰہی بٹ اور خوشحال خان دفتر کے بڑے ٹنٹ میں بیٹھے ہیں مجھے دفعتاً دفتر سے کچھ پوچھنے کی ضرورت پڑی تو میں کھڑکی میں آیا جو دفتر کی طرف کھلتی تھی اور جس کے آگے چک پڑی تھی ۔ خوشحال خان کو بھی اس لیے آواز دی کہ وہ اور دس منٹ ٹھہریں۔ خوشحال خان نے جلدی سے میرے اس ہاتھ کو جو چک کو پرے ہٹا رہا تھا چوم کر اور جھک کر السلام علیکم کہا ۔ میں نے خیریت پوچھی اور مذاقاً کہا کہ "یہ پیری مریدی کا سلسلہ آپ نے کہاں سے سیکھا" خوشحال خان کو میں نے دیکھا کہ وہ محبت کے ولولے اور جوش میں تھا ۔ پریشان تھا اگرچہ پریشانی کا کچھ حصہ لاہور کی گرمی کی وجہ سے بھی تھا ۔ پانچ منٹ کے بعد میں نے خوشحال خان کو کمرے میں بلا لیا ۔ سالارِ ضلع کو بھی بلایا لیکن اس نے عذر کیا کہ ان کا اکیلے جانا ہی مناسب ہوگا ۔ خوشحال خان کو میں نے اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا اور خیریت پوچھی ۔ وہ سخت پریشان تھا اور چاہتا تھا کہ چند الفاظ میں اپنے دل کو کھول کر اپنے خلوص کا یقین مجھے دلا دے ۔ اس نے کہا "یہ پچھلے تین سال کی آپ سے بدگمانی میری کم علمی کی وجہ سے تھی مجھے کم علمی تھی ، میں نادم ہوں ، مجھے معافی دی جائے ، میرا علم آپ کے مقابلے میں کیا ہو سکتا ہے ۔" مجھے خیال ہوا کہ وہ الاصلاح کے مقالوں سے متاثر ہے ۔ اس کا اشارہ کیا تو کہنے لگا مجھے کام کرنے کی اجازت دی جائے ، مجھے کوئی عہدہ نہ دیا جائے ، صرف خاکسار رہوں گا ، میں فوراً سرحد جا کر کام کرنا چاہتا ہوں ، دس دن کے بعد دیکھا جائے کہ ان دس دنوں میں کیا کرتا ہوں ، میں صرف آپ کی اجازت لینے آیا ہوں ،

ماخذ : الاصلاح ، ۵ جولائی ۱۹۴۶ء ، ص ۱۱

معافی چاہتا ہوں ، مجھ سے "کلام" کی گئی ہے" ۔ آخری فقرے کا مطلب میں یہ سمجھا کہ شاید بدہضمی کی وجہ سے کوئی خواب آیا ہوگا ۔ کیوں کہ مجھے خواب بہت کم آتے ہیں ! میں نے "کلام" کی تشریح نہ پوچھی لیکن یہ کہا کہ عہدے کے بغیر آپ کیا کام کریں گے ۔ کہنے لگا "میں اخبارات کو بیان دے رہا ہوں" وہ آپ کو آج دکھلاؤں گا ۔ مجھے تبلیغ کے لیے مقرر کریں۔ میں مسلم لیگ کی صدارت سے علیحدہ ہو گیا ہوں ۔ میں اس تین سال میں سرحد موٹر یونین کا صدر ہوں ۔ اپنے قبیلہ جدون کا صدر ہوں اور کچھ بھی بہ فضلِ خدا ہوں ، وغیرہ وغیرہ" ۔ تبلیغ کے لفظ کو سن کر میں نے کہا "تحریک کے دروازے سب کے لیے کھلے ہیں ۔ میں خوش ہوں کہ آپ نے مسلم لیگ کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے ۔ آپ کو صوبہ سرحد کا سالارِ تبلیغ مقرر کر سکتا ہوں" ۔ مسلم لیگ کے لفظ کو سن کر پھر خوشحال خان نے وہی کم علمی کے لفظ دہرائے ۔ یہ تمام گفتگو دس منٹ رہی ۔ لیکن خوشحال خان اپنے ادا کیے ہوئے بات پر خوش نہ تھا ، اس کے چہرے سے نظر آتا تھا کہ وہ اس خلوص ، محبت اور جوش کا یقین مجھے دلا نہیں سکا اور اس کے پاس الفاظ نہیں تھے ، جن سے وہ یقین دلا سکے ۔ اس لیے وہ پھر جوش سے دو زانو ہو کر اور میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ میں آج سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں مجھے معاف کیا جائے" ۔ میں نے اسی خوش مذاقی میں کہا کہ بیعت کا سلسلہ خاکسار تحریک میں نہیں ۔ نہ میں پیر ہوں ، لیکن آپ کو سالارِ تبلیغ صوبہ سرحد کے عہدے پر تقرری کا حکم نامہ ابھی دے دیا جائے گا ۔ یہ محترم خوشحال خان جدون ۱۹۴۰ء میں جب کہ لاہور میں گولی چلی، ایک سالار تھے جو شریف خان سالار محاذ لاہور کے حکم پر بلائے گئے تھے ۔ میں اس وقت دہلی میں تھا اور مجھے ان کے متعلق علم نہ تھا ۔ ۱۳ مارچ کو شریف خان کو دہلی بلا کر قطعی احکام دیے گئے کہ کسی صورت میں ٹکراؤ پولیس سے پیدا نہ کیا جائے ۔ ۱۸ مارچ کو اس خوشحال خان نے لاہور پہنچ کر خاکساروں کو اپنی تقریر سے گرمایا اور "تین سو تیرہ کا جیش" راتوں رات بنایا ۔ اس جیش کا علم ۱۹ مارچ کو صبح دس بجے ایک خاص قاصد کے ذریعے سے ہوا اور پیشتر اس کے کہ اس قاصد کو اس جیش کے نکالنے کی منظوری یا عدم منظوری دی جاتی ، لاہور میں گولی چل گئی اور اس کا علم پانچ بجے کے قریب ہوا ۔ میری رہائی کے بعد ۱۹۴۳ء میں خوشحال خان تین دفعہ ادارہ علیہ میں مجھ سے "اقرارِ گناہ" کرنے اور تحریک میں کام کرنے کی نیت سے آیا اور بہت کچھ معافیاں بھی مانگیں ، لیکن چونکہ اس کے محاذ کے حالات سے واقفیت ہو چکی تھی میں اپنی ضد پر اڑا رہا کہ "جیش کو منظوری سے پہلے نکالنا ضرور گناہ تھا ، مگر نکالنے کے بعد تم خود کیوں سفید لباس میں تھے ۔ اس گناہ کو معاف نہیں کر سکتا ۔ اس لیے کوئی عہدہ نہیں دے سکتا" ۔ خوشحال خان میری اس ضد پر آہستہ آہستہ

خاموش اور بے عمل ہو گئے - پھر ممکن ہے مسلم لیگ میں جا ملے ہوں - پھر اطلاعیں آئیں کہ مخالفت بھی کی وغیرہ وغیرہ - اس ناراضگی کا سبب بیان کرنا ضروری تھا ، لیکن اب کی دفعہ میں راضی ہو گیا تھا ، کیوں کہ زخم دیر کا تھا اور مندمل ہو چکا تھا -

۲۷ جون کی شام کو یکایک اطلاع ملی کہ ۲۶ جون کی شام کو ۷ بجے کے قریب شاہی مسجد کے صحن میں خوشحال خان جدون یک لخت انتقال کر گئے - غالباً ان کے ساتھ ایک مسلم لیگی یعسوب‌الحسن بھی تھے - ۱۲ بجے رات کے شاہی مسجد کے مولوی نے ان کی لاش پولیس کے سپرد کر دی - اگلے دن تین بجے کے قریب یعسوب‌الحسن نے باب عالی میں اطلاع دی کہ خوشحال خان "خاکسار" انتقال کر گیا اور اس کی لاش لاوارث ہونے کے باعث ہسپتال میں ہے - خاکسار بھاگتے ہوئے یعسوب‌الحسن کے مکان پر گئے وہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ملا اور لاش کا پتہ دیا - خاکسار ہسپتال کو دوڑے - وہاں جا کر معلوم ہوا کہ دو گھنٹے ہوئے لاش پوسٹ مارٹم کے بعد چھکڑے پر لاد کر اور بغیر غسل کرائے لاوارثوں کے قبرستان میں دفنانے جا چکی ہے - خاکسار بھاگے بھاگے پھر ادارہ علیہ میں آئے - معلوم ہوا کہ خوشحال خان کے جسم پر سے ماسوائے قمیض اور شلوار کے سب چیزیں غائب ہیں - جوتا اور لنگی کلاہ تک نہیں - اتنے آسودہ حال شخص کی جیب سے ایک پیسہ تک نہیں نکلا - الغرض پولیس کو رپورٹ کی گئی - معلوم ہوا کہ ۲۱ مئی کو خوشحال جدون نے اسی شاہی مسجد میں ولولہ انگیز تقریر کی تھی کہ "پاکستان نہیں ملا" اور کہ "پاکستان خون کی قربانی کے بغیر ہرگز نہیں مل سکتا" اور وہ پاکستان صرف خاکسار دلائیں گے - اس لیے شاہی مسجد کے مولوی کا خوشحال خان کو لاوارث قرار دینا اور لاش کو لوٹ کر کمیٹی کے سپرد کر دینا ، یعسوب‌الحسن لیگی کا اٹھارہ گھنٹے اس کی موت کو خاکساروں سے چھپائے رکھنا ، کئی سو روپے کے مال کو غط ربود کر دینا اور پھر خفیہ لاش کو دفنانا سخت شکوک پیدا کرتا ہے اور مسلمانوں کے انتہائی گرے ہوئے کریکٹر اور جناحی لیگ کے آدمیوں کی انتہائی وحشیانہ خصلت کا زلزلہ ثبوت ہے - ایسی حالت میں پولیس سے کیا توقع ہے کہ وہ خوشحال خان مرحوم و مغفور کے متعلق تفتیش کرتی پھرے کہ ان کی موت کن حالات میں ہوئی - نور محل ہوٹل والے ، جو نیلا گنبد کے پاس ہے، کہتے ہیں کہ جناب ! اس شخص کے پاس کوئی سامان نہ تھا ! صرف یہ اٹاچی کیس تھا جو اندر سے خالی ہے ! یہ ایک تولیہ باقی ہے لیکن ہوٹل کا بل سولہ روپے دس آنے ہوتا ہے - جس میں یہ تولیہ اور بکس آ گئے ! گویا مولوی نے اپنا بل ، لیگی نے اپنا بل ، پولیس نے اپنا بل اور ہوٹل والے نے اپنا بل سب چکا لیے - آہ ! مسلمان ! تو اب انسان بھی نہیں رہا اور کُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِین کا مصداق بن گیا ہے - آہ خوشحال خان ! تو ایک

مخلص اور رحم دل انسان تھا ! تجھے تیری موت کی اشارت ضرور دی کہ عین وقت پر تو اپنی نجات کے سامان پیدا کر گیا ۔ تو بے غم رہ ، خدا تیری مغفرت ضرور کرے گا ۔

عنایت اللہ خان

۳۰ جون بوقت ایک بجے بعد دوپہر

— ۴۸ —

دو کروڑ پاکستانی فوج کی بھرتی

پاکستان کے نہ ملنے کی وجہ سے جو انتہائی مایوسی اور اضطراب اس وقت مسلمانوں میں ہے اس کو پیشِ نظر رکھ کر خاکسار تحریک نے ارادہ کر لیا ہے کہ پاکستان کو حاصل کرنے کی حمایت میں ایک عام عملی فضا تمام ہندوستان میں پیدا کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو مسلمان کے پاکستان کے دعوے کو تقویت دی جائے، کیوں کہ پاکستان کا انگریز سے حاصل کرنا دراصل تمام ہندوستان کی آزادی کا ایک جز ہے۔ ادارہ علیہ ہندیہ نے اس سلسلے میں ہندوستان کے تمام خاکساروں کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دوش بدوش ہر ممکن قسم کی قربانی کے واسطے تیار ہو جائیں۔ آپ سے توقع ہے کہ آپ اپنی تیاری اور عمل سے مایوسی کی اس ہوا کو اُمید اور یقین سے بدل دیں گے۔ کیوں کہ خاکسار سپاہی اُس وقت تک چین نہ لے گا، جب تک کہ اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر پاکستان کو حاصل نہ کر لے اُس وقت کم از کم دو کروڑ مسلمانوں بلکہ اور عوام کو ایک صف میں کھڑا کرنے کی ضرورت ہے۔ لاہور کے لیے سرِ دست دس ہزار مسلمانوں کو منظم کرنے کی تجویز ہے۔ ہر مسلمان سے جو جسمانی طاقت رکھتا ہے گذارش ہے کہ ملحقہ عہد نامے کو پُر کر کے دفتر (بابِ عالی کشمیری بازار لاہور) میں خود یا بذریعہ ڈاک بھیج دے۔

پاکستانی فوج کا عہد نامہ

میں اقرار صالح کرتا ہوں کہ پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے جان اور مال کی ہر اُس قربانی کو کروں گا جس کی مجھ میں طاقت ہو گی۔ میں آج سے پاکستانی فوج میں شامل ہوتا ہوں۔ ہر سال چار آنے چندہ جب ادارہ علیہ طلب کرے گا دوں گا اور جب تک پاکستان حاصل نہ ہو جائے اس فوج میں ہر ممکن عمل کروں گا:-

نام ------------------------------------

ماخذ: الاصلاح، ۱۹ جولائی ۱۹۴۶ء، ص ۷

پورا پتہ -

عمر - - - - - - - پیشہ - - - - - - - تعلیم - - - - - - - - - آمدنی - - - - - -

بھرتی کنندہ معہ پورا پتہ -

تاریخ بھرتی - - - - - - - - - - دستخط مجاہد پاکستانی فوج - - - - - - - - -

پاکستانی فوج کا عمل

اس پاکستانی فوج کا عمل صرف اس قدر ہوگا کہ ہفتہ میں ایک بار یعنی ہفتہ کی رات کو آٹھ بجے ایک میدان میں جو سالارِ علاقہ ہمیشہ کے لیے مقرر کرے قطاروں میں جمع ہو جائیں۔ دس منٹ نظام کو درست کرنا، دس منٹ پاکستان پر ایک تقریر اور دس منٹ قطاروں سے نکل کر آپس میں میل جول اسی میدان میں ہو اور پھر تمام فوج پُرامن طور پر برخاست ہو جائے۔

—۴۹—

علامہ مشرقی کی زبان سے خاکسار تحریک کی کامیابی کے راز

۱۔ یاد رکھو جب تک ہندوستان اور برما کے طول و عرض میں کم از کم پچاس لاکھ بیلچہ بردار باوردی اور بالشان خاکسار سپاہی پیدا نہ ہوں گے ، خاکسار تحریک آخری منزل تک ہرگز نہ پہنچ سکے گی ۔ جب تک سب قومیں اس مذہبی حرکت میں شامل نہ ہوں گی کچھ نہ بنے گا ۔ (۲) یاد رکھو جب تک ادارہ علیہ کے حکم سے چند دنوں کے اندر اندر کم از کم تین لاکھ سپاہی ہندوستان میں ہر جگہ جمع نہ ہو سکیں گے کوئی بگڑی نہ بنے گی ۔ (۳) یاد رکھو جب تک ہر خاکسار سپاہی یہ نہ سمجھ لے گا کہ خاکسار تحریک میں صحیح یا غلط حاکم کا سوال ہی نہیں ، صرف حکم ماننے کا سوال ہے ، کچھ نہ بنے گا ۔ (۴) یاد رکھو جب تک خاکسار سپاہی کسی افسر کی ذات کی طرف دیکھے گا ۔ بلکہ صرف اس کے عہدے کو دیکھے گا نظام کبھی پیدا نہ ہوگا ۔ (۵) یاد رکھو جب تک خاکسار سپاہی اپنے افسر کے حکم کی تعمیل خدا کے حکم کی تعمیل نہیں سمجھے گا ، کوئی طاقت پیدا نہ ہوگی ۔ (۶) یاد رکھو جب تک تمام خاکسار سپاہی اس افسر سے فوراً منہ نہ موڑ لیں گے جس کو ادارہ علیہ نے معزول یا تبدیل یا خارج کر دیا ہے کوئی کامیابی نزدیک نہ بھٹک سکے گی ۔ (۷) یاد رکھو جب تک ادارہ علیہ کو تمام غلطیوں اور لغزشوں سے بالا تر تسلیم کر کے اس کے ہر حکم کو مرگِ مفاجات نہ سمجھا جائے گا فتح حاصل نہ ہوگی ۔ (۸) یاد رکھو جب تک ادارہ علیہ کے متعلق بے چون و چرا یہ تسلیم نہ کیا جائے گا کہ اس کا ہر حکم قوم کی سربلندی یا نظام کی مضبوطی کے لیے ہے کوئی قدم آگے نہ بڑھ سکے گا ۔ (۹) یاد رکھو جب تک ہر خاکسار سپاہی اپنے نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوگا اور کسی دوسرے کی اصلاح کا چودھری نہ بنے گا ۔ کوئی ناقابل شکست جماعت پیدا نہ ہوگی ۔ (۱۰) یاد رکھو جب تک خاکسار تحریک کا ہر افسر

مآخذ : الاصلاح ، ۱۶ اگست ۱۹۳۶ء ، ص ۹

یہ نہ سمجھے گا کہ افسری اس کو محض نظام پیدا کرنے کے لیے دی گئی ہے اور اس کی ذاتی ملکیت نہیں ، اس کو جب حکم ملے گا راضی خوشی افسری چھوڑ ماتحتی قبول کرے گا فتح کی کوئی علامت ظاہر نہ ہوگی ۔ (۱۱) یاد رکھو جب تک ہر خاکسار سپاہی کم از کم اپنے ہر وعدے کا پکا ، اپنے ہر لین دین میں کھرا اور اپنے ہر قول میں سچا نہ ہوگا ۔ خاکسار تحریک کسی منزل تک نہ پہنچ سکے گی ۔ (۱۲) یاد رکھو جب تک سب خاکسار سپاہی افسر بالا کے حکم کے بالمقابل اپنی تمام راؤں کو ہمیشہ کے لیے فنا نہ کر دیں گے طاقت نمودار نہ ہوگی ۔ (۱۳) یاد رکھو جب تک تحریک کے تمام افسر کم از کم اپنے ظاہری گناہ عام نگاہوں سے دور نہ کریں گے ، اس تحریک میں کچھ نہ کر سکیں گے ۔ (۱۴) یاد رکھو جب تک تحریک کے افسر بڑے عہدوں سے گرائے جانے کے بعد جوش اور خوشی سے بطور سپاہی کام کرنا قبول نہ کریں گے ۔ تحریک میں فتح کی قوت پیدا نہ ہوگی ۔ (۱۵) یاد رکھو جب تک خاکسار سپاہی صحیح معنوں میں خاموش اور ہر عمل کے لیے تیار نہ ہوگا فتح قدم نہ چومے گی ۔ (۱۶) یاد رکھو جب تک خاکسار سپاہی میں بڑے بڑے راز کو پوشیدہ رکھنے کی قابلیت پیدا نہ ہو گی ۔ فتح کی آخری منزل طے نہ ہو گی ۔ (۱۷) یاد رکھو جب تک تحریک میں نفاق پیدا کرنے والوں اور نظام میں خلل ڈالنے والوں کا موجود ہونا ناممکن نہ ہوگا دشمن کو شکست نہ مل سکے گی ۔ (۱۸) یاد رکھو فتح کی پہلی منزل ایک ہو جانا اور نیک ہو جانا ہے ۔ توپیں ، تلواریں ، ہتھیار ، طیارے بعد میں آتے ہیں ۔ صرف ایک اور نیک ہو کر توپوں اور تلواروں کے بغیر بھی فتح حاصل ہو گئی ہے اور آج ہو سکتی ہے ۔ (۱۹) یاد رکھو جب تک قرآن کو خود نہ پڑھو گے ، خاکسار کے سچے دین اسلام ہونے پر ایمان پیدا نہ ہوگا ۔ جب تک قرون اولیٰ کے تکلیف دہ اور سیدھے سادھے اسلام کو قرآن میں خود نہ دیکھو گے مولوی کے پیچیدہ اور بے نتیجہ ، آرام پسند اور من گھڑت مذہب کو غلط نہ کہہ سکو گے ۔ جب تک قرون اولیٰ والا اسلام پھر اختیار نہ کرو گے بگڑی ہرگز نہ بنے گی ۔ (۲۰) یاد رکھو جب تک اللہ کی راہ میں پوری جان اور پورے مال کو دینا ، جان و مال دے کر قوم کو غالب کرنا ، دنیا میں غالب بن کر رہنا اور میدان جنگ میں زیادہ سے زیادہ دس اور کم سے کم دو کو مار کر بھی پھر نہ مرنا ، اور اللہ کی فوج ہر دم بنے رہنا پورا اسلام نہ سمجھو گے اسلام کی مٹی ہوئی شوکت دوبارہ نہیں آ سکتی ۔

اس لیے

(۲۱) یاد رکھو جلد از جلد پچاس لاکھ خاکسار سپاہی پیدا کرو ۔ ہر شخص ایک ماہ میں کم از کم دس سپاہی اپنے ہاتھ سے بنائے ۔ دس آدمیوں میں ادارہ علیہ کے حکم پر

ہر جگہ جمع ہونے کی قابلیت پیدا کرے ۔ دس سپاہی اپنی جان تیار کریں ۔ دس سپاہی اپنا مال جمع کریں ۔ ہر خاکسار ہر لمحہ بے چین رہے کہ اس نے اس لمحہ میں خاکسار تحریک کے لیے کیا کام کیا ہے ۔ (۲۲) ہر خاکسار سپاہی حکم کا بندہ بن جائے ۔ ہر سپاہی خاموش ہو جائے ۔ ہر سپاہی چستی اور جسمانی طاقت پیدا کرے ۔ ہر سپاہی صرف اپنے افسر کی طرف دیکھے ۔ ہر سپاہی ادارہ علیہ کے حکم پر جان و مال ہر وقت حاضر رکھے ۔ ہر سپاہی ادارہ علیہ کو فتح کی آخری منزل تک پہنچانے والی طاقت یقین کرے ۔ ہر سپاہی اپنے نفس کی اصلاح کرتا جائے ۔ ہر سپاہی اپنے سچے مسلمان ہونے کی ہوا باندھ دے ۔ ہر سپاہی آپس میں لیک اور ایک ہو جائے ۔ منافقوں اور فتنہ پردازوں سے پوری نفرت کرے ۔ صلح اور اتفاق پیدا کرنے والے عمل کرے اور ہر وقت فتح کی منزل کی طرف نگاہ رکھے ۔ (۲۳) ہر سالار یا افسر بالا اپنی افسری کا غرور چھوڑ دے ۔ افسری کی شان میں اپنے عہدے کی آن رکھے ۔ اپنی ذات کی آن قطعاً چھوڑ دے ۔ جس عہدے پر مقرر ہو جائے اس کو بخوشی قبول کرے ۔ خاکسار جماعتوں کو اپنی ذاتی ملکیت نہ سمجھے ۔ تمام ظاہری گناہوں سے بچے ۔ قرآن اور اسلام کو خود سمجھے ۔ اپنے علاقوں کے سپاہیوں کی تعداد ایک سال میں کم از کم دوگنا کر دے ۔ حکم ایسے دے کہ اپنی فوج کو میدان جنگ میں فتح حاصل کرنے کے قابل بنائے ۔ جس قدر اپنے سپاہیوں کی اطاعت چاہتا ہے اس سے کم از کم دوگنا اپنے افسران بالا اور ادارہ علیہ کا مطیع بنے ۔ ادارہ علیہ کے ناخوشگوار حکموں کو خوشی سے برداشت کرے ۔ اپنے علاقے میں ہر دم ایسی تجویزیں اور تدبیریں کرتا رہے جس سے اس کے علاقے کے نظام کی ہوا بندھی رہے ۔ جو نظام میں خلل ڈالتے ہیں ان کو بے دردی سے الگ کرنے کی سفارش کرے ۔ (۲۴) ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر مسلمانوں ! اس وقت تمھارا پروگرام صرف یہ ہے کہ پچاس لاکھ سپاہیوں کی ایک پورا حکم ماننے والی جماعت پیدا کرو جن میں سے کم از کم تین لاکھ سپاہی جس وقت اور جس جگہ چاہیں ایک دن میں جمع ہو سکیں ۔ دو دو سو میل کے گردا گرد کے سپاہی جس وقت آواز پہنچے سکاؤٹوں کی طرح سیٹی کی آواز پر ریل سے ، پیدل ، بائیسکلوں پر ، موٹروں اور لاریوں پر ، الغرض جس طرح بن پڑے اپنی جانیں اور مال لے کر آئیں اور خدا کے حضور میں پیش کر دیں ۔ اگر کم از کم یہ پیدا نہیں کر سکتے تو یاد رکھو کہ خاکسار تحریک فتح و ظفر کی کسی منزل تک نہیں پہنچ سکتی !

عنایت اللہ خان المشرقی

—۵۰—

میجر جنرل ایس ڈی خان کے لاہور وارد ہونے پر

مقامی کانگرسیوں ، اخبارات کے نمائیندوں اور لیگوں اور آزاد ہند فوج کے شکست خوردہ افسروں میں حسد کی آگ

میجر جنرل ایس۔ڈی خان کا کرنل کیانی کو خط اور انکشافات کی توقع

محترم ایوب خان حاکم اعلیٰ پنجاب ، باب عالی کشمیری بازار لکھتے ہیں کہ ۳۰ جولائی کو جناب والا کی شائع شدہ ملاقات کے بعد ۱۱ اگست کی صبح کے آٹھ بجے میجر جنرل ایس - ڈی خان کی لاہور میں آمد کے متعلق آپ نے استقبال کے احکام باب عالی پنجاب کو دیے تھے - میں نے فوراً تیاری کا حکم دیا - ناظم اعلیٰ ملک عبدالرحمٰن نے استقبال کے متعلق بجلی کی ایک لہر تمام شہر میں آناً فاناً دوڑا دی - لیکن مقامی سیاسی جماعتیں اور اخبارات کے نمائندے بشمولیت اے - پی - آئی ، یو - پی - آئی ، حتیٰ کہ آزاد ہند فوج کے کانگریسی افسر حسد کی آگ سے جل اٹھے اور انھوں نے ہمارے ساتھ بھی وہی شرمناک سلوک کرنا چاہا جو جنرل احسان قادر کی رہائی پر گذشتہ ۲ اپریل کو کرنا چاہا تھا اور جس میں وہ بُری طرح ناکام ہوئے تھے - جناب والا کو یاد ہوگا کہ بیگم احسان قادر نے گذشتہ اپریل کو مایوسی کے عالم میں آپ کو اپیل کی تھی کہ ان کے عظیم الشان خاوند کا شایان شان استقبال رہائی پر کیا جائے اور آپ نے چند گھنٹوں کے اندر اندر ایک سو خاکساروں کا چاق و چوبند دستہ استقبال کے لیے بھیجا تھا اور باوجودیکہ بیگم احسان قادر کانگریسی اصحاب کی صدر بنتی رہیں کانگریسی اصحاب نے گوارا نہ کیا کہ ہندوستان کے اس مایہ ناز سپوت کا استقبال اس شان سے کریں ، جس طرح پر کہ میجر جنرل شاہ نواز کا ہوا تھا - آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ میجر جنرل شہنواز کے استقبال میں لاہور کے خاکساروں نے ادارہ علیہ کے حکم پر کس قدر عظیم الشان حصہ لیا تھا اور

مآخذ : الاصلاح ، ۲۵ اگست ۱۹۴۶ء ، ص ص ۵ - ۶

حقیقت یہ ہے کہ اگر اس میں خاکسار حصہ نہ لیتے تو اس استقبال کی شان آدمی کیا ایک چوتھائی رہ جاتی ۔

پھر نمبر چھ مقصود کشتی کی توہین نہیں بلکہ حیرت انگیز شکایت یہ ہے کہ میجر جنرل ایس ۔ ڈی خاں کی آمد کو برا منایا گیا ۔ میں نے سب سے پہلے ایک بیان ان کی آمد کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کو بھیجا ایک دن کی خاموشی کے بعد یاد دہانی کی گئی تو اس پریس نے کہا کہ ہم نے آئی ۔ این ۔ اے کے دفتر (یعنی کانگریس کے دفتر) سے ان کے متعلق پوچھا تھا ۔ وہ اس کی تصدیق نہیں کرتے کہ میجر جنرل ایس ۔ ڈی خاں بھی کوئی صاحب ہیں ۔ محترم ناظم اعلیٰ نے ایک گھنٹہ تک ان سے بحث بھی کی اور کہا کہ جب ہم نے تصدیق کر لیا ہے تو آپ ہماری تصدیق پر یہ خبر شائع کر دیں ۔ آخر آئی ۔ این ۔ اے کے وہی افسر تو نہیں ہیں جو امپھال کے مورچے پر شکست کھا کر انگریز کے ہاتھوں قید ہوئے وہ بھی ہو سکتے ہیں جو انگریز کے ہاتھ نہ آئے یا کورٹ مارشل کے بعد کسی نہ کسی طرح ان کے پنجے سے ہندوستان کے باہر رہا ہوئے وغیرہ وغیرہ ۔ مگر اس پر پریس نے ایک نہ مانی ۔ یہی سلوک یونائیٹڈ پریس کی طرف سے ہوا ۔ البتہ اورینٹ پریس لاہور نے یہ خبر نشر کی جو بہت کم اخبارات نے شائع کی ۔ اس کے بعد کوشش کی گئی کہ پریس نے ٹیلیگرام کے ذریعہ سے اس خبر کو سو اخبارات میں نشر کیا جائے ۔ محترم شوکت علی ایم ۔ اے نائب ناظم طلباء صوبہ پنجاب کی انتھک کوشش کے باوجود اس تار کو بھی تار گھر والوں نے پہلے اکیس روپے پر منظور کیا بعد میں کہہ دیا کہ اس پر پچاس روپیہ لگیں گے ۔ چنانچہ یہ حربہ بھی ناکام ثابت ہوا ۔ اس کے بعد باب عالی پنجاب نے دعوتی رقعے کانگریس کمیٹی اور دیگر سیاسی جماعتوں کو بھیجے کہ وہ میجر جنرل ایس ۔ ڈی خان کے استقبال میں ہمارا ہاتھ بٹائیں ۔ کانگریس کمیٹی نے جو ہر وقت ہم سے ہر ایسے موقعوں پر امداد کی طالب رہتی ہیں اور تمام ہندوستان میں ایسی ہزاروں مددیں ہم سے لی گئی ہیں اور لی جا رہی ہیں ہماری دعوت پر چپ سادھ لی اور ہمارے پیغام پر سے ٹال مٹول کرتی رہی ۔ مسلم لیگ نے تمام شہر میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے اعلان کیا کہ کوئی شخص میجر جنرل کے استقبال کے لیے نہ جائے وغیرہ وغیرہ ۔ بالآخر ہم نے صرف دو پوسٹر چھوٹے موصوف کی آمد اور موری دروازہ میں آپ کے خطاب کے متعلق (جس کا آپ نے پختہ وعدہ بھی نہ کیا تھا) جلد از جلد شائع کر دیے اور تمام جماعتوں کا منہ کالا کر دیا ۔ لاہور میں اس وقت تک قریب ایک ہزار خاکسار سپاہی پہنچ چکے تھے اور خاکسار سپاہی نے پبلک کو مطلع کرنے کے لیے لاہور کا ایک ایک کونہ چھان مارا اور تمام لاہور کو بیدار کر دیا ۔ یہ ہے حقیقت ان سیاسی جماعتوں کی فراخ حوصلگی کی جو یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ ہمیں ہندوستان کی حکومت ملنی چاہیے ۔ خدا ان گنجوں کو ناخن نہ دے ۔

الغرض ہم نے صرف خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے میجر جنرل کا استقبال لاہور میں کیا ۔ صبح کو ہم نے آٹھ بجے کا وقت دیا تھا اور ایک بڑی تعداد پبلک کی جو یقیناً دس ہزار کے لگ بھگ تھی پہنچی ۔ لیکن ریلوے والوں کی طرف سے اعلان ہوا کہ گاڑی دو گھنٹے لیٹ ہے ۔ اس کو سن کر پبلک کا ایک کثیر حصہ جو شاید چار پانچ ہزار کے لگ بھگ تھا واپس جانے لگا اور ہمیں سخت ترین مشکلات میں ڈال دیا ۔ خاکسار پلیٹ فارم سے لے کر باہر کے بازاروں تک دور دور کھڑے تھے ۔ میں نے فوراً حکم دیا کہ ان دو گھنٹوں میں شہر کا گشت کریں ۔ دس بجے کے قریب پبلک کا ایک دریا پھر اسٹیشن کی طرف امڈا اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر اسٹیشن کے اندر اور باہر تل دھرنے کو جگہ نہ رہی ۔ پریس رپورٹر ٹکرٹکر پڑے دیکھ رہے تھے کہ خاکسار سپاہی کس حیرت انگیز عمل کا مالک ہے ۔ گاڑی کی آمد پر میجر جنرل کو ایک بہت بڑے صوفے پر جس کی پوشش سرخ تھی بٹھا کر ایک سو خاکسار سپاہیوں کے کندھے پر پلیٹ فارم سے باہر لایا گیا جو استقبال کی تمام تاریخ میں پہلا واقعہ ہے ۔ حاسدوں کی آنکھیں اس تمام مظاہرے سے سبز ہو گئیں تھیں ۔ مسلم لیگ اور کانگریس کے بڑے بڑے کرتے دھرتے اسٹیشن پر اس مظاہرے کو دیکھ کر پیلے پڑ رہے تھے ۔ کئی ہزار سرخ جھنڈوں نے تمام میدان کو لالہ زار بنا دیا اور تمام عینی گواہوں کی شہادت ہے کہ اس قسم کا استقبال تمام لاہور کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا ۔ ایک سو ایک گولوں سے میجر جنرل کی سلامی ہوئی اور موصوف نے کرسی سے اتر کر ایک مؤثر خطاب پبلک کے ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کو دیا لاہور میں جلوس کی پابندی پہلے سے لگی تھی ۔ لیکن جنرل موصوف کی موٹر کے ادارہ علیہ میں روانہ ہونے کے بعد خود بخود ایک جلوس بن چکا تھا ۔ جو بلا مبالغہ سروں کا ایک سمندر معلوم ہوتا تھا ۔ نعرے جو پبلک کی طرف سے مسلسل ایک گھنٹے تک تمام شہر میں لگتے رہے ، بتلاتے تھے کہ پبلک موصوف کی آمد پر کس جوش میں تھی ۔ اس مظاہرے میں بہت بڑی اکثریت مسلمانوں کی تھی اور پبلک مسٹر جناح کے پچھلے استقبال سے کم از کم دو گنا زیادہ تھی ۔

شام کو جناب والا کے خطاب کا وقت پانچ بجے مقرر تھا اور چونکہ رمضان شریف کے باعث اس اجلاس کو جلد از جلد ختم کرنا مقصود تھا ، آپ کے ٹھیک پانچ بجے پہنچ جانے کے باعث جلسہ بے مثال طور پر کامیاب ہوا ۔ باہر کے آدمیوں کا اندازہ ہے کہ پبلک چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان تھی اور کوئی جلسہ موری دروازہ کے باہر اس شان سے نہیں ہوا ۔ جناب والا کا خطبہ ڈیڑھ گھنٹہ تک رہا لیکن تمام پبلک اول سے آخر تک انتہائی خاموشی سے سنتی رہی ۔

میرا مقصد اس تمام تشریح سے یہ ہے کہ خاکسار سپاہی کا بھروسہ صرف خدا پر ہے ۔

وہ السانوں سے امداد کا حاجت مند نہیں ہے - لیکن ہندوستان میں سیاسی جماعتوں کے ان معمولی معمولی باتوں میں باہمی حسد کے باعث کیا خدا کی غیرت گوارہ کر سکتی ہے کہ وہ اس بدقسمت ملک کو آزادی دے - اگلے دن ڈیلی ہیرالڈ نے جناب کی تقریر کا خلاصہ عمدہ سرخیوں سے دیا - خاکساروں کے استقبال کو ٹھیک شاہانہ کہا ، اور ٹریبون نے دو فوٹو جناب کے خطاب کے متعلق دیے - دوسرے اخباروں نے بھی مجبوراً لکھا - ہم ان سب کے شکر گزار ہیں تیسرے دن لیگی اور کانگریسی اخبارات نے ایک بیان آئی - این اے کے ایک افسر لفٹیننٹ کرنل آئی - جی کیانی کی طرف سے شائع ہوا جس میں موصوف نے نہایت حسد و بغض سے کہا - کہ انھیں میجر جنرل ایس ڈی خان کے متعلق عام نہیں ہوا کہ وہ آئی - این اے میں تھے - گویا موصوف یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ انھیں آئی - این اے یا آزاد ہند فوج کے ہر اس افسر کے متعلق بھی علم ہے جو امپھال کے مورچے پر انگریز کے ہاتھ سے بُری طرح شکست کھا کر قید نہ ہوئے تھے بلکہ جو جاپان ، تبت اور جرمنی میں بھی ہٹلر اور جاپانی فوج کے حلقے میں متعین تھے - محترم کیانی کا یہ دعویٰ بادی النظر میں بے معنی معلوم ہوتا ہے - جناب والا کو یہ رپورٹ اس لیے دی ہے کہ حالات سے آپ کو واقفیت ہو جائے (مخلص حاکم اعلیٰ ایوب خان)-

مکرر آنکہ ابھی ابھی کہ یہ خط لکھ رہا تھا - سالار ادارہ کیمبل پور کی طرف سے ۳۰ جولائی کا ایک خط ۱ اگست کو پہنچا ہے جس میں محترم سری رام سنگھ چھاچھی سکرٹری سٹی کانگریس کمیٹی کیمبل پور کی طرف سے حسب ذیل درخواست سالار شہر خاکسار کیمبل پور کے نام ہے اور اس کی پشت پر سالار ادارہ کیمبل پور کی رپورٹ درج ہے :

جناب سالار شہر - آداب عرض - گذارش یہ ہے کہ آج میجر جنرل شاہ نواز خان بمعہ اپنے ساتھیوں کے چار بجے کیمبل پور تشریف لا رہے ہیں جلسے کی کاروائی ٹھیک ساڑھے چھ بجے شروع ہو جائے گی - لہذا آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ آپ شمولیت کریں اور جلسے کے انتظام میں ہماری امداد کریں - مہربانی ہو گی - ۲۹ جولائی -

رپورٹ حسب ذیل ہے : اس عرضداشت کی تعمیل میں محترم سالار شہر کی کمان میں ایک چاق و چوبند دستہ ساڑھے چھ بجے بمقام جلسہ گاہ گیا - محترم سید میر حضرت شاہ بی - اے ، ایل ایل بی وکیل سالار ضلع نے سلامی سے پہلے اس امر کی وضاحت کی کہ آزاد ہند فوج والوں کی ہم کیوں قدر کرتے ہیں - اس کے بعد ایک پُرجوش سلامی پیش کی گئی - محترم کرنیل حبیب الرحمن محترم کرنل کیانی ، محترم کرنل پریم کمار سہگل آزاد ہند فوج کے افسروں نے خندہ پیشانی سے قبول کی -"

معلوم ہوتا ہے کہ یہ محترم کرنل کیانی وہی صاحب ہیں جنہوں نے خاکساروں کی سلامی لینے کے دس دن بعد ہی ۱۱ اگست کو میجر جنرل ایس ۔ ڈی خان کے خلاف بیان اخبارات میں پایا ۔ نیز یہ عجیب بات ہے کہ خاکساروں کو میجر جنرل شاہ نواز خان کے آنے کی اطلاع دے کر مدد طلب کی اور بعد میں وہ صاحب موجود نہ تھے ۔ اور سلامی دیگر اصحاب کو دی گئی ! ایوب خان حاکم اعلیٰ پنجاب

کرنیل کیانی کو میجر جنرل ایس ۔ ڈی خان کا خط

میجر جنرل ایس ڈی خان نے اس سلسلے میں حسب ذیل کھلا مکتوب کرنل کیانی کو لکھا ہے ۔ جو قابل غور ہے ۔ اور بہت سے نکتوں کی تشریح کرتا ہے ڈیر مسٹر کیانی تمہارا وہ بیان کہ جو تم نے اخبارات کو میرے متعلق دیا ہے ۔ پڑھ کر حیرت ہوئی ۔ افسوس کہ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ۔" بہتر ہوتا کہ تم کوئی بیان دینے سے پہلے جنرل شاہ نواز سے مشورہ کر لیتے یا تھوڑی سی تکلیف گوارہ کر کے مجھے ہی مل کر اپنی تسلی کی ہوتی ۔ چونکہ تم نے نہایت عجلت سے کام لے کر اپنی کم فہمی کا ثبوت دیا ہے اور تمہارے اس غیر ذمہ دارانہ بیان سے ہماری تحریک آزادی کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے اس لیے بہتر ہو گا کہ تم فوراً مجھے مل کر اپنے بیان کی تردید کرو ورنہ میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گا کہ تمہارا یہ بیان صرف جاعتی دشمنی پر مبنی ہے اور یہاں بھی تم وہی کچھ کر رہے ہو جو تم نے امپھل کے مورچے پر کیا تھا ۔ افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے دنیا کی جھوٹی شہرت ، طلب زر ، اور نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے نیتا جی کی سنہری تعلیم کو اس قدر جلدی بھلا دیا ہے ۔ اور اپنا دامن ایسے لوگوں سے وابستہ کر رہے ہو کہ جن کی ذاتی دشمنی حسد ، اور کینہ نے ہمارے محبوب نیتا جی سبھاش چندر بوس کو بالآخر ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا اور آج بھی لوگ ان کی غیر حاضری میں آسی کی کمائی کو کرایہ پر لے کر تمہاری وہ فرقہ وارانہ فوج تیار کر رہے ہیں جو ہندو مسلم اتحاد کی بجائے ہندو مسلم فساد کا باعث بن کر ہمارے نیتا جی کی انمول قربانیوں ، ہماری تمام جدوجہد اور بھارت کی آزادی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں گی ۔ اگر تم نے میری اس چھٹی پر غور کر کے عمل نہ کیا تو پھر مجبوراً مجھے تمہارے اور تمہارے رفقاء کے وہ کارنامے پبلک کے سامنے لانے پڑیں گے جو صرف میرے پاس محفوظ ہیں ۔

تمہارا دوست : میجر جنرل سخی دلیر خان

—۵۱—

گورو کل پارٹی کی طرف سے حوصلہ افزا اتحاد کی آواز

منیجر کا علامہ مشرقی کے نام خط

از دفتر منیجر گوروکل ، گجرانوالہ ، ۱۵ اگست ۔

بخدمت شریف جناب علامہ مشرقی صاحب تسلیمات خدا آپ کی عمر دراز کرے اور صحت یاب رکھے گزارش یہ ہے کہ جب پنڈت جواہر لعل صاحب گوجرانوالہ ایک روز تشریف آور ہوئے تھے تو آپ کے خاکساروں نے جلسہ کے انتظام میں نمایاں امداد دی تھی اس کے بعد لاہور میں انھوں نے جو بہادری دکھائی تھی اور پھر بنگال کے قحط زدہ لاکر ہندوؤں کو میرے سپرد اور مسلمانوں کی خود خدمت کی تھی ان واقعات سے میرے دل پر جناب کا سکہ بیٹھ گیا ہے ۔ کئی بار میرے دل میں خیال آیا کہ آں جناب سے خط و کتابت کرکے اپنے خیالات سے آپ کو آگاہ کرتا رہوں میں اکثر اعلان اخبارات میں پڑھتا رہتا ہوں ۔ آخری اعلان آپ نے کیا ہے کہ ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لیے ایک کروڑ خاکسار بھرتی کیے جائیں گے اس کے بارے میں میری ناقص رائے یہ ہے کہ جس طرح انگریزوں نے فوج میں پٹھان گورکھے پنجابی ، مسلمان ، سکھ ، ڈوگر ، آفریدی ، مسعود ، وزیری ، پنجہال مرہٹی ، بنگالی ، وغیرہ وغیرہ بھرتی کرکے حکومت قائم کر رکھی ہے اسی طرح سے اگر آپ بھی خاکساروں میں تمام اقوام کی بھرتی کرکے ان کی علیحدہ علیحدہ کمپنیاں بنا دیویں تو آپ کو زیادہ کامیابی ہو سکتی ہے ۔ کئی بار میں جب کسی لیڈر سے خاکساروں کی تعریف کرتا ہوں تو مجھے بھی جواب ملتا ہے کہ یہ خاص مسلم تحریک ہے میرے خیال میں آپ کے خیالات قومی ہیں یعنی آپ ہند میں رہنے والے ہر بشر کو ایک ہی نظر اور محبت سے دیکھنے والے شخصوں میں سے ہیں اگر آپ کے خیالات ایسے ہی ہیں جیسے کہ میں سمجھتا ہوں تو آپ کو خاکساروں میں تمام اقوام کی بھرتی پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور اپنے حاکمانِ اعلیٰ کے نام اعلان کر

ماخذ : الاصلاح ، ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء ، ص ۶

فرما دیں گے کہ آئیندہ تمام اقوام کی بھرتی شروع کر دیویں تاکہ چند دلوں ہی میں ایک کروڑ خاکساروں کی بھرتی پوری ہو جاوے - دوسری تجویز یہ ہے کہ خاکسار کانگریس والنٹیر کور ، راشٹری سنگ ، آزاد ہند فوج ، آریہ ویردل مہابیرول ، وغیرہ وغیرہ کے حاکمان اعلیٰ کی ایک میٹنگ ماہ اکتوبر میں گوروکل گوجرانوالہ میں بلائی جاوے اور ان سب افسروں کی باہمی گفتگو سے کسی نتیجہ پر پہنچایا جائے کہ سب قوموں کو مل کر رہنا ہے . کم از کم چار کروڑ آدمی بھرتی کیے جاویں - جب ہماری یہ تحریک مکمل ہو جاوے گی اور ہم لوگ ایک دوسرے کو بھائی کی نظر سے دیکھنے لگ جاویں گے تو ہندوستان کی آزادی کا خواب کچھ صحیح معلوم دے گا - اس سے پہلے یہ صرف خواب ہی خواب نظر آتا ہے - زیادہ السلام -

خاکسار آپ کا خادم گوبند رام آنریری مینجر گوروکل پارٹی رام باغ سری نگر کشمیر

علامہ مشرقی کا جواب

محترم گوبند رام - تسلیم - آپ کی تجویز دیکھ کر میں نہایت خوش ہوا ہوں - خاکسار تحریک کبھی فرقہ وارانہ تحریک نہ تھی - پہلے دن سے اس میں ہندو صاحبان اور دوسری قوموں کے لوگ برابر شریک ہیں - اگر ہندو صاحبان اس کو "خالص مسلم تحریک سمجھتے ہیں - تو اس خیال کو جس قدر جلد دور کر دیا جائے اچھا ہو گا - تحریک کی پہلی بنیاد ہی ان اصولوں پر رکھی گئی تھی کہ اول اس خلقت کی خدمت بلالحاظ مذہب و ملت ہو - دوئم اس میں سب انسانی مخلوق شامل کرکے سب کو ایک خدا اور ایک پرماتما کے جھنڈے تلے لایا جائے آپ کی تجویز کہ سب جماعتوں کی ایک کانفرنس ماہ اکتوبر میں گوجرانوالہ میں ہو ، جو نہایت عمدہ ہے - لاہور زیادہ مرکزی مقام ہے - لیکن اگر آپ گوروکل میں سب جماعتوں کو جمع کر سکتے ہیں تو حاکم اعلیٰ پنجاب اس میں ضرور شامل ہوں گے - آپ اگر چار کروڑ انسان ایک جماعت میں بھرتی کر لیں تو ہندوستان کی آزادی یقینی ہو جائے گی -

مخلص عنایت اللہ

—۵۲—

(۴۰۰۰۰)

سنی قوم کے چالیس ہزار فوجیوں کی طرف سے علامہ مشرقی کو خط

ایک فوجی سردار پنشنز صوبے دار میجر کے اصرار پر حسب ذیل سطور آپ کو لکھنا پڑیں ۔ ہم سنی قوم کے فوجی لوگ جن کی مجموعی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ ہے صاف الفاظ میں اعلان کر دیتے ہیں کہ ہم فوجی ضبط و تنظیم کے عادی لوگ ہر قسم کی ہنگامہ آرائیوں کو بالکل بے نتیجہ سمجھتے ہیں ۔ ہمارے خیال میں ہر ایڈر صرف دوسرے لیڈر کو گرانا چاہتا ہے ہر پارٹی دوسری پارٹی کو شکست دینا ہی فتح عظیم سمجھ رہی ہے ۔ ہم اس ہلڑ بازی اور سرپھٹول میں ہرگز شامل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہمیں کوئی "الوالعزم قائد اور بہادر جنرل نہ مل جائے ہم پھر بہتر سمجھتے ہیں کہ آپ ہر دو بزرگ (محمد علی جناح اور علامہ مشرقی) آپس میں مل کر یا لڑ کر فیصلہ کر لیں ۔ جب میدان میں ایک لیڈر ہی رہ جائے گا تو ہم اپنی بہترین خدمات اس کی خدمت میں پیش کر دیں گے ۔ یہ فیصلہ ہم نے جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیصلے کی روشنی میں تیار کیا ہے جو انھوں نے جنگ حنین میں امیر معاویہ کے سامنے پیش کیا تھا کہ آؤ میں اور تم میدان میں نکل کر جنگ کریں اور ہر دو جانب کے لڑنے والے ہزارہا مسلمانوں کی جانیں بچا دیں ۔ یہ بہترین تجویز تھی جسے امیر معاویہ نے روک کر کے صرف حنین کی ایک جنگ میں ۸۰۰۰۰ اسی ہزار مسلمان قتل کرا دیے ۔ اس کے بعد جو مصائب مسلمانوں پر ٹوٹے ان کا ذکر فضول ہے ۔

پس اے ہمارے محترم بزرگو آپس میں سے کسی ایک کا ختم ہو جانا زیادہ افسوسناک ہے یا کروڑوں مسلمانوں کی ہلاکت انگیز خانہ جنگی ؟ خدا را سوچو تو کیا ہمیشہ جیتے ہی رہو گے ؟

بزرگو مرنے کی جرأت پیدا کرو تاکہ مسلمان زندہ ہو جائے۔

ماخذ : الاصلاح ، ۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء ، ص ۵

محمد خلیل خان پنشنرز رسالدار میجر سردار بہادر او - جی - ای
ذیلی کوٹلی صدر جمیعۃ الاخوان قوم ستی
ہم ذیل میں عید کے موقع پر آپ سے اور قائد اعظم صاحب سے
چند سوالات پوچھتے ہیں - اُمید ہے کہ آپ اپنے سوالات
کے جواب الاصلاح میں شائع کریں گے

خاکسارِ اعظم کی خدمت میں گزارش

۱ - آپ کی تحریک کا حقیقی مقصد اور منشا کیا ہے ؟ کیا صرف مغرور سالاروں کی بے چوں چرا اطاعت کرتے رہنا اور اپنا گھر تباہ کر کے مر جانا غرض و غایت ہے یا کچھ اور بھی ہے (خاکسار تحریک کا منشا نسل انسانی میں عدل اور انصاف کی حکومت قائم کرنا روز اول سے ہے تاکہ امیر کا ظلم غریب پر اور اعلیٰ کا ادنیٰ پر نہ ہو سکے اور اس منشا کو حاصل کرنے کے لیے قرون اولیٰ کے اسلام کو پھر رائج کرنا اور قوم کو اجتماعی اور سیاسی غلبہ دلانا ہے)

۲ - آپ کی فوجی تیاریاں کس کے خلاف ہیں ؟ جب تک آپ بوضاحت اپنا محاذ جنگ نہ بتائیں ہم آپ کا ساتھ کس طرح دے سکتے ہیں (خاکسار سپاہی کی فوج کی تیاریاں ہر اُس ظالم کے خلاف ہیں جو اوپر کے بتائے ہوئے منتہا اور منشا کی راہ میں حائل ہو)

۳ - آپ خاکساروں کو تو خاکساری اختیار کرنے، ہر لیڈر کی عزت کرنے، اور خدمت خلق کا حکم دیتے ہیں لیکن خود تکبر اور غرور کا ایک مجسمہ بنے ہوئے ہیں اس میں کیا راز ہے ؟ (خاکسار تحریک میں صرف قائد تحریک کو حق حاصل ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے اور ہتھیار سے ہر اُس رکاوٹ کا مقابلہ کرے یا اس کو دُور کر کے جو اوپر کے بتائے ہوئے منتہا اور منشا کی راہ میں حائل ہے خاکسار سپاہی کو تحریک کی سیاست میں دخل نہیں ورنہ وہ سپاہی نہیں رہ سکتا - اس لیے اس کو حکم ہے کہ مکمل خاکساری اختیار کرے اور سب رہنماؤں کی عزت کرے)

۴ - خاکسار سپاہیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تمام نمائندگان اسمبلی و دیگر ذی اثر لوگوں کے پاس جا کر انھیں خاکسار آئین کی حمایت پر آمادہ کریں اور تمام ہندوستانیوں کے اتحاد و اتفاق کی ہوا پیدا کریں - لیکن آپ خود کسی لیڈر کے پاس جا کر اتحاد کی ہوا پیدا نہیں کرتے بلکہ ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی ایسا مقالہ لکھ دیتے ہیں - جس سے

ضد اور عداوت کی آگ اور بھی بھڑکتی چلی جائے - اس صورت میں خاکساروں کا آگ بجھانا بھی فضول ہے - جب کہ آپ اسے اور بھی بھڑکا رہے ہیں - (میں نے سب لیڈروں کو اتحاد کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ سب کے پاس گیا ہوں - میرے مقالوں سے ضد اور عداوت کی آگ ہرگز نہیں بھڑک سکتی کیونکہ میری ذاتی عداوت کسی سے نہیں - میں ہر اس لیڈر کے ساتھ ہوں جو امت کو بلند کرنے کی ٹھان رکھتا ہو)

۵ - اگر آپ صرف اپنی لیڈری ہم سے منوانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی جس طرح چاہیں کریں - لیکن غرض و غایت اگر اتحاد و اتفاق ہے تو اپنی بڑائی کا خیال ترک کر کے مسلم لیگ کے صدر سے خود ملاقات فرمائیں اور جس طرح خاکساروں کو حکم دیتے ہیں کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر یہ کرو اسی طرح خود بھی کریں - یا کم از کم بذریعہ خط و کتابت ہی ان سے تبادلہ خیالات کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں (میں یہ سب پاپڑ بیل چکا ہوں اور بیلتا رہوں گا - میں نے لاہور میں مسٹر جناح سے ملنے کی خواہش کی اس نے رد کر دی) بالغرض وہ آپ کے خط کا جواب نہ بھی دیں تو اخبارات میں کھلی چٹھی لکھ کر حقیقت حال کو عوام پر واضح کرنے کی کوشش کریں (میں کھلی چٹھیاں ایک نہیں کئی لکھ چکا ہوں) ورنہ ہم سب لیڈروں کے متعلق یہ رائے قائم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہر لیڈر خفیہ ارادے بھی رکھتا ہے - (یہ آپ کی مرضی ہے) -

ہم ہیں آپ کے مسلمان بھائی باشندگان کوٹلی تحصیل مری

—۵۳—

صوبہ سرحد کے یادگار زمانہ مرکزی کیمپ میں

بانی و قائد تحریک حضرت علامہ محمد عنایت اللہ خان المشرقی کی آمد اور خطاب

۱۰ نومبر کو صوبہ سرحد کے بیمثال و بے نظیر کیمپ کا چوتھا دن تھا۔ خاکسار سپاہی تین دن کی متواتر پریڈ، مارچنگ، مصنوعی جنگ، دیہاتوں کے دورے اور شب بیداری کی وجہ سے چور چور ہو رہے تھے لیکن علامہ موصوف کے آنے کی خبر سن کر اس قدر بشاش و شگفتہ، چست و چالاک مستعدو تیار نظر آ رہے تھے کہ گویا ان سے کوئی محنت و مشقت ہی نہیں لی گئی یا کسی نے ان سے مضمحل جسم میں نئی روح عمل پھوک دی ہے۔ صبح کی نماز سے فارغ ہوکر صرف چائے پی اور علامہ موصوف کے استقبال کی تیاری میں لگ گئے باوجود اس کے کہ گاڑی کے لیٹ ہو جانے کی خبر کیمپ میں پہنچ گئی تھی لیکن پھر بھی ان سیر چشم اور عمل کے بھوکے خاکساروں نے دوپہر کا کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ ان سالاروں اور خاکساروں کے علاوہ جن کا کیمپ میں رہنا لازمی اور ضروری تھا باقی سب کے سب کئی ایک دستوں میں منقسم ہوکر علیحدہ علیحدہ کمانڈروں کے ماتحت اسٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ جیش کے ساتھ ساتھ پبلک کا (جس میں مسلمان ہندو، سکھ، اچھوت اور عیسائی شامل تھے) اس قدر ہجوم تھا کہ جیش کو راہ چلنا دشوار ہو رہا تھا۔ بڑے انتظار کے بعد کہیں تین بجے کے قریب گاڑی اسٹیشن پر پہنچی پبلک نے علامہ موصوف کو دیکھتے ہی زندہ باد کے فلک شگاف نعروں، گولوں، اور بندوقوں کی گرجدار آواز سے استقبال کیا علامہ موصوف نے اپنے عمل سے اس تمام ہنگامہ آرائی سے بے نیازی و بے پرواہی کا ثبوت اس طرح دیا کہ باقی سب خاکسار سپاہیوں کی حیثیت سے قطار میں شامل ہو گئے محافظ دستے کو جو تلواروں، بندوقوں اور پستولوں سے مسلح علامہ موصوف کی حفاظت کے لیے متعین تھا اپنے قریب دیکھ کر مصلحتہً قطار سے باہر نکل

ماخذ: الاصلاح، یکم دسمبر ۱۹۳۶ء، ص ۶

آئے - مصلحت یہ تھی کہ میرا محافظ و نگہبان خدا ہے جو سب سے زیادہ طاقتور اور غالب ہے - یہ تلواریں یہ بندوقیں ، یہ پستول سب بے کار لاحاصل چیزیں ہیں - دوسری مصلحت یہ تھی کہ نظام میں جو تھوڑی بہت کمی باقی رہ گئی تھی اُسے درست کرنا مقصود تھا اتنے میں کسی نے کہہ دیا کہ پشاور شہر کے بازار آپ کی آمد کی خوشی میں سجائے گئے ہیں اور پبلک انتظار کر رہی ہے آپ ادھر سے تشریف لے چلیں یہ سننا تھا کہ اس مردِ خدا نے جو نمائش و آرائش کو محض اسراف و فضولیات سمجھتا ہے پشاور کی طرف جالیوالی سڑک سے جیش کا منہ پھیر کر سیدھا کیمپ کو جانے والی سڑک کی طرف رخ کر لیا - تمام کمانڈروں کو جو اپنے اپنے دستے کی کمان کر رہے تھے جیش میں شامل ہو جانے کا حکم دے کر سارے جیش کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی - اتنے بڑے جیش کو جس کو کئی ایک نوجوان کمانڈو نہ سنبھال سکتے تھے اس بوڑھے تجربہ کار اور بارعب کمانڈر نے اس طرح قابو میں لے لیا کہ سب پر کامزن کی حالت طاری تھی - پبلک جو قدم قدم پر جیش کے چلنے میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی اس قدر مرعوب ہوئی کہ خود بخود جیش سے کترا کر چلنے لگی - دیکھنے والے حیران تھے کہ یہ بوڑھا مگر چست و چالاک کمانڈر کس پھرتیلے پن سے آنکھ کی جھپک میں جیش کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا ہے - اسی شان و شوکت سے علامہ موصوف شاہی باغ تک خود ہی کمان کرتے ہوئے پہنچ گئے - کیمپ میں پہنچتے ہی باز پرس کا سلسلہ شروع کر دیا - غفلتوں اور کوتاہیوں کی سزائیں تجویز ہونے لگیں - کسی کو تنبیہہ کی گئی اور کسی کو ڈانٹ دیا گیا - کسی کو جھڑکیاں دی گئیں اور کسی پر غصہ نکالا گیا - ابھی آپ اس کام سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ پبلک کی طرف سے تقریر کا مطالبہ شروع ہو گیا - پبلک کے بار بار اصرار پر مجبور ہو کر اس انتظامی کام کو ادھورا چھوڑ کر (جو بعد میں پورا کر لیا گیا تھا) میکروفون کے قریب آ کھڑے ہو گئے - آپ نے پبلک کو جو خاکساروں اور معاونین کے علاوہ ایک لاکھ کے قریب جم کر بیٹھی ہوئی تھی (جس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو ، سکھ ، اچھوت اور عیسائی بھی شامل تھے) مخاطب کرتے ہوئے اپنا انقلاب انگیز خطاب ارشاد فرمایا پبلک دوران تقریر میں اس طرح دم بخود بیٹھی ہوئی تھی کہ گویا ان کی روح اور خیال کسی دوسری دنیا کا جائزہ لینے میں مصروف ہیں - علامہ موصوف اپنا خطاب ختم کر کے اپنے بوسیدہ خیمے میں داخل ہو گئے - اور پبلک ایک نہ بھولنے والے سبق کو دہراتی ہوئی کیمپ سے باہر نکل آئی - اور جگہ جگہ پانچ پانچ ، دس دس کے گروہ سر جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور سیاسی بازی گروں کے نامۂ اعمال کو موضوع بحث بنا لیا - علامہ موصوف رات بھر انتظامی کام اور آزاد قبائل کے آئے ہوئے وفود سے تبادلۂ خیالات میں مصروف رہے صبح پھر تمام سالاروں اور خاکساروں کو جمع کر کے تقریباً دو گھنٹہ تک ہدایات و

احکامات دیتے رہے - باقی حصہ دن کا دیگر ضروری کاموں اور اہم کاموں کو انجام دینے میں بسر کر کے چار بجے کے قریب خاکسار سپاہیوں کی معیت میں اسٹیشن پر پہنچے اور پانچ بجے کی گاڑی میں بیٹھ کر تشریف فرمائے لاہور ہو گئے - صوبہ سرحد کے مسلمانوں ، ہندؤں سکھوں ، اچھوتوں اور عیسائیوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ " خاکسار اعظم " جس کے ایک حکم پر پچاس لاکھ سربکف اور کفن بردوش خاکسار سپاہی حرکت میں آ جاتے ہیں ایک ادنٰی اشارے پر سینے میں گولیاں کھانے کو تیار ہو جاتے ہیں - ایک معمولی سی آواز پر کٹ مرنے کو مستعد ہو جاتے ہیں تھرڈ کلاس کے ڈبے سے پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس اسٹیشن پر اترا اور اس نے آترکر یہ نہیں کہا کہ پھولوں کے ہار کہاں ہیں - میرے جلوس کا کیا انتظام کر رکھا ہے ؟ پبلک نے بازار سجائے ہیں یا نہیں یہاں کے لوگ مجھے سب سے بڑا لیڈر مانتے ہیں یا نہیں میرے انتظار میں پبلک بازاؤں ، بالاخانوں اور کوٹھوں پر بیٹھی ہوئی ہے یا نہیں ، میری سواری کے پھولوں سے لدھی ہوئی موٹر تیار ہے یا نہیں - سو گھوڑوں یا ہاتھیوں کا انتظام کیا ہے یا نہیں - بلکہ اس نے یہ پوچھا کہ باعمل خاکسار کتنے ہیں - بے عمل خاکسار خدا کو کیا جواب دیں گے - معاونین نے اپنا سب کچھ خدا کے نام پر وقف کر رکھا ہے یا نہیں - یہاں کے باشندوں نے رب العالمین کے وضع کردہ آصولوں پر بنائی ہوئی تحریک کو کماحقہ سمجھا ہے یا نہیں ہاں اس نے جب یہ دیکھا کہ ایک سیدھی سادی موٹر جس پر صرف خاکسار تحریک کا نشان لگا ہوا ہے تو اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس نے یہ بھی پوچھا کہ الیکشن کے بعد قوم سے ووٹ حاصل کرنے والے کامیاب نمائندوں نے قوم کو کوئی سہولت و آرام پہنچایا یا نہیں اور یہ سن کر کہ میرے آنے کی خوشی میں پبلک نے بازار سجانے میں اسراف سے کام لیا ہے آگ بگولہ ہو کر - - - - - - - پشاور کی چھڑکاؤ کی ہوئی اور پبلک سے بھری ہوئی سڑکوں اور شاہراہوں کو چھوڑ کر گرد و غبار سے اٹی ہوئی سنسان سڑک کی طرف رُخ کر لیا ہے وہ منتظر پبلک جو بازاروں کو سجا کر اس امید میں بیٹھی ہوئی تھی کہ علامہ موصوف اس طرف سے آئیں گے یہ سن کر کہ علامہ موصوف ہر ایک چیز کو پس پشت ڈال کر سیدھے کیمپ کی طرف چلے گئے ہیں حیران و ششدر رہ گئی - اور اس سوچ میں پڑ گئی کہ یہ شخص انسان ہے یا فرشتہ اس مرد خدا کی نظر میں سوائے خدا اور رسول صلعم کے کوئی دوسری چیز نہیں جچتی - ذرا سی نمائش بھی اسے گوارا نہیں - ایک وہ لیڈر ہیں جو اپنے آنے سے پہلے کئی ماہ خوب دل کھول کر پروپاگنڈا کرتے ہیں - مہینوں پہلے چندہ اکٹھا کروانے میں صرف کروا دیتے ہیں - ہزاروں روپے کے پھولوں کی فرمائش ہوتی ہے - اچھے اچھے کھانوں کے انتظام کروائے جاتے ہیں - سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کروائے جاتے ہیں تو تب کہیں جا کر وہ پشاور کے پُررونق پُرزیب

بازاروں میں سے پھولوں سے لدی ہوئی موٹر میں بیٹھ کر گزرنے کی تکلیف گوارا فرماتے ہیں ۔ اسی دھن اور اسی خیال میں غلطاں سب کی سب پبلک سیدھا کیمپ کی طرف رخ کر لیتی ہے اور علامہ موصوف کے پہنچتے پہنچتے یہ بھی احاطہ کیمپ میں داخل ہو جاتی ہے ۔

(محمد ایوب مائل سالار نشر و اشاعت کیمپ)

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ (حدیث شریف)

ایمان یہ بھی ہے کہ اپنے وطن سے محبت کرو (حدیث شریف)

نیتا سبھاش چندر بوس

کا ملک کے نام

تازہ ترین پیغام

جس میں میجر جنرل ایس ڈی خان (آئی این اے)

آف آزاد ہند فوج ، حال سالار ناظم محکمہ عساکر ہند ادارہ علیہ ہندیہ اچھرہ لاہور ، نے آزاد ہند فوج برما کے شکست خوردۂ افسروں کی قلعی کھول کر ہندوستان کے آٹھ لاکھ فوجیوں کو پیغام دیا ہے کہ وہ اگر ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتے ہیں تو خاکسار تحریک میں شامل ہو جائیں

"جے ہند"

آزاد ہند فوج کا بانی

بھارت کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ نیتا سبھاش چندرا بوس ایک بہادر سپاہی تھے جن کے پہلو میں ایک کھشتری دل تھا ۔ جب انھوں نے دیکھا کہ وہ ہندوستان میں کانگرس کے ستیا آ گرہی اور اہنسا کے اصولوں پر چل کر وطن کو دشمن کے فولادی پنجوں سے آزاد

مآخذ : الاصلاح ، ٦ دسمبر ١٩٣٦ء ، ص ۵ - ٦

نہیں کرا سکتے تو وہ اپنی مادر بھومی سے بن باس اختیار کر کے جاپان اور جرمنی پہنچے وہاں پہنچ کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اُن تمام بھارت کے سپوتوں کو جو اُن ملکوں میں ایک گمنام یا بے بس زندگی بسر کر رہے تھے جمع کر کے ان کے دلوں میں ہندوستان کو آزاد کروانے کا جوش اور تڑپ پیدا کی ۔ چونکہ نیتا جی ایک بہادر جرنیل ہونے کے علاوہ بڑے مدبر اور سیاست دان بھی تھے انھوں نے جاپان اور جرمنی سے ایک باعزت سمجھوتہ کیا اور مختلف مقامات پر آزاد ہند فوج کے مرکز کھول کر آزاد ہند فوج کی بنیاد رکھی ۔

نیتا جی کا اس کے علاوہ ایک بڑا کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے تمام ہندوستان کے جنگی قیدیوں کو جو جاپان کی قید و بند کی مصیبتوں میں ذلیل اور ہلاک ہو رہے تھے آزاد کرا کے ان کو ہندوستان کی آزادی کے لیے تیار کیا ۔

آزاد ہند فوج کی شکست اور اس کے اسباب

آزاد ہند فوج کی تعداد قریباً سات لاکھ تھی ۔ اس میں بہت تھوڑے ایسے لوگ تھے کہ جن کے دلوں میں ہندوستان کو آزاد کرانے کا سچا اور صحیح جذبہ موجود تھا یہ جذبہ اگر موجود نہ تھا تو نیتا جی نے اپنے حسن اخلاق سے کچھ نہ کچھ ضرور پیدا کر دیا تھا ۔ تاہم اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ آزاد ہند فوج میں بہت سے سپاہی اور افسر ایسے بھی تھے جو صرف جاپان کی قید سے نکلنے کے لیے ہماری فوج میں شامل ہو گئے تھے ان لوگوں نے جب دشمن کا پلڑا بھاری ہوتے دیکھا وہ میدانِ جنگ کی مصیبتوں سے گھبرا کر پھر دشمن کے ساتھ مل گئے ۔

"اور گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" اُن کی یہ غداری بالآخر آزاد ہند فوج کی شکست کا باعث ہوئی ۔

غداران وطن کے کرتوت

اگر میں ان غدارانِ وطن اور دشمنان قوم کے نام مفصل حالات اور تمام کرتوت کی جن کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی پوری تفصیل دوں تو اس کے لیے ایک بڑی کتاب کی ضرورت ہو گی ۔ چونکہ اس وقت مجھے پبلک کو صرف نیتا جی کا تازہ ترین پیغام دے کر ہندوستانیوں کو ان غدارانِ وطن اور دشمن سے اندرونی طور پر ملے ہوئے منافقوں کی خطرناک دشمنی سے آگاہ کرنا مقصود ہے اس لیے میں مختصر الفاظ میں ان لوگوں کے حالات اور کرتوں کا ایک معمولی سا خا کہ پیش کرتا ہوں تا کہ ہندوستان کے بھولے بھالے عوام ان گندم نما جو فروش غداروں کی کرتوت سے خبردار ہو جائیں ۔

لیتا جی کا آزادیٔ وطن کا تخیل

ہندوستانی ہر فرد بخوبی جانتا ہے کہ باوجود تمام پروپاگنڈا کے جو کانگریس لیتا جی کی ہستی شکست کے خوف کے باعث مٹانے کے لیے کر رہی ہے لیتا جی زندہ سلامت ہیں وہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی ہیں اور اسی اتحاد کی بنا پر انھوں نے آزاد ہند فوج کی بنیاد رکھ کر دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا - یہ بھی ہر شخص جانتا ہے کہ وہ فرقہ ورانہ سیاسی جماعتوں یعنی کانگرس اور مسلم لیگ کے سخت مخالف اور ظاہری نمائشوں سے بالکل پاک اور پوتر ہیں - آن کی زندگی کا واحد مقصد یہی ہے کہ وہ ہندو مسلمانوں کو ملا کر اور ان میں فوجی سپرٹ پیدا کر کے قوت اور طاقت کے زور سے دشمن کو ملک سے نکال دیں ہمارے جن ہندوستانی بھائیوں کا یہ وشواش ہے کہ ہماری محاذ برما پر شکست ہماری فوجی کمزوری ، سامان جنگ یا سامان خوراک کی کمی یا انگریز اور امریکہ کی زبردست فوجی طاقت کی وجہ سے ہوئی وہ لوٹ کر لیں کہ سخت غلطی پر ہیں۔ انھیں دھوکا ہوا ہے یا دھوکا دیا جا رہا ہے۔ سات لاکھ سچے اور بہادر سپاہیوں کا کہ جو سات روز تک بھوکے رہ کر دشمن سے لڑ سکتے ہوں اس قدر جلدی ہتھیار رکھ دینا اور دشمن کی قید قبول کر لینا اس قدر حیران کن اور تعجب خیز ہے خصوصاً جب کہ انھوں نے آزادی وطن کے لیے اپنے خون سے لکھ کر معاہدہ کیا تھا کہ وہ ہتھیار رکھنے یا قید ہونے کی بجائے بہادری کی موت مرنا اپنے لیے فخر سمجھیں گے - اصل حقیقت یہ ہے کہ آزاد ہند فوج کی شکست بقول شخصے "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" ، خود آزاد ہند فوج کے غدار سپاہیوں اور دشمن سے ملے ہوئے افسروں کے ہاتھوں ہوئی - اس کی تشریح حسب ذیل ہے - اول وہ سپاہی اور افسر جن کے دل میں آزادی وطن کا سچا جذبہ نہ تھا اور صرف جاپانیوں کی قید اور آن کے مظالم سے تنگ آ کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے وہی بالآخر ہماری بربادی اور شکست کا باعث بنے - دوئم وہ سپاہی اور افسر جن کی بیویاں اور بچے ، جائدادیں یا زمینیں ہندوستان میں تھیں اور جن کو دشمن نے ان کی تنخواہ روک کر اور ضبطی جائداد کا خوف دلا کر اپنے پروپاگنڈے سے بزدل بنا دیا تھا اندرونی طور پر دشمن سے مل گئے تاکہ اپنی بیوی اور بچوں یا اپنی جائدادوں کو بچا سکیں - دشمن نے ان ہر دو قسم کے کمزور اور غدار سپاہیوں اور افسروں سے فائدہ اٹھا کر ہمارے اندر جاسوسی کا جال اس حد تک بچھا دیا تھا کہ وہ ہمارے نیتا جی کے بس کا روگ نہ رہا - ہم جنگ کی پے در پے مصیبتوں اور دکھوں میں اس قدر گھرے ہوئے تھے کہ ہم اپنی سچائی کی وجہ سے سب کو سچے اور بھارت کے وفادار سپاہی سمجھتے رہے - ہمیں عین لڑائی کے میدان میں اسپھل کے مورچہ پر ہتھیار ڈالنے سے صرف آٹھ روز پہلے ان غداروں کی غداری کا علم ہوا جس پر ہمارے نیتا جی نے

کئی ایک کو گرفتار کر کے رنگون جیل میں بھیج دیا - انہی میں سے بہت سے افسر ایسے تھے جن کو بعد میں دشمن نے قید سے نکال کر اور ان سے اندرونی طور پر مکمل سازباز کر کے ان سے ہندوستان میں وہ کام لیے کہ اگر ان سب کا پردہ چاک کر دیا جائے تو سارے کا سارا ہندوستان ان نمک حراموں اور غداروں کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالنے کی بجائے جوتیوں کے ہار ڈالیں اور ان کی بوٹی بوٹی نوچ لیں۔

نیتا جی طرف سے ہدایات

مجھے نیتا جی سے یہ ہدایات ملی ہیں کہ میں ان کی طرف سے ان غداران وطن کو ایک آخری وارننگ دوں اور اگر پھر بھی یہ اپنی بری عادتوں سے باز نہ آئیں تو ان منافقوں کے تمام کرتوتوں کی قلعی کھول دوں اور نیتا جی کی ہدایات کے تحریری ثبوت پیش کر کے ان کا وہ منہ کالا کروں جو ہندوستان کی تاریخ میں قیامت تک یاد گار رہے۔ میں نے آج دوسری کھلی چٹھی ان کو لکھ دی ہے اور اس کی نقل اخبارات کو اس لیے دی ہے کہ یہ شاید اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے نیک بن جائیں اور قوم اور ملک کی گاڑھے پسینے کی کمائی کو چندوں کی صورت میں اکٹھا کر کے رنگ رلیاں منانی چھوڑ دیں - اگر میری اس چٹھی کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ پیدا نہ ہوا تو میں نیتا جی کے حکم کی تعمیل میں مجبور ہو جاؤں گا اور ان کو بتاؤں گا کہ یہ کس طرح دشمن سے مل کر ہندوستان کو آپس میں لڑا کر ملک کو پھر دھوکا دے رہے ہیں اور صرف اپنی نفسانی کوششوں کو پورا کرنے کی خاطر کانگرس کی آڑ میں دیویوں سے تلک لگا رہے ہیں - میرے پاس بحیثیت کمانڈر انچارج سپیشل سٹاف آزاد ہند فوج ان دستاویزات یا خفیہ مراسلات کے ثبوت موجود ہیں جن کے ذریعہ ہندوستان کے مصنوعی خیر خواہ لوگ آزاد ہند فوج میں رہ کر دشمن سے ساز باز کرتے رہے اور پھر گرفتار ہونے کے بعد آزاد ہو کر ہندوستان کی آنکھوں میں دھول ڈال رہے ہیں ہندوستان کے بھولے بھالے ہندو و مسلمانو - اگر تم سچے دل سے نیتا جی کو اپنا اصلی خیرخواہ اور ہندوستان کی نجات کا دیوتا مانتے ہو اور تمہارے دل میں ان کی قربانی کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو ان کا پیغام سن لو - نیتا جی فرقہ وارانہ تحریکوں اور سیاسی جماعتوں کے سخت خلاف ہیں دشمن کی وزارت کی چند بے حقیقت کرسیوں کو حاصل کرنے کے لیے ہندو مسلمانوں کا خون ہرگز برداشت نہ کر سکتے تھے - وہ انگریز کا حلف وفاداری اٹھانے کی بجائے مر جانا قبول کر لیتے مگر یہ ذلت ہرگز گوارا نہ کرتے - وہ ہندو مسلمان اتحاد کے حامی اور اس بات کے قائل تھے کہ دشمن کو صرف اتحاد اور جسمانی قوت سے نکال دیا جا سکتا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ نیتا جی ایشور کی کرپا سے خوش و خرم ہیں اور ایک خاص وقت پر درشن دیں گے - میرے پاس ان کا آخری فرمان ان الفاظ میں

پہنچا ہے "کہ تم ہندوستان کی واحد سپاہیانہ قوت کی جماعت اور ہندو مسلم اتحاد کی سچی حامی خاکسار تحریک میں شامل ہو جاؤ تاکہ میں تم سب کو ایک اور لیک دیکھ کر بھارت کو نجات دلانے کے لیے حاضر ہو جاؤں مجھے خود جیل سے اپنے دوستوں کے ذریعہ سے یقین ہو گیا ہے کہ علامہ مشرقی کی نیت بالکل صاف اور ان کی تعلیم بالکل سچی ہے وہ سچے دل سے ہندوستان کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں۔

لیتا جی کے پیغام کو ہندوستان پہنچا دو اور تمہارا سچا سیوک

میجر جنرل ایس ڈی خان

انچارج کمانڈر سپیشل سٹاف آزاد ہند فوج

—۵۵—

خاکساروں کی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہیں
حکومت ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ایک خط کا ترجمہ
ایک کروڑ انسانوں کا بیک وقت بیلچہ سے مارچ
ادارہ علیہ ہندیہ کا ابتدائی اعلان

سب اس مارچ میں شریک ہوں
آل انڈیا آزاد مسلم لیگ ، عام مسلمان ، عام ہندو ، عام غیر مسلم
خاکسار سپاہی ، آزاد ہند فوج ، خلاص شدہ سپاہی ، پاکستانی فوج ،

نقل خط

محترم سید اکرم شاہ جیلانی جانباز ۱۳۰۱ ڈاکخانہ نصیر آباد ضلع لاڑکانہ نے حکومت ہند کے ایک خط کی حسب ذیل نقل بھیجی ہے جو آن کو آن کے خط کے جواب میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ملا - خط کا ترجمہ حسب ذیل ہے - ڈی وائی نمبر ۹۳۵۵ ڈی/۴۶ پولٹیکل (۱) سید محمد اکرم شاہ جیلانی نصیر آباد - نیو دہلی - ۱۳ نومبر

جناب عالی ! ۱۹ اکتوبر کے آپ کے خط کا جواب میں جو خاکسار تحریک کی سرگرمیوں پر پابندیوں کے متعلق تھا - مجھے آپ کو یہ اطلاع دینے کی ہدایت ہوئی ہے کہ ۳۰ ستمبر کو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ختم ہو جانے کے بعد وہ تمام احکام اور قواعد بھی جو اس ایکٹ کے ماتحت دیے یا بنائے گئے تھے ختم ہوچکے ہیں - اور گورنروں کے صوبوں میں امن عامہ کے متعلق معاملات اب صوبائی حکومتوں سے متعلق ہیں اور ان معاملات کے

مآخذ : الاصلاح ، ۶ دسمبر ۱۹۴۶ء ، ص ۷

متعلق انتظامات ان احکام کے ماتحت ہیں - جو صوبائی حکومتوں اور ان کے افسر نافذ کریں
میں ہوں آپ کا نہایت فرمانبردار خادم

دستخط

ڈپٹی سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا

ادارہ علیہ کے ملاحظات

حکومت ہند کا ایک خاکسار کو یہ جواب اور اس قسم کے اور جوابات جو موصول ہوئے ہیں اگرچہ ایک نقطۂ نظر سے اس امر کی قطعی دلیل ہو سکتے ہیں - کہ خاکسار تحریک پر بیلچہ سے مارچ ، نشان اخوت ، کیمپوں کے انعقاد ، خاکی وردی ، مصنوعی جنگ ، اجتماعی خدمت خلق وغیرہ غیرہ کی کوئی پابندی کسی صوبے میں نہیں رہی اور خاکسار اب کھلے بندوں ہر جگہ مارچ کر سکتا ہے - وغیرہ وغیرہ لیکن ادارہ علیہ اب تک اپنے اس خط کے کافی اور شافی جواب کا منتظر ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے جو قائد تحریک نے آٹھ مئی ۱۹۴۵ء کو یعنی جنگ ختم ہونے والے دن لکھا - اس نقطہ نظر سے اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ ادارہ علیہ عنقریب اس امر کا حکم دینے والا ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک وقت بیلچہ سے ہر جگہ مارچ ہو اور اس میں چالیس لاکھ خاکساروں کے علاوہ لاکھوں بلکہ کروڑوں ہمدرد شامل ہوں - یہ وقت عنقریب آنے والا ہے اور اسی لیے حکم دیا جاتا ہے کہ انتہائی طور پر زبردست تیاری اس تاریخی دن کے لیے فوراً شروع کر دی جائے اور نہ صرف مرد بلکہ عورتیں ، بچے ، آزاد مسلم لیگ کے ممبر ، پاکستانی فوج کے ممبر ، خلاص شدہ سپاہی ، آزاد ہند فوج کے سپاہی ، خاکی وردی میں ملبوس ہو کر اور بیلچہ کندھے پر رکھ کر اس مارچ میں شریک ہوں تاکہ ہندوستان کی آزادی کا دن انگریز کی آنکھوں کے سامنے روز روشن کی طرح آ جائے - یہ حکم عنقریب آنے والا ہے اور جس قدر زور شور سے اس کی تیاری فوراً کی جائے گی اسی قدر آزادی ہند کا پہلا مرحلہ کامیاب طور پر طے ہوگا - خاکسار سپاہیو ! اگر زیادہ نہیں تو کم از کم ایک کروڑ انسانوں کے مارچ کی تیاری ابھی سے شروع کر دو اور ہندوستان میں ایک کروڑ انسانوں کی ایک آواز پر اطاعت کا زندہ ثبوت انگریز قوم کے سامنے پیش کر دو - سپاہیانہ قواعد ابھی سے اپنے عزیزوں کو سکھلانی شروع کر دو - آئندہ پہلا پروگرام نافذ ہو گا -

عنایت اللہ خاں المشرقی

یکم دسمبر ۱۰ بجے شب

—۵۶—

یہ ایک طوفان ہے جسے ابھی بہت بڑھنا ہے

خاکسار سپاہیو اور مسلمانو ! میں نے اپنی قوم کو ہر ہر شعبہ میں بلند کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے ۔ میں جس طرح ۲۱ فروری سے اپنی قوم کے اقتصادی پہلو کو بلند کرنے کے لیے لگا ہوں اسی طرح ایک مناسب مدت تک لگا رہوں گا اس کے بعد تمہاری علمی ، معاشرتی ، جسمانی اور ــ اور ــ اور ہر قسم کی حالت درست کرنے لیے طوفانی دورے کرتا رہوں گا ۔ میرا منشاء اپنی قوم کو نہ محض بنیا بنانا ہے نہ محض عالم ، نہ صرف پہلوان بنانا ہے ، نہ محض ایک ہی گن والا ــ میرا مقصد زندگی کے آخری لمحہ تک یہ ہو گا کہ ایک ایک شعبہ اور ایک ایک حصہ میں مسلمان قوم سچی اور حقیقی بلندی تک پہنچ جائے ۔

پہلے ایک برس تک میں اقتصادیات کی طرف زیادہ متوجہ رہوں گا اس کے بعد اقتصادیات کے کل رسمی معاملات کو ایک شعبہ کے سپرد کر دوں گا ، دوسرے برس میری توجہ زیادہ تر علم کو مسلمان قوم میں عام کرنے کی طرف ہو گی اس کے بعد اسے ایک محکمہ کے سپرد کر دیا جائے گا ، بعدہ میرا مقصد زیادہ تر مزدوروں کسانوں اور غریب مسلمانوں کی زندگی کا معیار بلند کرنا ہو گا اس کے بعد اسے ایک محکمہ کے سپرد کر دیا جائے گا ۔ اسی سسٹم کے ماتحت میں ہر ہر طرف توجہ دیتا رہوں گا یہاں تک کہ میری قوم میں ہر طرف ترقی کی خوفناک رو بہ جائے لیکن ان سب کے ساتھ ساتھ پوری تن دہی سے خاکسار سپاہیوں میں جنگی سپرٹ اور ہیبتناک نظام پیدا کرنا ضرور ہو گا سب شعبہ جات تو اس قسم کے ہوں گے کہ ایک برس سے چھ یا سات برس تک غیر معمولی سے معمولی توجہ کے مرکز بنے رہیں گے اور بعد میں ماہرین کے ماتحت کر دیے جائیں گے لیکن محض جنگی شعبہ ایک ایسا شعبہ ہوگا جس کی طرف پوری تن دہی سے توجہ موت کے آخری لمحہ تک رہے گی کیوں کہ میرے نزدیک اگرچہ قوم کو انتہائی بلندی تک پہنچانے کے لیے ہر ہر شعبہ میں قوم کو ترقی کرنا از بس ضروری ہے لیکن نظام اور جنگی تربیت ایک

ماخذ : الاصلاح (پنجاب ایڈیشن) ، ۵ مارچ ۱۹۳۷ء ، ص ۲

ایسا شعبہ ہے جس کے بغیر سب کچھ ہو جائے مگر اصلی اور آخری منزل کا منہ دیکھنا نصیب میں نہیں ہو سکتا ۔

ایک اہم بات جس کو یہاں واضح کرنا نہایت ضروری ہے یہ ہے کہ پچھلے الاصلاح (پنجاب ایڈیشن) میں جو آرٹیکل علامہ مشرق کے قلم سے مسلم لیگ اور خاکسار پالیسی کے متعلق تھا دراصل ہندوستان ایڈیشن کا آرٹیکل تھا وقت کی سخت کمی اور کاتب کے محض ایک ہونے کی وجہ سے مدیر الاصلاح نے بلا سوچے سمجھے اس آرٹیکل کا چربہ نکلوا کر پنجاب ایڈیشن میں جڑ دیا ۔ اس وقت میں دورہ پر تھا مجھے جونہی اخبار ملا میں سیالکوٹ سے لاہور پہنچا اور علامہ صاحب سے اس آرٹیکل کی وضاحت چاہی انہوں نے کہا مجھے سخت رنج ہوا تھا کہ ہندوستان ایڈیشن کا آرٹیکل بلا اطلاع مدیر نے پنجاب ایڈیشن میں کر دیا ۔

اس لیے جو غلط فہمی پنجاب کے خاکسار سپاہیوں میں پیدا ہوئی ہے اسے فوراً اور حکماً رفع کر لیا جائے ۔ علامہ مشرق ذاتی طور پر کچھ سمجھیں یا کہیں اس سے بحث نہیں ہماری پالیسی اجتماعی طور پر لیگ کے عین حق میں ہے اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تو مسلم لیگ کا دل سے ہمدرد اس لیے ہوں کہ اس نے کم از کم اس موقعہ پر جب مسلمانوں میں کوئی جماعت ہندو کے پنجہ سے چھڑانے والی موجود نہ تھی ہمیں ہندو کے پنجہ سے آزاد کرایا ۔

میں آج دس دنوں سے دھڑا دھڑ سیالکوٹ میں خاکسار سپاہیوں کی بھرتی میں مصروف ہوں ، چارٹوں ، جھنڈوں وغیرہ کا پروگرام ختم ہو چکا ہے فضا نہایت ہی عمدہ بنائی جا چکی ہے ۔

دو لاؤڈ سپیکر ان کے لیے دو سائیکلیں اور دو سائیڈ کاریں خریدی جا چکی ہیں اور آج پہلا اعلان اور غریب تاجروں کے اشتہار سنائے جا چکے ہیں ۔ اب تک اسلامی ڈائرکٹری کے لیے جسے میں مرتب کر رہا ہوں ایک ہزار تین سو چھ کمپنیوں کے نام پتے اور پیشے لکھے جا چکے ہیں اس ڈائرکٹری میں کل پنجاب اور ہند کے مسلمان تاجروں اور کارخانہ داروں کے پتے ہوں گے نیز نہایت ہی مفید معلومات ، ایک لوکل اڈوائزری بورڈ کا قیام عمل میں آ چکا ہے جس کا کام سیالکوٹ کے ہر اس فرم پر سخت نظر رکھنا ہو گا جس فرم کے اندر سلیپنگ پارٹنرز ہوں گے تاکہ ان پارٹنرز کا روپیہ نہایت احتیاط سے خرچ ہوتا رہے ۔ دو یا تین روز کے اندر اندر پوری طرح "خاکسار کمرشل انٹیلی جنس بیورو" کا قیام عمل میں آ جائے گا جس کا کام ہر ہر قسم کی سہولتیں پہنچانا ہو گا ۔

اکرام اللہ خان انور

—۵۷—

محاذ پنجاب — بے پناہ مارچ اور گرفتاریاں

صرف چند آمدہ رپورٹیں درج کی جاتی ہیں :-

جالندھر :—فضل محمد سالار محاذ ۲۱ فروری کو چار چار کے چار جیش باببلچہ باوردی بیک وقت نکلے - کوئی گرفتاری نہیں ہوئی -

لائل پور :—۱۴ فروری کو آٹھ جیش چار چار کی تعداد میں شہر کے مختلف حصوں میں مارچ کرتے ہوئے نکلے - تمام شہر میں زندگی کی لہر دوڑ گئی - انتہائی کشمکش کے بعد آٹھ خاکساروں کی گرفتاریاں ہوئیں -

جڑانوالہ :—میں جیش مارچ کر رہے ہیں - تاحال کوئی گرفتاری نہیں ہوئی - عنقریب سمندری اور اوبہ ٹیک سنگھ میں باببلچہ مارچ کی تیاری ہوگی -

فیروز پور :—۲۳ فروری کو گیارہ خاکساروں کے تین چاق و چوبند دستے باببلچہ باوردی نکلے اور تمام شہر کا مارچ کیا - پولیس کے آنے پر جیش مسجدوں میں داخل ہو گئے - کئی گھنٹوں کے بعد بھی ابھی تک گرفتاری نہیں دی - پبلک بے حد تعریف کر رہی ہے اور فضا نہایت عمدہ ہے - پولیس اس وقت مسجدوں کا محاصرہ کر رہی ہے -

جالندھر :—۱۲ فروری کو دو چاق چوبند جیش باببلچہ باوردی چار چار کی تعداد میں نکالے گئے اور کئی گھنٹے تک شہر میں مارچ کرتے رہے - ۱۶ فروری کو تین جیش نکالے گئے - سالار محاذ نہایت عمدہ کام کر رہا ہے - حالات بہت اچھے ہیں روز بروز ترقی ہو رہی ہے -

لاہور :—۱۶ فروری کو مختلف اطراف میں کئی جیشوں نے مارچ کیا کوئی گرفتاری نہیں ہوئی - آئندہ روزانہ جیش نکالنے کا ارادہ ہے -

---

ماخذ : الاصلاح ، ۷ مارچ ۱۹۴۷ء ، ص ۳

سیالکوٹ :- ۱۶ فروری کو چار خاکساروں پر مشتمل ایک جیش نے باوردی مارچ کیا - پولیس کی طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہوئی - یہاں کی پبلک نے ہمارے اس مظاہرے سے نہایت عمدہ اثر لیا ہے - خاکسار قیدیوں کی رہائی کے ساتھ ساتھ مسلم لیگی قیدیوں کی رہائی کے مطالبے نے پبلک کو بے حد ہمدرد کر دیا ہے - سالار شہر بیمار ہیں - اس سالار محاذ کی تقرری عنقریب کر دی جائے گی - ہم روزانہ مارچ کی تیاری کر رہے ہیں -

امرتسر :- ۱۷ فروری ہمارے مارچ کا پہلا دن تھا - ہم تین گھنٹے مارچ کرتے ہوئے دفتر سالار شہر میں پہنچے - ضلع کا پروگرام بھی بنا لیا ہے - میں بروز اتوار جیش لے کر بعض مقامات پر جا رہا ہوں -

چنیوٹ :- ۱۳ فروری کو اسیران فرلگ کی رہائی کے بارے میں ایک جیش نکالا گیا - تمام شہر میں مارچ ہوا - ۱۴ فروری کو نماز جمعہ سے پہلے اور بعد چالیس خاکساروں کا جیش با بیلچہ باوردی دو گھنٹہ تک نکلا - تمام کوچے بازار اور گلیاں اسیروں کی رہائی کے متعلق فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے - ہمارے بعد مسلم لیگ والوں نے جلوس نکالا - یہ جلوس بھی ہمارے اسیروں کی رہائی کے نعرے لگا رہا تھا - پبلک جلسہ میں تقاریر بھی پر زور طریقے سے کی گئیں -

جڑانوالہ :- ۱۶ فروری کو سالار ضلع اور نائب حاکم اعلیٰ کے روبرو ایک جیش نے باوردی اور بابیلچہ مارچ کیا تمام پبلک ہمارے ساتھ تھی اور فضا نہایت عمدہ تھی -

ملتان :- ۲۳ فروری کو تین جیش شہر کے مختلف حصوں میں نہایت ولولے سے مارچ کرتے رہے - کوئی گرفتاری نہیں ہوئی اس وقت خاکسار بیدار ہو رہے ہیں - ۸۳ بے عمل خاکساروں کی فہرست ادارہ علیہ میں بھیج رہا ہوں لیکن مہلت مانگتا ہوں کہ ان کو تحریک سے ابھی خارج نہ کیا جائے - یقین ہے اس میں سے ایک تعداد کثیر باعمل ہو جائے گی - ہم جیش روزانہ بھیجیں گے -

لائل پور :- ۲۴ فروری کو چار جیش چار چار کے نکالے گئے - کوئی گرفتاری نہ ہوئی - آئندہ مزید جیش زیادہ کثرت سے نکلیں گے - سمندری میں ایک جیش کے مارچ کرنے کی خبر ابھی ملی ہے -

راولپنڈی :- ۴ فروری ۱۹۴۷ سے راولپنڈی کے خاکسار پبلک سیفٹی ایکٹ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بابیلچہ مارچ کرنے کے بعد گرفتاریاں دے رہے ہیں - اس وقت تک کل ۲۵ خاکسار جیل میں جا چکے ہیں - بعض کو ۶ ، ۶ ماہ بعض کو ۹ ، ۹ ماہ اور بعض کو ایک ایک سال کی سزا بھی ہو چکی ہے - لیکن خاکسار صرف تین تین ہی بابیلچہ

لے کر نکلتے ہیں اور پر امن گرفتاریاں دے رہے ہیں - شہر کی فضا خاکساروں کے ساتھ ہے - مسلم لیگی بھائی چونکہ جیل جانے سے گھبراتے ہیں - اس لیے ان کا کام ختم ہو چکا ہے - اس محاذ میں محترم لطیف احمد صدیقی - محترم اسحاق ظفر روزانہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے ہزاروں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو ہندو مسلم کا اتحاد کا سبق دے رہے ہیں - اور لوگوں کو یہ بھی بتاتے ہیں کہ ہماری موجودہ حرکت کا کیا مقصد ہے - ہم چاہتے ہیں کہ خاکسار اسیروں کو جو ۱۹۴۰ سے لے کر اس وقت جیل میں پڑے ہوئے ہیں ، رہا کیا جائے - مسلم لیگی لیڈروں کو چھوڑا جائے اور پبلک سیفٹی ایکٹ کو ختم کیا جائے - خاکسار جیل میں جانے کے لیے بے قرار ہیں مگر مقامی سالار شہر تین ، تین سے زیادہ خاکساروں کے دستے نکالنا ہی نہیں چاہتے - دو سکھ نوجوان بھی بیلچہ کے ساتھ مارچ کرکے گرفتار ہو چکے ہیں جن کو ۹ ، ۹ ماہ کی سزا مل چکی ہے - ان سکھ نوجوانوں کے رشتہ داروں نے انھیں معافی مانگنے پر بڑا مجبور کیا مگر انھوں نے یہی جواب دیا کہ یہ تو ۹ ، ۹ ماہ کی سزا ہے اگر نو ، نو سال کی سزا ہو جائے تو ہم نہیں پرواہ کرتے - تمام خاکساروں کو سی کلاس میں رکھا گیا ہے - یہ بڑا ظلم ہے -

منٹگمری :—سالار محاذ محترم امیر ! خدا آپ کو خوش و سلامت رکھے آپ کے حکم کے مطابق جو کہ روزنامہ زمیندار میں شائع ہوا تھا شہر کے تمام خاکساروں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی - اور مندرجہ ذیل خاکساروں نے مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۴۷ کو اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا - محمد رفیق سالار شہر صوفی نذر محمد ، مستری محمد حنیف ، محمد اسحاق ، سعید مصطفےٰ محمد بشیر خان ، بشیر احمد - پولیس ہمیں لاری میں بٹھا کر لے گئی صوفی نذر محمد کو جیل بھیج دیا گیا اور باقی کو تقریباً آٹھ میل شہر سے دور چھوڑ آئی ہم پیدل چل کر شہر پہنچے - خاکساروں سے کافی ہمدردی کی فضا پیدا ہو گئی ہے -

ہوشیار پور :—۲۰ فروری کو دو جیش نے شہر میں بے پناہ مارچ کیا - ایک جیش کے چار خاکساروں کو زیر دفعہ ۱۸ گرفتار کر لیا گیا - ان کے ہارچات ضبط کر لیے گئے - اس وقت تک مختلف مارچوں میں ۱۲ خاکسار جیل جا چکے ہیں - دو بے عمل اور فتنہ انگیز خاکسار بھی جیل میں دس روز ہوئے گئے اور اب تک مقید ہیں -

جالندھر :—۱۶ فروری کو تین جیش با بیلچہ باوردی مارچ کرتے ہوئے نکلے - تینوں کی گرفتاری پوری کشمکش کے بعد ہوئی جس کی وجہ سے پبلک تحسین و آفرین کے نعرے لگا رہی تھی - ۱۹ کو صرف ایک جیش نے مارچ کیا - کوئی گرفتاری نہیں ہوئی تمام پبلک کو اس مارچ نے بے حد مسحور کیا - جیش برابر نکلتے رہیں گے -

لدھیانہ :—ابھی ابھی ۲۰ فروری کو اطلاع آئی ہے کہ ۲۵ خاکساروں نے زبردست مارچ کیا - پولیس نے ۱۸ گرفتاریاں کیں جن میں سالار ضلع اور سالار شہر شامل ہیں - ۱۹ فروری ے خاکساروں کا بے پناہ مارچ تھا - تین گرفتاریاں ہوئیں -

فیروز پور :—۱۸ فروری کو جو جیش مارچ کے لیے نکلے ان میں سے دو گرفتار کر لیے گئے -

انبالہ :—۱۰ فروری سے کام شروع ہو گیا ہے - چار خاکساروں کا ایک جیش گرفتار ہو چکا ہے - دستہ سالار شہر کی کمان میں نکلا تھا - پولیس اب نہ لیگیوں کو چھوڑتی ہے نہ ہمیں— اس سے پہلے گرفتار کرکے چھوڑ دیتی تھی - سزائیں ایک سال سے تین سال تک کی دے رہی ہے - لیکن خدا ہمارا مدد گار ہے - کل ۲۳ فروری سے انبالہ چھاؤنی میں بھی مارچ شروع ہو گا - لیگیوں کی طرح ہمیں بھی گھروں سے گرفتاری کی خبر ہے یہاں اگر کچھ دستے باہر سے آئیں تو محاذ خوب گرم رہے گا -

لدھیانہ :—سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ۱۹ فروری کو حسب ذیل تار جالندھر دی ہے آج دو جلوس نکلے جن میں سے ایک ۱۳ خاکساروں کا تھا جو بیلچہ مارچ کر رہے تھے ان کو دفعہ ۱۲ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا ہے - دوسرا جلوس قریباً ایک سو لیگیوں کا تھا - ڈسٹرکٹ جیل کے سامنے وہ امن سے رہے - ۲۰ فروری کو صرف پچاس بچوں کا لیگیوں کا جلوس تھا - کچہری اور جیل کے سامنے نعرے لگاتے رہے - لیکن پر امن رہے کوئی گرفتاری نہیں کی گئی - خاکساروں کا مارچ زبردست تھا - ۲۱ خاکساروں کو گرفتار کر لیا گیا -

ناظم ادارہ اخوت محمد بشیر احمد نے تین سو تیرہ مجاہدین بہار میں اپنا نام درج کرایا تھا لیکن ادارہ علیہ نے حکم دیا کہ اگر تمہارے شعبہ نشر و اشاعت میں کمزوری واقع نہ ہو تو جاؤ - چنانچہ ابھی میں پشاور پہنچا بھی نہیں تھا کہ ہر طرف سے شکایات کے خطوط ملے اور آئندہ کوئی اس چیز نہ چھوڑنے پر بے چینی شروع ہو گئی جس وجہ سے نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ میرا نمبر کسی دوسرے خاکسار کو عطا فرمایا جائے - نیز ادارہ اخوت و مساوات کے ماتحت ایک بڑا کارخانہ انجینیرنگ ورکشاپ بھی کھولنے کا ارادہ ہے جس کا ابتدائی کام شروع کر دیا گیا ہے اور اس میں کئی آزاد ہند فوج کے سپاہی بطور کاریگر لیے جاویں گے - نیز اس کے ماتحت مختلف قسم کی تجارت جو خاکساروں کے ہاتھ ہوگی شروع کر رہا ہوں - خاکسار محمد بشیر احمد ناظم نشر و اشاعت صوبہ سرحد -

ایک خاکسار کی دماغی خرابی

مجریہ ۲۸ فروری بوقت رات نو بجے گزارش خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ آج کئی روز

سے میرا دماغ سخت خراب ہے ۔ میں اپنی بیماری کی وجہ سے سخت پریشان ہوں ۔ جس دن مجھے دورہ پڑتا ہے یعنی بیماری زور کرتی ہے تو میں کئی ایک ایسے کام کر بیٹھتا ہوں جو کہ مجھے نہیں کرنے چاہئیں ۔ میری خاکسار سے علیحدگی اور آپ کو سالاروں کے خلاف چٹھی لکھنا بھی میرے دماغ کی خرابی کی وجہ سے ہے ۔ جس دن مجھے یہ کم بخت بیماری یعنی دورہ پڑتا ہے ۔ میرے والد صاحب مجھے کام نہیں کرنے دیتے ۔ آج میں اپنے ہوش و حواس ٹھیک رکھتے ہوئے اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ اعلان کیا یا سالاروں کے خلاف لکھا غلط ہے اور میرے دماغ کی خرابی کی وجہ ہے ۔ میں نے سالاروں کی توہین کی ہے جس کی میں سخت سے سخت سزا برداشت کرنے کو تیار ہوں ۔ امید ہے ادارہ عالیہ اس معاملے کو زیادہ طول نہ دیں گے اور مجھ بد بخت کے لیے فوراً سزا کا حکم دیں گے ۔

خاکسار رشید کمال مزنگ ، لاہور

—۵۸—

جون ۱۹۴۸ء (۱۹۴۷ء پڑھا جائے) سے پہلے پہلے خاکسار تحریک کو کامیاب کرنے یا ختم کر دینے کے متعلق پہلا خطرناک اعلان

دس برس ہوئے میں نے جریدہ الاصلاح میں لکھا تھا کہ اگر کوئی معمار اپنی بنائی ہوئی ٹیڑھی دیوار کو گرانے کے لیے تیار نہیں اس کو اس امید پر رہنے دیتا ہے کہ اس پر محنت خرچ ہوئی ہے اور اس کی کجی کے متعلق مضائقہ نہیں ہونا چاہیے تو وہ اور کچھ ہو تو ہو مگر صحیح معنوں میں معمار ہرگز نہیں۔ معمار کے متعلق مغرب کے ایک فلسفی نے کہا تھا کہ "نا صادق معمار اینٹوں کا ایک گھر بھی نہیں بنا سکتا۔" میں نے سترہ برس تک مسلمانوں کے اجڑے ہوئے گھر کی معماری سچے دل سے کی۔ میری نیت اس سترہ برس میں ادنیٰ طور پر خراب نہیں ہوئی، سترہ برس میں ایک لمحے کے لیے مجھ پر نا امیدی اور قنوط طاری نہیں ہوئے۔ کوئی شیطانی وسوسہ، کسی طرح معمولی سا شک، مجھے میرے طرزِ عمل، میرے آئندہ پروگرام، میرے پچھلے پروگرام، میری کامیابیوں بلکہ میری ناکامیوں کے متعلق پیدا نہیں ہوا۔ اس پروگرام کے متعلق مجھے سو فیصد یقین تھا کہ یہ کامیاب ہوکر رہے گا۔ وہ سو فیصد کامیاب ہوا۔ جس لائحہ عمل کے متعلق مجھے ناکامی کی پوری امید تھی، وہ پورے طور پر ناکامیاب ہوا اور میرے سامنے اس کو ناکامیاب کر دکھانے کے متعلق ایک خاص مقصد تھا، وہ کامیابی میرے پہلے سے بنائے ہوئے پروگرام کا ایک مستقل حصہ تھی، وہ ناکامی میرے حسابی اندازے کے مطابق ہوتی بلکہ ثابت کر دینی لازمی ہوگئی تھی۔ میں اس سترہ برس میں ہرگز نہیں تھکا بلکہ سترہ برس کی مسلسل دُھن اور سعی عمل نے میرے جسم، دل اور جگر میں ایک آہنی حلاوت پیدا کر دی ہے جس پر کمزور انسانی بدن اور دماغ کی بڑی سے بڑی محنت اور

ماخذ: الاصلاح، ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ء، ص ص ۱ - ۲

جسمانی مشین کا لگا تار چلاؤ کوئی بڑا اثر نہیں رکھتے ۔ میری موت ممکن ہے کہ اچانک واقعہ ہو لیکن میرے روزمرہ کام کی چال اور قوم کے لیے پے در پے دکھ اور غم مجھے اکثر اوقات یقین سناتے ہیں کہ میں لوہے کا بنا ہوں اور ارادہ ہے کہ پچاس برس اور اسی طرح کام کرتا جاؤں اور پھر نہ مروں ۔ میرے سر کے بال اس سترہ برس کی مدت میں سفید ہوگئے ہوں تو ہوں ، میری شکل و صورت میں پختگیٔ عمر نے کوئی ظاہرہ تبدیلی پیدا کر دی ہو تو ہو مگر میرے جسم کی چال اور ہاتھ پیر کے چلاؤ میں ، میرے ذہن کے ادراک اور دماغ کی روانی میں ، میرے دل کے ولولے اور جگر کی شہامت میں ، میرے عزم کی سختی اور ارادے کی پختگی میں کوئی کسر جو مجھے محسوس (ہو) اب تک پیدا نہیں ہوئی ۔ میں جب اٹھا تھا یہ نیت کر کے اٹھا تھا کہ اس بدنصیب بد اعمال اور خدا کی درگاہ سے درکاری ہوئی قوم کی طرف اپنی دلیاوی بہبودی کے تمام بندھن (؟) کر توجہ کروں اور اپنے سعی و عمل اور اپنی تجویز سے اس کو خدا کی درگاہ تک پھر پہنچا کر رہوں ۔

اگست ۱۹۳۹ء میں جب کہ لکھنؤ کا محاذ شروع ہوا مجھے پہلی دفعہ محسوس ہوا کہ نو برس کی مسلسل تعلیم و تدریس کے بعد عمل کا پہلا میدان سامنے آیا ہے ۔ قرآن حکیم نے گری ہوئی امتوں کی تصویر فاذھب انت و ربک ان ھھنا قا عدون کے الفاظ میں تیرہ سو ساٹھ برس پہلے پیش کر دی تھی ۔ دنیا کے ایک بڑے سے بڑے نبیؑ کی امت نے (؟) سال کی تعلیم کے بعد اپنی ۔ ۔ ۔ ۔ (؟) گراوٹ کے باعث امتحان کے وقت موسیٰ علیہ السلام کو کہہ دیا تھا کہ "تو جا اور تیرا رب" جا کر اس مشکل کو حل کرے ۔ ہم یہیں بیٹھے دیکھ رہے ہیں ۔ اس لیے مجھے ڈر تھا کہ اس آزمائش کے وقت یہی ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ اس سے بدتر سلوک خاکسار سپاہی مجھ سے کرے گا ۔ چنانچہ یہی ہوا ۔ لکھنؤ میں میری پہلی گرفتاری کے دو دن بعد ہی مجھے رہا کر دیا گیا ۔ کانگرسی حکومت سے انھی دو دن کے اندر اندر قریباً تین ہزار خاکسار کو ۔ ۔ ۔ ۔ جو لکھنؤ پہنچ چکے تھے ۔ دھوکہ اور ترغیب سے منتشر کر کے صوبہ کے باہر دہلی پہنچا دیا ۔ اور میرے متعلق طول و عرض ہند میں بڑے بڑے عنوانوں سے اور ایک معاہدے کی تصویریں چھاپ چھاپ کر ۔ ۔ ۔ ۔ (؟) دیا کہ میں نے معافی مانگ لی ہے ! مجھے اس ضرب المثل جھوٹ کا شدید غصہ تھا ۔ اس لیے نقار خانے میں طوطی کی طرح میں نے ایک اشتہار کے ذریعے پکار پیدا کی کہ یہ سفید جھوٹ ہے ، میں نے کسی ۔ ۔ ۔ ۔ (؟) دستخط نہیں کیے ، یہ معاہدہ جو شائع کیا گیا صریح طور پر جعلی ہے ، مگر میری آواز کون سنتا تھا ۔ اور ہم سب دہلی میں کیمپ میں بیٹھے انگلیاں کاٹ رہے تھے کہ حکومتیں اور وزارتیں اس قدر ۔ ۔ ۔ ۔ (؟) دن دہاڑے کر سکتی ہیں اور ان کی یہ شیطانی طاقت ہے کہ

سچائی کو قطعاً دبا دیں اور اس کو کوئی نہ سنے ۔ میں نے رات کو سالاروں کو بلایا اور صورت حال واضح کی کہ لکھنؤ پھر پہنچنا اور کانگرسی ۔ ۔ ۔ ۔ (؟) اس غدار حکومت کو ناک چنے چبوانا لازمی ہوگیا ہے ۔ اکثر سالار ٹھنڈے پڑے تھے ، خاکساروں میں جوش نہ تھا ، ہر سپاہی کے سامنے تین سو ساٹھ بت قطاروں میں کھڑے ۔ کوئی کچھ عذر کرتا اور کسی کو کسی شے کی پڑی تھی ، مجھے شدید رنج تھا کہ یہ بدکردار مسلمان ، جن میں کچھ ہندو بھی تھے ، جن کو نو برس تک میں نے قرآن کی تعلیم دے کر "قرون اولی کا مجاہد" اپنے زعم میں بنایا تھا ، اس آڑے وقت میں دھوکہ دے گئے ۔ میں نے اسی مجلس مشورت میں رات کے دو بجے دھاکے سے اعلان کر دیا کہ "دہلی کا کیمپ برخاست ہے ، خاکسار تحریک ختم کر دی گئی" ، میں آج سے اس کا قائد نہیں رہا ، ہر خاکسار کو اجازت ہے کہ وہ اپنے گھر کی راہ لے اور جس جگہ سر چھپانا چاہتا ہے چھپائے ۔ میرے لیے ایسی بد لگام امت کی قیادت کرنا باعث ننگ ہے ! صبح تک کئی ہزار کا کیمپ برخاست ہو چکا تھا اور وہاں آلو بول رہے تھے ، سالاروں نے کئی گھنٹوں تک منتیں کی کہ قصور معاف کیا جائے ، مہلت دی جائے ، ہم نے جھک ماری ، ہم اقرار کرتے ہیں ، ہم الفاظ واپس لیتے ہیں ، وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن میں نے ایک نہ مانی اور کیمپ برخاست کر کے لاہور پہنچ گیا ۔ !

دہلی سے خاکسار لاہور آئے اور تیرہ دن مزید پڑے رہے ، بہت سے گھروں کو جا چکے تھے ۔ میرا اصرار تھا کہ تم میری قید کے دوران میں دو دن کے اندر اندر لکھنؤ سے واپس کیوں ہوئے ۔ کیوں وزارت کے فریب میں آئے ، کیوں میری رہائی سے پیشتر اور مجھے ملے بغیر لکھنؤ سے چل دیے ۔ کیوں اس قدر جلد قدم اکھاڑ دیے ، کیوں حکومت کی ادنی چوٹ کی تاب نہ لا سکے وغیرہ وغیرہ ۔ خاکسار اس بے چینی میں جو میری تحریک سے علیحدگی کے باعث پھیل گئی تھی ، جدھر جاتے چیختے کہ "خاکسار تحریک توڑ دی گئی" ۔ "نو برس کے پروئے ہوئے دانے بکھیر دیے گئے" ۔ ان کی خبروں سے (اگرچہ اس کا اعلان الاصلاح میں بھی نہ ہوا تھا) ایک سناٹا لاہور کیمپ میں تھا ۔ ہر خاکسار کہتا تھا کہ کدھر جاؤں کہاں سر پھوڑ دوں ، ہر شخص دوسرے کو ملامت کرتا تھا کہ تمہارا قصور ہے ، ہم نے ابھی تحریک کو نہیں سمجھا ؛ ہم ایمان کے کسی جذبے تک نہیں پہنچے ، ہم یہ ہیں ، ہم وہ ہیں ۔ اس کہرام سے جو مچا تھا خاکسار کو پہلا احساس ہوا کہ تحریک دراصل کیا ہے ، میدان جنگ میں ہمارے متعلق ہمارے قائد کو کیا امیدیں ہیں ۔ جو لکھنؤ ابھی پہنچنے پر اصرار کر رہا ہے وہ قید سے معافی مانگ کر کیوں کر رہا ہو سکتا ہے ۔ اگر ہم شک نہ (؟) رہے تو ہمارا (؟) ہوگا وغیرہ وغیرہ ۔

دنیا جانتی ہے کہ تیرہ دن کے بعد لاہور کیمپ کی کیا حالت تھی ۔ دہلی میں

آنکھ کی جھپک کے اندر پھر ایک عظیم الشان کیمپ لگ گیا ۔ ہندوستان کے ایک ایک کونے سے خاکسار سپاہی اچھل اچھل کودا اور اگرچہ خاکساروں کی تعداد اس وقت اس قدر زیادہ نہ تھی ، جس قدر کہ اب ہے اور مرکز بھی ہرگز اتنے نہ تھے ، الاصلاح کی آواز بھی اس قدر دور نہ پہنچی تھی اور تمام انگریزی اردو اخبارات ہمارے متعلق بالعموم خاموش تھے حتیٰ کہ کسی کو علم بھی نہ تھا کہ خاکسار تحریک بھی کوئی تحریک ہے ، لیکن دہلی کیمپ میں خاکساروں کا وہ تانتا بندھا کہ انہوں نے وہاں سے پندرہ پندرہ ، دس دس کے دستے لکھنؤ بھیج کر ایک مہینے کے اندر اندر امین پارک میں لاکھوں تماشائی پنڈت پلبھ کی وزارت سے خاکسار دستوں کے روزانہ ٹکراؤ کو دیکھنے اور ہزاروں کی بھیڑ کو اگلے دن اور بلاتے ۔ خاکسار سپاہی کو عوام الناس نے صرف اسی وقت آنکھوں پر بٹھایا جبکہ اس کا ٹکراؤ حکومت سے دیکھا ۔ پولیس کی بے بسی دیکھی ، حکومت کا عجز دیکھا ، جان پر کھیل جانا دیکھا ، ایمان اور یقین دیکھا ، بلند شہر کے محاذ پر سینوں پر گولیاں چلتی دیکھیں ، وہاں پر چھ شہیدوں کی لاشیں دیکھیں ، ہنڈن کی ندی پر مقابل کے فوج اور خاکسار سپاہی کے کیمپ دیکھے ، ہنڈن کے پل پر ایک خاکسار کے ہاتھوں پانچ سپاہیوں کی موت دیکھی ، خاکسار سپاہی کی روحانیت دیکھی کہ باغوں کے درختوں کی ایک ایک شاخ پر جہاں سے پھل بھوک کی شدت کے وقت توڑا تھا ۔ ایک ایک آنہ کپڑے سے اسی جگہ بندھا ہے ۔ میں اور سب بڑے بڑے افسر تو دوسری بار لکھنؤ پہنچنے سے پہلے بیس میل کے فاصلے پر ملیح آباد سٹیشن پر سے ہی جیل میں دھر لیے گئے تھے ، صرف ایک دو افسران بالا اتفاق طور پر جیل سے باہر تھے جنہوں نے محاذ شروع کیا تھا ، مگر سب کھیل صرف خاکسار سپاہی کی اپنی ہمت اور شجاعت کا تھا ۔ اسی منظر کو دیکھ کر جھٹ مسٹر جناح نے خاکساروں کو اپیلوں پر اپیلیں اخباروں میں کرنی شروع کیں یا بڑے بڑے لمبے خط مجھے سر ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارے علامہ صاحب کے خطاب سے لکھنے شروع کیے ، ایک مہینہ میں جیل کے اندر دو بلکہ تین دفعہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو جو بیمار بھی تھے قاصد بنا کر بھیجا کہ مجھے یعنی مسٹر جناح کو خاکساروں کی طرف سے پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے نمائندہ بنایا جائے ، بڑے بڑے یو ۔ پی کے مسلمان راجے اور مہاراجے جیل میں ملاقات کے لیے آتے رہے ، فرضی اور نام نہاد مسلم لیگ نے بیسیوں جگہ فرضی ریزولیوشن پاس کیے کہ "ہماری ہمدردی خاکساروں سے ہے" ۔ خود ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے جیل میں مجھے درخواست بھیجی کہ مجھے خاکسار سپاہی بننے کی اجازت دی جائے ۔ الغرض تحریک اگر کسی معنوں میں بلند ہوئی تو خاکسار سپاہی کے اس ایمان و یقین سے بلند ہوئی جو اس نے دہلی کے پہلے کیمپ میں بزدلی اور کم زوری دکھلانے کے بعد نور یقین کی ادنیٰ سی جھلک دکھلانے کے ساتھ ساتھ پیدا کر لیا تھا اور جو اس غم سے تھا کہ اگر

خاکسار تحریک مٹا دی گئی تو اس کے لیے اس دنیا کے اندر کوئی جائے پناہ باقی نہ رہے گی ۔

لکھنؤ کے محاذ کی مکمل فتح کے چند ماہ بعد ہی مجھے دوسرا ڈر پیدا ہوا کہ تحریک میں اصلی اور انقلابی جان صحیح معنوں میں نہیں ۔ خاکسار سپاہی صرف چند ہزار کی تعداد میں جمع ہو سکتا ہے اور اس کے جسمانی وسائل بے حد محدود ہیں ۔ انقلاب پیدا کرنے کے لیے چند ہزار نہیں بلکہ لاکھوں سپاہی ایک جگہ موجود ہونے چاہئیں جو حکم کے اشارے پر حرف بحرف چلیں ۔ چند درجن نہیں بلکہ صدہا سپاہی ہر شہر ، ہر قصبہ اور قریہ میں جمع ہونے چاہئیں ، جو حکم کے اشارے پر اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق انقلاب یک وقت پیدا کریں اور پھر ملک کے تمام حصوں پر قبضہ کرنے کے بعد رعیت کی نگہبانی مستقل طور پر کریں ۔ ہر صوبے میں ایک مستقل حاکمِ اعلیٰ ، ہر کمشنری میں ایک نائب حاکمِ اعلیٰ ، ہر ضلع میں ایک سالارِ ضلع وغیرہ ۔ تیرہ افسران پہلے سے مقرر ہوں جو نازک وقت پر اپنے پہلے تجربہ اور بے پناہ عمل کی روح سے آسانی سے نظام سنبھال سکیں ، اور سب سے اہم یہ کہ انقلاب کے وقت وہ رُوح پاش قربانی خاکسار سپاہی میں ہو کہ وہ دنوں ، ہفتوں ، مہینوں نہیں بلکہ برسوں کی جنگ کے بعد بھی جو دشمن کی فوج سے تمام ہندوستان میں ہو کسی جگہ پیٹھ پھیرتا دکھائی (نہ) دے ۔ ہر جگہ اس کو مار کر بھی نہ مرے اور کئی برسوں کے بعد پھر قرونِ اولیٰ کے روایات کو تازہ کر دے ۔ اس خطرے اور ڈر کو سامنے رکھ کر ادارہ علیہ نے صوبہ واری نظام پیدا کیا تھا ، شہر اور قصبے سے لے کر ضلع اور کمشنری تک کے افسر مقرر کیے اور یقین تھا کہ خاکسار سپاہی کی فراست اس نظام کو جو پیدا کیا جا رہا تھا سمجھ جائے گی اور ہندوستان کے طول و عرض میں ایک متوازی حکومت مضبوطی سے پیش از وقت قائم ہو جائے گی جو آسانی سے شکست خوردہ طاقت کی جگہ لے سکے گی ۔ ۱۹۴۰ء کے شروع میں اگرچہ صوبہ داری نظام قائم کر دیا گیا تھا ، لیکن یہ کھٹکا کہ خاکسار تحریک کے سپاہی نے لکھنؤ کے پہلے محاذ میں ہی کم ہمتی دکھلائی اور صرف میری ضد نے اس محاذ کو فتح کی صورت دی ، برابر لگا رہا ۔ اسی بنا پر میں نے دسمبر ۱۹۳۹ء کے آخیر میں ہی اپنی بنائی ہوئی دیوار کو ٹیڑھی دیکھ کر دوسری دفعہ اعلان کر دیا کہ اگر مئی ۱۹۴۰ء کے کیمپ میں ایک جگہ پر ادارہ علیہ کے حکم سے کم از کم تین لاکھ سپاہی یک وقت جمع نہ ہوئے تو میں خاکسار تحریک کو ختم کر دینے کا اعلان کر دوں گا اور تحریک کو منتشر کر دوں گا ۔ اس کے بعد ہر ایک خاکسار کو حق ہوگا کہ جہاں اور جس سوراخ میں اس کے سینگ سماتے ہیں ، سما لے ۔ میں اس ٹیڑھی دیوار کو گرا کر چھوڑوں گا ۔ میں نے واضح کر دیا تھا کہ قوم کو میری قیادت قبول کرنے کے بعد

تیز رفتاری سے چلنا پڑے گا ۔ اگر وہ میرا ساتھ نہیں دے سکتی تو بہتر ہے کہ کوئی اور قائد اختیار کر لے ! میں نے اس وقت کئی ناکارہ خاکساروں کو "پگڑیوں کی اچھال" کا مقالہ لکھ کر تحریک سے کئی سال کے لیے خارج کیا ، کئی ایک کو بےعزت کیا ۔ تحریک میں بڑا ، چھوٹا کبھی کوئی نہ تھا ۔ لیکن کئی ایک رسمی طور پر "بڑے" اور دولت مند یا باوجاہت خاکساروں کو بڑے بڑے عہدے دے کر ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ ان آسودہ حال لوگوں کے لس دھنوں (؟) کی طرح موٹے ہوئے ہیں ، ان کو یہ عہدے صرف آزمائشی طور پر دیے گئے ہیں اور قائد تحریک کا یقین ہے کہ خطرے کے پہلے بگل پر یہ لوگ دم دبا کر بھاگ جائیں گے ۔

مئی ۱۹۴۰ء کی نوبت ہی نہ آئی تھی کہ انگریز نے خاکسار تحریک کے اس اعلان کو بھانپ کر مارچ ۱۹۴۰ء میں ہی گولی چلا دی اور خاکسار تحریک پر دوسری آزمائش اچانک آ پڑی ۔ میں تین سال تک مدراس میں قید کر دیا گیا ۔ جب حاکمان اعلی پہلے جھٹکے سے ہی مہندی کا رنگ بن کر اڑ گئے ، حکومت کی چالوں نے اب کی دفعہ محاذ کو مسٹر جناح کے ذریعے سے چند ہفتوں کے اندر اندر ٹھنڈا کر دیا اور خاکسار سپاہی بالآخر دو برس تک ہاتھ پیر مار کر اپنی قسمت پر شاکر ہو کر رہ گیا ۔ تین برس تک نظام پورے طور پر انھی دو چار "بڑوں" کے ہاتھ میں رہا ، لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ نظام میں سخت کم زوری پیدا ہوگئی اور خاکسار سپاہی کے دستورالعمل کا تمام حلیہ تحریک کے ان نئے سفیروں اور خلیفوں نے سر سے پاؤں تک بدل ڈالا ، بہر نوع یہ بات قطعی ہے کہ خاکسار تحریک پر سے پابندی کا اٹھنا اور میری رہائی کی تحریک کی پوری کوشش کے باوجود خاکسار سپاہی کے اپنے زور سے نہ ہو سکی ، یہ دونوں تن تنہا میرے اپنے عزم اور ارادے سے ہوئیں ، اس میں کسی دوسرے شخص کا ہاتھ ہرگز نہ تھا ۔

۱۹۴۳ء کے شروع سے جب کہ میں لاہور پہنچا ، آج تک میں اس دھن میں رہا ہوں کہ کسی نہ کسی (طرح) تحریک میں اصلی اور انقلابی جان پیدا کروں ۔ کامل تین برس صرف الاصلاح دوبارہ جاری کرنے میں لگے ۔ ان مشکلات میں تحریک کو زندہ رکھنے کے لیے پہلے بنگال کا محاذ ، پھر بمبئی کا محاذ ، پھر سیاسی مشغلے ، پھر خاکسار آئین کی تشکیل ، پھر انتخاب کی دوڑ دھوپ ، پھر سیاہ کار لیڈروں کے خلاف محاذ اور الاصلاح کا اجراء ، الغرض کئی جتن کیے ، کئی طرح کے پاپڑ بیلے گئے کہ خاکسار سپاہی بحیثیت مجموعی ہندوستان کی صورت حال کو سمجھ کر منزل تک پہنچنے کے قابل ہو جائے اور کامیاب طور پر ہندوستان میں انقلاب پیدا کر سکے ۔ میں دیانت داری سے سمجھتا ہوں کہ خاکسار ابھی تک یہ نہیں سمجھا کہ وہ ہندوستان میں کامیاب انقلاب پیدا کرنے کے لیے اٹھا تھا اور یہی اس کے موجود ہونے بلکہ نہ ہونے کا باعث تھے ! خاکسار کے چوبیس

اصول ، اس کے چودہ نکات ، اس کا پیش کردہ آئین ، اس کی سپاہیانہ قواعد اس کا سیاسی اور اجتماعی غلبے کا نصب العین ، اس کی روئے زمین کی بادشاہت کی تڑپ ، اس کا قرآن ، اس کا خدا اور مذہب سب اسی منشا کے لیے تھے اور سب اسی نکتہ کی طرف راہنمائی کر رہے تھے مگر خاکسار سپاہی نے اپنی دنیا اس ماحول کے مطابق اب تک نہیں بنائی اور اس میں سب سے بڑا قصور ان صوبائی اور مقامی سالاروں کا ہے جنھوں نے عہدوں (؟) میں آرام کرنے کی خاطر خاکسار کو انقلابی بنایا اور دہلی پر قبضہ کرنے کی ترکیبیں سکھلانا تو کجا ، نالیاں صاف کرنے اور مُردے دفن کرنے سے آگے کچھ نہ سکھلا سکے ۔ یہ شے تبھی ہو سکتی تھی کہ دستورالعمل پر مکمل عمل اور محلہ دار نظام کے انتہائی طور پر مضبوط ہونے کے باعث ایک ایک محلے میں بیسیوں خاکسار نظر آتے ۔ تمام دنیا حتیٰ کہ عام پبلک ، عزیز و اقارب ، حکومت ، ملازم ، فوج ، پولیس سب کے سب خاکساری کے رنگ میں رنگے ہوتے اور اس سولہ سال میں کسی مسلم لیگ ، کسی کانگرس ، کسی سیاسی جماعت کا پیدا ہونا ناممکن ہو جاتا ! اس صورت میں ہر محلے کا سالار صحیح معنوں میں امیرِ قوم ہوتا اور حکومت کو اس کے سوا چارہ نہ رہتا کہ خاکساروں کو ہندوستان سُپرد کر کے بمبئی کی راہ لیتی ۔ برخلاف اس کے یہ ہوا کہ تحریک کے مقرر کردہ آفیسروں نے دستورالعمل کو بگاڑ بگاڑ کر بے اثر کر دیا اور خاکسار کا ہندوستان میں ہونا ایک ثانوی جماعت یا "پارٹی" کے طور پر بن کر رہ گیا ۔ اُدھر مسلم لیگ اور کانگرس نے اسی انقلاب اور بادشاہت کا ڈھونگ رچا کر اور تنکے کے برابر سپاہیانہ زور نہ رکھتے ہوئے مسلمان اور ہندو پبلک کو نعروں اور عقیدوں سے مسخر کر لیا ہے کہ وہ اسی ووٹ کے زور پر اب ہندوستان کو قبضہ میں لینے کی فکر میں ہیں ، اور انگریز سے لڑنے کی بجائے آپس میں خون کی ہولی کھیل کر بادشاہت کا خواب دیکھ رہی ہیں !

جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کی آزادی کو بطور تحفہ دینے کا اعلان اب انگریز کی طرف سے ہو چکا ہے ۔ اس اعلان کے باعث یقین ہے کہ اگلے پندرہ مہینوں میں ہزارہا اور لاکھ ہا نہیں بلکہ کروڑہا جانیں تلف ہوں اور ہندوستان بادشاہ گردی کے چکر میں بے پناہ طور پر آ جائے ۔ انگریز کی فوج سے توپوں اور بموں کی لڑائی کی بجائے اس گھر گھر کی لڑائی میں انگریز پیدا کرنا چاہتا ہے ۔ خاکسار سپاہی کے لیے جو ہمیشہ سے ہندو اور مسلمان دونوں کا یکساں خادم رہا ہے اور جو آسانی سے ہندو اور مسلمان کو مسلم لیگ ، کانگرس اور انگریز تینوں سے باغی کر سکتا ہے ۔ ہندوستان میں اپنی حکومت پیدا کرنے کا نادر موقع ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ خاکسار سپاہی اس انقلاب کے پیدا کرنے کے لیے تیار نہیں ، میری سترہ سال کی کوشش مجھے رائیگاں نظر آ رہی ہے اور میں کسی ٹیڑھی دیوار کو کھڑا رکھنے کا قائل نہیں ہوا ۔

اس بنا پر میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر ۳۰ جون ۱۹۴۷ء تک اُس کیمپ زمین جو دہلی کے باہر کسی وسیع میدان میں ہوگا کم از کم تین لاکھ خاکسار جمع نہ ہوئے تو میرے لیے اس کے سوا چارہ نہ رہے گا کہ خاکسار تحریک کو ختم کردوں اور اُس کی قیادت سے دست بردار ہو جاؤں تاکہ خدائے عز و جل کے روبرو اس جرم میں نہ پکڑا جاؤں کہ میں نے ایک بے نتیجہ اور جھوٹا اسلام کیوں مسلمانوں کو پیش کیا تھا ۔ خدائے عز و جل مجھے معاف کرے ۔

۱۷ مارچ بوقت پونے نو بجے شب

عنایت اللہ خان المشرق

—۹۵—

مرکزی کانگرسی حکومت اور بہار کانگرسی وزارت کی خاکسار وفد کے ساتھ افسوسناک بد سلوکی

سات ہفتوں کے بعد وفد کی واپسی ، عمر قیدیوں کی رہائی کے متعلق ناتوجی ، مظلومین بہار کی امداد کے متعلق آئیں بائیں شائیں مسٹر گاندھی ، پنڈت نہرو اور کانگرس کا خاکسار تحریک سے شرمناک تعصب ، خطرناک تعلقات کا آغاز ، وزیر اعظم بہار وغیرہ کو تاربں

۱۷ مارچ کی رات کو میں ابھی خاکسار تحریک کو منزل تک پہونچانے یا آخری طور پر ختم کر دینے کے متعلق اپنے ارادے کو جریدہ الاصلاح کے پچھلے مقالے میں سپرد قلم کر کے اپنی قلبی بے چینی کو قطعیت کے سکون میں بدل ہی رہا تھا - اور ابھی اس مقالے کی سیاہی بھی گیلی ہی تھی کہ ۱۸ مارچ کو علی الصباح سات ہفتوں کی بے پناہ بیابان نوردی اور بادیہ پیائی کے بعد افسران بالا کا وفد ، گرد سے لت پت سفر سے چور اور ساتھیوں پر غصے مایوسی ہراس اور ہزیمت کے شکن لیے ہوئے ادارہ علیہ میں پہونچا - چہروں کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ اور سیاسی جماعتوں کی حکومت جہنم سے کم نہیں ! یہ سیاسی جماعتیں ریاست کی کھال اوڑھ کر لیکن فرقہ وارانہ تعصب کی ہڈیاں اور گوشت رکھ کر اور ضرب المثل مکر اور فریب سے اپنی اپنی جماعتوں کے جذبات اور تعصبات سے کھیلنے کے بعد ان کی ووٹوں کو اپنا کر دنیا میں وہ نری شیطان کی حکومت اور ابلیس کی کبر کو قائم کرنا چاہتی ہیں کہ ان کے سامنے معلم الملکوت کے تمام بڑے بڑے کارنامے مات ہو جاتے ہیں - وفد نے سلام اور بغلگیر ہونے کے بعد اگر کچھ

ماخذ : الاصلاح ، ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ء ، ص ص ۹ - ۱۰

کہا تو اس کا مفہوم صرف یہی تھا - کہ اب خاکسار تحریک اور مسلمانوں کے بوریا بستر باندھنے کا وقت ہے ، لٹے مسافر سرائے میں آ چکے ہیں - کمروں اور احاطوں پر ان کا قبضہ ہو چکا ہے - مسلمان کے لیے اب صرف یہی باقی ہے کہ جلدی سے اپنے اسباب کو سنبھال کر یا نہ سنبھال کر چل دے اور اپنی راہ لے ! وفد نے کہا کہ ڈیڑھ ماہ سے زیادہ ہم یہاں سے دہلی ، دہلی سے پٹنہ ، پٹنہ سے لواکھالی ، لواکھالی سے کلکتہ ، الغرض شمالی ہندوستان کے قریباً ہر گوشے میں گئے - ہم نے حکومت کے ان کرتا دھرتا لوگوں کو اپنی بے پناہ مظلومیت اور اپنے مطالبوں کے بے پناہ طور پر جائز اور روا ثابت کرنے میں کوئی کسر کسی عنوان سے نہ چھوڑی ، محترم پنڈت نہرو سے دو صحبتیں عمر قیدیوں کی رہائی ، خاکسار تحریک پر سے پابندیوں کے اٹھانے ، تلف شدہ جائدادوں اور قائد تحریک کے ضبط شدہ روپیہ کی واپسی ، گیارہ روزانہ صوبائی اخباروں کے اجرا وغیرہ وغیرہ کے بارے میں اس سے پہلے ہو چکی تھیں - یہ تیسری اور آخری صحبت تھی بہار کے مظلوموں کے متعلق ہم نے جو کچھ آنکھوں سے بیس روز کے دورے میں برباد شدہ بستیوں کے ایک ایک کونے کی خاک چھان کر دیکھا اس کو انسانی قلم بیان کرنے سے عاجز ہے - اس کی تفسیر کرنا مسلمان کے لیے باعث ننگ وعار ہے - ہم نے بہار کی حکومت کو یقین دلایا کہ بہار کا مسلمان اس ظلم کا شکار ہوا ہے جس کا تصور بھی کسی انسانی ذہن میں نہیں آ سکتا - ہم پھر اس کو آباد کرنے کے لیے خاکسار سپاہیوں کی ہزارہا جانیں پھر قربان کرنے کے لیے تیار ہیں - ہم ایک ہزار روپیہ فی کس کے مطالبے میں قطعی طور پر حق بجانب ہیں اور اس رقم کو حاصل کرنے کے بعد ہم ثابت کر دیں گے کہ اس قلیل رقم سے ہم کیا حیرت انگیز تبدیلی نہ صرف برباد شدہ علاقوں کی شکل و صورت میں بلکہ انسانوں کے تصور اور ذہن میں ان کے آئندہ عمل و کردار میں ان کے آپس میں حسن سلوک اور رواداری میں پیدا کر سکتے ہیں نہیں بلکہ ایک قدم آگے چل کر ان دیہات کی ظاہری شکل و صورت حفظان صحت اور لازمات معاشرت بہتر بنانے میں بھی جو زیادہ تر ہندو اور غیر مسلم اقوام سے آباد ہیں - ہم اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے اور پھر ثابت کر دیں گے کہ خاکسار سپاہی بلالحاظ مذہب و ملت بنی نوع انسان کا سچا خادم ہے - مگر ضد اور ہٹ ، تعصب اور تمرد بداعتقادی اور شک ، ان ملی ہوئی حکومت کی رعونت اور بد دماغی ، منافقت اور معاندت سے بھرے ہوئے چہروں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسی ایک تجویز کو عمل میں لانے کے لیے صحیح طور پر تیار نہیں - ان کے دماغوں میں جو واقعات بہار میں ہو چکے ہیں ان کے متعلق نہ صرف سکون و اطمینان بلکہ شیطانی سرور ہے - ان کے ان واقعات کے متعلق افسوس کے اظہار میں وہ شیطنت اور ریاکاری ہے جو شیطان لعین کو بھی اپنی لاکھوں اور کروڑوں برس کی عمر میں نہیں سوجھی - وہ آنسو نکالتے ہیں مگر دل میں ولولہ ہے کہ یہ آنسو صرف شیطانی (؟) اور دنیا داری کے آنسو ہیں - وہ ہر تجویز پر ہاں ہاں اور خوب خوب کرتے ہیں

مگر ان کے زیر خندے ، ان کا ہاتھ جوڑ جوڑ کر سلام ، ان کا تعظیم کے لیے اٹھنا ، ان کا میٹھی میٹھی باتوں میں ٹال دینا ، ان کی سیاہ اور ناپاک ذہنیت صاف ظاہر کرتے ہیں کہ پندرہ سو برس کے بعد لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے والے یہ حاکم ، انگریزوں جیسے وسیع نظر اور بلند اخلاق حاکموں کے مقابلے میں ، مظلوم اور بے بس رعیت کے لیے وہ نار جہنم ثابت ہو کر رہیں گے جو دلوں پر شعلہ بن بن کر چڑھے گی اور سب کو کباب کر دے گی !!!

میں ہر ایک کی کہانی غور اور تحمل سے سنتا رہا ۔ پے در پے سوالات کیے۔ ایک ایک معاملے کو بار بار کئی نقاط نظر سے سنا ۔ آپس کے جزوی اختلافات بیان کا پورا وزن کیا اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی جوش کی رو میں نہ بہ جاؤں ، کاغذات کو دیکھا مثل کا مطالعہ کرتا رہا ۔ ایک ایک سے الگ الگ بیانات لیے ۔ وفد میں سے ہر ایک کے ملاحظات سنے ۔ ہر ایک سے مشورہ کیا کہ اگلا قدم کیا ہو ۔ کیا کوئی گنجائش باقی ہے کہ یہ مذاکرات جاری رکھے جائیں وغیرہ وغیرہ۔ الغرض باوجود اس کے کہ میرا اپنا گمان تھا کہ وفد ممکن ہے کئی باتوں کو واضح کرنے سے قاصر رہا ہو ۔ اپنی صداقت کا ان کو یقین نہ دلا سکا ہو لیکن مجھے بالآخر اس بات پر مستحکم طور پر آنا پڑا ۔ اگر عمر قیدیوں کی رہائی یا ان سب امور کے طے کرنے میں ناکامی جس کے لیے وفد نہ صرف پنڈت نہرو بلکہ وزیراعظم بہادر اور مسز گاندھی کے پاس پہنچا اور ہر معاملے میں اتمام حجت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ۔ اس لیے ہی ہوئی کہ مہاتما کی بنائی "قومی حکومت" میں قوم کا لفظ صرف ہندو کا مترادف ہے ۔ اس حکومت کی لغت میں مسلمان کے لفظ کے لیے کوئی جگہ نہیں اور اسی بنا پر مہاتما کا یہ کہنا کہ ہندوستان میں صرف "ایک قوم بستی ہے" قطعاً جائز ہے !

پنڈت نہرو کو کہا گیا کہ ہمارے عمر قیدیوں کو چھوڑ دو ۔ جواب دیا کہ "یہ ہمارے بس کی بات نہیں ، یہ پنجاب کا معاملہ ہے" ۔ کہا گیا کہ پنجاب میں وزیر سچر کانگرس کے حکم کے ماتحت ہے ۔ جواب دیا کہ "صوبائی حکومتوں پر ہمارا زور نہیں چلتا ۔" ۔ کہا گیا کہ سفارش ہی کر دو ۔ جھوٹ وعدہ کر دیا کہ لکھ دوں گا ۔ تیسری دفعہ یاد دلایا تو کھڑے کھڑے کہا "آپ وقت ضائع کرتے ہیں ۔" آشتی اور جمہور کے قیدیوں کی رہائی کا نام لیا تو جلال میں آ گئے اور ابرو پر شکن ڈال لیا ۔ پابندیوں کے ہٹانے کے متعلق کہا گیا کہ یہ تو صرف حکومت ہند نے لگائی تھیں اور تحریری وعدہ تھا کہ دوران جنگ تک رہیں گی ۔ فرمایا کہ حکومت ہند اب قطعی طور پر بدل گئی ہے ۔ پہلی حکومت ہند نہیں رہی ۔ "کہا کہ اب تو زیادہ طاقت ور ہو گئی ہے تو کہنے لگے کہ" خاکساروں کے معاملے سے حکومت ہند کو تعلق نہیں اور ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں ۔" قائد تحریک کے ضبط شدہ سترہ ہزار روپیہ کے متعلق کہا تو کہا "کہ ایسے پرانے قصے کو چھوڑنا

درست نہیں یہ پہلی حکومت ہند کا معاملہ تھا ۔" کہا گیا کہ کانگرس نے کئی وہم سے زیادہ پرانے ضبط شدہ مال واپس لیے تو پھر غصے میں آ گئے اور بغلیں جھانکنے لگے کہا کہ خاکساروں کے ضبط شدہ مال واپس دو تو کہا کہ یہ صوبائی معاملے ہیں ہم ان میں دخل نہیں دیتے ۔ کہا کہ سرت چندر بوس اور دوسرے نظر بندوں کو دو ہزار روپیہ ماہوار لاؤنس جیل میں ملتا تھا ۔ قائد تحریک کا دعویٰ کہ اس کو بھی تین ہزار روپیہ ماہوار ملنا چاہیے تھا پورا کرو جواب دیا کہ یہ "گناہ" انگریزی شہنشاہیت نے کیا تھا ۔ ہم ایسی غلطی کا اعادہ نہیں کریں گے ؟ کہا کہ خاکسار تحریک کو ہر صوبے میں ایک روزانہ اخبار نکالنے کی اجازت دو ۔ جواب دیا کہ کاغذ کی بے پناہ قلت ہے ۔ مطالبہ دہرایا کہ کاغذ بعد میں لے لیں گے ابھی صرف اجازت دو ۔ کہنے لگے کہ یہ مطالبہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے کرو تیرہ سو میل چل کر مہاتما کے پاس وفد پہنچا تو وہ ننگے جسم پر چادر اوڑھ کر کسی سترہ سال کی کنواری سے مالش کرا رہے تھے ۔ پنڈت نہرو کا حال سنایا تو کہنے لگے ہیں کوئی زور کانگرس پر نہیں رکھتا میں تو اس کا ممبر بھی نہیں ہوں ۔ کہا گیا کہ "روحانی" زور تو ضرور ہے کہنے لگے ہاں ایسا تو ہے ۔ نام قیدیوں کے دو تو سوچوں گا کہ کیا صلاح دوں فوراً قیدیوں کے نام بھجوا دیے گئے ۔ کہا گیا کہ آشتی اور چمور کے قیدیوں کی سفارش آپ نے وائسرائے سے کی تھی ۔ ان کی بھی کر دیجیے اس پر کنواری کہنے لگی کہ "آپ کی ملاقات کا وقت گزر چکا ہے ۔ گاندھی جی کو آرام دینا چاہیے وزیراعظم سہنا کے پاس آئے اور دوسری ملاقات کی پہلی ملاقات پر کہا تھا کہ سوچ کر جواب دیں گے اب کے کہا "اس وقت کہ گاندھی جی خود صوبہ میں موجود ہیں آپ کے معاملہ کا وہی فیصلہ کریں گے" وفد نے کہا کہ ہم تو ان سے ابھی مل کر آئے ہیں اور ہم ہی نے کہا تھا کہ نواکھالی کے بعد ان کو بہار ضرور جانا چاہیے تو بولے کہ وہاں تو آپ کی گفتگو قیدیوں کے مسئلے پر تھی ۔ یہاں تو مطالبہ ہے کہ بہار کے ہر برباد شدہ مظلوم کو پھر بسانے کے لیے ایک ہزار روپیہ حکومت دے ۔ گاندھی جی آپ کو ملاقات کی دعوت دیں گے ۔ گاندھی جی مہاراج نے پھر "وقت" دیا تو کہنے لگے" دیکھیے میں ہندؤں کو راہ پر لا رہا ہوں اور انہیں کہہ رہا ہوں کہ مسلمان مظلوموں کے لیے چندہ دیں کل میں نے ایک ہزار روپے کی انگوٹھی نیلام کے لیے ہندوؤں کو پیش کی ۔ کسی ہندو نے بولی نہ دی ۔ آج کچھ روپیہ ملا ہے ۔ آپ ایک ہزار کیوں مقرر کرتے ہیں میں کسی کو پچاس دوں گا کوئی دو سو میں راضی ہو جائے گا ۔ ابھی مسلم لیگ والوں سے بات ہو رہی ہے ان سے فیصلہ کا انتظار کریں ۔ آپ عبدالغفار خان سے مل کر کام کریں ۔ قیدیوں کا پھر کہا تو مہاتما صاف مکر گیا کہ مجھے نام ہی نہیں پہنچے ۔ پھر نام پہنچائے گئے ۔ "اب یار زندہ صحبت باقی" والا معاملہ ہے کون ملے اور کون پھر تیسری دفعہ پوچھے ۔

پناہ گزینوں نے صاف کہہ دیا ہے ۔ کہ ہم خاکساروں کی حفاظت کے بغیر بہار واپس جانے کے لیے نہیں ! خاکسار سپاہی ہمیں ساتھ لے چلے اور جہاں مناسب سمجھتا ہے آباد کرے ہمیں اس پر کامل اعتماد ہے ۔ اس وقت تک تین سے زیادہ درخواستیں اس امر کی آ چکی ہیں کہ ہم آپ کی حفاظت میں پھر بہار جانے کے لیے تیار ہیں ۔ آئیے ہم مظلوموں کی مدد کیجیے ۔ خدا تمہارا بھلا کرے گا خاکسار سپاہی خدائے واحد کا اس دنیا میں آسرا ہے جن لوگوں نے یہ درخواستیں دیکھی ہیں زار قطار روتے ہیں لیکن عورتوں کی طرح رونا مسلمان کا شیوہ نہیں ۔ مسلمان کا فرض ہے کہ اس مصیبت عظمیٰ کا ، جو آئی ہے مردانہ وار مقابلہ کرے ! سترہ برس پہلے مسلمان کو یہ تنبیہہ کر دی گئی تھی کہ سپاہیانہ زندگی اختیار کرے ۔ سترہ برس پہلے یہ دن مجھے صاف نظر آ رہا تھا اور اسی وجہ سے سب کام چھوڑ کر یہ کام پسند کیا تھا ۔ واحسرتا ! کہ مسلمان سترہ برس نہ سمجھا ! اب علاج صرف یہ ہے کہ حوصلہ قائم رکھا جائے اور مردانہ وار مصائب سے گزرا جائے ۔ مسلمان کے لیے جان کبھی قیمت نہ رکھتی تھی ۔ ایک صلیبی لڑائیوں میں ہی بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے چھ کروڑ مسلمان نوجوان کٹ مرے اور مسلمان کبھی آزاد نہ ہوا ۱۶ مارچ کے "سٹیٹ مین" اخبار کے مقالہ افتتاحیہ کا پرائیویٹ آرمیز کے عنوان سے ابھی ابھی جب سطریں لکھ رہا تھا کسی نے کلکتہ سے ایک تراشہ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ "پہلی سپاہیانہ زندگی جو کسی منظم جماعت نے ہندوستانیوں کو سکھلائی اور جس نے اس ملک میں خوفناک خطرہ پیدا کر دیا خاکسار تحریک تھی ۔ بلاشبہ انھوں نے اپنی یکسالیت کی بنیاد "ہٹلر کی مزدور فوج پر رکھی تھی ۔ (سٹیٹ مین کا کم بخت ایڈیٹر نہیں جانتا کہ ہٹلر کی مزدور فوج نے بیلچہ ۱۹۳۳ء میں پکڑا اور خاکساروں نے ۱۹۳۰ء میں ۔ بلکہ ہٹلر کو بیلچہ کا تخیل میں نے ہی ۱۹۳۰ء میں اپنی کتاب اشارات اس کو اور جرمنی کے ایک سو بڑے بڑے لیڈروں کو بھیج کر دیا تھا) ۔ اس کے بعد سٹیٹ مین لکھتا ہے کہ خاکساروں نے اپنا طریق تخیل ہٹلر کی سوشلسٹ پارٹی پر رکھا ۔ انھوں نے بیلچوں سے کئی پولیس کے سپاہیوں کے سر پھوڑ دیے انھوں نے مسجدوں کو اپنے قلعے بنا لیا ۔ اور لڑائی کے شروع میں لازمی ہو گیا تھا کہ ان کو زور سے دبا دیا جائے گا ۔ اور آگے چل کر انگریزوں کی امت کا کھڑپینچ لکھتا ہے کہ "اس وقت خاکسار تحریک کی نقل میں ملک میں کئی سیاسی جماعتیں " خانگی فوجوں " کا رنگ اختیار کر رہی ہیں اور ان کا ملک میں ہونا باعث خطرہ ہے کہ یہ سب جماعتیں بند کر دی جائیں ۔ کانگرس اور لیگ اور مہاسبھا کو چاہیے کہ خود اپنی مرضی سے ان جماعتوں کو بند کر دے ۔ مسٹر گاندھی ہی ان کو بند کرنے میں پہل کرے وغیرہ وغیرہ ورنہ انگریزی حکومت یہ ذمہ اپنے اوپر لے" ۔ سوال یہ ہے کہ اگر انگریزوں کی نیت ہی جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان چھوڑ دینے کی ہے تو (بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا ۔ اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما بسے) کے مصداق ایسے کیوں ہندوستان کی اتنی فکر لگی ہے کہ اس فکر

میں للّٰہ حال ہوا جاتا ہے - یہی مقالہ اس کی قطعی دلیل ہے کہ انگریز ہندوستان کو ہرگز نہیں چھوڑے گا اور سب جماعتوں کے قلع قمع کر کا ارادہ رکھتا ہے - ۱۹۳۹ء میں مسٹر گاندھی کو یہی سیوادل جو خاکسار تحریک کے نمونے پر اس نے بنی - سارا صرف کی قیادت میں گیارہ لاکھ روپیہ خرچ کرکے تیار کرائی تھی - چار گھنٹے کے اندر اندر گورنر بمبئی کے کہنے پر بند کرنی پڑی : آج اسی سیوادل کی تجدید کانگرس پھر کر رہی ہے - پنجاب کے ہنگاموں میں ثابت ہو چکا ہے کہ "راشٹریہ سیوا سنگ" کی جس کا شور اس قدر اٹھا تھا کیا حقیقت ہے - اس کا ایک بھی سپاہی پنجاب میں کہیں ظاہر نہیں ہوا دس ہزار ہندوؤں میں سے ایک کے پاس بھی بندوق نہ نکلی جس کا اتنا شور ہورہا تھا - الغرض انگریز کو دیکھنا ہے کہ اس کے کیا ارادہ ہندوستان کے متعلق ہیں ! یہ جملہ معترضہ تھا کہ مختصر یہ کہ بہار کے وزیراعظم سنہا کی طرف سے آخری خط جو وفد اپنے ساتھ لایا ہے محض آئیں بائیں شائیں ہے - اس میں لکھا ہے کہ "آپ کی ۱۱ مارچ کی چٹھی اور پہلے کی تجویزیں فوری طور پر میرے سامنے نہیں وہ چیف سکرٹری کے پاس ہیں - میں ہوائی جہاز سے دہلی جا رہا ہوں - کل واپس ہوں گا ہم اس فیصلے پر پہنچے ہیں کہ مسلمانوں کو پھر بسانے کے بارے میں جو مہاتما جی ہمیں کہیں گے کرنا پڑے گا پچھلے دنوں سے میں اسے مل نہیں سکا پرسوں اس کا خاموشی کا دن تھا - کل ہم اسمبلی میں مصروف تھے - رات کو ڈاکٹر محمود کے ہاں ہمارا اجلاس تھا لیکن وہ ساڑھے نو بجے ختم ہو گیا اور اس وقت مہاتما جی آرام فرما چکے تھے - میں اس سے ایک اور ملاقات کروں گا (یعنی جب آپ پٹنہ سے چلے جائیں گے اور معاملہ ختم ہو جائے گا) میں اس سے ملنے کی کوشش کروں گا اور آپ کی تجاویز پر بحث کروں گا - مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ نے مہاتما جی سے دو ملاقاتیں کی ہیں اور اپنی تجویزوں کو نکتہ دار پیش کیا ہے مجھے کچھ اور وقت دیا جائے تاکہ معلوم کر سکوں کہ مہاتما جی کا رد عمل کیا ہے - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان حالات میں آپ کو جلد سے جلد جواب دوں گا - میں ہوں آپ کا صادق سنہا -

آج بارہ دن اور گزر گئے اور مہاتما جی سے ان تمام عذروں کے باوجود ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی - ہر نوع معاملہ ٹیڑھا ہے - ایک مہینہ اور بیس دن ہی ٹال مٹول ان حکومت کے لالاؤں سے ہوتی رہی اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا - میں تار دے رہا ہوں -

اس وقت تک صدہا خاکساروں کو بہار کے تین سو تیرہ کے جیش میں شامل ہو جانا چاہیے - ہر ایمان دار خاکسار ہزاروں کی تعداد میں پٹنہ پہنچے - کئی سو مظلومین کا کیمپ اس وقت تک پٹنہ میں لگ جائے گا - مظلومین کو یقین دلایا جائے کہ میں خود ان کو بساؤں گا اور کسی کی مجال ہرگز نہ ہو گی کہ ہم کو روک سکے ہم اپنی جانیں فدا کر

دیں گے لیکن ہر مظلوم کو پھر اپنی بستی میں باعزت طور پر بسا کر رہیں گے خاکسار سپاہیو ! تیار ہو جاؤ خدا تمہارے ساتھ ہو ۔

۲۳ مارچ بوقت ۱۱ بجے دن

عنایت اللہ خان المشرقی

—۹۰—

خاکسار تحریک کو ختم کر دینے کے اعلان کے متعلق پہلی تصریح

میں نے ۳۱ مارچ کے مقالہ افتتاحیہ میں صاف طور پر اعلان کر دیا ہے کہ اگر ۳۰ جون ۱۹۴۷ء کے کیمپ میں جو دہلی کے باہر کسی وسیع میدان میں ہوگا کم از کم تین لاکھ خاکسار جمع نہ ہوئے تو میرے لیے سوائے اس کے چارہ نہ رہے گا کہ خاکسار تحریک کو ختم کر دوں اور اس کی قیادت سے دستبردار ہو جاؤں۔ یہ اعلان حتمی اور قطعی اس لیے ہے کہ خاکسار تحریک کا نصب‌العین روز اول سے "سیاسی اور اجتماعی غلبہ تھا۔ اسی شے کو پیش نظر رکھ کر چوبیس اصول اور چودہ نکات وضع کیے گئے تھے تاکہ خاکسار سپاہی کو اپنی منزل صاف نظر آئے تمام دستورالعمل کی تاسیس اس طریقہ سے کی گئی تھی کہ ایک گری ہوئی قوم جلد سے جلد اپنی منزل تک پہنچ سکے۔ چوبیس اصول میں اگر خاکسار سپاہی کے سامنے اس کا ذاتی طریقہ کار وضع کر دیا گیا تھا تو چودہ نکات میں اس کے اجتماعی لائحہ عمل کی تشریح تھی۔ دستورالعمل ایک زوال شدہ قوم کو پھر منظم کر دینے کا وہی اسلامی پروگرام ایک دوسرے رنگ میں تھا جس پروگرام پر چل کر عرب کے بادیہ نشین دنیا کے مالک بن گئے تھے۔ ان تینوں چیزوں کی تکمیل ایک ابتدائی حد تک خاکسار آئین سے ہوئی جس کا مطمح نظر صاف اور غیر مشکوک الفاظ میں ہندوستان پر حکومت کرنے کا وہ متفقہ آئین تیار کرنا تھا جو انگریزوں کے اس (؟) انگریز وعدے کی بنا پر تھا کہ "اگر تم ہندوستانی کسی ایسے آئین کو بنا دو جس پر ہندوستان کی قومی زندگی کے تمام عناصر متفق ہوں تو ہم ہندوستان کو لڑائی ختم ہونے کے عین بعد یقیناً آزادی عطا کر دیں گے۔ اس بنا پر خاکسار آئین اس نقطہ نظر سے تیار کر دیا تھا کہ آزادی

مآخذ: الاصلاح، ۳۱ مارچ ۱۹۴۷ء، ص ۱۰

بطور تحفہ مل سکتی ہے اور اسی لیے ہر ممکن طریقہ سے ہندوستان کی ۳۰ کروڑ سے بھی زیادہ آبادی کے مفادات کو اس آئین میں متمکن کرنے کی گنجائش کر دی گئی تھی۔ خاکسار تحریک نے روز اول سے اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ آزادی ہمیشہ بزور شمشیر ملا کرتی ہے بطور تحفہ نہیں ملتی۔ مگر چونکہ، چودہ نکات میں اس امر کی تصریح موجود تھی کہ خاکسار تحریک "ایک ایسا نظام پیدا کرنی چاہتی ہے جس میں ہر قوم سے بجا اور روا سلوک ہو اور جس کی بنیاد بے پناہ عدل اور مساوات پر ہو۔ اس لیے خاکسار آئین کو بھی خاکسار تحریک کے منزل کی طرف سفر کا ایک نشان راہ قرار دے دیا گیا تھا کہ خاکسار سپاہی کو اپنی منزل کے نشانات معلوم ہوتے جائیں۔ واحسرتا! کہ جون ۱۹۴۸ء تک انگریز نے ہندوستان کو آزادی دینے کا اعلان کر دیا ہے، اعلان کر دیا ہے کہ اس تاریخ تک انگریز ہندوستان کی حکومت کسی ایک جماعت یا تنظیم کے سپرد کر کے ہندوستان کو خیر باد کہہ دیں گے اور اپنے گھر کی راہ لیں گے۔ یہ اعلان کتنا ہی مضحکہ انگیز ہو مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اس اعلان سے ہندوستان کی ہر سیاسی جماعت کے کان کھڑے ہو گئے ہیں اور ماسوائے خاکسار تحریک کے سب جماعتیں خاص طور پر فرقہ وارانہ بن کر ہندوستان کو انگریز سے چھیننے کی بجائے آپس میں ایک دوسرے سے چھیننے لگی ہیں اور ان کی ساٹھ ساٹھ برس کی سیاست اب اصلی رنگ میں نمودار ہو چکی ہے۔ ایسی حالت میں واحسرتا کہ خاکسار سپاہی جن کی سیاست سترہ برس سے ایک شوشہ نہیں بدلی۔ جس کے سامنے سترہ برس تک روئے۔ زمین کی بادشاہت کا نصب العین ہر دم پیش نظر رہا گہری خواب میں ہے اور احساس کمتری میں نہایت بے قدر و قیمت سیاسی جماعتوں کے خالی شور و واویلا سے متاثر ہو کر ٹک ٹک پڑا دیکھ رہا ہے۔ اس وقت لازمی تھا کہ خاکسار انہی سترہ برس میں بے پناہ محلہ وار نظام پیدا کر کے تمام جماعتوں پر چھا جاتا لازم تھا کہ ہر سالار محلہ اپنے بے پناہ عمل سے شہر کے ایک بڑے علاقے کا امیر ہوتا تمام گردا گرد کی پبلک امارت سے متاثر ہوتی۔ آپس کی خانہ جنگی میں اسی حکم پر چلتی لازم تھا کہ سالار شہر اپنا تمام پروگرام اس طریقہ پر بناتا کہ ہر آئندہ انقلاب کے موقعہ پر شہر فسادیوں کے قبضہ میں نہیں بلکہ اس کے قبضہ میں ہوتا۔ لازم تھا کہ وہ سالار شہر اپنا اثر رعیت کے ہر طبقہ پر رکھتا۔ لازم تھا کہ انقلاب کے موقعہ کے لیے پورے شہر کو ہاتھ میں لینے کی تجویز اس کے ذہن میں ہوتی۔ وہ اس شہر کی رگ رگ سے واقف ہوتا۔ وہ ہر سپاہی کو پورے فرائض سے آگاہ کرتا کہ خطرہ کے وقت اسے کس طرح کا کام کرنا ہے یہی تصویر سالار شہر سے بڑے افسروں یعنی سالار ضلع، نائب حاکم اعلیٰ صوبہ کے ذہنوں میں بے پناہ طور پر بہت بڑے پیمانوں پر ہوتی اور اس آڑے وقتوں میں ایک قلم کی جنبش سے تمام مشین ہر جگہ حرکت کر سکتی اگر اس وقت تک یہ نہیں ہو سکا تو اگلے انقلاب میں خاکسار سپاہی کا منزل تک پہنچنا

محال اور سراب ہے ۔ میں بے نتیجہ کام کر کے اپنے آپ کو بے آبرو کرنے کے لیے ہرگز ہرگز تیار نہیں ۔ خاکسار سپاہی سوچ لے کہ اس کا مستقبل کم از کم میرے ہاتھوں کیا ہوگا :

۲۳ مارچ بوقت سوا چار بجے بعد دوپہر

عنایت اللہ خان المشرقی

یاد رکھو کہ اگر جون ۱۹۴۷ء تک تین لاکھ سپاہی دہلی نہ پہنچے تو اسی جگہ تحریک کے ختم کر دینے اعلان ہوگا :

—۶۱—

خاکسار ریزرو بنک کا پشاور میں عظیم افتتاح

ادارہ علیہ کے حکم سے حسب ذیل حکمنامہ نافذ کر دیا گیا ہے اس بنک کا افتتاح اس مقصد کے لیے ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی آئندہ کشمکش میں اس منزل تک پہنچنے کے لیے ہر ممکن مالی مدد فراہم کی جائے حکم نامہ شمارہ ۳۸ کا بنام سردار خان سالار ضلع ہزارہ پشاور میں ناظم اعلیٰ دیہات کی قیادت میں معاونین کا ایک عظیم اجلاس بلاؤ اور خاکسار ریزرو بنک کی تاسیس کے متعلق حسب ذیل آئین واضح کرو :

(۱) بنک کا محفوظ سرمایہ ایک کروڑ روپیہ ہو گا -

(۲) ہر خاکسار اور غیر خاکسار بنک میں روپیہ جمع کرا سکتا ہے اور اس کے بدلے میں قرطاس اعزازی وصول کرے گا - ہندو مسلمان کی تخصیص نہ ہو گی -

(۳) حصہ داران فی حصہ دس روپیہ کے حساب سے بنک میں روپیہ جمع کرا سکتے ہیں تادم استقلال ہند کوئی منافع یا سود نہ ملے گا -

(۴) جو حصہ دار کم از کم دس ہزار روپیہ بنک میں جمع کرائے گا - خطرے کے وقت باب عالی کا ذمہ ہوگا کہ اس کے جان و مال و اقرباکی حفاظت کرے بشرطیکہ وہ ایسی حفاظت طلب کرے -

(۵) بیس ہزار روپیہ کے حصہ دار ڈائرکٹر متصور ہوں گے - گورنر کی تقرری ادارہ علیہ وقتاً فوقتاً خود کرے گا -

(۶) بنک صرف فوجی انتظامات کے لیے روپیہ ادارہ علیہ کو دے گا - اور یہ روپیہ تادم استقلال ہند روانہ ہو گا - الایہ کہ ادارہ علیہ اس کے متعلق خاص احکام دے -

(۷) ادائیگی صرف قرطاس اعزازی کے بدلے میں ہو گی -

ماخذ : الاصلاح ، ۱۱ اپریل ۱۹۴۲ ، ص ۲

(۸) ریزو فنڈ کے علاوہ فوجی فنڈ بھی بنک قائم کرے گا جس کے بدلے میں ادارہ علیہ کی طرف سے بنک کو کوئی قرطاس اعزازی نہ دیے جائیں گے اور فوجی فنڈ میں سے ادائیگی ادارہ علیہ کو صرف سرکاری روپیہ میں ہو گی۔

(۹) فوجی فنڈ میں وہی عوام الناس روپیہ دیں گے جو اس کو واپس لینا نہیں چاہتے۔

(۱۰) گورنر بنک فوجی فنڈ میں روپیہ داخل کرنے کے متعلق احکام جاری کر سکتا ہے اور ہر معاون تحریک و ہمدرد کو ان احکام کی تعمیل لازم ہو گی گورنر بنک خاص حالات میں ہر معاون اور ہمدرد کا پورا مال لینے کا حکم نافذ کر سکتا ہے۔

(۱۱) عام طور پر بنک کے روپیہ سے تجارت نہ ہو سکے گی لیکن گورنر بنک اپنی ذاتی ذمہ داری پر روپیہ کو بڑھانے کے لیے اس کو کسی تجارتی کاروبار میں لگا سکتا ہے۔

(۱۲) اگر خاکسار تحریک کو استقلال نصیب ہوا تو سب روپیہ بمعہ امانت رہے گا ورنہ جو بقایا ہو گا یہ حصہ رسدی سب پر تقسیم کر کے بنک بند کر دیا جائے گا۔

ادارہ علیہ تا حکم ثانی حاجی چراغ دین کو گورنر ریزو بنک مقرر کرتا ہے۔

یکم اپریل ۱۹۴۷ء بوقت ۹ بجکر ۷ منٹ

عنایت اللہ خان المشرقی

بحیثیت ادارہ علیہ ہند

—۶۲—

خاکسار اعظم عازم بہار ، لکھنؤ میں عدیم المثال استقبال
امین آباد پارک میں پچیس ہزار کا ازدہام
قائد انقلاب علامہ مشرقی کا حریت آموز خطاب

لاہور ۲ اپریل خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرقی افسران بالا اور محکمہ عساکر ہند کے افسران کی معیت میں رات کی گاڑی سے بہار روانہ ہوئے ۳ اپریل کی صبح دہلی پہنچے مسلسل دوروں کی وجہ سے قائد تحریک کی طبیعت درست نہ تھی اس لیے آپ نے ایک دن دہلی میں قیام کیا اور مقامی خاکساروں اور سالاروں کے اجلاس میں تقاضائے وقت کی بصیرت افروز تشریح کی ایک ایک سالار اور خاکسار علامہ صاحب کی تشریح کے بعد انقلاب کے اس حیرت انگیز پروگرام کی مہم کو سمجھ کر بے چین ہو گیا اور اسی وقت تمام سالاروں اور خاکساروں نے علامہ صاحب کو یقین دلایا کہ ہم ان چودہ مہینوں میں اپنی جان اور مال کی بازی لگا دیں گے اور انقلاب کے پروگرام کو پورا کر کے دم لیں گے ۔ سالار شہر دہلی نے بیان کیا کہ جس تاریخ سے الاصلاح میں تقاضائے وقت کا مقالہ شائع ہوا ہے دہلی شہر کے مختلف محلوں میں ۲۰ سے لے کر ۶۰ تک جماعتیں روزانہ عمل کر رہی ہیں اور ان جماعتوں میں دو تین جماعتیں مسلم لیگ والوں کی ہیں جن کو روزانہ ہم تربیت دے رہے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ ہم پاکستانی مجاہدین کی بھی کئی جماعتیں عنقریب کھڑی کرنے والے ہیں ۔ اسی دوران میں ایک رپورٹ خادم حسین سالار اکبر پشاور کی پہنچی ۔ جس میں خادم حسین نے لکھا ہے کہ جس دن سے آپ پشاور سے تشریف لے گئے ہیں اور پشاور میں تقاضائے وقت کی تشریح جو آپ نے خاکساروں کے سامنے کی تھی ۔ اس سے پشاور کے روزانہ عمل میں سیلاب آ گیا ہے اب میرے لیے بڑا مشکل ہو گیا ہے کہ ان کو قابو میں رکھ سکوں لہذا جلد از جلد دوسرا انتظام کیا جائے الغرض تقاضائے وقت کے مضمون اور علامہ صاحب کی تشریح نے تمام ہندوستان کے خاکساروں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے

ماخذ : الاصلاح (پنجاب ایڈیشن) ، ۹ مئی ۱۹۴۷ء ، ص ص ۱ - ۲

اور وہ بڑی تیزی سے دھڑا دھڑ عمل کے لیے نکل رہے ہیں اس تمام نظام کو مکمل کر کے علامہ موصوف دہلی سے رات کی گاڑی میں سوار ہو کر ۱۵ اپریل کی صبح لکھنؤ پہنچے۔ اسٹیشن پر پبلک کا بے پناہ اژدہام تھا اور چار ہزار باوردی باپیلچہ خاکساروں کا عظیم الشان جیش بمعہ فوجی بینڈ ، اسپ اسواروں سائیکل سواروں نے جو دستوں کے ساتھ موجود تھے۔ قائد تحریک و افسران بالا کرنل احسان قادر آزاد ہند فوج کے اعزاز میں ۱۰۱ ضرب گولوں کی سلامی بینڈ کے ترنم میں اتاری یہ منظر کسی طرح والسرائے کی سلامی سے کم نہ تھا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

سلامی کے بعد قائد تحریک علامہ مشرقی خاکساروں کی صف میں شامل ہوگئے۔ سماں طاری ہوگیا۔ دھوپ انتہائی طور پر تیز تھی۔ اس تیز دھوپ میں اسٹیشن سے مارچنگ شروع ہوئی۔ مارچنگ کا نظارہ اور قائد تحریک کو دیکھنے کی بے تابی کا عجیب نظارہ تھا۔ ہزارہا پبلک چھتوں اور دکانوں پر کھڑی تھی چونکہ علامہ صاحب بھی خاکسار جیش میں آ گئے تھے اس لیے سینکڑوں وہ لوگ جو لیڈروں کے جلوس موٹروں اور بیس بیس اونٹوں اور گھوڑوں کی گاڑیوں پر دیکھنے کے عادی تھے۔ علامہ صاحب کو پہچان نہ سکے ان کا خیال تھا کہ علامہ صاحب بھی گھوڑوں کی گاڑی اور موٹر پر ہوں گے انھیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ خاکساروں کا امیر حضرت عمر کے ادنیٰ خادم کی حیثیت سے اس مارچ میں شامل ہے۔ پبلک میں ہر جگہ خاکسار اعظم کی سادگی کا تذکرہ تھا یہ مارچ دو گھنٹہ تک لکھنؤ کے بڑے بڑے بازاروں سے گزرا حافظ اکرام صاحب کی کوٹھی پر پہنچ کر ختم ہوا۔ بعد نماز مغرب امین آباد میں پچیس ہزار کے اجتماع عظیم میں کرنل احسان قادر (آزاد ہند فوج) نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جون ۱۹۴۸ء میں ہندوستان چھوڑ دینے کا برطانوی اعلان فریب ہے۔ آزادی صرف جدوجہد اور طاقت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے آپ نے وارننگ دی کہ یہ سمجھنا غلط ہو گا کہ انگریز ہم کو آزادی بطور تحفہ دیں گے۔ آپ نے موجودہ ہندو مسلم فساد کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اگر حالات بہتر نہ ہوئے تو ملک کی آزادی کے تمام مواقع ضائع ہو جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ جون ۱۹۴۸ء کے بعد برطانوی وائسرائے کی جگہ کوئی اور برطانوی افسر مقرر کر دیا جائے جس سے مختلف سیاسی پارٹیاں ، ایک دوسرے کے خلاف امداد کی طالب ہوں ایسی صورت میں ہندوستان ایسی ہی غلامی کی بندشوں میں جکڑا ہو گا جس قدر آج نظر آتا ہے۔

کانگرس کی قیادت پر اعتراض کرتے ہوئے کرنل احسان قادر نے کہا کہ کانگرس کے لیڈروں نے وقت ضائع کر دیا اب سیاست کا مہرہ انگریزوں کے ہاتھ میں ہے کانگرس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ ہر روز طویل بحثوں کے بعد برطانیہ کے ہر اعلان کو منظور کرتی رہے۔ جو ہر مہینہ کے بعد وارد ہوتے رہتے ہیں۔

زبردست انقلاب

فرقہ وارانہ فسادات کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ حالیہ فسادات نے یہ بات بڑی اچھی طرح واضح کر دی ہے کہ طاقت پرامن طور پر منتقل نہیں کی جا سکتی - اس لیے بخود ایک دوسرے کا گلا کاٹنے سے یہ بدرجہا بہتر ہے کہ برطانوی حکومت کے خلاف ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا جائے کرنل احسان قادر کے بعد خاکسار اعظم علامہ مشرقی خطاب کے لیے مائیکروفون پر آئے -

آپ نے فرمایا کہ اگر موجودہ خانہ جنگی ختم نہ ہوئی تو ہندوستان کا مستقبل بھیانک اور تاریک نظر آ رہا ہے -

آئندہ انقلاب کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میں نے آج سولہ سال سے پہلے ہندوستان کے لوگوں پر واضح کر دیا تھا - کہ آزادیاں تحفہ کے طور پر نہیں ملا کرتیں - مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب نے بزدلی اور استعمارادی کے گھٹا ٹوپ بادلوں ، دشمن کی پھیلائی ہوئی خطرناک سیاست غلام قوم کے اصلی اور پیدائشی حقوق کا آخری قطرہ نچوڑنے اور Divide and Rule لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی نے دماغوں کو ایک خاص سانچہ میں ڈال کر امپریلزم کے مفید مطلب بنا لیا ہے جس کا خطرناک نتیجہ آج یہ ہے کہ انگریزی تعلیم سے متاثر لوگوں کے دماغوں میں ادنیٰ صلاحیت غالب اور بادشاہ قوم کی پیدا کی ہوئی سیاست کو سمجھنے اور اس کی تہ تک پہنچنے یا اس کے آزادی جیسی بے بہا نعمت کو بطور تحفہ دینے کے ہر فریب وعدوں کو سمجھنے کی باقی نہیں رہی -

میں نے مسٹر اٹیلی کے ۲۰ فروری کے اعلان پر کہ جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کو آزادی کا تحفہ کشتی میں سجا کر پیش کر دیا جائے گا - ۲۲ فروری کو اپنا بیان دیا کہ جب تک کانگرس اور لیگ کی قیادت ملک پر باقی ہے ہندوؤں اور مسلمانوں میں آئندہ دس برس تک سمجھوتہ نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں مسٹر اٹیلی کا پارلیمنٹ میں حالیہ بیان کہ ہم جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان چھوڑ دیں گے میرے نزدیک یا تو مایوس شدہ ہندوستان کے ساتھ ایک بڑا مخول ہے یا ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک ہولناک ٹکراؤ شروع کرانے کا بگل ہے - میں نے کھلے الفاظ میں کہا کہ میں اٹیلی کے اس بیان میں دس لاکھ انسانوں کا قتل عام دیکھ رہا ہوں - ذرا برابر شک نہیں کہ آزادی کی تجویز کو نا محسوس طور پر فراموش کرنے کی یہ چال نہایت مکاری سے چلی گئی ہے - چنانچہ آپ نے دیکھا کہ پیشنگوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور آج میں اس سے بھی آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ میں آئندہ چودہ مہینوں میں ایک کروڑ انسانوں کا قتل دیکھ رہا ہوں اس گھر گھر کی لڑائی میں جو انگریز پیدا کرنا چاہتا ہے لاکھوں انسان بچے ، بوڑھے ، عورتیں اور نوجوان قتل ہو چکے ہیں اور

آئندہ ہوں گے یہ ہولناک ٹکراؤ اس مرحلے میں داخل ہو چکا ہے کہ اس کا روکنا کسی کے بس کی بات نہیں رہی ۔

اب ہمارا پروگرام یہ ہے کہ اس آپس کے قتل عام کو ملکی انقلاب میں تبدیل کر دیا جائے دونوں طرف کافی طور پر تیزی کے ساتھ اسلحہ جمع کیا جا رہا ہے اور دونوں قومیں خطرناک طور پر مسلح ہو رہی ہیں اور زندہ قوموں کی صلاحیتیں مارنے اور مرنے کا جذبہ ان غلام قوموں میں بھی پیدا ہو رہا ہے ۔ ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کی بزدلی اور نامرد بنانے والی پچاس برس کی تعلیم عدم تشدد اور بغیر ایک قطرہ خون بہائے پاکستان دلانے کی تھیوری کا اثر زائل ہو چکا ہے اور ہندوستان ہار تھک کر بالآخر تاریخ کے اس قطعی فیصلہ پر پہنچا ہے کہ خون بہائے بغیر کوئی ملک آج تک آزاد نہیں ہوا ۔ اس لیے اب ہندوستان کے انقلاب کا وقت قریب آ چکا ہے ۔ اور دوسری طرف انگریز نے نااہل لیڈروں کی کمزوری کو محسوس کر کے یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ ہم جون ۱۹۴۸ء تک یقینی طور پر ہندوستان چھوڑ دیں گے اس لیے بڑا عمدہ موقعہ ہے کہ ہندوستان کی ان تمام قوتوں کو اس عرصہ میں منظم فوج کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے ۔

علامہ موصوف نے ہندوستانی فوج اور پولیس سے بھی اپیل کی کہ انگریز اپنے وعدے سے پھر گیا تو وہ آنے والے انقلاب کے لیے تیار رہیں ۔ اور اگر آنے والے انقلاب میں انگریز نے جون ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کو نہ چھوڑا تو اس تمام خانہ جنگی کو ملکی انقلاب میں بدل دیا جائے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے میں اعلان کرتا ہوں کہ ہندوستان میں جس قدر جماعتیں ہیں ہم سب کو منظم کریں گے ۔ جب ملک کی تمام جماعتیں اور قومیں سپاہی بن جائیں گے تو بزدلی کے فساد جس میں بچے بوڑھے عورتیں اور نوجوان بیدریغ قتل کیے جا رہے ہیں ۔ خود بخود ختم ہو جائیں گے ۔ خانہ جنگی ختم ہونے کے بعد ان دونوں عظیم الشان قوموں کو ہوش آئے گی کہ ہم دونوں ہندوستان میں اپنی اپنی جگہ اسی طرح تباہ حال موجود ہیں اور ایک بھی ختم نہ ہو سکا ۔ اور اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہمسائیگی کے تجربہ شدہ اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں اور ہندوستان کے اصلی دشمن نیست و نابود کر دیں جو ہماری تباہی کے ذمہ دار ہیں ۔ اس لیے اس آنے والے انقلاب کے لیے تیار ہو جاؤ ہر شخص ہندو مسلمان سکھ اچھوت عیسائی جو ہندوستان کا باشندہ ہے اس کا فرض ہے کہ آنے والے اس انقلاب کے لیے جو ہم پیدا کرنا چاہتے ہیں کافی طور پر سامان مہیا کرے جس میں ہزاروں سائیکلیں ، موٹریں سائیکلیں ، کاریں ، لاریاں اور دیگر ضروری سامان جو انقلاب کے وقت کام آ سکتا ہے ہمیں دیں ۔

یاد رکھو اپنی خوشی سے طاقت پرامن طور پر منتقل کرنے سے چالیس کروڑ انسانوں کی قسمتیں نہیں بدل سکتیں نہ ادنیٰ قسم کی تکلیفیں دور ہو سکتی ہیں ۔ ایک ظالم کے

دوسرے ظالم کو ایک ڈاکو کے دوسرے ڈاکو کو پرامن طور پر طاقت سپرد کر دینے سے آزادی نہیں مل سکتی اس کو آزادی کا نام دینا آزادی کا منہ چڑانا ہے ۔ یہ انتقال وراثت غلامی کی زنجیروں کو دس گنا مضبوط کر دیتا ہے ۔ انقلاب وہ ہے جو رعیت کے زور بازو سے ہو ۔ جس میں ایک ایک فرد کی غلامی زنجیروں کو اپنے جسم پر لعنت کا طوق محسوس کر کے اس کر توڑنے کی طاقت پیدا کرتا جائے اور وقت آنے پر ان زنجیروں کو بروز توڑ دے ۔ اس قسم کے انقلاب سے ہندوستان پھر جنت نشان بن سکتا ہے ۔ دودھ شہد کی نہریں پھر رواں ہو سکتی ہیں ۔ آٹا تین سیر سے تیس سیر ہو سکتا ہے ۔

علامہ صاحب نے اعلان کیا کہ اس انقلاب کو جلد از جلد پورا کرنے کے لیے تحریک کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے اور انقلاب کو جلد از جلد لانے کے لیے میں نے ہر صوبہ میں ایک کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے خاکسار ریزرو بنک کھولنے کا اعلان کر دیا ہے جس کے قواعد اور ضوابط واضح کیے گئے ہیں ۔ اس عظیم الشان اجتماع میں آپ نے دو گھنٹہ تک خطاب دیا ۔ جو انقلابی تخیل پر ختم ہوا ۔

خاکسار اعظم نے پانچ دن لکھنؤ میں قیام کیا اس دوران میں دو دن خاکساروں اور سالاروں کے اجلاس میں تقاضائے وقت کی تشریح کی جس سے خاکساروں میں جوش انقلاب جاگ اٹھا اس دن میں لکھنؤ کی مختلف جماعتوں کے سربراہ وہ لوگ علامہ موصوف سے ملنے کے لیے آتے رہے ۔ ۸ تاریخ کی شام افسران بالا اور صدہا خاکساروں کی معیت میں بہار روانہ ہو گئے ۔ سالاروں کے اجلاس میں حسب ذیل تقرریوں کا اعلان کیا گیا ۔ (۱) وحیدالدین جو (ناظم اعالی) اودھا (۲) سعیدالحسن گورنر خاکسار ریزرو بنک (۳) دلدار خاں سالار جھانسی ضلع ۔ محمد علی سالار ضلع بجنور ۔ محمد امیں سالار ادارہ ضلع بجنور محمد علی سالار ضلع بجنور ۔

"یوم بہادر شاہ" کے موقع پر علامہ مشرقی کا انقلاب انگیز خطاب

جو ۱۰ مئی ۴۷ء کو پچاس ہزار کے مجمع میں بانکی پور میدان (پٹنہ) میں بذریعہ آلہ جہیرالصوت دیا گیا

مسلمانو! ہندو بھائیو اور خاکسار سپاہیو! ہندوستان کے آخری تاجدار بادشاہ ابوظفر بہادر شاہ نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے ایام میں اپنے عزیزوں، امیروں اور فوج کے بڑے بڑے افسروں کو دہلی کے لال قلعہ میں بلا کر تقریر کی جس میں کہا کہ "اس وقت جب کہ ہندو اور مسلمان غلامی اور آزادی کی جنگ یا دوسرے لفظوں میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں وقت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم سب آپس میں متحد ہو کر انگریزوں کو اپنے وطن سے نکال دیں۔ اس نازک وقت میں کوئی شخص انگریزوں کو ادنٰی مدد نہ دے اور ان کی چال میں نہ آئے۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان ہمیشہ کے لیے انگریزوں کا غلام بن کر رہ جائے گا۔

بدقسمتو! آج نوے سال کے بعد بھی ہندوستان انگریز کا غلام ہے۔ بلکہ بہادر شاہ کے الفاظ میں غلام بن کر رہ گیا ہے۔ نوے سال کے بعد بھی ہندوستان کے آخری بادشاہ کی اس نصیحت کو نہیں پکڑا گیا کہ ہم سب آپس میں متحد ہو کر انگریزوں کو اپنے وطن سے نکال دیں یا نوے سال کی لگاتار سزا کے بعد بھی ہوش نہیں آیا کہ کوئی شخص انگریزوں کی ادنٰی مدد نہ کرے نوے سال یعنی انسان کی دو پشتوں نے بھی ابھی تک یہ شعور پیدا نہیں کیا کہ انگریز کی چال کیا ہے اور کسی ہندوستانی کو ان کی چال میں نہ آنا چاہیے نہیں بلکہ یہ کہنا حقیقت سے کچھ دور نہیں کہ اس نوے سال کی طویل مدت میں انگریز اس چال میں پورے طور پر کامیاب ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے تمام لوگوں کی آپس میں

ماخذ: الاصلاح، ۲۳ مئی ۱۹۴۷ء، ص ص ۹ - ۱۱

سرپھٹول پیدا کر کے ان کو پورے طور پر بکھیر دیا جائے تاکہ ۵۷ء کے انقلاب عظیم کا منظر پھر پیدا نہ ہو سکے اور ہندوستان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غلام بن کر رہ جائے ۔ بدقسمت ہندؤ و مسلمانو : اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ ابو ظفر بہادر شاہ کی تمہیں آخری وقت پر نصیحت کس طرح پاؤں سے رولدی جا رہی ہے اور اب حالت یہ ہے کہ تم میں انقلاب پیدا کرانے ، فوج کو ایک سرے سے دوسرے تک بگاڑنے ہندوؤں اور مسلمانوں کے آپس میں متحد ہو کر انگریز کو وطن سے نکالنے کاحس تو خیر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ معمولی سی رواداری سے غلام بن کر رہنے کا حس بھی نکل چکا ہے اور بے ہوش و حواس لوگوں کا بھی خواب بلکہ ہوش والے اور چوکنے انگریزوں کی یہی چال کہ تمہیں آزادی عنقریب ملنے والی ہے تمہیں آپس میں حیوانوں اور درندوں کی طرح لڑا رہی ہے ۔

مسلمانو اور ہندوؤ ! دنیا کی پوری تاریخ میں مجھے صرف ایک مثال ایسی بتا دو کہ آزادی کسی قوم کو تحفہ کے طور کشتی میں سجا کر ملی ہو ۔ ایک مثال دے دو کہ کسی غالب قوم نے مغلوب قوم کے ساتھ ایسی نیکی کی ہو ۔ ایک نظیر ایسی پیدا کر دو کہ کسی ملک کی ماؤں نے ہزاروں اور لاکھوں بیٹے چالیس کروڑ انسانوں کو اپنے قبضے میں رکھنے کی خاطر گاجر مولی کی طرح کٹوا دیے ہوں اور پھر جب اس ملک کو دشمن پر پوری فتح حاصل ہوئی اور وہ امپر اعظم پورے طور پر اس کے قبضے میں پھر آیا ہو تو اس ملک کی ماؤں نے اپنے بیٹوں کا خون معاف کر کے چالیس کروڑ انسانوں کو پنجرے سے نکال کر طوطوں کی طرح اڑا دیا ہو ۔ تم خوب جانتے ہو کہ پچھلی جنگ کے دوران میں جو ابھی ابھی ختم ہوئی ہے ایک چوہا اگر کہیں کوٹ کھٹ کر رہا تھا تو اس پر بھی ڈیفنس یعنی تحفظ ہند کا قانون لگا تھا کسی نے اگر آٹا تین چھٹانک سے زیادہ لے لیا یا کپڑا چار انچ زیادہ پہن لیا تو انگریز اس کو ڈیفنس آف انڈیا میں چھ ماہ کے لیے دھر لیتا تھا ۔ انگریز کو فکر پڑ جاتی تھی کہ اس فعل سے ہندوستان خطرے میں پڑ جائے گا ۔ تو بتاؤ یہ کونسی (؟) ہے کہ ہندوستان کی اس پورے طور پر حفاظت کرنے کے بعد انگریز ایسا پیارا ملک مفت تمہارے قبضے میں دے کر یہاں سے دم دبا کر چلتا بنے اگر ہندوستان کو آخرکار یونہی چھوڑ کر چلا جانا تھا تو انگریز کو ڈیفنس آف انڈیا یعنی ہندوستان کی حفاظت کرنے کی اس شدومد کے ساتھ ضرورت ہی کیا تھی ۔

سنو ! انگریزوں کے پنجے سے نکلنے کی سب سے بڑی کوشش جو تم ہندوستانیوں نے پچھلے سو سال میں کی یہی ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی کوشش کی تھی ۔ ایسی کوشش بلکہ اس کے پاسنگ برابر بھی کوشش نہ آج تک ہوئی نہ کسی نے کی سنو کہ اس وقت کوئی کانگرس نہ کوئی لیگ تم میں تھی غور سے سنو کہ اس وقت کوئی سیاسی یا غیر سیاسی لیڈر تمہاری رہنمائی کے لیے تم میں موجود نہ تھے ۔ سنو کہ تم نے آن کی آن میں ہندوستان کے ایک سرے

سے دوسرے تک انقلاب اس لیے برپا کر دیا کہ آزادی کی سچی تڑپ سینوں کے اندر تھی اور کوئی آزادی کی پکار کرنے والا لیڈر بھی موجود نہ تھا ۔ سنو ! کہ تم خود بخود کسی لیڈر کے کہے بغیر ۔ کسی ریزولیشن کو پاس کیے بغیر ، کسی گاندھی یا قائداعظم جناح کو پردھان یا صدر بنائے بغیر ، کسی کو مسلمان یا کسی کو ہندو سمجھے بغیر اس بات پر متفق ہو گئے کہ ابوظفر بہادر شاہ کو تخت پھر دلانا اور انگریز کے پنجے سے پھر آزاد ہونا ہے ۔

غور سے سنو ! کہ اس وقت رعیت کے انگریز سے بگڑنے کی وجہ یہ تھی کہ انگریز نے کارتوسوں پر سؤر اور گائے کی چربی مل دی تھی اور سؤر کی چربی کا ملنا مسلمان کے خلاف اور گائے کی چربی کا ملنا ہندو مذہب کے خلاف تھا ۔ اسی ایک بات نے کہ انگریز نے ہندو اور مسلمان دونوں کو دکھ دیا ہے دونوں کو آپس میں فوراً اکٹھا کر دیا ہندو سمجھا کہ مسلمان کا سؤر کی چربی کو ہاتھ لگانا سخت برا تھا ۔ ہندو نے اپنے دھرم کی محبت کے ساتھ ساتھ مسلمان کے مذہب کی عزت بھی سچے دل سے کی مسلمان نے اپنے مذہب کی محبت کے ساتھ ساتھ ہندو کے دھرم کا احساس بھی پوری نیک نیتی سے کیا اور اسی باہمی احساس کے باعث فوراً دونوں قومیں ایک ہو گئیں ۔ اگر ہندو مسلمان ایک دوسرے کے مذہب کی پوری عزت نہ کرتے اور ایک دوسرے کے دکھ کو محسوس نہ کرتے تو اکٹھے کیوں کر ہوتے ۔ اکٹھے ہو کر کیوں کر انقلاب پیدا کرتے ۔ اکٹھے ہو کر کیوں کر پھر دہلی کے تخت کی طرف آنکھ لگاتے ۔

سنو اور غور سے سنو ! کہ اسی ہندو مذہب اور مسلمان مذہب نے دونوں گروہوں کو ایک کر دیا تھا دونوں میں اتفاق پیدا کر دیا تھا اسی مذہب کی سچی ٹھیس نے ہندو کے دل میں مسلمان کا دکھ اور مسلمان کے دل میں ہندو کا دکھ پیدا کر کے دونوں کو دکھ دینے والے انگریز کا سچا دشمن بنا دیا تھا ۔ اگر آج کل کے لیڈروں کے پڑھائے ہوئے ہندو اور مسلمان ۱۸۵۷ء میں ہوتے تو ہندو کہتے کہ انگریز بہت اچھا ہے کہ مسلمان کو سؤر کی چربی تو کھلاتا ہے ۔ مسلمان کہتے کہ انگریز پر آفرین ہے کہ اس نے ہندو کو گائے کی چربی تو کھلا دی ۔ اس کے بعد دونوں ہندو اور مسلمان کہتے کہ بولو انگریز کی جئے اور دونوں الگ الگ ہو کر انگریز کے دوست بننے کی ضد کرتے ۔ دیکھ لو آج کل یہی بات تمہارے آنکھوں کے سامنے روشن ہو رہی ہے ۔ مہاتما گاندھی اگر وائسرائے بہادر سے ساٹھ منٹ ملاقات کرتا ہے تو مسلمان اخبار لکھتے ہیں کہ ہمارے قائد اعظم سے پینسٹھ منٹ ملاقات ہو کر رہی یا اگر قائداعظم نے پچاس منٹ موانٹ بیٹن سے خلوت کی تو مہاتما گاندھی کے چاہنے والے کہتے ہیں کہ وائسرائے ان سے دو گھنٹے لڑتے رہے ۔

اور سنو ! ۱۸۵۷ء میں صرف ہندو رعیت اور مسلمان رعیت ۔ ۔ ۔ ۔ تھی اور دونوں

کو راہ دکھانے والے کوئی لیڈر نہ تھے ۔ دونوں رعیتوں نے آپس میں کہیں میٹنگیں نہ کیں نہ کوئی ریزولیشن پاس کئے ، کوئی کونسل یا پردھان نہ بنائے کہ آپس میں گفتگوئیں اور صلاحیں کریں ، کوئی شور شر آزادی کے لیے نہ کیا ۔ نہ کوئی نعرے لگے لیکن نتیجہ انگریز سے توپ اور تلوار کی لڑائی میں ظاہر ہوا اور انقلاب کا ڈنکا ہندوستان کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں خود بخود بج گیا ۔ آج جب کہ چاروں طرف رعیت کو راہ دکھانے والے موجود ہیں نتیجہ بجائے توپ اور تلوار کے انقلاب کے یہ ہے کہ ہندو اور مسلمان مل کر انقلاب پیدا کرنے کی بجائے دونوں الگ الگ انگریز سے ملاپ پیدا کر رہے ہیں ۔ دونوں کی مل کر انگریز کی صفوں پر گولہ باری کی بجائے آپس کی پوری ۔ رپھٹول اور انگریز سے پوری دوستی ہے ۔ ایسی حالت میں سوچو کہ ہندوستان کیوں کر آزاد ہو سکتا ہے اور غلامی کی زنجیروں کو کیسے توڑا جا سکتا ہے ؟

اور سوچو ! ۱۸۵۷ء میں ہندو دھرم اور مسلمان مذہب کے ماننے کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہندو اور مسلمان آزادی ہندوستان کو حاصل کرنے کے لیے مل کر عمل کرنے لگے ۱۹۴۷ء میں نتیجہ یہ ہے کہ اسی مذہب اور اسی آزادی کو سامنے رکھ کر الگ الگ ہیں اور انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کا ادنیٰ سامان تو خیر ایک دوسرے کو ہندوستان سے نکالنے کی تیاری کر رہے ہیں ۔ اسی سے دیکھ لو کہ ابوظفر بہادر شاہ کا نوے برس پہلے یہ کہنا کس قدر درست تھا کہ اگر تم انگریز کی چال میں آ گئے تو یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان ہمیشہ کے لیے انگریز کا غلام بن کر رہ جائے گا !

ہندوؤ اور مسلمانو ! آزادی ہند کے مسئلے کو ایک اور نقطۂ نظر سے دیکھو ۔ دیکھو تم ہندو اور مسلمان دونوں چاہتے ہو کہ انگریز کے ظلم کے پنجے سے نکل جاؤ اور دنیا میں آزاد قوموں میں تمہارا شمار ہو ۔ آزادی کی تصویر تمہارے ذہنوں میں اس قدر دلوں کو خوش کرنے والی ہے کہ تم ہر اس شے سے جس کی وجہ سے تم اپنے آپ کو غلام سمجھتے ہو ناخوش ہو ۔ تم انگریز کے پیدا کیے ہوئے قانونوں سے ، تعلیم سے ، اقتصادی بدحالی سے رزق کی تنگی سے ، پولیس کے دکھ سے ، عدالتوں کے ظلم سے ، رشوت ستانی سے ، فرقہ وارانہ فسادات سے ، قحط سے ، وباؤں سے ، بیماریوں سے ، بھوک سے ، ننگ سے اور نہ جانے کیا کیا چیزوں سے ناخوش ہو تم آزادی کے متعلق یہ سمجھتے ہو کہ جب آئے گی تو نہ جانے دنیا میں زندگی بہشت ہو گی ۔ رعیت کا ہر فرد یہ سمجھتا ہے کہ آزادی کے تحفہ پر ہر شخص نہال ہو جائے گا ۔ دکھ اور بیماریاں دور ہو جائیں گی ہر انسان ہنستا اور کھیلتا نظر آئے گا ۔ ہر شخص جس کی گردن اس وقت ظلم اور ستم کے جوئے کے نیچے دبی ہے اکڑتا ہوا دکھائی دے گا ۔ غریب کے دماغ میں آزادی کی شکل یہ ہے کہ دکھ کسی گھر میں نہ رہے گا ۔ بادشاہ ملیک ہو گا وہ غریب کا غم کھانے کا دکھتی ہوئی رگ پر مرہم رکھے

گا، فوج اپنی ہوگی، پولیس بجائے ظلم کرنے کے ہمدردی کرے گی مقدمات کم ہوں گے، رشوتیں ہرگز نہ ہوگی، قیدیں نہ ہوگی، تقریر کی آزادی ہوگی، حاکم قوم سے شکایت سنیں گے وغیرہ وغیرہ۔ الغرض آزادی کا مذہبی تصور ہر دماغ میں یہ تھا کہ جب وہ آئے گی تو اس زمین اور آسمان کا باوا آدم بدل کر رہے گا۔ آزاد بادشاہ اور آزاد راجہ کے ہاتھ میں تلوار رہے گی۔ اور وہ راجہ یا بادشاہ تلوار کے زور سے سب ظالموں کا صفایا کر دے گا۔

مسلمانو اور ہندوؤ! اگر آزادی ہند کی یہ تصویر ہو تو سوچو کہ آزادی تمہیں ہر امن طریقے پر کیوں ملے گی۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ انگریز جس طریقے سے اپنی سلطنت اور بیسیوں برس کے بنائے ہوئے پیچدار محکمے اور خرابیوں اور بد انتظامیوں سے لدے ہوئے دفتر امن و امان سے اور بغیر کسی فساد کے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر کے چپ چاپ انگلستان چلے جانا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس تبدیلی میں کسی طرح کا (؟) اور خلل واقع نہ ہوا اور یہ اختیارات ادنٰی سی کھٹ کھٹ کے بغیر چوروں کی طرح دوسرے شخصوں کو تبدیل کر دیے جائیں۔ ہاں یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس پرامن تبدیلی کے بعد پنڈت جواہر لعل نہرو اور نواب لیاقت علی خان انگریز کے ہندوستان سے چلے جانے کے بعد اس بنی بنائی سلطنت اور انتظام کو پھر بنیاد سے اکھیڑ دیں۔ اس انتظام کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ تلوار لے کر ایک ایک محکمے، ایک ایک رواج، ایک ایک رسم، ایک ایک ظلم سے لڑائی کریں اور انگریز کے نظام کی کایا پلٹ کر رکھ دیں۔ نہرو اور لیاقت صاحبان کو اگر سلطنت نرم نرم گدوں پر اور بغیر تلوار چلائے یا انقلاب پیدا کرنے کے ملی ہے تو ان کو کیوں کجھلی ہونے لگے گی کہ وہ بیسیوں برسوں کے قائم ہوئے ہوئے اور اپنی جگہ پر جمے ہوئے رواجوں اور بدنظمیوں سے لڑائی مول لیں اور اپنے آرام کو حرام کریں۔ سوچو کہ کیا ایسے نظام کی جس کی رگ رگ میں خرابی ہے۔ ایسے کپڑے کی جس کے انچ انچ پر سوراخ ہے۔ ایسے جسم کی جس کی ہر جگہ پر زخم ہے اس طرح سے درستی ہو سکتی ہے کہ اس نظام اس کپڑے اور اس جسم کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور جہاں جہاں کوئی ضرورت پیش آئی چپکے سے پیوند لگا دیا زخم پر مرہم رکھ دی۔ انصاف سے کہو کہ کیا ایسے نظام کو جو سرے سے پاؤں تک خراب ہو چکا ہو جس کی رگ رگ میں بد دیانتی ظلم، جبر اور خود غرضی چھپی ہو اسے بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دینے اور اس کی جگہ نئے سرے سے قطعی طور پر علیحدہ انتظام قائم کرنے کے سوا کوئی علاج ہو سکتا ہے۔ انصاف سے کہو کہ (؟) ایسا نظام چوروں کی طرح قبول کر لینے سے رعیت کو صحیح معنوں میں آزادی ہو سکتی ہے۔ (ملک ؟) کی قسمت کو بدلنے کے لیے (؟) حکومت کو تلوار کے زور سے ملک سے باہر کیا جائے اور اس کی پیدا کی ہوئی

تمام چیزوں [کو ختم کر دیا جائے] ان کی جگہ رعیت کی مرضی کے مطابق نئی چیزیں بنائی جائیں وہ تمام چیزیں رعیت میں سے منجھے ہوئے سپاہی تلوار کے زور پر خود بنائیں اور سر سے پاؤں تک نئے آئین ، نئے قانون ، اور نئی حکومت کی داغ بیل ڈالیں ۔

ہندوؤ اور مسلمانو ! بعینہ یہی وجہ ہے کہ آج تک کہ لڑائی کو ختم ہوئے ہوئے قریباً دو سال ہو گئے ہیں اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی مرکزی حکومت کو اپنی گدیوں پر بیٹھے ہوئے کئی مہینے گزر چکے ہیں ۔ عام رعیت کی مرضی کے مطابق ادنٰی آزادی نہیں ملی ۔ آٹا ایک چھٹانک بھر سستا نہیں ہوا بلکہ تین گنا مہنگا ہو چکا ہے ۔ ہر جگہ چور بازار ہے ظلم اور رشوتیں زوروں پر ہیں ، بد دیانتیاں اور بدمعاشیاں بدستور ہیں ، کسی شے کا کسی عنوان سے رنگ نہیں بدلا بلکہ گھر گھر میں فساد ہزاروں اور لاکھوں قتل ، لوٹ اور مار ، نہ دن کو چین نہ رات آرام ، الغرض حکومت کے ان وارثوں کے جانشین ہونے کے بعد ظلم و ستم کی وہ راجدھانی ہے کہ توبہ ہی بھلی عام رعیت اب حیران ہے کہ یہ نئی حکومت تو جہنم سے بدتر ہے اور عام تخیل یہ پیدا ہو چکا ہے کہ انگریز کی بدیشی حکومت اس سودیشی حکومت سے ہزار درجے اچھی تھی کہ کم از کم آٹا اور چینی تو چین سے ملا کرتے تھے اور گھر کے سارے لوگ زندہ تھے ۔

پس مسلمانو اور ہندوؤ ! انگریزوں کا ہندوستان کو یہ کہنا کہ جون ۱۹۴۸ء تک ہم حکومت تو کسی مناسب لیڈر کو سپرد کر کے چپ چاپ ہندوستان سے چلے جائیں گے تمہاری آزادی کو ہمیشہ کے لیے چھیننے اور تمہیں ہمیشہ کے لیے غلام بنانے کی گہری چال ہے ۔ یاد رکھو کہ اس خوبصورت اعلان میں جو ۲۰ فروری کو ہوا ہے انگریزوں کی کھلی بدنیتی یہ ہے کہ عام ہندوستان میں فرقہ وارانہ فساد کی آگ لگ جائے اور آگ بھی ایسی کہ بجھائے نہ بجھے ۔ یاد رکھو کہ کوئی جماعت جس نے انگریز سے بزور شمشیر اور بنوک سنگین آزادی نہ چھینی اور صرف دوستی اور مسکراہٹ سے انگریزوں سے چند کرسیاں حاصل کیں ، ہندوستان کو کسی معنوں میں آزادی نہیں دلا سکتی ۔ یاد رکھو کہ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں نے علیحدہ علیحدہ انگریزوں سے کچھ وصول کرنا چاہا تو نہ ہندوؤں کو آزادی ملے گی نہ مسلمانوں کو بلکہ پہلے کی طرح اول سے آخر تک چھلکا ہی چھلکا ملتا رہے گا یاد رکھو کہ دنیا کی کسی جماعت نے جو اپنے ڈسپلن اور عمل میں فوجی اور ملٹری نہ تھی آج تک کسی ملک کو فتح نہیں کیا ۔ کسی ملک پر قبضہ نہیں کیا ۔ کسی پرانے نظام کو اکھاڑ کر دوسرا نظام تیار نہیں کیا کسی قوم کو قانون نہیں دیا کسی قانون کو نافذ نہیں کیا ۔ جہاں جہاں دنیا کی پوری تاریخ میں کسی ملک کو آزادی کی امنت ملی ہے ۔ رعیت کی فوجی طاقت سے ملی ہے ۔ ہزاروں اور لاکھوں جانوں کے میدان جنگ میں قتل ہونے سے ملی ہے میدان پر قبضہ کرنے والی طاقت سے میدانی لڑائیوں کے لڑنے سے ملی

ہے ۔ محکموں کی آپس کی سر پھٹول ، رعیت کی خانہ جنگی ، حاکموں سے سودہ سمجھوتے سے ہرگز نہیں ملی ۔ ظلم پر ظلم یہ ہے کہ انگریز ہمیں کئی برس سے پرامن اور آئینی (Constitutional) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ طور پر حکومت منتقل کر دینے کے وعدے کر کے ہماری لڑائی کرنے والی اور جنگی طاقتوں کو ختم کر رہا ہے ہمیں اس فریب اور دھوکے سے نامرد بنا رہا ہے تاکہ ہم ان کے خلاف ہاتھ نہ اٹھا سکیں اور ہیجڑے بنے رہیں ادھر اس دعوی سے کہ طاقت پر امن طور پر منتقل کر دی جائے گی ۔ ہندو مسلم فساد کی آگ کو ہوا دے رہا ہے تاکہ ہندو اور مسلمان آپس میں لڑ مر کر کمزور ہو جائیں اور ان میں انگریز کے مقابلہ کی طاقت نہ رہے نہ ان کے اندر یہ شعور آنے پائے کہ آزادی صرف مل کر میدان جنگ لڑنے سے حاصل ہوتی ہے ۔ ستم پر ستم ہے کہ ان فرقہ وارانہ فسادات میں جو پچھلے سالوں میں ہوئے اگر زیادہ نہیں تو دو لاکھ ہندو مسلمان مارے گئے ۔ اگر یہی دو لاکھ انگریز کی گولیوں سے میدان جنگ میں مارے جاتے تو نہ صرف یہ کہ ہندوستان آج کبھی کا آزاد ہوتا نہ صرف یہ کہ انگریز ہندوستان سے بزور نکال دیے جاتے بلکہ یہ کہ انگریز کے ہندوستان میں بنائے ہوئے سب نظام کو تنکا تنکا کر کے رعیت کی مرضی کے مطابق سیاسی پارٹیوں کے کرسی نشین اور آرام پسند وزیر نہیں بلکہ رعیت میں سے نکلے ہوئے سچے سپاہی اور قوم کے صحیح جرنیل ، نئے نظام رعیت کے آرام کی خاطر بنانے تمام کی تمام قوم ایک فوجی اور صحت مند قوم ہوتی جس کا ایک ایک شخص بےگناہ بوڑھوں ، بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی بزدلی رکھنے کی بجائے قوم کا سچا اور بے لاگ سپاہی ہوتا اور وہ سچے سپاہی ملک میں ایک سچا اور انصاف پسندانہ نظام قائم کر کے تمام رعیت کو نہال کر دیتے ۔

پس مسلمانو اور ہندوؤ ! میں تمہیں آج یہاں ایک نیا اور نیک مشورہ دینے آیا ہوں ۔ وہ یہ کہ تم اس ہندو مسلم فساد کی ہوا کو جو انگریز حاکم نے اس ہندوستان میں ہمیشہ رہنے کی خاطر خود غرض اور آرام پسند سیاسی لیڈروں کی خود غرضیوں اور آرام پسندیوں کو استعمال کر کے پیدا کی ہے ۔ فوراً ختم کر دو ۔ یاد رکھو کہ ہمسایہ کی دشمنی ایک ہمیشہ کا جہنم ہے اور یہ بات ممکن ہی نہیں کہ اس سے تم دونوں قوموں کو ادنٰی سا فائدہ پہنچے ۔ اس دشمنی کو ختم کرو ۔ بیشک اپنے اپنے لیڈروں کے پیچھے لگے رہو لیکن سمجھتے جاؤ کہ ان کی وجہ سے ہندوستان جہنم بن رہا ہے ۔ سمجھتے جاؤ کہ ان کا یہ کہنا کہ اکھنڈ ہندوستان اور پاکستان خون کا قطرہ بہائے بغیر مل جائے گا غلط تھا ۔ انگریز نے ان کو دھوکا دیا تھا ۔ اب کے لاکھوں کے قتل ہونے کے باوجود بھی کسی کو کچھ نہ ملا سنبھل جاؤ اور صحیح سیاست کو پکڑو صحیح سیاست یہ ہے کہ جس طرح تمہیں یہ لیڈر ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھانے کے لیے کہتے ہیں ۔ تم ان کے کہنے پر خوب مسلح ہوتے جاؤ ۔ خوب بہادر بنو ! خوب فوجی

زندگی پیدا کرو ۔ مکمل فوجی تیاریاں کرو ۔ انگریز نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ جون ۱۹۴۸ء سے پہلے پہلے ہندوستان کی کنجیاں سپرد کر کے انگلستان کی راہ لے گا۔ اس لیے جو فوجی تیاریاں تمھیں تمھارے سیاسی لیڈر کرنے کے لیے کہتے ہیں کرتے جاؤ اس میں تمھارا بھلا ہے ۔ یہ لیڈر تمھیں فوجی بنا رہے ہیں اس لے اچھا ہے کہ تم فوجی بن جاؤ ۔ اچھا ہے کہ تم میں مرنے اور مارنے کی قابلیتیں پیدا ہو جائیں یہ بھی اچھا ہوا کہ تم نے انسانوں کو مارنے کا ڈھنگ سیکھ لیا اچھا ہوا تم میں خون بہانے کی قابلیتیں ان سیاسی لیڈروں کی بدولت آئیں حالانکہ وہ خود کرسیوں پر براجمان رہے اور فساد کے وقت گھروں سے باہر بھی نہ نکلے

ہاں تو تم ان کے کہنے پر لاکھوں اور کروڑوں ہتھیار جمع کرو۔ ہندوستان کا بچہ بچہ ہندو اور مسلمان فوجی بن جائے ۔ خون کو اپنے سامنے بہانے کا حوصلہ پیدا کرے ۔ یہاں تک تو جو کچھ سیاسی لیڈر تمھیں کہتے ہیں تمھارے فائدے کے لیے ہے ، قوم کو جنگی اور فوجی بنانے کے لیے ہے لیکن اس سے آگے ان سیاسی لیڈروں کی ایک نہ مانو ۔ آپس میں فساد ہرگز پیدا نہ کرو ۔ ہندو مسلمان کو اور مسلمان ہندو کو آہستہ آہستہ اپنا ہمسایہ سمجھتا جائے ۔ مسلمان یہ سمجھ لے کہ ایک لاکھ مسلمانوں کے قتل کے بعد اور اربوں روپیہ کی جائداد لٹانے کے بعد بھی ابھی پاکستان نہیں ملا ۔ ہندو یہ سمجھ لے کہ ایک لاکھ ہندوؤں کے قتل کے بعد اور اربہا ارب کی جائداد مٹانے کے بعد انگریز دہلی سے ایک قدم نہیں ہلا ۔ اس بنا پر اب ان دونوں قوموں میں دوستی محسوس طور پر پیدا ہو جانی چاہیے اور جوں جوں یہ دوستی پیدا ہوتی جائے ۔ ہندو اور مسلمان دونوں یہ سمجھتے جائیں کہ ہم اس فوجی طاقت کو اور اسلحہ کو جو ہمارے پاس موجود ہیں انگریزی حکومت کے خلاف مل کر استعمال کریں اور اگر ان انگریزوں کے جون ۱۹۴۸ء سے پہلے ہندوستان سے نکلنے کی کوئی سچی علامتیں ظاہر نہ ہوئیں تو ہم ہندو ، مسلمان ، سکھ ، پارسی ، عیسائی سب مل کر ہندوستان میں انقلاب برپا کر دیں اور انگریز کو ہندوستان سے باہر نکال کر رہیں ۔

مسلمانو اور ہندوؤ ! یاد رکھو کہ یہ انقلاب ضرور آنے والا ہے اور آ کر رہے گا ۔ اس وقت لازم ہے کہ تمھاری آنکھیں ہندو مسلم فساد سے ہٹ کر اس آنے والے اور سچے انقلاب کی طرف لگیں جس کی طرف انگریز تمھیں بزور دھکیل رہا ہے ۔ یاد رکھو کہ رعیت کی سیاست رعیت کے لیڈروں کی سیاست سے ہمیشہ کئی گنا زیادہ زور آور ہر ملک کی تاریخ میں رہی ہے ۔ ملک کے لیڈروں نے بارہا تاریخ میں رعیت کو سیاست کے گڑھوں میں دھکیل کر رعیت سے فائدہ اٹھانا چاہا لیکن رعیت نے سیاسی لیڈروں کی چالوں کو ہر جگہ شکست فاش دی ۔ یاد رکھو کہ لیڈروں نے ہمیشہ بے پرواہی رعیت کے مفاد سے برتی اور غریبوں کے خون سے ہولی کھیلی لیکن رعیت بالآخر غالب رہی ۔ یاد رکھو کہ اس وقت تمھارے

سامنے لیڈروں کے خالہ جنگی کے پروگرام سے فائدہ اٹھانے اور رعیت کی حکومت قائم کرنے کا سنہری موقعہ ہے ۔ رعیت کی حکومت کا مکمل آئین خاکسار تحریک نے دو برس ہوئے تفصیلی طور پر پیش کر دیا تھا اور یہ بات لازمی ہے کہ جب تک انگریزی حکومت کا پچھلا سو برس کا نظام سر سے پاؤں تک نہ بدلا جائے گا رعیت کو ہندوستان میں کبھی چین نصیب نہ ہو گا ۔ ہم نے اس آئین میں ہندو اور مسلمان دونوں کے لیے وہ بے مثال طرز حکومت کا نقشہ کھینچ دیا ہے جس کے مطابق چلنے سے ہندو اور مسلمان دونوں کو پورا چین مل سکتا ہے اور کوئی قوم شکایت نہیں کر سکتی کہ اس کو اس کے حقوق نہیں ملے ۔

یاد رکھو کہ انقلاب میں جس کا کھلا خاکہ خاکسار تحریک نے ۴ اور ۱۱ اپریل کے الاصلاح میں پیش کر دیا ہے ۔ ہر مسلمان اور ہر ہندو ، ہر سیاسی جماعت اور گروہ ، ہر لیڈر اور ہر پارٹی ، ہر سیاسی اور غیر سیاسی جماعت کو کھلا موقع ہے کہ وہ ہر صوبے ، شہر ، قصبے ، محلے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے گروہوں کو فوجی طریق پر منظم کر دے ۔ تمام رعیت کو ایک نظام میں پرو دینا ہی میرے نزدیک انقلاب ہے ۔ ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہم سب محلوں میں امیروں اور غریبوں کے لیے حفاظتی سامان پیدا کریں ۔ محلوں اور شہروں میں فرقہ وارانہ فضا سازگار کریں ۔ ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کی لڑائی آپس میں نہ ہونے دیں ، ہندوؤں اور مسلمانوں کی لڑائی کا رخ انگریز سے لڑائی کی طرف پھیر دیں ۔ امیروں سے جن کی زندگیاں آنے والے ہندو مسلم فسادات میں خاص طور پر خطرے میں ہیں اور جن کی تباہی کی داستان پنجاب ، سرحد ، بمبئی کلکتہ اور دوسری جگہوں میں غریبوں کی تباہی سے بھی کہیں زیادہ ہے ۔ ہزاروں اور لاکھوں مالی مدد لے کر ان کو آنے والی تباہی سے بچائیں ۔ کروڑہا روپیہ خاکسار ریزرو بنک کے لیے وصول کر کے تمام ہندوستان میں رعیت کو آئندہ انقلاب میں غالب کرنے کا ایک آہنی نظام پیدا کریں ۔ تمام رعیت کو محبت ، اتحاد ، اتفاق اور فوجی تربیت کی مضبوط رسی میں پرو کر ۔ اس کی قوت کو انگریز سے (ہندوستان) چھیننے میں استعمال کریں چالیس کروڑ رعیت کے بے پناہ زور کو انگریز کے مقابلے میں لا کر دنیا پر ثابت کر دیں کہ فی الحقیقت دنیا کی ایک چوتھائی آبادی کو غلامی کی زنجیروں میں قید رکھنا اب انگریز کے بس کی بات نہیں ۔

ہندوؤ اور مسلمانو یہ خواب تبھی پورا ہو سکتا ہے اگر تم جلد از جلد اپنے ذہنوں اور دماغوں کو انگریز کی سیاست اور چال سمجھنے کے لیے کھول دو اور ان واقعات سے جو تمہارے سامنے پنجاب لاہور ، سرحد ، بنگال اور بمبئی میں ہوئے پورا سبق لو ۔ اگر ان بارہ مہینوں میں جو باقی ہیں تمہارے ذہنوں میں روشنی آ گئی اگر تم سمجھ گئے کہ تمہیں غلط راستے کی طرف لے جا رہا ہے ۔ یہ سمجھ گئے کہ تمہارے سیاسی لیڈر بے چارے سخت

کیچڑ میں پھنس گئے ہیں اور انگریز نے نہایت شوخ چشمی اور دیدہ دلیری سے ان کو اس کیچڑ میں پھنسا دیا ہے جس سے ان کا نکلنا محال ہے ۔ اگر تم سمجھ گئے کہ دنیا میں سیاست صرف رعیت کے زور پر ہے اور رعیت اس ظلم کو جو اس پر زور آور قوم کر رہی ہے صرف اپنے زور بازو اور اپنی جنگی اور فوجی طاقت ہی سے دور کر سکتی ہے ۔ اور سیاسی لیڈر کوئی فتح رعیت کے جنگی زور کے بغیر ہرگز حاصل نہیں کر سکتے ۔ ہاں اگر تمہارے ذہنوں میں یہ شعور آئندہ بارہ مہینوں کے اندر پیدا ہوگیا اور ہر قصبے ، شہر گاؤں اور قریے کے اندر رعیت کا زور صحیح معنوں میں پیدا ہو گیا تو میرا اندازہ ہے کہ ہندوستان کی قسمت کا بیڑا آنے والے بارہ مہینوں کے اندر اندر پار ہو گا اور ابوظفر بہادر شاہ کا اٹھایا ہوا انقلاب نوے سال کے بعد وہ رنگ لائے گا کہ اس سے زمین اور آسمان جگمگا اٹھیں گے ۔

ہندوؤ اور مسلمانو ! آج بہادر شاہ غازی علیہ‌الرحمۃ کا دن ہے ۔ آج تم نے نوے برس کے بعد پھر اس پرانی روایت کو زندہ کیا ہے کہ ہندوستان کی آزادی تلوار کے زور سے ہونی چاہیے ۔ آج تمہیں پھر نوے سال کے بعد یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ سیاسی قسمیں کتنی ہی شان دار کیوں نہ ہوں ۔ میدان جنگ کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتیں ۔

آؤ بہادر شاہ غازی کی روح اس انتظار میں تڑپ رہی ہے کہ کب ہندوستان پھر بیدار ہو اور بھیک مانگنے اور ڈلر کھا کھا کر گفتگو کرنے کی سیاست سے نکل کر سیدھی سادھی سیاست کی طرف آئے کہ قوموں کی فتح ان کی جنگی قوت اور نظام میں ہی ہے ۔ کسی اور فلسفہ اور خام امیدوں سے ان کی نجات ہرگز نہیں ۔

آؤ ! کہ ہم ابو ظفر بہادر شاہ کی روح کو خوش کریں کہ ہم مسلمان اور ہندو پھر نوے سال کے بعد گلے ملے آ ہیں آؤ کہ ہم مغلیہ سلطنت کے اس آخری تاجدار کو جس کی دونوں آنکھیں انگریز نے اس نیت سے نکال دی تھیں کہ ہندوستان صحیح سیاست کی طرف جانے کے بارے میں اندھا بنا رہے ۔ یہ کہہ کر پھر نور کر دیں کہ ہندوستان نوے برس کے بعد تمہیں سمجھا ہے ہندوستان نے نوے برس کے بعد پھر سچا نور تمہاری ضائع شدہ آنکھوں سے حاصل کیا ہے ۔ تم پر ہندوستان کا سلام ہو کہ تم نے ہندوستان کے دماغ کو پھر اجالا کر دیا ۔

میں چاہتا ہوں کہ آج سے کامل بارہ ماہ یعنی ۱۰ جون ۱۹۴۸ء تک بارہ دفعہ ہر مہینے کی دس تاریخ کو ہندوؤں ، مسلمانوں ، سکھوں ، پارسیوں ، عیسائیوں ، اچھوتوں کا ایک مشترک مارچ صرف نصف گھنٹے کے لیے ہندوستان کے کونے کونے میں شام کے چھ بجے ہوتا کہ انگریز کو پورے بارہ دفعہ بار بار اس اثنا میں یاد دلایا جائے کہ تمام

ہندوستان چاہتا ہے کہ انگریز بغیر اس مزید فساد کرانے کے ہندوستان سے چلتا بنے اور اس جابر اور طاقتور ملک میں جس میں چالیس کروڑ آبادی نہایت محبت اور پریم سے بھی رہی ہے پھر قدم نہ رکھے - میرا یقین ہے کہ اگر یہ بارہ مظاہرے پوری شان اور طاقت سے ہندوستان کے ہر گوشے ، ہر شہر ، ہر قصبے اور قریے میں ہوئے تو انگریز کے لیے ہندوستان میں رہنا محال ہو جائے گا -

ہندوؤ اور مسلمانو ! دس تاریخ کو یاد رکھو چھ بجے کے وقت کو یاد رکھو ، مشترکہ مارچ کو یاد رکھو ، فوجی تیاریوں کو یاد رکھو ، آنے والے انقلاب کو یاد رکھو بادشاہ غازی ابوظفر بہادر شاہ کو یاد رکھو ، نیتا جی سبھاس کو یاد رکھو جس نے تمہارے سامنے ہندوستان سے انگریز کو نکال دینے کی صحیح سیاست کو پیش کیا - ان ملک کے خیر خواہوں کو یاد رکھو تمہارا بیڑا پار ہو - خدا کرے تمہارا بیڑا پار ہو ، خدا کرے تم ہندوستان میں کامیاب انقلاب پیدا کر سکو -

اب اس تمام تفصیل کے بعد میں صرف چند الفاظ اپنے اور خاکساروں کے بہار میں آنے کے متعلق پیش کرنا چاہتا ہوں - ہم خاکسار صرف بہار ہی نہیں آئے ہم تو کھلی ہوی جائیں گے - ہماری غرض صرف قوم کے دکھوں کو دور کرنا ہے - ہم اسی مقصد کے لیے آئے جس کے لیے ہم اٹھارہ برس سے کھڑے ہیں - ہم دنیا میں کسی بڑے مقصد کے لیے کھڑے ہوئے ہمارا مقصد خالص اور صرف ہندوستان کی آزادی ہے اس کے سوا کچھ نہیں

بہار میں جو واقعات ہوئے ہم ان کو دہرانا نہیں چاہتے ہم صرف ان واقعات پر مرہم رکھنے کے لیے آئے ہیں - ہم نے حکومت پر واضح کر دیا ہے کہ ہم مسلمانوں کو پھر محبت اور پریم سے بہار میں بسائیں گے اور حکومت سے فی شخص ایک ہزار روپیہ لیں گے یہی بات ہم حکومت بنگال کو ہندوؤں کے بارے میں پیش کریں گے - حکومت بہار ہم سے ٹال مٹول کر رہی ہے - آج ہمارے مطالبے کو چار مہینے ہو چکے ہیں اور حکومت کے وزیر لرے ہاتھ جوڑ کر ہمیں خوش کرنا چاہتے ہیں - ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ لرے ہاتھ جوڑنے سے کام نہیں چلے گا - ہاتھ کھول کر کچھ ہمارے ہاتھوں سے انڈھیلنے سے کام چلے گا - اگر حکومت خوب بنیا ہے تو ہم خوب جھگڑنے والے ہیں - حکومت کو چاہیے کہ ہم سے نہ الجھے ہم نے جو مطالبے پیش کیے ہیں نہایت مناسب ہیں - اب حکومت نے کہا ہے کہ سترہ تاریخ کو ہم آخری جواب دیں گے - دیکھیے کہ حکومت کی طرف سے کیا ملتا ہے -

۱۰ مئی بوقت ساڑھے چھ بجے شام

عنایت اللہ خان المشرقی

—۶۲—

مطالبات بہار کا فاتحانہ انجام

پٹنہ ۲۹ مئی حضرت علامہ مشرقی نے حسب ذیل بیان پریس کو دیا:

بہار گورنمنٹ کے ساتھ قریباً ۴۰ لاکھ بہاری مظلومین کو دوبارہ بسانے کے لیے پانچ مہینے کی لگاتار کھینچا تانی کے بعد گورنمنٹ کو مجبوراً مطالبات تسلیم کرنے پڑے میرا مطالبہ کہ ہر بالغ کو ایک ہزار روپیہ اس کے گھر بسانے کے لیے دیا جائے مالی حالات کے مدنظر پورا کرنے پر مجبوری ظاہر کی گئی لیکن حسب ذیل طے شدہ تجویزیں جن پر خاکسار تحریک نے مظلومین کو دوبارہ بسانے کے لیے عمل کرنا ہو گا مہاتما گاندھی نے بہار گورنمنٹ کو پیش کر دی ہیں (۱) گورنمنٹ ہر لٹا گھر بنانے کے لیے ایک ہزار روپیہ فی گھر دے گی۔ (۲) اس کے علاوہ پانچ افراد پر مشتمل خاندان کو پانچ سو روپیہ دیا جائے گا (۳) خاص حالات میں تعمیر کے لیے ایک ہزار روپیہ سے زائد رقم گورنمنٹ دے گی۔ (۴) جو لوگ خاکسار تحریک کے مجبور کرنے کے باوجود بہار میں رہنا نہ چاہیں گورنمنٹ انھیں ایک ہزار پانچ سو روپیہ سے زائد رقم ادا کرے گی (یہ تجویز مہاتما گاندھی کی طرف سے پیش کی گئی ہے) (۵) زمینداروں اور کاشتکاروں کو بیج اور دوسرے اوزار خریدنے کے لیے قرضہ بغیر سود دیا جائے گا کہ سالانہ قسطوں میں پانچ سال تک ادا کرنا ہو گا۔ (۶) بہار میں دوبارہ بسنے والے کے لیے تعلیم کا انتظام مفت ہو گا۔ ہر بالغ جس کو کام کی ضرورت ہو۔ گورنمنٹ اس کے لیے کام مہیا کرے گی (۷) خاکسار تحریک کی طرف سے تعمیری کام کے لیے مقررہ کردہ اشخاص کو دوران تعمیر مفت راشن گورنمنٹ کی طرف سے دیا جائے گا۔ (۸) یتیم خانے اور بیواؤں کے لیے گھر (جہاں وہ پسند کریں) بنائیں جائیں گے۔

میں نے خاکسار لجنۃ الصلاح کو مندرجہ بالا شرائط کے مطابق فوراً کام شروع کرنے کا حکم دے دیا ہے کہ باقی ماندہ مطالبات کو منوانے کے لیے مصالحت کی گفتگو جاری

ماخذ: الاصلاح، ۱۳ جون ۱۹۴۷ء، ص ۲

رکھیں ۔ بہار میں دس ہزار مکانوں کی تعمیر نو کا کام جس کے ہم درپے ہیں بہت بڑی مہم ہے یہ بنیادی طور پر خاکساروں کی نسبت بہاریوں کے لیے زیادہ ضروری ہے کہ اس میں حصہ لیں اس لیے میں بہار کی قابل شخصیتوں پر مشتمل اعلیٰ پیمانہ پر ایک کمیٹی بنانے والا ہوں ۔ میں نے اس معاملے میں مسٹر یونس ، مٹر کی جعفر امام صدر مسلم لیگ بہار سید عبدالعزیز اور دوسرے رفقا کو دعوت دی ہے کہ اس کمیٹی میں شامل ہوں ۔ قابل ترین تعمیری افسروں پر مشتمل تنخواہ دار عملہ مقرر کیا رہا ہے یہ تمام سکیم حاکم اعلیٰ ریلیف کیمپ کی نگرانی میں جاری رہے گی ۔

میں ہر حساس ہندوستانی سے اپیل کرتا ہوں کہ انسانی ہمدردی کی اس سکیم میں آزادانہ طور پر حصہ لیں ۔

—۶۵—

خاکسار تحریک سترہ برس کے بعد ختم کردی گئی

علامہ مشرقی کا تین لاکھ کے دہلی مرکزی کیمپ میں آخری اور الوداعی غائبانہ خطاب

آخری نبی صلعم کی آخری امت : سن کہ سولہ سال ۹ ماہ کے بعد خاکسار تحریک کو کیوں منتشر کیا جا رہا ہے ؟ اپنی برائیوں کا جائزہ لے ، شاید کہ سمجھ میں آ جائے ۔ اگرچہ سمجھنے کی ایت ہوتی تو سترہ سال کی مدت کچھ کم مدت نہ تھی ۔

(۱) خاکسار تحریک کی تمام تعلیم اور عمل کی بنیاد قرن اول کے اسلام پر پہلے دن سے تھی اور اس وقت تک ہے ۔ اس کے قائد کے سامنے کوئی ذاتی نفع نہ پہلے دن تھا نہ اب ہے ۔ قائد تحریک نے نہ ایک پیسہ کسی سے وصول کیا نہ کوئی قوم کا روپیہ اپنی ذات پر صرف کیا ۔ سب نے اپنا اپنا خرچ کیا اور تحریک قائم رہی ۔ اس نقطہ نظر سے یہ تحریک دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں میں سچی تحریک تھی جس کا واحد منشا قوم کو بلند کرنا تھا ۔ (۲) ایک مبالغہ آمیز اندازہ ہے کہ ان سترہ برس میں چالیس لاکھ اشخاص نے تحریک کی طرف رغبت ظاہر کی ۔ اگر ان سب لوگوں کو تحریک میں شامل سمجھ کر "مومن" فرض کر لیا جائے تو بھی دس کروڑ سے ان کی نسبت ایک اور پچیس کی ہے ۔ قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ جب تک نصف سے زیادہ مومن نہ ہوں ، اس امت کی ہلاکت اٹل ہے اور مومن کی تعریف یہ ہے کہ میدان جنگ میں کم از کم دو اور انتہائی دس کافروں پر غالب آئے ۔ ایسی شرائط کے ہوتے ہوئے کسی غلبے کا پیدا ہونا محال ہے ۔ (۳) دہلی کا موجودہ اجتماع سب سے بڑا اجتماع ہے جو پچھلے سترہ برس میں ہوا ۔ اس لحاظ سے تحریک اس وقت بے مثال عروج پر ہے جو اس کو اس سے پہلے کبھی نصیب نہ ہوا تھا ۔ تاہم قوم کی آبادی کو پیش نظر رکھ کر اس کی نسبت صفر کے برابر ہے ۔ اگر ختم کر دینے کے

ماخذ : الاصلاح ، ۳۰ جون ، ۴ جولائی ، ۱۹۴۷ء ، بڑے سائز کا اشتہار

اعلان کے باوجود قوم میں یہ کمزوری ہے تو اس سے غلبے کی امید رکھنا وقت کو ضائع کرنا ہے ۔ (۴) امتیں میدان جنگ میں جان و مال کی قربانیوں سے بلند ہوتی ہیں اور غالب قوم کا سب سے بڑا ہتھیار اس کی بلندیٔ اخلاق اور صلاحیت (یعنی کیریکٹر) ہے ۔ اس مقام نظر سے بھی تحریک میں کوئی قابلِ ذکر شے پائی نہیں گئی جو انقلاب پیدا کر سکے اور اس کو قائم رکھ سکے ۔ جب تک یہ نہ ہو تحریک کو جاری رکھنا عبث ہے ۔

خاکسار تحریک میں صرف چند لاکھ ایسے شخص پیدا ہوئے جنھوں نے کچھ مدت تک باقاعدہ روزانہ عمل کیا ۔ کچھ دیر اٹھتے پھر بیٹھتے رہے ۔ ایک ہزار سے زیادہ ایسے پیدا ہوئے جنھوں نے جانبازی کا خدا سے اقرار خود بخود کیا ۔ پندرہ ایسے شخص پیدا ہوئے جنھوں نے بغیر کسی ترغیب کے اپنا تمام مال اور پوری جان تحریک کو دینے کا اعلان کروایا ۔ سوائے دو کے جو انتقال کر چکے ہیں اور تیسرے کے جس کا اعلان بھی ہوا ہے باقی بارہ نے کوئی ادنیٰ جانبازی یا پاک بازی نہیں کی ۔ میر نور حسین چند ماہ کے بعد منکر بلکہ مخالف ہو گیا ۔ میر ولایت علی نے تحریک سے علیحدگی کر لی ۔ ڈاکر بیگ نے توبہ کرکے کام نہ کیا ۔ بشیر الدین محاذ لاہور کے عمدہ عمل کے بعد سخت خاموش پھر بے عمل ، پھر نافرمان پھر نازک ترین وقت میں سخت بزدل بلکہ منکر ہو گیا ۔ باقیوں نے کبھی شکل نہیں دکھائی ۔ یہ سب اپنے قول و اقرار کے مطابق جہنمی ہیں ۔ قوم کے اس گرے ہوئے اخلاق کے بعد کیا امید ہو سکتی ہے ؟ کیا خدا اس قوم کو معاف کر سکتا ہے جس کے درد مند لوگ بھی خدا اور رسول سے اقرار کو مخول سمجھیں اور خدا کو دھوکا دیں ؟

تحریک میں بڑے بڑے عہدے ، حتیٰ کہ حاکم اعلیٰ کا عہدہ اور سالاریاں سوائے گنتی کے چند اشخاص کے کسی کو اس کے پہلے عمدہ عمل کے باعث نہ دی جا سکیں ۔ الٹی کو دی گئیں جو تھک تھک کر بیٹھتے جاتے تھے یا کچھ خوش لباس ہو کر فوری طور پر سرگرم نظر آتے ۔ اسی لیے لاکھوں میں ایک بھی پیدا نہ ہوا جو تحریک کا قائد بن سکے یا کامیاب صوبائی حاکم اعلیٰ بھی ہو ۔ تحریک اور اس کی تمام سرگرمیاں صرف محلے کے خاکسار سپاہی اور سالار محلہ کے عمل اور اخلاص کے بل پر سترہ برس قائم رہیں ۔ یہ نہ ہوتے تو تحریک چند دن بھی نہ رہتی ۔ قریباً تمام سالار اپنے بڑے عہدوں کے باوجود استقلال سے کام نہ کر سکے ۔ کئی سو صرف عہدے کی عزت کی خاطر سالار بنے رہے ۔ کئی ایک نے بڑے عہدوں پر آ کر ناکام پارٹی بازی کی ۔ چند درجنوں نے عہدے کی وجہ سے کچھ ذاتی نفع کمایا ۔ ایک درجن کے قریب نے نفع کما کر تحریک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی یا تحریک سے رخ پھیر لیا ۔ تین چار یعنی عبدالرشید قریشی ، میر غلام قادر ، غلام مصطفیٰ

پھر گری ، کرار حسین نے تحریک کے الگ ادارے بنا کر اس کی نقل کرنی چاہی مگر ناکام رہے - اسماعیل نامی گمنامی اور کم لیاقت کے باوجود کچھ نفع اٹھانے لگا تو پہلے بے عمل ، پھر مخالف ہو گیا - مسٹر محمد علی جناح نے مسلسل کوشش کی کہ تحریک کا کوئی دوسرا قائد بن جائے یا مجھے ہی اپنے اور انگریز کے مطلب کا بنا لیا جائے - کئی اخباروں کے ایڈیٹروں نے بڑے ارادے سے تحریک کو توڑنا چاہا - ڈیڑھ سو کے قریب اشخاص نے جو کبھی برائے نام خاکسار تھے اخبارات میں اپنا "استعفا" اس نیت سے شائع کرایا کہ تحریک کو نقصان پہنچے - صدہا فرضی استعفے بھی شائع ہوتے رہے - مسلمان اخباروں نے مختلف اغراض کے ماتحت بے پناہ جھوٹ بھی بولا کہ شاید اسی طرح یہ شمع گل ہو جائے - کئی برس تک مولوی کفر کے بے پناہ فتوے دیتے رہے تا کہ تحریک ختم ہو جائے وغیرہ وغیرہ - تحریک ان سب سے بے نیاز ہو کر اور غالب آ کر رہی لیکن قوم کے سرداروں کی اس گری ہوئی حالت میں بتاؤ کیا بن سکتا ہے ؟

تحریک میں کئی پاپڑ بیلے گئے کہ کچھ بن سکے اور انقلابی طاقت پیدا ہو - جانبازوں اور پاک بازوں کے اعلانات کے علاوہ بیسیوں کیمپ کئے گئے جن میں رفتہ رفتہ عام خاکسار سپاہی خوب جفاکش بنتا گیا - ۱۹۳۹ء تک کوئی کیمپ ایک دو دن سے زیادہ تک نہ لگ سکتا تھا - ۱۹۳۹ء میں پہلی دفعہ لکھنو کا محاذ لگا جو کئی ہفتے رہا - پھر لاہور کا ۱۹۴۰ء کا محاذ کئی ہفتے لگا رہا - اب کئی کئی مہینوں کے محاذ لگتے ہیں اور خاکسار سپاہی مصیبتیں اٹھا اٹھا کر نڈھال ہو جاتا ہے مگر نہیں تھکتا - ان سچے مسلمانوں کی قربانیاں اور پھر منزل تک پہنچنا مجھے سخت روحانی تکلیف دیتے ہیں - حتیٰ کہ بعض دفعہ میں پہروں آسمان کی طرف تکتا ہوں - ۱۹۳۵ء کے مرکزی کیمپ دہلی میں صرف ساڑھے تین سو سپاہی بمشکل شامل ہوئے تھے - بعد میں یہ تعداد برابر آج تک بڑھتی گئی ہے - بنگال ، بمبئی ، سندھ اور بہار کے محاذوں میں خاکسار سپاہی نے شدید تکلیفیں اٹھائیں - جانی قربانی کرنے والے سپاہیوں کی تعداد بھی برابر کئی گنا بڑھتی رہی ہے - ہزارہا خاکساروں کا شرعی اخلاق خود بخود درست ہوتا گیا ہے - لاکھوں جنھوں نے کبھی سجدہ تک نہ کیا تھا (نماز ؟) میں شامل ہوتے ہیں - صدہا امامت کے قابل ہو گئے ہیں - ہزارہا مائیں ، بیویاں ، بہنیں ، باپ جو پہلے برداشت نہ کر سکتے تھے اب خاکسار کی غیر حاضری کو مہینوں برداشت کرتے ہیں - میری نظر بندی مدراس کے ایام میں "ملاقیان مدراس" کا عہدہ (؟) کیا کہ کچھ آگے بڑھیں ، پھر طلبا کا نظام پیدا کیا گیا کہ الٰہی سے مدد ملے - پھر فاقہ زدگان بنگال کی طرف توجہ دلائی گئی - پھر سالار نائب ادارہ علیہ کا عہدہ کھڑا کیا گیا - پھر جناح گاندھی کا متفقہ مطالبہ آزادی کیا گیا ، پھر انتخابات کی طرف توجہ اور خاکسار آلین کی تشکیل

پھر تقسیم ہندوستان کے نقصانات کا عنوان ، پھر فوجی سپاہیوں کے محکمہ کا قیام ، الغرض
کئی مختلف طریقوں سے اس شکست خوردہ قوم کی انقلابی طاقت کو ابھارنے کی کوششیں
کی گئیں مگر قوم میں صرف یہ خاصیت پائی گئی کہ اگر کچھ بغیر محنت ملتا ہے تو لے لیا
جائے ورنہ میدان جنگ کا سپاہی بننے کی طاقت نہیں ۔ اس حساب سے سترہ برس کے بعد
قوم میں سے یہی قطرے ہیں جو نچوڑے جا سکتے تھے ۔ ان تلوں میں اب مزید تیل باقی
نہیں رہا ۔

میں نے ساڑھے تین ماہ پہلے اعلان کیا تھا کہ اگر تین لاکھ خاکسار دہلی میں جمع
نہ ہوئے تو تحریک میں کوئی انقلابی طاقت نہ ہو گی اس لیے اس کو منتشر کر دینا لازم
ہو گا ۔ اب اس پاکستان سے جو انگریز نے عطا کیا ہے آخری امید کہ دس کروڑ مسلمان
جو کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکے ہیں ۔ ہندوستان میں اپنی آزادی کی کوئی جدوجہد کریں
گے ، ختم ہو چکی ہے ۔ ادھر پاکستان کے ملنے کا جادو مسلمان پر غالب ہے ۔ اس لیے کسی
مزید انقلابی طاقت کا قوم سے حاصل ہونا ناممکن ہے ۔ مسلمان کو اب کسی غلبے کی ضرورت
نہیں رہی ۔ ۳ جون کے انگریزی اعلان کے بعد میں نے خاکسار تحریک کے انقلابی
منشور کا اس نیت سے اعلان کیا تھا کہ اگر تین لاکھ خاکسار دہلی میں جمع ہو گئے تو آئندہ
لائحہ عمل واضح ہو سکے گا ۔ یہ نہیں ہوا اس لیے بصد حسرت خاکسار تحریک کے منتشر
کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور اس کی قیادت سے دستبردار ہوتا ہوں ۔ آہ ! سترہ برس کی
زہرہ گداز محنت کے باوجود جو میں نے پوری دیانتداری سے کی اور اس میں اپنی عمر اور
دولت کا بہترین حصہ صرف کیا اب بھی اس میں وہ خاصیت پیدا نہیں ہوئی کہ وہ ہندوستان
کے مسلمان کو غالب کر سکے ۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

جریدۂ الاصلاح بھی لازماً بند کر دیا جائے گا لیکن اس کے خریداروں سے قریباً سترہ
ہزار روپیہ لینا باقی ہے ۔ اس لیے آئندہ کئی اشاعتوں میں زیادہ تر نادہندوں کی فہرستیں شائع
ہوں گی تاکہ خاکسار مجھے رخصت ہوتے وقت نقصان نہ پہنچائیں ۔ جریدہ الاصلاح کے لئے
خریداروں کو روپیہ واپس کرنا بھی لازم ہو گا ۔ فوجی محکمہ بھی بند کر دیا جائے گا اور
اس کا روپیہ میرے پاس ہے ۔ موجودہ مرکزی کیمپ کا روپیہ بھی اخراجات وضع کرنے
کے بعد واپس کرنا ہو گا ۔ بیت المال کا کئی ہزار روپیہ بھی میرے پاس موجود ہے ۔ یہ
بھی سب کو واپس ملے گا ۔ اس مطلب کے لیے میں مفصلہ ذیل اشخاص کی ایک کمیٹی
مقرر کرتا ہوں جو حسابات کا تصفیہ کر کے سب کو روپیہ واپس کرے گی تاکہ کسی کا

قرض مجھ پر باقی نہ رہے اور میں سب سے سرخرو ہو کر جاؤں - یہ تحریک کے سردار ہیں - جو نسبتاً بڑے وفا دار رہے ہیں - ان سے زیادہ لیک لیت لوگ میری نگاہوں میں فوری طور پر نہیں - عبداللہ افغانی سالار منزل و سالار نشر و اشاعت مرکزی کیمپ دہلی ، پروفیسر عبدالعزیز ایم - اے سابق مدارالنظام ، شیر زمان خان سابق نائب مدارالنظام ، شیخ فضل الٰہی حاکم اعلیٰ - یو پی بہار کے شہدا اور اسیرون کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے محمد حسین خان بی - اے ، اکرام اللہ الور بی - اے، فضل الٰہی قریشی اور خان گل خان کا وفد مقرر ہو چکا ہے - وہ کسی مستقل فیصلے پر خود پہنچ کر شہدا کے نقصان کی تلافی کرائے گا - خدا حافظ ہے اور خدا تمہارے ساتھ ہو -

عنایت اللہ خان المشرقی

۲ جولائی ۱۹۴۷ء بوقت ساڑھے چار بجے شام

—٦٦—

خون جگر کی ندیاں

خاکسار تحریک کو ختم کرنے کے اعلان کی اس منزل پر دل اچھل اچھل کر حلق تک آلیں گے اور دردمند آنکھیں آنسوؤں کے ساون کا سماں طاری کر دیں گے۔ لیکن خاکسار سپاہیو! آنسوؤں سے منہ دھونے سے قوموں کی تقدیریں نہیں پلٹ سکتیں۔ خاکسار تحریک کے مخلص سپاہی، جن کی مثال دنیا بھر میں نہیں ملتی، منزل تک کیوں نہ پہنچ سکے؟ اس کے اسباب قائد تحریک کے الوداعی خطاب میں گن کر بتا دیے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی انقلابی تحریکوں کو اس دور سے گزرنا پڑا۔ اسی ہندوستان میں ٹیپو شہید سراج الدولہ، اسماعیل شہید، اور سید احمد بریلوی ہندوستانی مسلمانوں کو ذلت کی دلدل سے نکال کر غالب کرنا چاہتے تھے۔ ان کا بے پناہ ایثار اور "خلوص" انتھک جد و جہد "صف جنگاہ میں شجاعت" مسلمانوں کی بگڑتی ہوئی تاریخ کے اس نازک دور میں لاثانی تھی جسے اپنوں کی غداریوں کے باعث ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور مسلمان کی تاریخ میں ان کی جد و جہد شکست آرزو بن کر رہ گئی۔ کیسا دوست اور مسجد فروش جعفر و صادق کون تھے، اس عہد کے مورخ سے پوچھو۔

خاکسار تحریک کی انقلابی پکار پر جہاں ہزارہا مخلص سپاہیوں نے لبیک کہا اور ناقابل فراموش قربانیاں کیں وہاں یہ امر درد انگیز ہے کہ قوم قربانی کی اس منزل تک نہ پہنچ سکی جہاں انسانی جذب و تعلق کے سب رشتے اور ناطے کٹ کر میدان جنگ میں خون کے بدلے سلطنت کی جنس نایاب خریدتے ہیں کہ اگر دس کروڑ مسلمانوں میں سے پانچ کروڑ میں تمنائے موت کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی تو ان دس کروڑ کا اللہ ہی ولی ہے۔ مسافر اسلام مشرق نے اکتوبر ۱۹۳۰ء میں شاہانہ ٹھاٹھ پر لات مار کر مسلمانوں کے زمین و آسمان کو بدلنے کے لیے سترہ برس کی شبانہ روز سعی و عمل سے اللہ کے سپاہیوں کے پیٹ پر پتھر

ماخذ: الاصلاح، ۲۰ جون، ۴ جولائی ۱۹۴۷ء، ص ۱

بالدم بالدم کر ایثار کرنے والی جماعت پیدا کی جس کا مثل آج روئے زمین پر موجود نہیں۔ دوست کیا دشمن بھی اس کے معترف ہیں۔ لیکن واحسرتا: کہ قوم کے غدار اور خود غرض طبقوں کی طرف سے جو سلوک سترہ برس تک روا رکھا گیا۔ ایک خاکسار پر جو مظالم اپنوں نے توڑے، اس کے اظہار کے لیے قلم میں طاقتِ بیان نہیں۔

گلہ جفائے وفا نما جو حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بتکدے میں کروں بیاں تو کہے صنم بھی ہری ہری

خاکسار سپاہیو! یہ وقت آہ و بکا کا نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ خاکسار تحریک کے ہزاروں دردمند سپاہی جنھوں نے بے پناہ قربانیاں کیں اور خون جگر سے نخل امید کی آبیاری کی، آج ان کو انتہائی صدمہ ہوگا لیکن یہ وقت رونے اور پیٹنے کا نہیں۔ اس وقت دس کروڑ مسلمان نازک دور سے گزر رہے ہیں۔

خاکسار سپاہی! سترہ برس کی مجاہدانہ صلاحیتوں اور نظامی قابلیتوں سے لیس ہوکر دس کروڑ ملت میں خمیر کے طور پر پھیل جا اور تمام ملک میں انقلابی روح پیدا کر۔ اپنے ماحول کو سعی و عمل اور صلاحیت کا مستقر بنا کر قوم میں وہی انقلاب رونما کر دے جو خاکسار تحریک کے پیش نہاد تھا۔ اگر تو نے یہ کر لیا تو تیری سترہ برس کی جد و جہد کا ثمر مل جائے گا۔ یاد رکھ، دینداری کا مقصد قوم میں انقلابی صلاحیتیں میدان جنگ میں مرنے مارنے کے ولولے، مہینوں تک جم کر لڑنے کا استقلال اور شجاعت ہے۔ اگر خاکسار سپاہی نے بھیک کے ٹکڑے پر اطمینان ظاہر نہ کیا اور اس مرحلے پر مسلمان کے خرمن سکون میں احساسِ زیاں کی آگ لگا دی تو برخاست کا حکم بھی باعثِ رحمت ثابت ہوگا۔

خاکسار سپاہی! تو اس نازک مرحلے پر صبر واستقلال اور ایثار و ہمت سے کام لے۔ دشمنوں اور اپنوں کی افسوسناک غداریوں کا شکار نہ بن۔ یاد رکھ کہ قائد تحریک کی نظر بندی کے دوران میں تیری وحدت کو ٹولیوں میں تقسیم کرنے کے لیے قیادت کے کئی مدعی پیدا ہوئے اور خاکسار تحریک کو ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرتے رہے۔ ایسے غداروں کو پنپنے نہ دے اور انقلاب کا جو پروگرام تجھے دیا گیا ہے اس کو اپنی ہمت اور شجاعت سے پورا کر کے دکھا۔ شاید کہ تیرے عمل سے خوش ہو کر علامہ مشرق تیرا قائد ہونا پھر قبول کر لے۔

بدنصیب سپاہی ! ممکن ہے کہ تصفیۂ حسابات کی کمیٹی تیرے لیے کوئی راہِ عمل نکالے اور ان مخلصین کی وجہ سے تیری وحدت برقرار رہے ۔ خدا تیرے ساتھ ہو ۔

کاظمی
بحیثیت رکن جریدہ الاصلاح

۲ جولائی ۱۹۴۷ء بوقت ۹ بجے صبح

شہدائے بہار کے متعلق وفد بہار کی مسٹر گاندھی سے ملاقات

۲ جولائی کی شام تک کی خبر ہے کہ وفد بہار نے کانگریس کے لیڈر گاندھی سے بہار کے شہدا کے متعلق ایک گھنٹہ تک گفتگو کی اور علامہ مشرقی کی طرف سے خطوط پنڈت جواہر لعل نہرو اور مسٹر گاندھی کو دیے، جن میں بہار کی کانگریسی حکومت کو اس الزام کے متعلق کہ خاکساروں نے دو پولیس کے سپاہی قتل کر دیے اور کئی ایک کو شدید زخمی کیا، نہایت جھوٹی قرار دیا تھا۔ مسٹر گاندھی نے بالآخر کہا کہ وفد واقعہ کی اپنی تفصیلات ان کے پاس بھیجے تاکہ معاملہ پر غور کیا جا سکے۔ محترم صاحب القیادۃ محمد حسین خان بی۔ اے چنانچہ اس میں مزید اقدام کر رہے ہیں۔ بہار کی وحشی حکومت کو جس کا کوئی فعل بھی معمولی انسانیت کا فعل نہیں ناک چنے چبوانے اور بہار کی سرزمین پر مسلمان کا پھر دائمی قبضہ کرا کر اڑتالیس لاکھ مسلمانوں کو جہنم سے بچانے کے لیے خاکسار سپاہی ابھی سے تیاریاں کرے اور حکم پانے پر فوراً چار چار کی تعداد میں دہلی سے پٹنہ پہنچتا جائے اور وہاں کی ناپاک وزارت کی دھجیاں اڑا دے۔ سپاہیو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔

مصطفیٰ خالد

سالار اول دہلی مرکزی کیمپ ممبر تصفیہ حسابات کمیٹی

ماخذ: الاصلاح، ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء، ص ۱

—۶۸—

خاکسار تحریک کے منتشر ہونے کے بعد دہلی میں قیامت صغرا

کانگرس کے خلاف ہندوستان گیر محاذ

دہلی کا مرکزی کیمپ میں گرے ہوئے اور پست ہمت مسلمان کے نقطہ نظر سے ایک بہت بڑا اجتماع تھا جس کی مثال خاکسار تحریک کی تاریخ بلکہ کسی تاریخ میں موجود نہ تھی لیکن چونکہ خاکسار اعظم حضرت علامہ مشرق کا ۱۹۳۹ء کی تنبیہہ کے بعد دوسرا اور آخری اعلان تھا کہ اگر اس نازک وقت میں دس کروڑ مسلمانوں کی واژگون قسمت کا فیصلہ ہو رہا ہے اور قریب ہے کہ بدنصیب قوم زمانے کے ہاتھوں مٹ جائے۔ اس لیے اگر ۱۰۔۳ جون کے مرکزی کیمپ میں تین لاکھ خاکسار باوردی بابیلچہ جمع نہ ہوئے تو تحریک کو منتشر کر دیا جائے گا۔ اس بنا پر الوداعی خطاب سنا کر تحریک کو منتشر کر دیا گیا۔ جو عذرات تین لاکھ کے اجتماع کے مکمل نہ ہونے کے حق میں ہو سکتے تھے۔ خارج از بحث تھے کیونکہ خدا کوئی عدالت نہیں لگاتا اور کسی عذر کو نہیں سنتا۔ وہ یک طرفہ فیصلہ ہمیشہ دیتا رہا ہے۔

منتشر ہونے کا اعلان بجائے ۳ جولائی کے ۴ جولائی کو ہوا۔ اگرچہ الوداعی خطاب ۳ جولائی کی صبح ہی کو الاصلاح میں شائع ہو کر دہلی پہنچ چکا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ۳ جولائی کی صبح کو تحریک کے چند السان بالا جس میں لجنۃ تصفیہ حسابات اور وفد شہدائے بہار کے ارکان شامل تھے خاکسار اعظم کے پاس اچھرہ آئے اور تمام دن یہ واضح کرتے رہے کہ اجتماع انتہائی طور پر شاندار ہے۔ "ہزارہا خاکسار" سربکف موجود ہیں۔ دو جولائی کو جمنا کے پل کے پار جو اجتماع ہوا، وہ کسی بڑی سے بڑی طاقت کے حکم کے

ماخذ: الاصلاح، ۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء، ص ص ۱، ۱۲، ۲۳

بغیر ہو نہ سکتا تھا ۔ اسی تاریخ کو جامع مسجد دہلی کا اجتماع اس قدر عظیم تھا کہ مسجد میں بلا مبالغہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی ۔ اور میدان میں دو لاکھ سے زیادہ لوگ تھے جو خاکساروں کے مظاہرے میں شریک تھے ، وغیرہ وغیرہ ۔ اس لیے شائع شدہ خطاب کو منسوخ کر دیا جائے اور خاکسار اعظم سردست تحریک سے علیحدگی کا اعلان نہ کرے مگر اس سپہ سالار قائد نے جو مسلمان کی رگ رگ سے واقف تھا ، ایک نہ مانی اور کہا کہ اگر مسلمان نے میری اس تنبیہہ کو جو میں نے بروقت دی تھی ۔ نہیں مانا تو ایسی قوم کی قیادت کرتے رہنا بے نتیجہ شے ہے اور بہتر یہی ہے کہ اس کو اپنا انجام سوچنے کے لیے الگ چھوڑ دیا جائے ۔

۳ کی صبح کو یہ سردار مایوس ہو کر دہلی پہنچے اور الوداعی خطاب کا اعلان کیا چونکہ اب مسلمان کو رونے کے سوا کچھ نہیں آتا اور اس نے ایک ناطاقتور قوم کی آخری دوڑ یہی سمجھ لی ہے کہ بجائے اس کے کہ اپنے سعی و عمل اور بھاگ دوڑ سے قوم کو طاقتور بنائے اور مکافات عمل سے غافل نہ ہو ۔ برے نتائج نکلنے پر اپنا سر پیٹ پیٹ کر عورتوں کی طرح روئے ۔ اس لیے قدرتی طور پر ایک ایسے شخص کو خطاب سنانے کے لیے مقرر کیا گیا جو بولنے اور رونے میں ماہر تھا ۔ اس نے جامع مسجد دہلی کے تمام مجمع کو خطاب پڑھ پڑھ کر اور حسینیوں کی طرح اس خطاب کی لچھے دار ضمنی تفسیریں سنا سنا کر خوب رلایا ۔ لوگ ایک سرے سے دوسرے تک چیخیں مار مار کر اور رومال آنکھوں پر لگا لگا کر دیر تک روتے رہے اور جب اس طرح کے غم زدا (یعنی غم کو مٹانے والے) رونے سے امت کے رہے سہے ارادے جو سعی و عمل کے متعلق تھے ، کافور ہو گئے تو طبیعتوں میں ایک نکھار پیدا ہوا کہ چلو ! مردے کو پیٹ تو خوب لیا ۔ اب صرف تین دن تک کے قل باقی ہیں ۔

ہمارے یقین میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت بھی اگر آج ساڑھے تیرہ سو برس گزر جانے اور ہر سال چھاتیوں کے پیٹنے کے باوجود بھی بے اثر رہی ہے اور ایک شخص شہید اعظم کے نقش پر چلنے والا آج تک پیدا نہیں ہوا تو اس کی وجہ بھی وہ ماتم ہے جو امت نے اپنی کم ہمتی کے باعث اس نیت سے جاری کیا کہ چونکہ سعی و عمل کی راہ دشوار گزار ہے ! مردے کو سال میں ایک دن پیٹ کر اپنی جان چھڑائی جائے اور ہر طرف سے واہ واہ بھی ہو جائے کہ دیکھو امت حضرت امام حسین کے غم میں کس قدر نڈھال ہوئی جاتی ہے ۔

الغرض سالار اول نے ایک معنوں میں فی الحقیقت تین دن کے "قلوں" کا اعلان کیا اور حکم دیا کہ ۷ جولائی کی شام تک اور انتظار کیا جائے اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ قائم

رہے تاکہ "ہم ایک اور کوشش روٹھے ہوئے خاکسار اعظم کو منانے کی کریں۔ گویا عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہو کر تین دن کے بعد پھر جی اٹھنے کے عقیدے کے مطابق تین دن کے بعد پھر زندہ ہو جانے کا امکان بطور بہانہ سامنے رکھ کر ان خاکساروں کو جو مرکزی کیمپ دہلی میں "رسم پوری کرنے کے لیے" صرف چار دن کے لیے آئے تھے اور ان کا پانچواں دن یونہی گزر گیا تھا، مزید تین دن اور ٹھہرنے کے لیے کہا گیا۔ کئی ہزار خاکسار چار و ناچار یہ تین دن بھی ٹھہرے لیکن ان تین دنوں میں کام چور اور حرام کار، قوم کے سچے قتل کرنے والے اور بہانہ ساز، جان سے جی چرانے والے اور آرام طلب، قوم کی بنی کو بگاڑنے والے اور بنے ہوئے کپڑے کو تار تار کرنے والے سالاروں اور ان کے پٹھو بعض خاکساروں نے کانا پھوسی شروع کر دی کہ "ارے جب قائد تحریک اور خاکسار اعظم نے کیمپ منتشر کر دیا اور تحریک ختم ہو گئی۔ تو اب یہ سالار اول کا کیا حق ہے کہ ہمیں تین دن اور ٹھہرائے۔ ہمارا راشن ختم ہو گیا ہے، ہم چھٹی اتنی لے کر آئے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض اس ڈر سے کہ کہیں ہم ذلہ لگ جائے اور ہماری جان نہ دبنی پڑے (حالانکہ خوب علم تھا کہ کیا ہونا چاہیے) ان ظالموں نے اس جمعیت کو بکھیرنا شروع کیا۔ دو تین دن کے اندر اندر بھلے مانس اپنے اپنے دستوں کو لے کر چلتے بنے اور اس قوم کی بیخ اکھیڑنے میں پہل پشاور اور راولپنڈی اور کچھ لاہور کے سالاروں نے کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کی دیکھا دیکھی اور سالاروں کی جرأت ہوئی۔ اور یہ کھیل یوں ختم ہوا۔ اس سلسلے میں اگر بھگوڑے سالاروں کے نام دیے جائیں تو تمام قوم کا منہ کالا ہو جائے۔

۶ جولائی کو کئی ہوش مند خاکساروں کے دل میں آیا کہ ہم تو لٹ گئے۔ خسرالدنیا والآخرۃ! تحریک بھی گئی۔ ہم بھی کہیں کے نہ رہے۔ ہمارے پٹنہ کے سات شہید و ہمارے آٹھ سال کے جیلوں میں پڑے ہوئے بارہ عزیز عمر قیدی! ہمارے نو جون کے نوجوان گیارہ بہادر قیدی۔ ہمارے بہار کے قریباً ایک سو قیدی! ہاں ہاں ہمارے پٹنہ کے ظالم کانگریسی حکومت کے ہاتھ سے چھلنی کیے ہوئے عزیز شہید جن کے جنازے پر ہمارا حاکم اعلیٰ تک نہ پہنچا اور وہ بیکسی میں اغیار کے ہاتھوں دفن ہوئے (ہاں یہ چوٹ ہو گی جس کی وجہ سے خاکسار اعظم نے تحریک کو چھوڑا ہو گا) ہمارے پنجاب اور یوپی کے قیدی جو اکے دکے تحریک کا وقار رکھتے ہوئے قید ہوئے اور ان کو کوئی پوچھنے والا تک نہیں۔ ہاں ان کا انتقام کون لے گا؟ ان کو کون چھڑائے گا؟
بہار کے وفد کی اگر ہم دہلی سے چلے گئے کیا طاقت باقی رہے گی۔

الغرض ان ہزاروں میں خدا کے چند سینکڑے بندوں نے خدا کا سچا خوف کیا اور وہیں ڈٹ گئے ۔ انہی لوگوں نے دل میں سوچا ہوگا کہ ارے ! خاکسار اعظم تو کہہ رہا ہے کہ میں خاکسار تحریک کو اس لیے چھوڑ رہا ہوں کہ اس میں انقلابی جان نہیں ۔ ہاں ! واقعی انقلابی جان نہیں کہ تحریک کے غدار سالار چار دن کا میلہ دکھلانے اور بے حد جانی تکلیف کے علاوہ لاکھ ہا روپیہ خرچ کرانے کے بعد دہلی کیمپ کا مقصد یہی سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں صرف تحریک منتشر کرانے آئے تھے تاکہ اس کا قصہ ہی پاک ہو جائے اور اب چار دن کے بعد آنکھوں میں نیا سرمہ لگا کر ایسے واپس آ رہے ہیں کہ کسی جہاد سے واپس آئے ہیں ! بے شک تحریک میں انقلابی جان نہیں اور اس کی جان کے لاگو صرف یہی موٹے موٹے سالار ہیں جو تحریک کی ناک بنے بیٹھے ہیں ۔ قوم اگر منزل تک نہیں پہنچی تو صرف ان لوگوں کی وجہ سے نہیں پہنچی ۔ اگر تحریک میں انقلابی روح نہیں پیدا ہوئی تو انہی لوگوں کے باعث نہ ہوئی ۔ اگر سالار اچھے ہوتے ، اگر ان کے دلوں میں خوفِ خدا ہوتا کہ ہم دہلی میں تین لاکھ کا کیمپ کیوں کر رہے ہیں تو آج قوم کا بیڑا پار ہوتا ۔

انہی لوگوں کو پھر یک دم خیال آیا کہ ارے ! یہ دہلی کا لال قلعہ ، یہ جامع مسجد ، یہ قطب مینار ، یہ ہمایوں کا مقبرہ ، یہ شاہجہان آباد ، یہ دہلی کی گلیاں یہ ایک ہزار برس کی سلطنت کا گہوارہ ، یہ لاکھ در لاکھ مسلمانوں کے تیرہ سو برس کے پانی پت اور ملتان اور سندھ کے ریگستانوں اور چتوڑ اور پرتاب گڑھ میں خون جس کے باعث دہلی کا تخت ایک ہزار برس تک ملا تھا ۔

ارے ! یہ سالار ناہنجار اور کمزور ایمان والے خاکسار جو ان کے کہنے پر بستر گول کر رہے ہیں اور حیا نہیں رکھتے کہ یہ ہم کیوں کر چھوڑ جائیں ۔ ۱۵ اگست کو تو ہندو کانگرس کا ترنگا جھنڈا لہرائے گا اور مسلمانوں کی بارہ سو برس کی عظیم الشان سلطنت کی موت کا ڈنکا تو اس دن بجے گا ۔ ہم کیسے یہاں سے جا سکتے ہیں جب تک کہ ہماری موت نہ آ جائے یا ہم اپنے بے پناہ ایمان سے اس نقشے کو سر سے پاؤں تک بدل کر نہ رہیں ۔

الغرض یہ تین سو تیرہ ہیں جو اب دہلی میں ڈٹے ہیں ، سالار اول مصطفیٰ خالد نے حسب ذیل حکم تحریک کے موٹے موٹے مرکزوں میں اس خیال سے بھیجا ہے کہ فوراً تحریک کے سالاروں کو عبرت آ جائے اور پھر وہ باایمان بن جائیں یا خاکسار سپاہی ہی سوچے کہ اس کے سالاروں نے تحریک کو گہری غار میں ڈال دیا اور وہ ان سے باغی ہو کر خود بخود دہلی چل پڑیں ۔

نقل حکمنامہ ۔ "دہلی کا محاذ لگ چکا ہے ۔ ۱۵ اگست سے پہلے لال قلعہ ، تاج محل ، اجمیر اور بہار پر اسلامی قبضہ اور انقلاب ، شہدائے بہار کا انتقام ، عمر قیدیوں اور اسیروں کی رہائی ضروری ہے ورنہ سخت بے غیرتی ہو گی ۔ خاکسار اعظم علامہ مشرقی صرف اسی طرح خوش ہو سکتے ہیں ۔ اپنا انجام سوچو ۔ اور فوراً لگاتار جیش روانہ کرتے جاؤ حکم ہرگز نہ لو ۔ کم از کم ایک لاکھ خاکسار چاہئیں ۔ وقت سخت نازک ہے ۔ غفلت نہ کرو ۔ اس حکم کو تار سمجھو ۔ گرداگرد کے تمام خاکساروں کو یہ حکم پہنچادو ۔ خدا تمھارے ساتھ ہو ۔"

ادھر صورت حال یہ پیدا ہو چکی ہے کہ اگرچہ ۲ جولائی سے برابر روزانہ کئی دستے چار چار کے نکل رہے ہیں اور ہر طرف قید و بند ، اشک آور گیس ، لاٹھی چارج وغیرہ وغیرہ کا ایک بے پناہ سلسلہ دہلی میں لگا ہے ۔ مقامی اخبارات بھی ان خبروں کو بڑے عنوانوں سے شائع کر رہے ہیں ۔ دہلی کی پبلک بھی خوب ہمدرد بن رہی ہے ۔ پاکستانی فوج میں مقامی لوگ بھی جوق در جوق بھرتی ہو رہے ہیں ۔ پبلک کے لوگ بھی خاکسار سپاہی کے ساتھ قید ہونے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں ۔ کئی ایک درد مند لوگ بڑھ بڑھ کر کھانے پینے کے سامان روزانہ دیگوں میں پکوا کر بھیج رہے ہیں ۔ نہرو اپنے بنگلے میں سہم رہا ہے ۔ گاندھی دہلی سے دم دبا کر بھاگ رہا ہے ۔ ایک ایک کانگرسی کے بنگلے پر خاکسار سپاہی کا خوف و ہراس چھایا ہوا ہے ۔ پولیس کے ابلیسوں کے جھنڈ کے جھنڈ اور سی آئی ڈی کے شیطانوں کے غول کے غول مسجدوں اور خانقاہوں کے گرداگرد منڈلا رہے ہیں لیکن ایک لفظ پنجاب اور سرحد اور دوسرے اخبارات میں نہیں نکلتا کہ دہلی میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ اس لیے کہ خاکسار سپاہی کو خبر نہ ہو اور وہ بے خبری میں ہی مارا جائے ۔ اس نقطہ نظر سے سالار اول کی طرف سے لجنہ تصفیہ حسابات کو درخواست کی گئی ہے کہ وہ جو کچھ دہلی میں ہو رہا ہے ، اس کی روئداد الاصلاح میں شائع کریں تاکہ دنیائے خاکسار کو صحیح حال معلوم ہو اور کسی طرح کا خاکسار کا عذر باقی نہ رہے ۔ اگر دنیائے خاکسار نے اس وقت سر دھڑ کی بازی لگا کر دہلی کے محاذ کو سر کر لیا تو یاد رکھو کہ انقلاب کا وقت قریب آن پہنچا اور خاکسار اعظم کا پروگرام مکمل ہو گیا ۔ اس بنا پر میں اپیل کرتا ہوں کہ اخبارات کی خبریں جو الگ لفافے میں بھیج رہا ہوں الاصلاح میں شائع کی جائیں تاکہ چالیس لاکھ خاکسار دنیا اٹھے اور تمام ملک میں اجالا کر دے ۔

صاحب القیادۃ محمد حسین خان بی اے

۱۱ جولائی بوقت بارہ بجے ، صدر وفد شہدائے بہار از دہلی ۔

دہلی کے اخبارات کی خبریں علامہ مشرقی کی غیر حاضری کیمپ پر کہرام

دہلی : ۴ جولائی - بعد از نماز عصر جامع مسجد دہلی میں کئی لاکھ کا اجتماع ہوا جس میں مجاہد اعظم حضرت علامہ مشرقی کا وہ قیامت خیز خطاب پڑھ کر سنایا گیا جس سے خاکساروں میں کہرام مچ گیا - خاکساروں نے سالاروں سے کہا کہ ایک وفد بھیج کر علامہ مشرقی کو دہلی لے کر آنے کی کوشش کریں - ہم دہلی اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک اپنے امیر کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں -

(روزانہ بغاوت دہلی - ۵ جولائی)

خاکسار عورتیں میدان میں ڈٹ گئیں

دہلی : ۹ جولائی - علامہ مشرقی صاحب کے اس اعلان سے کہ خاکسار تحریک توڑ دی گئی بہت سے خاکسار شدید طور پر متاثر ہو کر دہلی سے جانے کو تیار نہیں - اس وقت مسجد فتحپوری ، مسجد شاہ گلی اور دیگر مساجد میں کافی تعداد میں خاکسار موجود ہیں جن میں خاکسار خواتین کا جوش عمل قابل غور ہے - وہ کہتی ہیں جب تک ایک خاکسار بھی زندہ ہے ، تحریک خاکسار زندہ ہے اور رہے گی - ہم دہلی نہ چھوڑیں گے اور ہم حصول مقصد کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دینے میں تامل نہ کریں گے - ہم میں ہر شخص علامہ مشرقی ہے -

(روزانہ پیام دہلی - مورخہ ۱۰ جولائی)

خاکساروں پر اشک آور گیس کے تیرہ گولے پھینکے گئے

نئی دہلی : ۹ جولائی - دہلی پولیس نے آج صبح چاندنی چوک میں خاکساروں کے جلوس پر آنسو رلانے والی گیس پھینکی - خاکسار قطاروں میں مارچ کرتے ہوئے کانگرس کی بربریت کے خلاف اور خاکسار رفیقوں کی فوری رہائی کے نعرے لگا رہے تھے - پبلک کا ہجوم لاتعداد تھا - کثیرالتعداد خاکساروں نے جو دریائے جمنا کے پار اجتماع کے وقت سے مسجد فتحپوری میں مقیم ہیں ، ایک پرامن جلوس صبح ۸ بجے چاندنی چوک میں نکالا جس کا مقصد پنڈت نہرو کی قیام گاہ کے سامنے مظاہرہ کرنا تھا تاکہ خاکسار اسیروں کو فوراً چھوڑ دیا جائے -

جلوس کو کوتوالی کے پاس پولیس نے منتشر ہونے کو کہا لیکن جلوس نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا - جس پر تین سکوید گیس خاکساروں پر پھینکے گئے - جس سے

متعدد خاکسار زخمی بھی ہوئے اور پولیس صرف دس خاکسار گرفتار کرنے میں کامیاب ہو سکی ۔ اس کے بعد حوض قاضی کی پولیس نے ۹ مزید خاکساروں کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گرفتار کر لیا ۔

(روزانہ ڈان ۱۰ جولائی)

پنڈت نہرو کے بنگلے پر دستے

دہلی : ۱۰ جولائی ۔ آج پنڈت نہرو کے بنگلے پرچھ خاکساروں کا ایک دستہ پولیس کی تمام نگہداشت کے باوجود جا دھمکا اور مطالبہ کیا کہ بہار کے شہدا کا معاوضہ اور اسیروں کی رہائی ، ظالم کانگرس کے ہاتھوں دلائی جائے ۔ عین بنگلے کے برانڈے پر پہنچ کر دستے کو پولیس کی ایک بڑی جمعیت نے گھیر لیا اور گرفتار کر کے بنگلے سے دو میل باہر لے گئے وہاں پر دستے کو چھوڑ دیا گیا ۔ ایک دوسرا دستہ پھر تین گھنٹے کے وقفے سے پہنچا ۔ پنڈت نہرو بنگلے میں چھپے جھانک رہے تھے ۔ اس دستے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا ۔ آج دس جولائی کی صبح کو تیسرے دستے کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا گیا ۔

(روزانہ نظام)

سکھ افسر کا ایک خاکسار کے ساتھ بیرحمانہ سلوک

۱۱ جولائی ۔ آج پولیس سٹیشن کے سامنے ایک متعصب سکھ افسر پولیس نے ایک خاکسار کو گھیر لیا اور سخت فحش گالیوں سے اس کی تواضع کی ۔ خاکسار نے اس کو زبان بند کرنے کے لیے کہا ۔ مگر بارہ بج چکے تھے، اس لیے وہ آپے میں نہ رہا اور بے دریغ مارنا شروع کیا ۔ جس سے بڑا مجمع ہو گیا اور قریب تھا کہ سکھ کی بوٹی بوٹی نوچ لی جاتی ۔

دہلی

۱۴ جولائی : آج شام کو کوئی پانچ بجے باوردی خاکسار "لال قلعہ ہمارا ہے ۔ دہلی ہماری ہے ۔ خاکسار قیدیوں کو چھوڑ دو" کے نعرے لگاتے ہوئے چاندنی چوک میں نمودار ہوئے ۔ گھنٹہ گھر پہنچنے پر بندوقوں سے ،مسلح پولیس کی ایک بھاری جمعیت نے جو ایک سکھ تھانیدار کی سرکردگی میں تھی ان پانچوں خاکساروں کو گھیرے میں لے لیا ۔ پبلک کا ایک بہت بڑا ہجوم خاکساروں کی گرفتاری کا نظارہ دیکھنے کے لیے جمع ہو گیا ایک جوشیلے مسلمان نے خاکساروں کے اس جذبہ سے متاثر ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا جس پر تھانیدار نے اس مسلمان کو پکڑ لیا اور بری طرح زودکوب کرتا ہوا لاری کی طرف لے گیا

دو پولیس کے سپاہیوں نے جو غالباً ہندو تھے ، اپنی لاٹھیوں سے اس مسلمان کو کئی مزید ضربیں لگائیں - اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ ہو گیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری پولیس کے غیر مسلم عملہ پر ہو گی -

(تنظیم دہلی - مورخہ ۱۵ جولائی)

خاکسار عورتوں کی بہادری سے مردوں میں جوش پھیل گیا

دہلی : ۱۶ جولائی - کل نماز ظہر کے بعد بارہ ہندو راؤ (؟) چھوٹی مسجد میں مقیم خاکساروں کا محاصرہ رائفلوں اور سنگینوں اور اشک آور گیس کے ساتھ پولیس کی بھاری جمعیت نے متواتر کئی گھنٹے جاری رکھا - تین ہیڈ کانسٹیبل جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہونے لگے تو روک دیا گیا - خاکسار مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور نعرے لگاتے رہے - اس درد انگیز واقعہ کو دیکھ کر ایک خاتون نے کھڑکی سے ایک ولولہ انگیز تقریر میں مردوں کو طعنہ دیا کہ تم خدا کے سپاہیوں کا ساتھ نہیں دیتے لہٰذا چوڑیاں پہن کر گھروں میں بیٹھو اور ہم عورتیں میدان میں نکلتی ہیں - اس پر عام لوگوں میں بے پناہ جوش و خروش پھیل گیا - اور وہ خاکساروں کے ساتھ نعروں میں شریک ہو گئے - اور پولیس واپس لوٹنے پر مجبور ہو گئی - (روز نامہ تنظیم)

خاکساروں کا بابیلچہ مارچ

دہلی : ۱۴ جولائی - ہمارے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ خاکساروں کے مظاہروں کا کل چھٹا دن تھا - حسب معمول شہر میں مختلف ٹولیاں نعرے لگاتی ہوئی مارچ کرتی رہیں - خاکساروں نے کل ایک نیا لائحہ عمل مرتب کیا - وہ یہ کہ دو جیش باوردی اور بابیلچہ مارچ کرتے رہے - سندھی خاکساروں کا دستہ کامیاب مارچ کر کے واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچ گیا -

ایک دوسرا جیش جو حسب ذیل چار سپاہیوں بابو بسم اللہ خان ، خان معین الدین لور اور سید اسماعیل پر مشتمل تھا پولیس کی ایک بھاری اور مسلح جمعیت نے جامع مسجد کے سامنے گھیرا ڈال کر گرفتار کر لیا اور لاری میں بٹھا کر جیل بھیج دیا - واضح رہے کہ گھوڑ سوار پولیس بھی موجود تھی اور پبلک کا ایک بڑا ہجوم جمع ہو گیا تھا -

(روزانہ تنظیم دہلی - ۱۵ جولائی)

مسجد فتح پوری کے ارد گرد خفیہ پولیس کی چالبازیاں

دہلی : ۱۳ جولائی ۔ مسجد فتحپوری کے گرداگرد پولیس اور سی آئی ڈی کثرت سے چکر لگا رہی ہے ۔ ہمارے نامہ نگار نے بتایا کہ سب کے پاس بھرے ہوئے پستول اور ریوالوریں ہیں ۔ وہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ خاکسار مجاہدین کو اشتعال دلا کر ایک بہت بڑا فساد برپا کیا جاوے اور دہلی کے خرمن امن میں چنگاری پھینکی جائے ۔ خاکسار کے افسران بالا کی طرف سے خاکسار سپاہیوں کو پرامن رہنے کی سخت ہدایت دی ہوئی تھیں ۔ یہی وجہ ہے کہ خاکسار سپاہی حوصلہ اور صبر سے کام لے کر ان پولیس اور سی آئی ڈی والوں سے کسی قسم کا الجھاؤ پیدا کرنا مناسب نہیں سمجھتا ۔ لیکن کانگرس حکومت کے یہ تنخواہ دار مسجد کے آس پاس چلتے پھرتے ہیں ۔ خدشہ ہے کہ کہیں کوئی خاکسار سپاہی جوش میں نہ آ جائے ۔ دہلی پولیس کے افسران کا فرض ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب اور فوری توجہ اٹھائیں تاکہ امن عامہ میں خلل نہ پڑے ۔

(روزانہ تنظیم دہلی)

خاکساروں کو کچلنے کے لیے کانگرس کا تشدد

خاکسار سپاہیوں نے پچھلے چند دنوں سے مکمل پاکستان کے خاکسار سپاہیوں کی رہائی اور پٹنہ کے شہیدوں کا خون بہا لینے کے لیے پرامن جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ خاکسار ایک کڑے نظام کے تحت چار چار کی ٹولیوں میں مظاہرہ کرتے ہیں ۔ وہ اپنے مظاہرے کو جلوس کی شکل نہیں دیتے ۔ اگر عام پبلک از راہ ہمدردی ان کا ساتھ دیتی ہے تو یہ ان کا قصور نہیں ۔ ان سب کے باوجود دہلی کی کانگریس حکومت خاکساروں کو زیر دفعہ نمبر $\frac{۱۰۶}{۵۵}$ آوارہ گردی ، $\frac{۱۰۷}{۱۵۱}$ نقص امن اور ۱۸۸ (جلوس نکالنا) کے تحت گرفتار کروا رہی ہے ۔ عدم تشدد کی دعویدار کانگرس حکومت کو ہم متوجہ کرتے ہیں کہ خاکساروں سے یہ سلوک انتہائی طور پر شرمناک اور منتقمانہ ہے ۔ خاکسار سپاہی کو مندرجہ بالا واقعات کے تحت گرفتار کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس دور میں جو بھی اپنے حقوق اور تحفظ کے لیے صدا بلند کرے گا اسے غنڈہ اور آوارہ گرد گردان کر اسکا گلا گھونٹ دیا جائے گا ۔ کیا اہمسا پرمودھرما یہی سکھاتی ہے کہ غریب خاکساروں کو آٹھ برس سے کچلنے پر کانگرس ادھار کھائے بیٹھی ہے ۔ لکھنؤ ، پٹنہ ، بلند شہر اور اکوڑہ خٹک کی گولیاں اور قتل فراموش نہیں کیے جا سکتے ۔ خاکسار سپاہی مذہبی حقوق کے لیے مظاہرہ کرتا ہے ، اس لیے ان قیدیوں سے بھی سیاسی قیدیوں کا سلوک روا رکھنا چاہیے ورنہ ہم کہیں گے کہ ع :

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

(روزانہ تنظیم دہلی - ۱۰ جولائی)

خاکسار اسیروں کو رہا کر دیا جائے

لاہور : ۱۳ جولائی - لاہور کے مشہور لیگی اخبار معاصر "احسان" نے اپنی گزشتہ اشاعت میں خاکسار اسیروں کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

"علامہ مشرقی نے خاکسار تحریک کو ختم کر دینے کا اعلان کر دیا ہے - وہ تحریک کی قیادت سے دست بردار ہو چکے ہیں - اب حکومت پنجاب کو چاہیے کہ وہ مارچ ۱۹۴۰ء کے حادثہ میں اسیر خاکساروں کو رہا کر دے - ہمیں احساس ہے کہ پنجاب میں آئینی تبدیلیوں کا اثر اور تقسیم کا کاروبار اس شدومد سے ہو رہا ہے کہ باقی امور کی طرف توجہ کی گنجائش کم ہے لیکن خاکسار اسیروں کا مسئلہ خاکسار تحریک کے ختم ہونے کے بعد فوری توجہ کا مستحق ہے - ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو خاکسار اسیر لاہور جیل میں تھے ، انہیں منٹگمری جیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور جو مراعات انہیں لاہور میں حاصل تھیں سب کچھ چھین لی گئی ہیں - سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا معاملہ ہے - حکومت پنجاب کو چاہیے کہ ان تمام اسیروں کو رہا کر دے" -

(روزانہ تنظیم دہلی - ۱۵ جولائی)

بارہ خاکسار سپاہیوں کی گرفتاری

دہلی : ۱۴ جولائی - حسب معمول کل چار چار خاکسار سپاہیوں کے آٹھ جیش دہلی کے مختلف بازاروں میں نعرے لگاتے رہے - نعرے کانگریس برباد ، نہرو مردہ باد ، دہلی شہر ہمارا ہے ، خاکسار قیدی چھوڑ دو - بے شمار پبلک ہمراہ تھی - صرف تین مقامات پر پولیس نے مزاحمت کی - ایک ٹولی کوتوالی چاندنی چوک کے سامنے اور ایک دستہ جامع مسجد کے بالمقابل گرفتار کر لیا گیا - تیسرا جیش جامع مسجد کی پولیس چوکی نے حراست میں لے کر موٹر میں بٹھا لیا - خاکساروں کی روش انتہائی طور پر پرامن رہی مگر پولیس بندوقوں سے نیز ڈنڈوں سے زدوکوب کرتی رہی - گرفتاریاں زیر دفعہ ۹۰ آوارہ گردی اور $\frac{۱۰۷}{۱۵۱}$ نقص امن کے الزام کے تحت کی جا رہی ہیں - گرفتار شدہ خاکساروں کے نام محترم اللہ دتہ قریشی ، سردار احمد علی ، شیخ محمد رمضان ، خواجہ محمد صادق ، شیخ نذیر حسین خان ، عبدالعزیز چوہدری ، محمد بخش سردار ، رشید کمال ، بابو محمد اقبال ، ملک فیروزالدین چوہدری ، چوہدری شاہ دین اور غازی دین محمد ہیں -

(روزانہ تنظیم دہلی - ۱۵ جولائی)

خاکسار اور دہلی پولیس

دہلی میں آج کل خاکسار حضرات پرامن مظاہرے کر رہے ہیں۔ خاکساروں سے کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن کوئی بھی جماعت پولیس کے اس طرز عمل کو پسند نہیں کر سکتی جو اس نے پچھلے چند دنوں میں خاکسار جماعت کی اس تحریک سول نافرمانی کو روکنے کے سلسلے میں اختیار کر رکھا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے حال ہی میں ایک خاکسار نوجوان کو گرفتار کر کے زدو کوب کیا اور اس غریب کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ یہ طریقہ بڑا نازیبا ہے اور ہم پولیس کے ذمہ دار افسران سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس زیادتی کو فوراً بند کریں اور اس غیر ذمہ دار پولیس افسر کو سزا دیں۔ جو اس بیہودہ پن کا مرتکب ہوا ہے۔ خاکساروں کو دوسری جماعتوں کی طرح پرامن مظاہروں کا حق حاصل ہے اور اگر وہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو پولیس کا بھی حق بلکہ فرض ہے کہ وہ انھیں گرفتار کرے مگر کسی پولیس والے کو اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ انھیں یا کسی کوزدو کوب کرے۔ یہ تو سراسر حق شکنی ہے جس کی ذمہ داران پولیس کو فوراً روک تھام کرنی چاہیے اور پہلے درجہ کے پولیس ملازموں کی اس ڈکٹیٹرانہ حرکت کو بند کرنا چاہیے۔

(مقالہ روزنامہ جنگ دہلی۔ ۲۰ جولائی)

جامع مسجد شاہجہانی کے سامنے مزید خاکساروں کی گرفتاریاں

دہلی: ۱۶ جولائی۔ کل خاکساروں کے مظاہروں کا آٹھواں روز تھا۔ چار خاکسار سپاہیوں نے جامع مسجد دہلی سے نکل کر اردو بازار میں مظاہرہ کیا اور نعرے کانگرس برباد، دہلی شہر ہمارا ہے، خاکسار قیدی چھوڑ دیے جائیں۔ پبلک نے زور شور سے ہمنوائی کی۔ پولیس کی ایک بھاری جمیعت کے ذریعہ خاکساروں کو نرغے میں لے لیا گیا اور موٹر میں بٹھا کر جیل لے جایا گیا۔ ایک خاکسار مسجد فتحپوری کے باہر چانٹے بیتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ اس سے قبل ۶۲ خاکسار گرفتار ہوئے ہیں۔ آج کی گرفتاریوں سے کل تعداد ۷۰ ہو چکی ہے۔

(روزنامہ تنظیم دہلی۔ ۱۵ جولائی)

—۶۹—

خاکسار کا واویلا

اب جب کہ سونے کی چڑیا قفس میں سے اڑ چکی ہے اور قائد تحریک نے علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے، طول و عرض ہند سے ایک درد انگیز پکار پیدا ہوئی ہے کہ علامہ مشرقی خاکسار تحریک کو نہ چھوڑیں۔ اس پکار کا نمونہ چند خطوں کو درج کرکے کیا جاتا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ قوم مرثیہ خوانی میں کس قدر ید طولیٰ رکھتی ہے اور عمل میں کس قدر کمزور ہے (مدیر)

بریلی: مظہر اللہ خان صوفی ٹولہ :- "اے روٹھے ہوئے امیر! ایک پابند وفا کا سلام قبول ہو۔ آپ نے تو ہم سے منہ موڑ لیا لیکن ہم اپنے عہد وفا کو کیسے بھولیں۔ آپ کے اس آخری اعلان نے ہم وفا شعاروں کے دلوں پر وہ بجلی گرائی ہے جس نے دلوں کو پاش پاش کر دیا اور جس کے شعلے ایوان حیات میں حشر برپا کیے ہوئے ہیں۔ کیا ان ٹوٹے ہوئے دلوں کی سسکیاں آپ کے کانوں تک نہیں پہنچتیں۔ ہمارے فلک پرواز ارادوں اور بے پناہ قوت عمل نے حسین آرزوؤں کی ایک دنیا بسائی تھی اور آپ کے بلند بانگ دعووں نے اس میں زندگی کی روح پھونک دی تھی لیکن پھر آپ ہی نے ہماری دنیا برباد کر دی۔ آرزوؤں کا قتل عام کر دیا۔ انہیں اپنے پیروں سے روند ڈالا۔ کیا آپ کی نظریں اپنی اس مشق ستم کو نہیں دیکھ سکتیں؟

بتائیے ہمیں کس جرم کی سزا میں یہ پیغام موت ملا؟ ہم نے آپ کا کون سا حکم نہیں مانا (یہ بتلاؤ کہ کون سا مانا تھا؟ مدیر) ہم ہی تھے جنھوں نے برسوں کے خزاں رسیدہ ہندوستان کو اپنے خون سے پہلی مرتبہ بہار بنایا۔ ہم ہی نے سب سے پہلی بار موت سے کھیل کر خوفزدہ اور ڈرنے والوں سے موت کا خوف دور کیا۔ ہم نے اس بچھڑی ہوئی قوم میں جانباز پیدا کیے۔ پھر کیوں ہمارے امیر کا فولاد سے

ماخذ: الاصلاح، ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء (۵)، ص ص ۲ - ۴، ۹ - ۱۰

بھی زیادہ مضبوط استقلال موم کی طرح پگھل کر بہ گیا - جس نے آج تک صبر ، ہمت ، جوانمردی ، استقلال کے سبق ہمیں سکھلائے تھے ، کیا آج ان کے سامنے ہمیں وہ سبق دہرانا ہوں گے -

حیران ہوں کہ اصول کائنات اب بھی اپنی جگہ پر قائم ہے - یہ سورج روز افق مشرق سے اسی طرح اگلتا ہے اور مغرب میں ڈوبتا ہے - چاند اسی طرح ضیا باری کرتا ہے - ستارے اسی طرح آسمان پر ڈگمگاتے ہیں اور زمین بھی اپنے محور پر اسی رفتار سے چکر کاٹ رہی ہے - یہ سورج اندھا کیوں نہیں ہو جاتا - ستارے اور چاند ٹوٹ کر منتشر کیوں نہیں ہو جاتے - زمین اور آسمان ٹکرا کر پاش پاش کیوں نہیں ہو جاتے - اے میرے امیر ! بتلائیے کیا اہل دنیا نے اصول کو پھانسی پر لٹکا دیا - کیا حقیقت و سچائی کا جنازہ اس دنیا سے نکل گیا ؟ کیا انصاف کو موت کے اژدہے نے ہمیشہ کے لیے ڈس لیا - کیا زمین کی آسمان سے خدا کی یاد شاہت ختم ہو گئی - اگر یہ سچ ہے تو پہاڑ کیوں اپنی جگہ پر قائم ہے سمندر کیوں اسی طرح موجیں مار رہے ہیں - نظام لیل و نہار کس زور پر قائم ہے - اس لیے کہ ان کا وجود ایک اصول پر ہی ہے - خدا کے بنائے ہوئے اصول پر - ایک ہماری بنیاد بھی فطرت کے اتنے ہی مضبوط اصول پر نہ تھی ؟ کیا آپ نے ہمیں دھوکہ دیا تھا - نہیں ایسا نہیں ہو سکتا - دل اسے کبھی تسلیم نہیں کر سکتا - روح کی تڑپ اور دل کی کشش صداقت اور خلوص کا ثبوت دے رہی ہے - سینہ کی ہر دھڑکن عہد وفا پر مہر لگا رہی ہے ۔ رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گرمی کا پتہ دے رہی ہے - اے میرے امیر ! خدا کے واسطہ کہہ دیجیے کہ ہم زندہ ہیں - میں آپ سے آپ کی عزیز ترین شے کا واسطے دے کر بھیک مانگتا ہوں - اپنی زندگی کی تحریک کی زندگی کی نہیں بلکہ ایک قوم کی زندگی کی - خدا کا واسطہ مان جائیے -
اے روٹھے ہوئے امیر !

وجہ کچھ بھی ہو آپ کی ہمت کتنی ہی پست ہو جائے ، اگر آپ کے ارادوں کا عظیم الشان محل زمین پر بھی آ ترے لیکن یقین کیجیے کہ ہم مصیبتیں اٹھاتے اور مشکلات جھیلتے ہوئے اس منزل پر پہنچ چکے ہیں - جہاں ہمارے پائے استحکام میں ذرا سی بھی لغزش نہیں ہو سکتی - بڑے سے بڑا زلزلہ بھی ہمیں نہیں ہلا سکتا - آپ کے سہارا مٹانے سے ہمارا قصر عظیم ڈھے نہیں سکتا - ہمیں اپنے شہیدوں کے خون سے گلزار پیدا کرنا ہے ، چاہے اس کے لیے ہمیں اور خون کیوں نہ بہانا پڑے - چاہے اس جدوجہد میں ہم فنا کیوں نہ ہو جائیں ، لیکن اس خود کشی کو ہم ہرگز قبول نہیں کر سکتے -

پاکستان اور ہندوستان کا قیام ہماری موت نہیں اور نہ ہی قوم کی بے حسی کے سامنے ہم اس قدر ذلت سے ہتھیار ڈال کر اس کی اور اپنی رہی سہی قوت ارادی کو فنا کرنا چاہتے ہیں - ہمارے دل فتح اور شکست کے احساس سے بے نیاز ہو چکے ہیں - موت اور زندگی ہمارے لیے ہم معنی بن چکی ہے - عمل ہماری فتح اور زندگی ہے ، بے حسی شکست اور موت ہے - جسمانی اور ظاہری موت ایک فریب خیال ہے - ہاں چارپائی پر لیٹ کر مرنا عار ہے اور خاک و خون کی موت اس زندگی کی معراج اور حیات جاوید کی سیڑھی ہے لیکن اے امیر ! آپ کے نہ ہونے سے ہمیں از سر نو جنم لینا ہوگا - شیر مادر کو پھر سے جمع کرنا ہوگا - اس لیے استدعا ہے مان جائیے ضد نہ کیجیے اگر ضد پر قائم رہے تو معلوم ہو کہ آپ کی مشق ستم پر ہم بھی مچل سکتے ہیں - اس لیے ان وفاداروں سے اعلان بغاوت سے پہلے انہیں سینہ سے لگا لیجیے ورنہ یقین کیجیے کہ ایک چنگاری ہی شعلہ بنی ہے اور وہ شعلے تباہی برپا کر دیتے ہیں - بس ابھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا - ایک مرتبہ پھر آپ سے ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا ہوں - آپ کو زندگی موت اور باجت سے مناتا ہوں - خدارا مان جائیے - آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا - شاید عقدہ حل ہو جائے" -

کلکتہ : طاہرہ بیگم - ۸ اے لیو پارک سٹریٹ - یہ صاحبہ ناظمہ علیہ خواتین ہند تھیں - مرکزی کیمپ سے چند دن پہلے انہوں نے تجویز کی کہ مستورات کا کیمپ کلکتہ میں ہی کر لیا جائے - دہلی جانے کی کیا ضرورت ہے - ان کو تار دی گئی کہ مقامی کیمپ منسوخ کرکے دہلی تمام مستورات کو ساتھ لے کر پہنچو تو سخت ترین بیمار ہو گئیں اور لکھوایا کہ بستر سے ہل جل نہیں سکتیں - ایک خاتون بھی ان کی وساطت سے دہلی نہ پہنچی - علامہ مشرقی نے اس اطلاع پر انہیں ناظمہ علیہ کے عہدے سے معزول کر دیا - اور ن - ب محجوب سیتاپوری کی تقرری ان کی جگہ عارضی طور پر کر دی - ۵ جولائی کو یہ صاحبہ دفعتاً اچھی ہو گئیں اور حسب ذیل خط لکھا -

"میری طبیعت بہتر ہو گئی تھی مگر اس خبر نے کہ آپ نے تحریک کو ختم کر دیا ہے مجھے قریب الموگ کر دیا ہے - کاش کہ میں اس دن کے لیے زندہ نہ رہتی - کئی خاکسار میرے پاس روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ آج ہم یتیم ہو گئے اور ہمارا کوئی سہارا نہ رہا - افسوس ہماری کم نصیبی کہ ہم دہلی نہ جا سکے اور اکثر خاکسار جنہیں روانہ ہونے میں دیر ہو چکی تھی - پہنچنے سے قبل ہی یہ روح فرسا خبر سن لیں گے -

امیر محترم ! ہم اپنی تمام غلطیوں کو مانتے ہیں اور آپ ہمیں کتنی ہی سخت سزا دیں ، ہمیں عذر نہ ہوگا - لیکن ہمیں چھ ماہ کی مہلت کم از کم اور دی جائے تاکہ ہم

اس میں تین لاکھ کا اجتماع کرکے کامیابی کے آثار پیدا کریں اور موجودہ حالت میں خاکساروں کے گھروں میں جو صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ اسے مسرت سے بدل دیں ـ زیادہ کیا عرض کروں عطیہ بیگم کی حالت تو بالکل پاگلوں کی ایسی ہو گئی ہے" ـ

دہلی : سید محمد صابری خاکسار : "جناب نے آنکھ بند کرکے تحریک کو منتشر کر دیا ،مگر کم سے کم اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر معلوم کرتے کہ اتنے عرصہ تم نے کبھی خاکسار کو چین سے بیٹھنے دیا ـ دنیا کا کون سا کام ایسا ہوگا جو جناب نے خاکساروں سے نہ کرایا ہو ـ لکھنو محاذ ہو ـ لاہور محاذ ـ حکومت کی غلطیوں سے ہوا ـ قحط زدگان بنگال کی حفاظت ، گاندھی جناح کی ملاقات ـ صوبجاتی اور سندھ وغیرہ تک ، الیکشن بہار کا ریلیف کیمپ ، دہلی کا مرکزی کیمپ ـ اس نازک دور میں تحریک خاکسار کہاں تک قربانیاں کر سکتی تھی ـ پھر بھی خدا کے یہ نیک بندے ، ہزاروں میل چل کر دہلی کافی تعداد میں تقریباً ۱-۲ لاکھ پہنچے اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں ـ ایسی حالت میں کم سے کم جناب کو تعداد تو مقرر نہ کرنی تھی ـ آج جتنے خاکسار یہاں موجود ہیں ، وہ اس قدر توانا ، سر پھرے ہیں ، آج آپ ان سے تین لاکھ کا کام لے سکتے ہیں ـ اگر ہم بھیڑ لا کر کھڑی کر دیتے تو وہ کس کام کی ہوتی ـ علاوہ ازیں یہ تو جناب ہمیشہ سے جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں دھوکہ دینے والے بہت ہوتے ہیں اور کام کرنے والے کم ـ ایز لاہور ، لکھنو ، بہار ، دہلی وغیرہ کے شہیدوں پر رحم کھا کر قیادت کو اپنے ہاتھ میں رکھیں ـ یہاں تمام خاکسار رو رہے ہیں ـ میدان جمنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ماتم کدہ بنا ہوا ہے ـ لوگ چیخیں مار مار رو رہے تھے ـ پٹھان لوگ تو خود اپنے آپ کو چھرا مارتے ہوئے رو کے گئے ـ خدارا ہم لوگوں کی حالت پر رحم کھا کر تشریف لاویں ـ"

سہارنپور : علی احمد خان قیصر : "ہمیں اعتراف ہے کہ دہلی میں ۳ لاکھ خاکسار بے شمار (؟) کی وجہ سے جمع نہ ہو سکے لیکن اس میں جو کچھ کمی واقع ہوئی ، وہ حقیقتاً وہ کمی نہیں کہی جا سکتی ـ اول دہلی میں تقریباً سوا دو لاکھ کا اجتماع رہا (یہ قطعی غلط ہے ـ مدیر) اور آج تک کسی پارٹی لیڈر کی انتہائی کوشش کے باوجود اتنے انسان جمع نہ سکے ـ یہ دوسری بات ہے کہ مخالف اخبارات اور دشمن پارٹیاں تحریک کی بیخکنی کے لیے غلط پروپیگنڈا کرتی رہیں اور کر رہی ہیں ـ صرف یہی وجہ ہے کہ کیمپ کی صحیح تعداد عوام سے پوشیدہ رہی ـ حکومت (؟) اور مخالفانہ طرز عمل نے خاکسار کی آمد میں زبردست رکاوٹ پیدا کی ـ دشمن کا کوئی حربہ نہیں

جو تحریک کو منتشر کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہو - خدارا غور فرمائیے - اتنی مخالفت کے باوجود متذکرہ بالا تعداد میں خاکسار جمع ہوئے ہیں تو یہ تعداد ۴ لاکھ سے زیادہ ہی تصور کرنی چاہیے - ایسے موقع پر بیباکانہ اعلان سنجیدگی کی دلیل ہرگز نہیں -

ایک اور بات جو زیادہ قابل تعریف ہے وہ یہ ہے ، کہ تحریک خاکسار غیر پاکستانی صوبہ جات کے پانچ کروڑ چھیاسی لاکھ مسلمانوں کو کانگریس کے جبر و تشدد سے بچانے کا وعدہ کر چکی ہے بلکہ یقین دلا چکی ہے کہ تحریک خاکسار ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کی آزادی کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی ان پر نثار کر دیتی - غور فرمائیے ! یہ چار کروڑ مسلمانوں کی حفاظت کرنے والے پاکستان پر قربان ہو جانے والے چھ کروڑ مسلمان خاکسار سے کتنی امیدیں لگائے بیٹھے تھے ؟ غور کیجیے ان مسلمانوں کو مسلم لیگ نے اپنا مطلب نکال کر صرف بے یارو مددگار چھوڑ دیا بلکہ جان بوجھ کر کانگرس ایسی ظالم حکومت کے حوالے کر دیا - صرف تحریک خاکسار تھی جس کے سہارے پر یہ اپنی زندگی کی گھڑیاں گن گن کر آزادی کا انتظار کر رہے تھے - دراصل ان مسلمانوں نے اپنی تقدیریں خاکسار تحریک سے وابستہ کر دی تھیں - سوچئے - تحریک کے ختم ہونے کا اعلان پڑھ کر ان پر کیا گزری ہوگی ؟ ان کی نگاہوں میں ان علاقہ جات کے دردناک مناظر گھومنے لگے جہاں کانگریس نے بے گناہ نہتے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم ڈھا کر چنگیزیت و قیصریت کو مات دے دی تھی - ان کے کان کے پردوں سے یتیموں اور بیواؤں کی درد بھری فریادیں ٹکرانے لگیں - انھیں شریف پردہ دار عورتوں کی عصمت دری کا سماں نظر آنے لگا - ان کی آنکھ کی پتلی پر بے قصور ، بے زبان بچوں کا قاتلانہ نقشہ جم کر رہ گیا - ہمیں اپنا انجام بھی اتنا ہی خوفناک و تاریک نظر آنے لگا - یقین جانیے ، جس وقت سے انھوں نے تحریک ختم ہونے کا اعلان پڑھا ہے ، انھیں یقین ہو چلا ہے کہ عنقریب مسلم نوجوانوں کو پٹیل اور نہرو کے صدقہ میں بلیدان کر دیا جائے گا - ان کی ماؤں کی گودیں خالی کر دی جائیں گی - سہاگنیں بیوہ بنا دی جائیں گی - دوشیزائیں اپنی عصمت بچانے کی اگر کوشش کریں تو ناکام ہوں گی ۔ ان کے سامنے ان کے معصوم بچوں کو قتل کرنے کی دھمکی دے کر ان کو تبدیلی مذہب پر مجبور کیا جائے گا - کہاں تک لکھوں - جناب بخوبی واقف ہیں کہ کانگریس برسر اقتدار آتے ہی جو کچھ کر گذرے کم ہے - یقین کیجیے ، ان مسکین مسلمانوں کے چوبیس گھنٹے گریہ و زاری میں گزرتے ہیں -

میں خدا کا واسطہ دے کر اس محبوب کا واسطہ دے کر چھ کروڑ بے بس مسلمانوں کا واسطہ دے کر ، خاکساروں کے شہدا کا واسطہ دے کر اپیل کرتا ہوں کہ جناب دوبارہ قیادت فرما کر مسلمانوں کی عزت بچائیں ۔

ایک معصوم لڑکے کی پکار

امرتسر : ایاز احمد انظیر کوثری ، جماعت دہم ، مسلم ہائی سکول : "علامہ مشرقی نے اپنے ۳۱ مارچ کے اعلان میں قوم کو واشگاف الفاظ میں گلا پھاڑ پھاڑ کر کہا کہ خاکسار سپاہی بن کر تین لاکھ کی تعداد میں دہلی پہنچ ۔ ورنہ تین لاکھ کے اس تاریخی کیمپ کے لمہ ہونے کے بعد خاکسار تحریک ختم کر دی جائے گی ۔ لہٰذا نافرمانبردار بے حس و بزدل قوم نے وہی کر دکھایا جس کا ڈر تھا اور قوم کے بوڑھے جرنیل اور مسافر انقلاب علامہ مشرقی نے مردہ قوم کا فاتحہ پڑھتے ہوئے نہایت بیباکانہ ، رقت انگیز اور پر درد آواز سے ذیل کا شعر گنگناتے ہوئے مجنونانہ قہقہے مار کر قوم کے مردہ لاشے کو سپرد خاک کر دیا ۔

جو مردے کو امرت پلایا تو کیا مسیحا پس مرگ آیا تو کیا

او مسلمان ! تیرا قافلہ لٹ گیا ۔ تیرے غلط کار لیڈروں نے انگریز کی شہ پر ملک کو دائمی خانہ جنگی کے سپرد کر دیا ۔ تیری لاشوں کو فرقہ وارانہ فساد کے سیلاب میں غلہ کیمہ کر بہا دیا ۔ تو خانمان برباد ہو گیا ۔ تو ظفر بہادر کی فوج کی طرح در در گدائی پر مجبور ہو گیا ۔ تجھے ایک لاکھ کی تعداد میں دردلدگی سے ذبح کیا گیا ۔ دیکھ ! زرخیز اور سونا اگلنے والے علاقے تجھ سے چھین لیے گئے ۔ تجھے ہندوستان کے کونوں میں ریتلے ، بنجر اور بے آب و گیاہ صحراؤں میں رہنے کے لیے مجبور کر دیا گیا ۔ اس لنگڑے پاکستان نے تیرے ساڑھے چار کروڑ بھائیوں کو (جو ہندوستان میں آتے ہیں) خود ہی ہندو بنا دیا کیونکہ اب انھیں ہندوانہ پرچم کے نیچے رہنا ہوگا ۔ ہندی پڑھنی ہوگی اور شاستر کے قانون کو ماننا ہوگا ۔ اسلامی شوکت و عظمت کی زندہ جاوید یادگاریں تاج محل ، جامع مسجد ، قطب مینار اور لال قلعہ کے تیرے ہوتے ہوئے بھی غیروں کے سپرد کر دیا گیا ۔ سوچ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اب گوش ہوش سے سن ۔ تو بزدل ہو چکا اور پاں مشرقی کی اسلامی سپرٹ اور آخری خطبہ کو حقیقت کی عینک لگا کر پڑھ ۔ اب کسی صور اسرافیل کا انتظار کر کیونکہ قیامت آ چکی اور ختم بھی ہو گئی" ۔

ایک معصوم لڑکی کی پکار

کراچی : بلقیس بانو ، عمر ۱۵ سال ، دختر سیٹھ غلام محمد الائیز ایلیری سروس :

"پچھلے الاصلاح میں علامہ المشرق کا بیان پڑھا جس میں خاکساری کے ختم ہونے کا اعلان تھا لیکن ہم سب کو بے حد امید تھی کہ خاکسار خدا کے فضل و کرم سے دہلی کو فتح کرکے آئیں گے اور خاکسار تحریک کو ختم نہ کریں گے - جب سے خاکسار روانہ ہونے لگے ہماری زبان سے دعائیں نکلتی تھیں کہ خدایا خاکسار جماعت کو کامیاب کر ! خاکسار بچارے غمگین ہو کر نہ آئیں - جس وقت ہم نماز پڑھتے تھے ، بعد نماز کے دعا کے وقت خاکساروں کے لیے دعا خود بخود منہ سے نکلتی تھی اور میرا چھوٹا سا بھائی کا بیٹا ۲ سال کا جاوید اشرف ہے وہ جب بھی لال جھنڈا دیکھتا ہے تو یہی کہتا ہے ، خاکسار زندہ باد ! لیکن جب اس جمعے کا الاصلاح ۳ بجے آیا کہ خاکسار تحریک ختم ہو گئی ہے تو دل کو بہت صدمہ ہوا اور آنکھوں سے آنسو آ گئے - کوشش کرنی چاہیے کہ خاکسار کو نہ مٹنے دیا جائے - ہم تو مر جائیں گے لیکن خاکساری نہیں چھوڑیں گے - ہم خاکساری پر اتنا فخر کرتے تھے - اب لوگ ہم کو کیا کہیں گے - خاکساروں نے اتنی خدا کی راہ میں قربانیاں کی ہیں - اب کہا خاکساروں کے دل میں افسوس ہوگا نیز وہ کس طرح اپنا منہ لے کر گھر میں واپس گئے ہوں گے - لیگ کیا جانے خاکساری کو کہ کیا چیز ہے - نہ نماز - نہ روزے - نہ زکٰوۃ - نہ حج - بس غریبوں سے پیسہ چھین کر اپنا کام کرنا یہ مسلم لیگ نام رکھوا لیا ہے اور کام تو مسلمانوں والا کوئی نہیں کرتے - سب مسلمانوں کا نام بد نام کر دیا ہے -

شیر گڈھ : رینالہ خورد - عزیز احمد نجمی : "یہ خدا اور رسول کی تحریک تھی - آپ کو توڑنے کا کیا حق حاصل تھا - میں دہلی کیمپ سے ۳ جولائی صبح واپس آ گیا تھا ، اس لیے آنحضرت کی تقریر نہ سن سکا - آج ابھی ابھی اخبارات میں آپ کا اعلان پڑھا - خاکسار تحریک کا درد ناک دور پر خاتمہ نہیں بلکہ مسلمان قوم کے ایک زبردست بازو کا خاتمہ ہو گیا - امیر محترم ! اگر آپ نے تحریک کو اس خطرناک طور پر ختم ہی کرنا تھا اور اگر سترہ برس کے اسلامی عمل کو اس طرح منتشر ہی کر دینا تھا تو آخر اس کی جھلک دکھلائی ہی کیوں - ہمیں کیوں مولوی کے صرف ڈھیلے والے ، مصلے والے اور داڑھی والے اسلام پر کیوں نہ رہنے دیا - ہمیں ان سیاسی لیڈروں کی بھول بھلیوں میں ہی کیوں نہ رہنے دیا - ایک چیز کا احساس پیدا کرکے سوئے ہوؤں کو جگا کر - مردوں کو قبروں سے زندہ کرکے اب کہتے ہو ، جاؤ بے حس ہو جاؤ - جاؤ

سو جاؤ! دفن ہو جاؤ! بابا! یہ ہم سے نہیں ہو سکتا - امیر محترم ہم ایک لاکھ تھے یا ایک ہزار یا دس ہزار - ہم نے تیرے حکم کی تعمیل کی - اب بھی سب کچھ حاضر ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ میں کس طرح دہلی پہنچا اور اسی طرح دوسرے بھائیوں نے اس سے زیادہ تکالیف برداشت کیں - محترم امیر! قیامت کے دن ہم تو کہہ دیں گے کہ ہم نے اس کے پیغام کو ٹھیک ٹھیک کہہ دیا تھا - یہ خود ہی میدان سے بھاگ گیا - اگر تیری قوم بزدل ہے تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں - افسوس آخری یہ کہ مجھے جواب دے کہ کوئی طریقہ تحریک کو جاری رکھنے کا بھی ہے یا نہیں - امیر محترم! میری طبیعت انتہائی طور پر خراب ہے ہم تڑپ رہے ہیں -

کھاچرود : محمد اعظم خان ، سالار شہر ، مالوہ ، ضلع اجین ، گوالیار سٹیٹ :

"ہم حسرت کے ساتھ دہلی مرکزی کیمپ سے واپس کھاچرود آئے اور آج تک رنج و الم کے سوائے کوئی چارہ ہی نہیں کیونکہ ہمارا دنیا میں کوئی نہیں رہا - ہمارا صرف ایک ہی سہارا تھا اور اس برے وقت میں آپ نے ہم غریبوں کو دھتکار دیا - آپ جانتے ہی ہیں کہ غریب خاکساروں نے کتنی قربانی جانی اور مالی پیش کی ہے جس کی مثال آج دنیا کی کوئی تحریک نہیں پیش کر سکتی ہے -

امیر محترم! ہم خاکساروں نے نہ تو مسلم لیگ میں حصہ لیا اور نہ کانگرس میں اور ہم ان کے ہمیشہ خلاف رہے - آج یہی پارٹیاں برسر اقتدار ہیں اور ہم سے دونوں دشمنی رکھتی ہیں - اب ہم کہاں جائیں اور اقلیت کے مسلمان بغیر جماعت کے زندہ نہیں رہ سکتے - خاکسار تحریک کے علاوہ جو بھی جماعت ہے وہ گورنمنٹ کی زر خرید ہے اور خاص کر آج مالوے کے مسلمان اتنے کمزور ہیں جس کا اظہار کرنا ناممکن ہے -

۱- امیر محترم! خاکسار سپاہی جماعت کے سوائے زندہ نہیں رہ سکتا -

۲- اقلیت کے مسلمان اتنے خطرہ میں ہیں جس کا بہار کے مسلمانوں سے اندازہ کیا جائے تو ٹھیک ہے -

۳- خاص کر مالوہ کے مسلمان جو ایک ہندو ریاست میں رہتے ہیں اور اکثریت بھی ہندو کی ہے وہ ہندوؤں کی تلوار کے سایہ میں رہیں گے -

۴- اس نازک وقت میں تحریک کو منتشر کرنا خاکساروں اور مسلمانوں کو ذبح کرنا ہے -

۵- آپ نے فرمایا تھا کہ یہ میری تحریک نہیں ، خدا اور رسول ؐ کی تحریک ہے تو خود قیادت سے انکار کیسا معنی -

۶- غریب خاکساروں نے جانی اور مالی قربانی پیش کیں اور کرتے رہے - کیا وہ سب بیکار گئیں ؟

۷- جنہوں نے جھوٹیں وقت ضائع کیا اور اپنے بچوں کو بھوکا مارا - اس کا انعام صرف قیادت سے انکار ہی ہے - خدا کے لیے امیر محترم ! آپ ہمیں سمجھئیے کہ ہم کیا قصور وار ہیں - جواب سے مطلع فرمائیں . یہ الفاظ ایک بے خودی کی حالت میں سپرد قلم ہیں - جواب بہت جلد دیجیے گا تاکہ تسلی ہو سکے " -

ملتان شہر : ایک بد نصیب خاکسار : "ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے شرمندہ ہیں کہ باوجود نفس کشی ، جانی اور مالی قربانی اور ہر طرح کے مصائب و آلام کی برداشت کے ہم موجودہ زمانہ میں دنیا کے حق پر سامنے ذلیل و خوار ہوئے - ہوتے ہوئے بھی آہ ! باطل - - - - کے سامنے شکست فاش آ ہوئی یہ سب اس لیے کہ ہم میں سے اکثر کی اصلاح نفس نہ تھی - صالح نہ بنے - احکام اللہ و رسول کی کاملہ طور پر پابندی نہ کی - عسکریت کی بھی پوری مضبوطی نہ کی اور اکثر نے کافی طور پر اپنے اپنے اخلاق کو بھی وسیع نہ کیا - ہمارے گناہوں نے ہم کو خود ڈبویا - یا اللہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اپنے اور پرائے سب طعنہ زن ہیں - ہم کو (؟) چھپانے کو جگہ نہیں -

اے خدا ! ہم کو قوت دے - ہمت دے - استقلال دے - ایمان کے نور سے منور کر - کہ ہم پھر گامزن ہو کر صرف اور صرف تیری رضا و خوشنودی کے لیے سر بکف نکلیں اور دنیا پر تیرے قانون کو نافذ کر دیں - ایک بات ضبط تحریر میں لانا ہے کہ مجھے حکومت ہند کے ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کی ایک شاخ کے سپرنٹنڈنٹ نے دہلی میں کہا تھا کہ اختیارات منتقل ہونے کے بعد خاص عدالتیں قائم ہوں گی جو ان لوگوں کو کہ جنہوں نے مسلم لیگ کی مخالفت کی ہے اور جو پاکستان میں رہتے ہیں - موت اور تاحیات قید کی سزائیں دیں گی - یہ ہے کہ مسلم لیگ کی اسلامی شرعی حکومت علامہ صاحب خدا کے واسطے اس طرف متوجہ ہوں - اس کو سنجیدگی سے سوچیں اور تدارک کریں - آہ ! " مسلمان تیرا مقام کہاں ہو گیا :

پشاور شہر : "عبدالعزیز : آپ کے خاکسار تحریک کے ختم کر دینے کے سنسنی خیز اعلان کو پڑھ کر انتہائی رنج بھی اور خوشی بھی ہوئی -

۱- رنج اس لیے ہوا کہ سترہ سال کی خون جگر سے سینچی ہوئی تحریک ایک آن واحد میں منتشر کرکے ہزاروں کی تمناؤں کا خون کر دیا گیا -

۲- رنج اس لیے ہوا کہ "جناحی لیگ" کا جنازہ نکالتے نکالتے خاکسار تحریک کا جنازہ نکل گیا ۔

۳- رنج اس لیے ہوا کہ سترہ سال کی شبانہ روز محنت اکارت ۔ لاکھوں روپیہ فضول برباد اور کئی سو جانیں بے نتیجہ تلف ہو گئیں ۔

۴- رنج اس لیے ہوا کہ تمام عمر مخالفوں کے جگر شگاف اور زہرہ گداز طعنے سننے کے بعد آخرکار بھی طعنوں ، طنزوں اور تمسخر کا شکار بننا پڑا ۔ (آہ ! ثم آہ) ۔

۵- رنج اس لیے ہوا کہ تمام عمر شکستوں ، ناکامیوں اور تکالیف کے بعد حسرت نا امید اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ۔

۶- رنج اس لیے ہے کہ تحریک کے اختتام کا سن کر لیگیوں نے فاتحہ پڑھا ۔ خاکساروں کے آگے طنزاً عذر خواہیاں کیں ۔ آپس میں ایک دوسرے کو مبارکبادیں دی گئیں اور خاکساروں کے جلے ہوئے دلوں پر مٹی کا تیل نہیں بلکہ پٹرول ڈالا گیا ۔

۷- رنج اس لیے کہ ہماری یہ سترہ سالہ سعی ، کفر ، ضلالت اور گمراہی ثابت ہوئی (یہاں کوئی عربی عبارت ہے جو پڑھی نہ جا سکی) ۔

۸- رنج اس لیے کہ ہماری دنیا تو خراب ہوئی اب آخرت بھی خراب ہے (من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ) ۔

۹ - رنج اس لئے ہے کہ مولوی کے مذہب کو غلط غلط کہتے کہتے اپنا مذہب بھی غلط نکلا ۔

خوشی اس لئے ہے کہ آپ نے ایسی بدبخت ، بدمعاش ، اجل زدہ ، نابکار اور ناقدر شناس قوم سے منہ موڑ کر اپنی بقایا عمر آرام اور آسودگی میں گزارنے کا ارادہ کر لیا ہے ۔ جہنم میں جائے ایسی قوم ۔

پشاور صدر : محمد حسین "خدا آپ کی مدد کرے۔ یہ ایک ناقابل تردید بات ہے اور خدا شاہد ہے کہ آپ نے امت مسلمہ کو عروج پر پہنچانے کے لئے اور کھویا ہوا اقتدار دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اپنے وقت اور دولت کا بہترین حصہ صرف کیا ۔ لیکن واحسرتا کہ بے حس قوم نے آپ کا ساتھ نہ دیا ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ کبھی بغیر بھی نہیں رہا

جا سکتا کہ آپ نے خاکسار سپاہی کے حوصلہ سامان بے پناہ قربانیوں اور زہرہ گداز مشقتوں کو بھی تحریک کے ختم ہونے کے اعلان میں ملیا میٹ کر دیا ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ جناب ہی کے واضح اعلان کے مطابق یہ تحریک آپ کی نہیں بلکہ خدا اور رسولؐ کی تحریک اور قانون قدرت کے اصولوں پر چلنے والی تحریک ہے تو اس کے ختم کرانے کے اعلان کے مجاز آپ کیسے ہو سکتے ہیں ۔ خیر اب خدا پر بھروسہ ہو گا ۔

اور آپ سے صرف یہی استدعا ہے کہ بیت المال کا روپیہ جو آپ کسی کمیٹی کے سپرد کرنے والے ہیں تاکہ وہ اپنے اپنے مالکوں کو واپس کر دیں یہ کام آپ ہرگز نہ کریں بلکہ اس کو آپ اپنے پاس بطور امانت رکھ دیں ۔ ہم پھر اپیل کرتے ہیں کہ روپے آپ اپنے پاس اس وقت تک رکھیں جب تک کہ ہم کسی نہ کسی آخری حل پر نہ پہنچیں۔ خدا آپ کو ہماری بلکہ ساری امت مسلمہ کی قیادت کے لئے دوبارہ کمر بستہ کرے ۔ خدا ہمارے ساتھ رہے“ ۔

اورنگ آباد : رشید احمد ، محلہ جینکہ پوڑہ دکان راتب بندی نمبر ۳۱ — ”۴ جولائی کو ریڈیو سے اعلان ہوا کہ جناب نے تحریک ختم کر دی ۔ یہاں کے خاکساروں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا ۔ یہاں اکثر لیگی حضرات تو بہت خوش ہیں مگر ذی سمجھ حضرات نہایت افسوس کر رہے ہیں ۔

ایک دن عنقریب وہ آئے گا کہ ہر شخص خاکسار اور ان کے قائد کو پکار اٹھے گا ۔ ہم خاکسار اورنگ آباد اسی تنظیم میں مصروف ہو رہے ہیں جو بالکل ہمارے اصول پر قائم ہو رہی ہے ۔ دعا فرمایئے کہ ہم اپنے اور آپ کے ارادوں میں کامیاب ہوں“ ۔

بھوپال : محمد عباس انصاری سالار عادل الدرون بدھوارہ — ”اے امیر تو نے ہم کو ختم کر کے جہنم میں دھکیل دیا ۔ اب ہم نہ دنیا کے رہے اور نہ دین کے ۔ اے امیر کیا تیری غیرت برداشت کرے گی کہ تو ابھی اس قوم کو گڑھے میں گرا دے ۔

اے امیر ! کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمان کا وجود اس دنیا سے بالکل ختم ہو جائے ! اگر یہ نہیں ہے تو پھر تو اعلان کر دے کہ ۳ ماہ کے بعد خاکسار پھر دہلی میں ۳ لاکھ کی تعداد میں پہنچیں گیا تو اس پر رضامند ہے ۔ جو اب سے مطلع فرما کر مشکور فرمایئے ۔ امید ہے آپ ناچیز کی عرضداشت پر پورا غور فرمائیں گے ۔ والسلام“ ۔

ہاپوڑ ! محمد یونس جنرل مرچنٹ ، بازار کلاں — ”۴ جولائی کو جامع مسجد دہلی میں آپ کی طرف سے جو اعلان سنایا گیا اور الاصلاح میں ابھی شائع ہوا ، اس کو سن کر اور پڑھ کر طبیعت کو سخت رنج اور تکلیف ہوئی جس کا اظہار ناممکن ہے ۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جناب اس دنیاوی کش مکش سے تنگ آ گئے ہیں لیکن خدا اور خدا کا رسول اس چیز سے خوش نہ ہونگے کیونکہ آپ نے ایک مردہ قوم کو کچھ نہ کچھ ضرور جگا دیا تھا ۔ لیکن قوم ابھی تک پوری طرح سے نہیں جاگی تھی کہ جناب نے بیچ میں چھوڑ دیا ۔ مسلمان خاکسار اب اس حد تک سمجھ چکے ہیں کہ ان کو سوائے اپنی تحریک کے دوسری کوئی جماعت پسند نہیں ۔ اب ہم لوگ بیکار ہیں ۔ دوسری جماعت میں اس لئے شریک نہیں ہو سکتے کہ ان کی طرح ہم بھی بیکار ہو جائیں گے ۔ اگر ایسے وقت میں ہم لوگوں کے سر پر کسی نے ہاتھ نہ رکھا تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہو گی ۔

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ہماری کمزوریوں کی وجہ سے آپ ایسا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں لیکن ہم یقین دلاتے ہیں کہ آئندہ ہم خاکساران پانی پت کبھی اپنے فرض میں کوتاہی نہیں کریں گے ۔

متھرا : لڈو محمد خان عرف محمد ابراہیم خان ــ "آپ نے ۴ جولائی کے الاصلاح میں اپنا جو اعلان دیا ہے یہ کئی لاکھ جانوں کا خون لے لے گا ۔ اس تحریک کو تو صرف آج ایک سال ہی زور دیتے ہوا ہے ۔ پہلے نہ اخبار آتا تھا نہ کوئی اطلاع آتی تھی ۔ جب سے الیکشن ہوئے خبریں آتی ہیں اور سب کو معلوم ہوا ہے کہ خاکسار بھی کوئی تحریک ہے ۔ کم سے کم ۶ ماہ یا ۱۲ ماہ اور دیکھئے ۔ جب سے آپ نے "تقاضائے وقت" شائع کیا ہے ۔ تب سے تعداد بڑھنے لگی ہے ۔ مگر آپ نے تو فوراً ہی ختم کا اعلان کر دیا ۔ خدا کہتا ہے کہ میں کسی قوم کو برباد نہیں کرتا ۔ قوم خود ہی برباد ہو جایا کرتی ہے ۔ صرف اپنے اعمالوں سے میں جانتا ہوں کہ آپ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا ہے۔ سوائے حضور کے کسی نے آج تک پیش نہیں کیا تھا ۔ آپ نے کہا تھا آپ اسلام کو ہندوستان سے نہ مٹنے دیجئے ۔ خدا کے واسطے ہندوستان میں اگر اسلام رکھ سکتے ہو تو صرف آپ ورنہ کوئی ایسا نہیں جو آپ کے بعد یہاں اسلام برقرار رکھ سکے ۔ آپ خدا کے واسطے ایک سال اور دیکھ لیجئے ۔ پھر جو مرضی آئے کرنا ۔ مسلمانوں کی آنکھیں کھل رہی ہیں اور آپ ختم کر رہے ہیں ۔ روز بروز خاکساروں کی تعداد بڑھ رہی ہے ۔ آپ ایسا نہ کیجئے ۔ خدا آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے خیال کو بدل دے تاکہ یہ ہندوستان اسلام سے خالی نہ ہو جائے ۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کو لیگ میں کوئی جگہ مل رہی ہے ۔ آپ ایسا ہرگز نہ کرنا ۔ خدا کے لئے آپ قبول صرف خاکسار تحریک ہی کرنا ۔ خدا آپ کے خیال کو بدل دے ۔ زیادہ آدمی جس بات کو کہا کرتے ہیں تو اسے مان ہی لینا چاہیئے ۔ جو جو آپ نے قربانی کی ہیں وہ خدا کو خوب معلوم ہیں ۔ وہ آپ کی جنت کبھی اکارت نہیں جانے دیے گا ۔ آپ ہمت نہ ہاریے ۔ جب تک آپ کا دم میں دم ہے ۔

خدا کے لئے آپ اپنے خیال کو بدل دیجئے - بڑی مہربانی ہوگی -"

پشاور : محمد یوسف گھڑی ساز کابلی گیٹ (محلہ گلاسیخانہ) ـــ"آپ کے تحریک چھوڑنے پر دل خون کے آنسو رو رہا ہے - مگر مجبور ہیں - چھ کروڑ مسلمانوں کو ہندوستان کا غلام بن جانے پر ہم بھی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں - ہمارے صوبہ سرحد میں بھی رائے عامہ ہونے والی ہے - پاکستان اور ہندوستان پر - یعنی غلام اور آزاد ہونے پر میرے خیال میں صوبہ سرحد بھی اگر ہندوؤں کا غلام بنا دیا جائے تو اتنا ہی آپ اور ہم کو افسوس ہو گا - جتنا کہ باقی غلام مسلمانوں پر ہوا ہے - اس لئے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ قائد تحریک کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ، ببالگ دہل اعلان کریں کہ خاکسار نہیں بلکہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سرحد کو ہندوؤں کا غلام ہونے سے بچائیں -

راولپنڈی ا محمد اسماعیل "۸ جولائی ـــ آپ جیسے جید عالم دین اور علوم غرب و شرق کے ماہر کے آگے رائے دینا بے وقوفی ہے لیکن کم علموں کی باتوں کو بھی ٹھنڈے دل سے سننا چاہیے - کئی دفعہ اس کے بہتر نتائج پیدا ہونے کی توقع ہے - کل کے اخبار احسان نے خاکساروں کی تعریف بھی کی اور برائی بھی - جب تک کہ تحریک نہیں ٹوٹی تھی - اس وقت تک تو یہ شیطان صفت ایڈیٹر مخالفت کرتے تھے -

اب سمجھتے ہیں کہ خاکسار بہت ہی نیک تھے - ختم کیوں ہو گئے - قائدین کا قصور ہے - اخبار کا ٹکڑا کاٹ کر بھیج رہا ہوں کہ حضور کی نظروں سے گذرے اور صحیح حالات معلوم ہوں - آج کے آزاد نے یہ خبر شائع کی کہ کچھ خاکسار سالار لاہور لئے امیر کی تلاش میں عنقریب لاہور یا پشاور میں کانفرنس کریں گے - ممکن ہو سکتا ہے کہ کچھ منافق ،زید اپنی لیڈری و سرداری کو قائم رکھنے کی کوشش کریں - لیکن یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی - آپ کی بلا سے جہنم میں جائیں - جب دنیا قائم ہے "صادق و جعفر" کئی پیدا ہوں گے - اس لیے آپ کو ایسی خبروں سے کوئی اکاؤ نہ ہوگا - نہ ہونا چاہیے - مخلص سپاہیوں کو ایسی خبریں سن کر دکھ پیدا ہوتا ہے - لیکن اُدھر ہنس دیتے ہیں - کھرے اور کھوٹے کی پہچان کا امتحان یہ ختم ہونے کا اعلان ہے -

علامہ صاحب ! آپ کے بغیر خاکسار سپاہی کی قیادت کوئی کرنے کے اہل نہیں اور جو منافق کھڑا ہوگا وہ اپنی موت منافقین میرٹھ کی طرح سے مر جائے گا - ممکن ہے ان کے ایما پر ہی یہ شرارت کھڑی کرنے کی نیت ہو -

پشاور میں کانفرنس رکھنے کا مقصد شاید یہ ہو کہ شیر اکبر خان سے کوئی مدد ملے ۔ یا حاکم اعلیٰ صفدر سلیمی پر ان کا کوئی جادو چل گیا ہو گا ۔ اگرچہ حاکم اعلیٰ نے پشاور کیمپ تک اچھا کام کیا ۔ لیکن جب تک کوئی پتہ نہ لگے ، یہ قیاس آرائیاں ہیں ۔ ممکن ہے صفدر سلیمی عہدہ سے ہٹائے جانے کے باوجود وفادار ہے ۔ اگر ایماندار ہوا تو رہے گا ۔ اور اگر بے ایمان ہوا تو ضرور کرے گا ۔

علامہ صاحب ! سترہ برس میں آپ کو سب کا علم ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ سب مخلص نہیں ۔ لیکن کافی تعداد نیک نیت بھی ہیں ۔ جس کی وجہ سے دہلی خاکسار کیمپ میں کئی ہزار سپاہی جمع ہوئے ۔

محترم ڈاکٹر کاظمی ان سب سے زیادہ ایماندار نظر آتے ہیں اور فدایان مشرقی ہیں ۔ جو شخص تحریک کی خاطر "پٹنہ میں سبزی تک فروخت کرے اور سب جاہ و جلال پر لات مار کر امیر کا حکم صحیح معنوں میں پورا کرے ، وہی جانباز ہے ، وہی پاکباز ہے ۔ وہی سب کچھ ہے ۔ ایسے مخلص کم پیدا ہوں گے ۔ خدا سب کو کاظمی کے نقش قدم پر چلنے کی صحیح توفیق دے ۔

علامہ محترم انصاف تو یہ ہے کہ پاکستانی افواج کا پہلا کمانڈر انچیف علامہ عنایت اللہ خان المشرقی المہندی امیر اعظم ہند ہی ہو ۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ۔ خداوند تعالیٰ محترم قائد اعظم صاحب کو آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ لیکن یہ عہدے لیگ کے اندر ہی ختم ہوں گے ۔ میں نے ایک خط نہرو اور گاندھی کو بھی لکھا ہے کہ ہندوستان کے پہلے کمانڈر انچیف علامہ مشرقی بنائے جائیں ۔ کانگریسی کہاں گوارہ کریں گے اور دوسرے بھائی بھی متعصب ہیں ۔

علی گڈھ : (جواب علی گڈھ کے سالار کے نام روانہ کیا جائے) نام نہیں لکھا ۔"میں اس عریضہ کو اپنی طرف سے نہیں بھیج رہا ہوں بلکہ یہ سمجھ کر کہ ایک عامل قرآن کے پاس خدائی وارنٹ روانہ کر رہا ہوں ۔ یاد رکھیے کہ آپ خداوند قدوس کی سپہ گری سے دست بردار ہوئے ۔ ہر وہ شخص جو خود کو عامل قرآن کہے اور خدا کی سپہ گری سے دست بردار ہو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے ۔ کیا آپ کسی قرآنی آیتہ سے ثبوت دے سکتے ہیں کہ کسی بھی خدا کے بندے نے اس کی سپہ گری سے روگردانی کی ہو اور پھر خود کو مسلمان کہلایا ہو ۔ آپ قوم اور نسل انسانی کے داروغہ نہیں ہیں ۔ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ پڑھیے جو حشر ان کا ہوا تھا ۔ وہی آپ کا ہو گا ۔ خدا کی سپہ گری معزول نہیں ہے ۔ اس سے دست برداری عین جرم نہیں بلکہ عین کفر ہے ۔

یاد رکھ کہ میرا خدا یونس علیہ السلام کی طرح پھر تجھے قوم کی خدمت کے لیے کان پکڑا کر بھیجے گا۔ بہتر ہے کہ خود تو اپنے جرم کا اعتراف کر کے قوم کی خدمت کے لیے پھر اُٹھ کھڑا ہو"۔

اکوڑہ: ایک ہمدرد مسلمان ـــ"اے میرے عزیز بوڑھے باپ نہ تو نے کون سا زلزلہ ماتم گھر گھر بچھا دیا۔

آہ! یہ سترہ سال کے بعد اب گھر گھر کہرام مچا ہے۔ اے میرے بزرگ یکدم سے سرپرستی چھوڑ دینا گھر گھر ماتم کر دینا زیبا نہ تھا۔ خیر تو امیر ہے دانا ہے۔ ہم سپاہیوں کو غم اور اپنی بوٹی ہی لوچ لوچ کر کھانے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ جب کہ بڑے بڑے سردار عقلمند لوگ سمجھ سے نہ کہہ سکے کہ اے امیر تو کیا کر رہا ہے اور کیمپ میں میعاد کی توسیع تو کر۔ ہم سب حاکمان صوبہ مل کر تین لاکھ کیا چار لاکھ حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس تیرے اس (!) ہونے جادو کو کوئی نہ سنبھال سکا اور نہ کوئی صاحب آج تک ایسا نظر آیا جو سنبھال سکے کہ اے بوڑھے امیر تو مجھے صلاح دیتا جا، حکم صادر کرتا جا، اور میں حکم سن کر اطاعت کرتا چلا جاؤں گا۔ کیا واقعی ان دھوتی باندھنے والوں سے خدا خوش ہوتا نظر آتا ہے۔ اے میرے امیر! تو اسی طریقے سے کچھ اور دن تک اس قوم کو سنبھال، پھر آگے چل کر چھوڑ دینا، جس طریقے سے یہ لنگوٹی باندھنے والا مہاتما اپنے کارکنوں کو صلاح دے کر کام کرتا ہے اور خود الگ رہتا ہے۔

محترم! اب تو کسی کام میں جی نہیں لگ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بجلی کے تار کٹ گئے ہیں۔ دوران خون وغیرہ سب سست پڑ گیا ہے۔

دوسرا ماتم الاصلاح بند ہونا یہ اب اور جان کا وبال ہو گیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ میرے بزرگ چھوڑتے وقت کوئی نیک اصلاح تو دیے جا۔ جیسے مولانا ہوش نے اپنے کام کرنے والوں کو ہدایت کی تھی یا کسی کے ہاتھ میں کہان دیتا جا یا تو اپنے ساتھ تحریک کے متوالوں کو اور دیوانوں کو لیتا چل تاکہ کام کرنے والے دشمنوں کی آنکھ میں کھٹک نہ سکیں۔

میں لٹ گئی بیچ بازار
دہلی کیمپ میں بچھڑا یار
میرا پیا مجھ سے بیزار

گئی دین دنیا میں ہار
میں لٹ گئی بیچ بازار

ایک مغل شہزادے کی پکار

دہلی : مغل شہزادہ محمد سراج الدین صادق بخت چغتائی —

نہیں پروا اگر لیڈر ہمارے بیوفا نکلیں
ہماری رہنمائی کے لیے قرآن باقی ہے

۹ جولائی کو اخبار زم زم موصول ہوا جس میں لکھا ہوا دیکھا کہ علامہ مشرق نے خاکسار تحریک کو ختم کر دیا ہے اور اخبار الاصلاح کے بند کرنے کی بھی تجویز کی ہے ۔ اگر یہ بات درست ہے تو آپ نے اپنی نا اہلیت کا پورا پورا ثبوت پیش کر دیا ہے ۔ اور غیر اقوام کے رحم پر مسلمانوں کو تمسخر کے لیے چھوڑ دیا ہے ۔ اول تو آپ نے بہت جلد بازی سے کام لیا اور ناقابل اور نا اہل مسلمانوں پر اتنا زبردست بوجھ ڈالا کہ قابل برداشت نہ تھا ۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں سے غلبہ اسلام اور اطاعت امیر ، اخوت کا مادہ زائل ہو چکا ہوا تھا ۔ پہلے بھی اسی طرح سے ہو گیا تھا تو اکبر اعظم شہنشاہ ہند نے دین الٰہی کے نام سے تحریک شروع کی تھی جو کہ ۲۵ سال میں بھی پوری طرح کامیاب نہ ہوئی حالانکہ ان کے پاس قوت موجود تھی مگر لوگوں کے دلوں پر یہ شاندار حکومت بھی قبضہ نہ جا سکی اور نہایت قلیل حصہ رعایا کا اس کا پیرو کار بنا ۔ نہایت قلیل حصہ کے دلوں میں غلبہ اسلام ، اطاعت امیر ، اخوت کا جذبہ پیدا ہوا تھا ۔ حالانکہ اس وقت اسلامی حکومت تھی ۔ ایسی حالت میں جب کہ ہر چیز پر قبضہ ہوئے تھے اتنی جلدی کامیابی حاصل نہ ہوئی ۔ حالانکہ غلامی اس وقت مسلمانوں سے کوسوں دور تھی اور یہ جذبہ اورنگ زیب عالمگیر کے وقت تک رہا بعد میں ہندوستانی مسلمان غلامی کا شکار ہونا شروع ہو گئے ۔ ۱۸۵۷ء میں بالکل غلامی کے جال میں پھنس کر بے بس ہو گئے ۔ اور علمائے دین نے دل کھول کر مذہبی کتابوں میں تبدیلیاں کیں اور قوم فرنگ کے اشاروں پر ناچنے لگی ۔ اصل اسلام ہی ضبط کر دیا گیا ۔ پرانی ہستیاں دنیا سے کوچ کر گئیں ۔ تاریخ اسلام میں بھی اہل فرنگ نے بہت سی تبدیلیاں کرا لیں جس کے باعث آئندہ نسل اور غیر اقوام سلاطین اسلام سے بدظن ہوتی گئیں اور عیسائیت کی طرف رغبت دن بدن بڑھتی گئی ۔ آخر کار ہر ایک ہندوستانی غلامی

کی زنجیر میں پھنسا ہوا تہذیب فرنگ کا مطالعہ کرتا رہا اور غدار رہبران دین کی تلقین کے مطابق شیدائی بن کر رہ گیا ۔ دینی رہبروں نے دل کھول کر اپنی نفسانی خواہشات کو فروغ دیا ۔ اور حکومت فرنگ نے بھی ان کی بہت امداد کی ۔ کیونکہ مطلب حل ہوتا جا رہا تھا ۔ غریب ناخواندہ مسلمان ان کا شکار ہو گئے ۔ اور تہذیب فرنگ پر قربان ہو کر رہ گئے ۔

محترم آپ نے قوم پر بہت بڑا بھاری احسان کیا ہے اور قوم آپ کی ممنون اور شکر گزار ہے کہ آپ نے مدتوں کی سوئی ہوئی قوم کو بیدار کیا ۔ اندھیرے سے نکال کر روشنائی میں لائے اور قوم ابھی اس قابل نہیں ہوئی تھی کہ اتنا بوجھ برداشت کر سکے ۔ دوسرے مقابلتاً امسال لیگ کے تمام مسلمان او علماء اسی قرآن کو پیش کر کر کے اور اور باتیں سناتے رہے ۔ قوم میں اتنی بیداری نہیں پھیلی تھی کہ وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھ سکے ۔ ادھر آپ بھی اور وہ بھی مسلمان تھے ۔

الغرض قوم بوکھلا کر رہ گئی کہ ہر طرف تو مسلمان لیڈر ہیں ۔ ہر شخص اپنی طرف پھبک کو بلا رہا ہے ۔ اب غریب قوم جائے تو کدھر جائے ۔ آپ اتنے دانا اور مدبر ہوتے ہوئے اس نازک موقع پر گھبرا گئے اور آپ نے اعلان کر دیا کہ تحریک کو ختم کر دیا ۔ ایک ناخواندہ قوم جن کے دلوں میں سے اسلام کی بو تک بھی مفقود ہو چکی ہو ، صرف نام کے مسلمان ہوں یا یہ کہو کہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے ، وہ کیوں نہ گھبرائیں ۔ ابھی تو خاکسار تحریک ۱۹ سال میں پیدا ہوئی کہ ۱۹۳۰ء میں "بیمار" ہو گئی ۔ پھر قدرے آرام آیا اور اب صرف اس کی عمر ۴ سالہ بچہ کے مانند ہے ۔ آپ ۴ سالہ بچہ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں ۔ بچہ خواہ امیر کا ہو یا غریب کا وہ تو چار سال کی عمر میں سوائے کھیل کود کے اور کچھ ہی نہیں جانتا یا رو دیا یا ہنس پڑا اس کے سوا کیا کر سکتا ہے اور معلم اس کا بچہ اتنا جلد باز ہے کہ وہ سن بلوغت سے پہلے ہی شیر خوار بچہ کو قابل جہاد سمجھ بیٹھا ۔ یہ قوم کا قصور نہیں ۔ قوم ہر طرح سے آپ کی ممنون اور مشکور ہے کہ آپ نے قوم کو بیدار کیا مگر قوم بہت سے مداریوں میں پھنس کر رہ گئی ۔ ہر ایک اپنی طرف کھینچتا ہے اور سب مداری اپنا اپنا تماشا اس بچے کو دکھا رہے ہیں ۔ قوم کی طبیعت ابھی بچپن کی طبیعت ہے ۔ بچہ کو ماں باپ کتنا ہی بلائے ڈرائے دھمکائے مگر بچہ ہے کہ تماشا دیکھ کر ہی وہاں سے ہٹے گا ۔

محترم ! ایسے نازک موقعہ پر تحریک کو ختم کرنا قوم کو منجدھار میں ڈبونا ہے ۔ آپ سراسر غلطی پر ہیں ۔ اب بیدار شدہ قوم نہ ادھر کی رہی اور نہ ادھر کی رہی ۔

غداروں کے گھروں میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں اور بیدار شدہ مسلمان اپنے رہبر، اپنے محترم سے علیحدہ ہو کر اپنے غم میں مبتلا ہیں۔ کیا قرون اولیٰ میں بھی کسی رہنما نے یہی عمل کیا تھا جو آپ نے کیا ہے اور ایک لفظ میں اپنی ساری خدمات کو مٹی میں ملا دیا۔ بیدار شدہ قوم کا ستیاناس کر دیا اور خود ثواب سے محروم ہو گئے۔ جو خداوند قدوس کی طرف سے آپ کو عطا ہونا تھا۔ آپ نے اخبار الاصلاح میں کئی دفعہ اتا ترک غازی مصطفیٰ کمال کو سراہا ہے مگر سبحان اللہ! خداوند قدوس کی مہربانی سے اتا ترک نے اپنی زندگی میں ہی اپنے مشن کو کامیاب بنا دیا تھا اور وہ اللہ کے آگے سرخرو ہو کر گیا۔ آفرین ہے وہ نہایت مدبر اور باہوش مرد میدان تھا۔ خداوند عالم نے اس کو "قوم کے باپ" کا لقب عطا کیا۔

محترم من! آپ ذرا سی بات میں گھبرا گئے۔ آپ کی قوم غلام، نہتی، نادار، بیکس، جن کے پاس نہ کھانے کو روٹی نہ پہننے کو کپڑا نہ سر چھپانے کو جھونپڑی ماسوا اس کے ہر چہار جانب سے قید و بند میں پھنسی ہوئی قوم سے اتنی ناراضگی فرمانا کہاں کی عقلمندی اور دانائی ہے اور پھر قوم ابھی چار سالہ بچہ کی مانند ہے۔ گو یہ آپ کا ہی کام تھا کہ آپ نے ۷ سال کی دن رات کی کوشش کر کے قوم کو قدرے بیدار کیا مگر آہ "راہ میں چھوڑ دیا کر کے مسلمان تو نے"!

خداوند قدوس آپ کو اس بات کی جزائے خیر عطا کرے گا اور پھر آپ کی قوم میں ۹۹ فیصدی گندی غدودیں بھری ہوئی ہیں۔ غیر اقوام کے تنخواہ دار اور حکومت فرنگ کے تنخواہ دار اس میں ساٹھ فیصدی شامل ہیں۔ کامیابی ہو تو کس طرح ہو۔ جب تک یہ گندی غدودیں نکال کر باہر نہ پھینک دی جاویں۔ اتا ترک مرحوم کے پاس اجتماع کے لئے اپنے وسیع میدان تھے اور آپ کے پاس تو ایک انچ زمین بھی نہیں ہے ۲۷-۶-۱۹۴۷ کے پرچہ الاصلاح میں آپ نے خود فرمایا تھا کہ حکومت نے اجتماع کے لیے ابھی کوئی جگہ نہیں دی اور بہت سی مجبوریاں ظاہر کی تھیں۔ ادھر حکومت نے کرفیو آرڈر میں توسیع کر دی تھی کسی طرح پاؤں ٹکانے کی جگہ نہیں تھی۔ بہت سے بیچارے اپنے دلی ارادوں کو دبائے بیٹھے رہے کیونکہ مجبوریاں بہت سی درمیان میں حائل ہو گئیں تھیں۔ تاہم موقعہ پر دو لاکھ سے زائد سفید کپڑوں میں ملبوس خاکسار دہلی پہنچ چکے تھے۔ بہت سے راستہ ہی میں تھے۔ بہتوں نے بہت سا سفر پیدل کیا مگر افسوس آپ نے موقعہ کی نزاکت کو مد نظر رکھتے ہوئے جلد بازی کی اور تحریک کو توڑنے کا اعلان کر دیا۔ یہ آپ کے شایانِ شان نہیں۔ آپ خداوند قدوس کی عدالت میں کیا لے کر جاؤ گے۔ آپ کے اتا ترک مرحوم تو دنیا سے سرخرو ہو کر گئے اور سوائے شرمندگی کے آپ [

کو اور کیا حاصل ہوا۔ سترہ سال خدمات کو آپ نے مٹی میں ملا دیا۔ آپ پر فرض ہے کہ آپ بیدار شدہ مسلمان قوم کی عنان دوبارہ سنبھال لیں اور اپنے مطالبات ہندوستان سے جاری رکھیں۔ مسلمان قوم کے لئے مر مٹنے کا مقام ہے" ۔

بالا کوٹ : جان محمد خاکسار۔ "چار جولائی کے الاصلاح میں آپ کا اعلان دست برداری پڑھ کر ہمیں کربلا کا واقعہ یاد آ گیا۔ آپ تک خاکسار کو کربلا کا دن یاد آتا ہے۔ آنکھوں کے آنسو ختم ہی نہیں ہوتے۔

سنا ہے جناب والا ! کہ آپ تو دست بردار ہو گئے۔ اور ۳۰ لاکھ انسانوں کا حشر ہو گا۔ آپ نے جنت کا راستہ دکھایا ، کیا اب ان کو جہنم میں ڈالنا چاہتے ہو۔

۳۰ لاکھ انسانوں کو جہنم میں ڈالنا اچھا سمجھتے ہو تو آپ دست بردار ہی ہو جائیں۔ لیکن خداوند کریم اپنا فضلِ رحمت کرے۔

پچھلے ۲۰ جون کے الاصلاح میں جو آپ نے اشتہار ملک کی تقسیم کا تحریر کیا تھا ، اس میں دس کروڑ مسلمانوں کو خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اب آپ کے اعلان کے مطابق ۱۰ کروڑ مسلمانوں کے بازو ٹوٹ گئے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ اسلام برباد ہو چکا ہے۔ آپ کی دست برداری کا اعلان بچے بھی سن کر اپنے سر زمین پر مارتے ہیں۔ اور پیٹتے ہیں کہ ہمارا نصیب برباد ہو گیا۔ جناب عالی ! آپ تو پیغمبروں کے طریقے پر چلتے رہے ہیں۔

آپ کا اعلان سن کر ہمارے دل سڑ کر انگار ہو گئے ہیں۔ اگر ہم میں کوئی غلطی ہے تو آپ معاف فرما دیں۔ فرشتہ نہیں بھولتا انسان ہی بھول جاتا ہے خدا ہر ایک کام کو معاف کرتا ہے۔ آپ معاف فرما دیں۔ ہمیں دنیا طعنے دے رہی ہے کہ تم کیسے خاکسار ہو۔ اگر آپ پھر تحریک کو بلند نہ کریں گے تو ۳۰ لاکھ انسانوں کے لیے کفن کا انتظام کر کے دست بردار ہو جاویں۔ آپ کی اسلامی تنظیم اور اسلامی رستہ جب یاد آتا ہے تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

جناب عالی ! قائد اعظم محمد علی جناح کے پیچھے دس کروڑ مسلمان ہیں۔ اگر وہ ایسا ایک اعلان کر دیں جیسا آپ نے کیا تھا تو پھر بھی ایک لاکھ مسلمان جمع نہ ہو سکیں۔

آپ کے حکم کے مطابق خاکسار مجاہدوں نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا۔ اس میں شک نہیں کہ شاید وہ آپ پر احسان کرتے ہوں لیکن نہیں یہ تو خدا کے سپاہی ہیں اور آپ کو اپنا امیر مانا ہے۔ ملک کی آزادی کی شہہ پر تو ہر مسلمان شامل ہو سکتا ہے مگر یہ خاکسار سپاہی صرف آپ کے حکم پر ہی اپنا گھر بار لٹانے کے لیے تیار ہو گئے۔ میرا آج تک کوئی عہد نامہ بھی نہیں مگر میں آپ کی تحریک کو سچی دیکھ کر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوں اور وہ مجاہد بھی ہیں جو آپ کے حکم کے مطابق عمر بھر قید ہیں اور ان کا دل بھی جل جائے گا اور آپ کے اس اعلان کو سن کر متنفر ہو جائیں گے جو آپ پہلے کہتے تھے کہ دوسرے رستے جہنم کے ہیں۔ اب خاکساری ختم ہو چکی تو ہمارے لیے بھی جہنم ہے۔"

لدھیانہ: علی محمد سوداگر چرم، پورانا مشن سکول روڈ —"آپ کا تحریک کو منتشر کرنے کا اعلان سنا اور سن کر جو صدمہ ہم لوگوں کو پہنچا خدا کو اچھی طرح معلوم ہے۔ میدان حشر بپا تھا کوئی آنکھ نہ تھی جو تر نہ تھی۔ آہ و بکا کا سماں چاروں طرف چھا رہا تھا۔ ہمیں ہرگز امید نہ تھی کہ امیر محترم تحریک کو توڑ کر کنارہ کش ہو جائیں گے اور آپ کی ذات سے اب تک بھی توقع ہے کہ آپ اس طرح سے دامن چھڑا کر ہم لوگوں کو رسوائی کے لیے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ ہی نے بتلایا ہے کہ قرآن عظیم کا فیصلہ ہے کہ جن کو اس دنیا میں کامیابی کی سبیل نہیں ملی ان کو آخرت میں بھی یقینی طور پر کچھ میسر نہیں آ سکتا۔ جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ اب آپ بتلائیں کہ سوائے اس کے کہ اپنی زندگی کو خدا کا نام بلند کرنے کی خاطر جد و جہد میں صرف کریں کوئی اور بھی علاج ہے۔ کوئی اور راستہ ہے جس سے دوزخ کے عذاب چھوٹ جائیں۔ امیر محترم! ہم خصوصاً خاکساران لدھیانہ آپ کے اس امر سے ناخوش ہیں۔ آپ کی قوم سست اور ناکارہ ہو چکی ہے۔ صدیوں کی غلامی ان کے دماغوں میں گھر کر چکی ہے۔ غربت اور افلاس دامنگیر ہے۔ حکومت کا ظلم اور پابندیوں کا دور دورہ ہے۔ جگہ جگہ پر رکاوٹ ہے۔ بیوی بچوں اور ماں باپ کے بت پیش نظر ہیں۔ ایسے ماحول میں بھی اپنے بیوی بچوں کو بلکتے چھوڑ کر آپ کی آواز پر ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں خاص کر ایسے وقت میں جب کہ ظالم حکومت خاکساروں پر چاروں طرف سے گھیر گھیر کر گولی چلا رہی ہو، جمع ہو جانا معجزے سے کم نہیں۔ کوئی ایسا لیڈر بتلائیں کہ ایسے ماحول میں اس کی آواز پر اپنی جیب سے خرچ کر کے مرنے کے لیے لوگ ہزاروں میل سفر طے کر کے اسی طرح جمع ہو گئے ہوں، جس نے ذہنوں کو اس طرح بدل دیا ہو کہ اطاعتِ امیر میں رہنا سب کچھ قربان کر کے اس امیر کی آواز پر

جان حاضر کر دی ہو ۔ یقینی طور پر نہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ ہم انتہائی طور پر گناہ گار ہیں اور اکثر نافرمانی بھی کر جاتے ہیں ۔ سبھی کچھ سہی مگر آپ کی ذات گرامی سے امید ہے کہ آپ اس وقت تک مایوس نہ ہوں گے جب تک کہ جان باقی ہے اور ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے آپ نے ہم کو چھوڑ دیا ہے لیکن ہم آپ کو نہیں چھوڑ سکتے ۔ لیگی اور احراری حضرات بڑے عجیب انداز اور لہجے سے پوچھتے ہیں کہ جی علامہ صاحب نے تحریک تو توڑ دی ہے ، اب آپ ہم میں شامل ہو کر کام کریں ۔ ہمارا صرف ایک ہی جواب

کس نیاید زیر سایہ بوم ور ہما از جہاں شود معدوم ہے

ہم کہہ دیتے ہیں کہ خاکساروں کو ساتھ ملانے کے لیے خاکساروں جیسا منہ تو بنائیں ۔ خاکساروں جیسا نظام چستی اور ولولہ پیدا کریں ۔ اپنی جیب سے خرچ کریں پھر ہم تمہارے ساتھ مل جاویں گے ۔ بعض بعض جہنمی ملوانے بڑے خوش ہیں ۔ اور جمعہ کے خطبوں میں بڑی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں کہہ رہے ۔ ہیں کہ مولویوں کی مخالفت کرنے والے خاکساروں کا تابوت نکل گیا ہے ۔ اپنی موت آپ مر گئے ہیں ۔ امیر محترم ! جس طرح ہو سکے دنیا اور آخرت کی رسوائی سے خود بچیں اور ہم کو بھی بچائیں ۔ ہم کو امید ہے کہ آپ تو بچ جائیں گے ۔ ہم نافرمانوں کا کوئی چارہ نہیں ۔ ہم تو یقینی طور پر کہیں کے نہیں رہے ۔ ہماری دنیا اور آخرت یقینی طور پر خراب ہو چکی ۔ خدا را ہم کو ڈوبنے سے بچائیے ۔ ہماری غلطیاں اور بھول معاف فرمائیے ۔ امیر محترم ! آپ سے دست بستہ گذارش ہے کہ آپ ہماری قیادت سے ہاتھ اٹھا کر ہم کو زمانے میں یتیم نہ کریں ۔ آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں ۔

—۷۰—

خاکسار تحریک آئندہ کیا ہوگی؟

مجلس تصفیہ حساب کا انقلاب انگیز اور ولولہ خیز اعلان، تحریک صرف غیر پاکستانی صوبوں میں ہوگی۔

انتشار کے بعد تسویۂ اجزاء، اخراج مادہ فاسد، بنیادی اصول پر قلب ماہیت اور نئی لہوس انقلاب آفرین تعمیر کا عزم۔ خاکسار اعظم کو ایک سال کے لیے آزمائشی رخصت، لجنۂ حسابات کی مضبوطی اور اہل قیادت کا اعلان، ہر خاکسار سپاہی لازماً اور عملاً انقلابی بن جائے۔ ادارہ علیہ کے جاری کردہ انقلابی منشور کی مکمل پیروی کا اقرار۔ چھ کروڑ غیر پاکستانی مسلمانوں کی مؤثر حفاظت کا اعلان۔ تمام خاکساروں کی صوبہ جات دہلی، اجمیر، یو۔ پی، بہار۔ شہر بمبئی اور غیر پاکستانی پنجاب و بنگال و آسام میں دو سال تک پوری ہجرت کا عام حکم۔ ہر مہاجر خاکسار ایک کھاتے پیتے غیر پاکستانی مسلمان کو اپنی والش کا پورا ضامن ضرور بنائے۔ اُس کے پورے خاندان کو انقلابی بنا دے۔ بیت المال میں کم از کم پانچ ہزار روپیہ ماہوار ادا کرائے۔ ہر غیرت مند پاکستانی مسلمان کم از کم دس روپیہ ماہانہ بیت المال میں دے اور پورا سامان انقلاب کا مہیا کرے جو خاکسار پورے طور پر انقلابی نہیں بن سکتا، تحریک سے بزور نکال دیا جائے۔

جو لوگ اندرونی حالات اور بیرونی واقعات سے آشنا ہیں، جانتے ہیں کہ قوم کے سچے رہبر خاکسار اعظم علامہ مشرق نے تین جولائی کے الوداعی اور غائبانہ خطاب میں خاکسار سالاروں کے اندرونی نقائص اور قوم کے سرداروں کے گرے ہوئے اخلاق کے متعلق جو کچھ کہا حرف بحرف درست تھا۔ سترہ برس تک جو قوم خاکسار تحریک کو نہ سمجھ سکی اور اس میں بکثرت شامل نہ ہوئی وہ اپنی تیرہ سو ستر برس کی تاریخ کو

ماخذ: جلی قلم سے لکھا ہوا ایک دیواری اشتہار جو الاصلاح، ۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء میں دیا گیا تھا۔

قطعاً بھول چکی ہے ۔ اس کے ساتھ ہر بارہ سو برس کے بے مثال جاہ و جلال کا ادنیٰ نشان باقی نہیں رہا ۔ خاکسار اعظم نے بار بار کہا تھا کہ "جو معمار اپنی بنائی ہوئی دیوار کو ٹیڑھی دیکھ کر گرانے کے لیے تیار نہیں وہ صحیح معنوں میں معمار ہرگز نہیں" ۔ قوم کے معمار نے سترہ برس کی محنت کے بعد اپنی دیوار کو ٹیڑھی دیکھ کر گرا دیا اور قصہ ختم ہوا ۔

تصفیہٴ حسابات کی کمیٹی کے ارکان ۳ جولائی کو خاکسار اعظم سے لاہور ملے اور ہر عنوان سے تحریک کو منتشر نہ کرنے کے متعلق بار بار کہا ۔ خاکسار اعظم کا جواب ایک ہی تھا کہ "میں کسی کام کو جو بے نتیجہ ثابت ہو جائے، جاری نہیں رکھ سکتا۔ سترہ سال کی تعلیم کے بعد خاکسار سپاہی کا اپنے نفس کے ساتھ مکر یہ ہے کہ اس کے پیدا ہونے کا منشا دہلی پر قبضہ اور غلبہٴ اسلام نہیں بلکہ صرف خدمتِ خلق (یعنی قبریں کھودنا اور نالیاں صاف کرنا) ہے ۔ ایسے سپاہی اور ایسے سرداروں کو جنھوں نے ایسے سپاہی اپنی بزدلی اور بدعملی سے پیدا کیے ، میں کیا کروں ۔ میں نے خاکسار سپاہی کو پہلے دن سے صرف انقلاب کے لیے پیدا کیا تھا ۔ میں ، جو کچھ آج ہو رہا ہے سترہ برس پہلے صاف دیکھ رہا تھا ۔ اسی لیے اپنے آرام کو دن رات حرام کر دیا تھا ۔ اسی لیے بیسواں اصول اسی مرکزی کیمپ میں ہر ایک کو شامل ہونے کی ترغیب دینے کے متعلق تھا ۔ میں نے قوم سے کوئی اجرت نہیں لی ۔ اس لیے میرا حق ہے کہ جب قوم کو اپنے ساتھ چلتا نہ دیکھوں ، اس کی خدمت سے الگ ہو جاؤں" ۔

ان نشتروں کا ہمارے پاس کوئی جواب درحقیقت نہ تھا ۔ اس لیے ۴ جولائی کو ہم نے مجبوراً تحریک کو منتشر کر دیا ۔ مخلص خاکساروں کے اضطراب کے باعث جو باقی رہ گئے تھے ، ۶ جولائی کے اجلاس میں ہم نے طے کیا کہ مسلمان قوم کی عام بے توجہی ، بزدلی آسان طلبی تو سیاسی لیڈروں کی لال قلعہ ، جامع مسجد ، علی گڑھ اور تاج محل وغیرہ کو ہندو کانگرس کے سپرد کر دینے کی بے غیرتی ، مسلمان ایڈیٹروں اور اخباروں کے اپنی اغراض کے ماتحت تحریک کی سخت مخالفت اور دروغ گوئی ، کفر باز مولویوں اور علمائے سُو کے تحریک کے خلاف کئی برس تک کفر کے فتوے ، وغیرہ وغیرہ جن کا ذکر قائد تحریک نے اپنے خطاب میں کیا ان کا قصور وار خاکسار سپاہی ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ تحریک کو منتشر کرنے کی سزا ان گناہوں کے بدلے دینے میں علامہ مشرقی حق بجانب ہو سکتا ہے ۔ قوم کے یہ گناہ قائد تحریک کو پہلے سے معلوم ہونے چاہیئں تھے اور اگر نامعلوم تھے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ البتہ ہم خاکسار حسب ذیل گناہوں کے قصوروار ضرور ہیں ۔

(۱) خاکسار سپاہی صرف میدانِ جنگ کے لیے پیدا ہوا تھا ۔ سترہ برس میں اس کو قرنِ اول کے مسلمان کی طرح پورے طور پر ظالم سلطنتوں کو الٹ دینے والا بن جانا چاہیے تھے ۔ سالاروں نے جو مجبوراً مقرر کیے گئے تھے پوری غداری تحریک سے کی ۔ (۴) دستورالعمل پر عمل آہستہ آہستہ چھوٹ گیا ۔ ۔ ۔ [متن پڑھا نہ جا سکا] ۔ اور بے پناہ عمل کے بغیر تحریک وسیع نہ ہوسکتی تھی (۵) حکموں کی تعمیل میں ضرور تاویلیں کی گئیں اور اس کے ذمہ دار بھی سالار تھے ۔ (۶) چوبیس اصول پر عمل چھوڑ دیا گیا ۔ خاص کر آخری اصول پر کہ مرکزی کیمپ میں بڑے سے بڑا اجتماع ہو ۔ (۷) چودہ نکات پر اکثر عمل نہیں ہوا ۔ نہ ان کی ماہیت کو سمجھا گیا ۔ آخری نکتہ پر کہ ہر غدار قوم کو ملیامیٹ کر دیا جائے گا ، قطعاً عمل سالاروں کی بزدلی کے باعث نہیں ہوا ورنہ بدکردار اور غدار لیڈر کبھی پیدا نہ ہوتے اور تمام قوم کا رجوع صرف خاکسار تحریک کی طرف ہوتا ۔

الغرض خاکسارِ اعظم کے الوداعی خطاب کے اس حصے کو سامنے رکھ کر ہم حسب ذیل اعلان کرتے ہیں :

(۱) خاکسارِ اعظم کو ایک سال تک تحریک سے علیحدہ رہنے دیا جائے اور آزمائشی رخصت پر سمجھا جائے تاکہ ہم ثابت کر سکیں کہ ہم میں تحریک قائم رکھنے اور منزل تک پہنچانے کی اہلیت موجود ہے ۔ لجنہ حسابات کے چاروں رکن پورے ولولے سے تحریک کی تنظیم از سرِ نو کریں ۔ وفد بہار بھی اپنے کام کے علاوہ لجنہ حسابات کو پوری مدد دے ۔

(۲) خاکسار سپاہی ہر بزدل ، بہانہ ساز اور بے عمل سالار یا خاکسار کو جو اس وقت بے انتہائی طور رسوا کر کے سپاہی کی قطار میں بزور کھڑا کریں اور جو شخص خود سالاری کا دعویٰ کرتا ہے وہ عہدہ کی آئندہ چار ہفتے کے اندر اندر کمان سنبھال لے ۔ جس علاقے کی جماعت بے عمل ہے ، وہاں فوراً ایک بہادر سپاہی سالار بن جائے ۔

(۳) تمام جانباز اور پاکباز ، تمام سالارانِ نائب ادارۂ علیہ ، تمام سالارانِ خاص ہند ، تمام "سلاطینِ مدراس" ، تمام فدایانِ امیر ، تمام بہادر اور "صاحبِ نشان" تمام نائب حاکم اعلیٰ کے عہدے ، تمام سالارانِ محتسب ، تمام سالارانِ تبلیغ ، تمام سالار معلم ، سالارانِ ادارۂ مرکزی ، سالارانِ اعلیٰ ، سالارانِ اکبر ، سالارانِ خاص ، ذاتی معاون وغیرہ وغیرہ ختم کر دیے جاتے ہیں ۔ جو ان عہدوں پر باقی رہیں ان کو خاکسار سخت سزا دے کر نکال دیں ۔ صرف حسب ذیل عہدے باقی ہیں ۔ چابک ، ناظم ، سالار ادارہ ، سالارِ محلہ ،

سالارِ شہر ، سالارِ ضلع ، ناظم اعلیٰ صوبہ ، حاکم اعلیٰ صوبہ (مع دفتر باب اعلیٰ) کے سوا کوئی عہدہ باقی نہیں رہا ۔ جو شخص اپنے عمل یا عہدے کا ذکر کرے اس کا منہ کالا کر کے رسوا کیا جائے ۔ آخری حکم لجنہ حسابات کا ہو گا ۔ اور حاکم اعلیٰ صوبہ بھی ، اگر اپنے فرائض پورے طور پر ادا نہ کرے گا تو سخت رسوا کر کے خارج کر دیا جائے گا ۔

(۴) دو ماہ کے اندر اندر ہر خاکسار سپاہی لازماً اور عملاً پورے طور پر انقلابی بن جائے ۔ اگر جان دے اور لے نہیں سکتا یا پورے طور پر تیار نہیں ہے تو تحریک سے فوراً باہر ہو جائے ۔ جس سالارِ علاقہ نے اس بارے میں ادنیٰ رعایت کی اس کو سخت رسوا کر کے تحریک سے خارج کر دیا جائے ۔

(۵) تقاضائے وقت کے انقلابی پروگرام کے تخیل کی اور خاکسار اعظم کے جاری کردہ انقلابی منشور کی مکمل پیروی کا اعلان آج سے کیا جاتا ہے ۔ ہر سالار اس منشور کو ہر وقت پیشِ نظر رکھے ۔ چھ کروڑ غیر پاکستانی مسلمانوں کی مؤثر حفاظت کا اعلان آج سے کیا جاتا ہے اور ہر خاکسار سپاہی کی پوری جان اور پورا مال اس میں صرف ہو گا ۔

(۶) اگلے تین ماہ کے اندر یعنی ۱۵ اکتوبر ۴۷ء تک ہر وہ خاکسار سپاہی جو پاکستانی علاقے میں رہتا ہے یا ہندوستان کے اس حصے میں رہتا ہے جو حسب ذیل صوبوں کے علاوہ ہیں ۔ صوبہ جات دہلی ، اجمیر ، یو ۔ پی ، بہار ، شہر بمبئی غیر پاکستانی پنجاب ، بنگال اور آسام میں یا ریاست ہائے حیدرآباد و بھوپال میں ۔ دو برس یعنی ۱۵ جولائی ۴۹ء تک پوری ہجرت کرے ۔ ان علاقوں میں جا کر اپنی رہائش اور بود و باش کا مکمل سامان ۱۵ اکتوبر تک کرے ۔ ایک غیر پاکستانی کھاتے پیتے مسلمان کو اپنی رہائش اور (اگر خود نہیں کما سکتا تو) اپنے کھانے پینے کا پورا ذمہ دار ٹھہرائے تاکہ چوبیس گھنٹے تحریک کا کام کر سکے ۔ اس کے پورے خاندان کو انقلابی بنا دے ۔ ان صوبوں کے نظام میں پورے طور پر پرویا ہوا ہو ۔ اور سالار علاقہ کے حکموں کی پوری تعمیل دن رات کرے ۔ اپنے آپ کو "مہاجر" ہرگز نہ کہے ۔ ورنہ اس کو مقامی خاکسار سخت رسوا کریں ۔ یہ خاکسار ہر غیر پاکستانی مسلمان سے جو طاقت رکھتا ہو کم از کم پانچ ہزار روپیہ ماہوار بیت المال میں بزور داخل کرائے تاکہ چھ کروڑ غیر پاکستانی مسلمانوں کی پوری حفاظت کا سامان مہیا ہو سکے ۔ اس بنا پر پاکستانی صوبوں میں کوئی خاکسار تحریک باقی نہیں رہے گی ۔ ان صوبوں کے حاکمانِ اعلیٰ یا ناظمانِ اعلیٰ کا فرض ہے کہ آئندہ تین ماہ میں سب خاکساروں کو دو برس کے لیے ہجرت کرا دیں اور اس کے لجنہ حسابات سے احکام لیں ۔

(۷) ہر غیرت مند پاکستانی مسلمان اگر وہ چھ کروڑ غیر پاکستانی مسلمانوں کی مؤثر حفاظت کرنا اور دہلی، یو۔ پی، بہار، پنجاب اور بنگال کے صوبے کانگرس سے بزور واپس لینا چاہتا ہے تو کم از کم دس روپیہ ماہانہ لجنہ حسابات کے بیت المال واقع لاہور میں ادا کرے اور کم از کم ایک مؤثر ہتھیار انقلاب کے لیے مہیا کرے۔ خاکسار تحریک کے مرکز کا پتہ آئندہ سے اکرام اللہ خان انور۔ بی۔ اے۔ حاکم اعلیٰ پنجاب کشمیری بازار لاہور کا ہوگا۔

(۸) جو خاکسار سپاہی اگلے دو ماہ کے اندر اندر پورے طور پر انقلابی نہیں بنتا یا بزدل ہے یا جہاد اکبر کے لیے تیار نہیں یا اپنے آپ کو آئندہ جنگ کے لیے تیار نہیں کرتا اس کو خاکسار سپاہی انتہائی طور پر رسوا کر کے تحریک سے باہر نکال دیں۔ آئندہ کسی خاکسار سپاہی کی خاکی وردی نہ ہو گی صرف سفید لباس ہو گا۔ سپاہیانہ سامان لازم ہیں۔ اس کا روزانہ ظاہری عمل، عسکری نماز اور خدمتِ خلق ہوں گے۔ سالار شہر اس کو صرف نمبر دے گا۔ نمبر کے نیچے اس کے شہر کا نام ہو گا۔ سالارِ محلہ کے پاس اپنے محلے کے نمبر ہوں گے اور وہ ان کو نظام میں رکھے گا۔

ہم نے یہ نظام بنا دیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری نیت نیک ہے اور اس نظام کو خدائے عزوجل قبول کرے گا۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم اپیل کرتے ہیں کہ مسلمان قوم بالخصوص غیر پاکستانی مسلمان اس نازک وقت میں ہمارا پورا پورا ساتھ دیں۔ لاکھوں کی تعداد میں خاکساروں میں شامل ہو جائیں۔ لاکھوں اور کروڑوں اسلحہ مہیا کریں۔

عبدالعزیز

عبداللہ افغانی

شیر زمان خان

شیخ فضل الٰہی

۱۲ جولائی ۱۹۴۷ء بوقت ڈیڑھ بجے دوپہر

صدر تصفیہ حسابات

بابِ عالی کشمیری بازار لاہور

حواشی

دستاویز ۱

اس دستاویز کا مرکزی متن علامہ کے اس تار پر مشتمل ہے جسے دفتر الاصلاح نے علامہ کی طرف سے ۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو اس وقت کے وائسرائے لارڈ لنلتھگو کے نام بھیجا۔ بعد میں یہی تار اردو ترجمے میں موجودہ لواحق و سوابق کے ساتھ اکثریت یا خون کے عنوان سے ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کر دیا گیا جسے پنجاب میں سر سکندر حیات خان کی حکومت نے ۲۲ فروری ۱۹۴۰ء کو ضبط کر کے اس کے چھ دن بعد (۲۸ فروری کو) خاکساروں کی عملی سرگرمیوں پر پابندیاں عاید کر دیں (تار کے اصل انگریزی متن کے لیے دیکھو الاصلاح، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ۲)۔ تار کی ترسیل کے وقت علامہ سنٹرل جیل لکھنؤ میں ایک ماہ قید محض گزار رہے تھے۔ ان کی قید کا پس منظر لکھنؤ میں شیعہ سنی فسادات کو بزور ختم کرنے کے لیے خاکساروں کا لکھنؤ میں ورود تھا۔ (اس سال کے لکھنؤ میں شیعہ سنی فسادات کے لیے دیکھو شورش کاشمیری، سید عطاءاللہ شاہ بخاری، سوانح و افکار لاہور ۱۹۷۳ء ص ص ۲۶۱، ۲۶۳ نیز خاکساروں کے لکھنؤ میں ورود اور علامہ کی پہلی اور دوسری گرفتاری اور رہائی کے لیے دیکھو الاصلاح، ۲۲ ستمبر، ایضاً ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ص ۶ - ۷ اور برائے اکثریت یا خون کی ضبطی دستاویزات ۲ تا ۵، نیز مقدمہ کتاب ہذا)۔ علامہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو گرفتار ہوئے اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ایک ماہ قید کاٹ کر رہا ہوئے۔ دستاویز میں "بلند شہر کی قیامت صغریٰ کا ایک مجمل سا ذکر ہے۔ یوپی کے اس شہر میں ۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ایک خاکسار جیش پر گولی چلنے کے نتیجے میں پانچ خاکسار قتل اور بہت سے زخمی ہوئے تھے۔ دیکھو مقدمہ کتاب ہذا، نیز الاصلاح، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ۱ ایضاً، ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ص ۱، ۸)۔ ۱۴ اکتوبر کو رہا ہو کر علامہ نے ڈاکٹر سر ضیاالدین کی تحریک پر قائد اعظم محمد علی جناح سے دہلی میں ملاقات کی۔ ملاقات کا مقصد یہ تھا کہ یوپی کی حکومت اور خاکساروں کے درمیان سمجھوتے کی راہ تلاش کی جائے۔ ایک گھنٹے کی ملاقات کے بعد علامہ نے پانچ مطالبات قائد اعظم کے سپرد کیے کہ وہ ان کو حکومت یوپی سے خاکساروں

کے حق میں منوالیں ۔ اس کے بعد وہ ۱٦ اکتوبر کو لاہور واپس آ گئے ۔ بعد میں علامہ نے ایک تار کے ذریعے قائد اعظم کو یوپی کی حکومت سے بات چیت منقطع کرنے کی ہدایت دے کر معاملہ ختم کر دیا ۔ (علامہ کی رہائی اور جناح مشرقی ملاقات کی تفصیل کے لیے دیکھو ، الاصلاح ، ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۹ء ، ص ص ٦ - ۷) ۔ خاکسار تحریک کا ہندوستان میں عملی داخلہ اس تار سے شروع ہوتا ہے ۔ دل چسپ اور حیران کن امر یہ ہے کہ یہی تار واقعات کے ایک سلسلے کے بعد، خاکسار تحریک کے زوال کا باعث بھی بنا ۔ (دیکھو دستاویزات ۲ تا ۵) ۔

دستاویز ۲

یہ دستاویز الاصلاح کے دہلی سے شائع ہونے والے پہلے اور آخری شمارے سے لی گئی ہے ۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۰ء کو رسالہ اکثریت یا خون کی ضبطی اور اسے حکومت پنجاب سے واگزار کرانے میں ناکامی کے بعد ۲۷ فروری کی شام علامہ دہلی چلے گئے ۔ ۲۸ فروری کو خاکسار قواعد اور بیلچہ پنجاب میں پابند ہو گئے تھے ۔ اب الاصلاح کا لاہور سے نکلنا دشوار ہی نہیں نامناسب بھی تھا ۔ دہلی میں الاصلاح کا ڈیکلیریشن داخل کر کے شب و روز کی تگ و دو کے بعد اسے جاری کرنے کی اجازت لی گئی ۔ یہی وجہ ہے کہ مجلہ ایک ہفتہ کی تاخیر سے شائع ہوا اور ۸ اور ۱۵ مارچ کا الاصلاح ایک ہی شمارے میں نکلا ۔ ۱۹ مارچ کو سکندر حیات کی حکومت نے خاکساروں پر گولی چلا دی ۔ پنجاب میں تحریک خلاف قانون قرار دے دی گئی ۔ علامہ دہلی سے ہی گرفتار ہو کر ویلور جیل میں بند ہوئے ۔ الاصلاح دہلی سے دوبارہ شائع نہ ہو سکا ۔ اس دستاویز کی تاریخ تحریر ٦ مارچ ۱۹۴۰ء ہے مگر اس میں ۲۸ فروری کے واقعات کا ذکر نہیں ۔ اس میں صرف ۲۸ فروری سے قبل کے واقعات کا ذکر ملتا ہے ۔ ۲۸ فروری کو تحریک پر پنجاب میں پابندیوں کی تفصیل کے لیے دیکھو دستاویزات ۳ تا ۵ ۔

دستاویز ۳

۲۸ فروری ۱۹۴۰ء کی خاکسار تحریک پر پابندیوں سے متعلق علامہ کا یہ پہلا بیان ہے ۔ دوسرے بیان کے لیے دیکھو دستاویز ۴ ۔ اس دستاویز میں کہا گیا ہے کہ خاکسار تحریک کی بنیاد اکتوبر ۱۹۳۰ء میں رکھی گئی تھی ۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ تحریک کی بنیاد کا اعلان اپریل ۱۹۳۱ء میں اور اس کی عملی طور پر ابتدا ۲۵ اگست ۱۹۳۱ء کو ایک خاکسار جیش کے فوجی قواعد سے ہوئی تھی ۔ ۱۹۳۰ء کی خاکسار تحریک میں اہمیت یہ ہے کہ اس ماہ کی یکم کو علامہ نے اپنی ملازمت سے چھٹی لے کر لاہور میں ڈیرہ لگا

لیا تھا ۔ داڑھی بڑھا لی تھی اور اشارات کی تحریر شروع کر دی تھی ۔ دیکھو الاصلاح ، ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء ، ص ۵ کالم ۱ ۔ ایضاً ، ۱۷ جنوری ۱۹۳۷ء ، ص ۳ کالم ۳ نیز صفحہ ۴ کالم ۱ ۔ ۳ ، ایضاً ، ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء ۔

دستاویز ۴

دستاویز میں ۳۰ مارچ ۱۹۳۷ء کو ۲٦ خاکساروں پر خنجر رکھنے کے الزام میں ایک مقدمے کا ذکر ہے ۔ یہ واقعہ خاکسار کیمپ منعقدہ کمپنی باغ دہلی میں پیش آیا تھا ۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کا نام سردار اریندر سنگھ تھا (الاصلاح ، ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء ، ص ٦). اس کیمپ میں شرکت صرف سالاروں اور جانبازوں کے لیے مخصوص تھی ۔ تاہم مصنوعی جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کے لیے با وردی خاکسار خواتین بھی شامل تھیں جن میں علامہ صاحب کی ایک بیٹی پیش پیش تھی (وائی ۔ بی ۔ تھور ۔ گروتھ آف مسلم پالیٹکس ان انڈیا ۔ لاہور ۔ ۱۹۸۰ء ، ص ۲۲٦) ۔ علامہ صاحب کا عزم کہ وہ پنجاب حکومت کے خلاف عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرنے والے ہیں ، ان کی گرفتاری کی وجہ سے پورا نہ ہو سکا ۔

دستاویز ۵

اس دستاویز میں علامہ نے اپنے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ خاکسار پنجاب کی حکومت سے ٹکراؤ میں پہل نہیں کریں گے ۔ اور اگر پہل پنجاب کی طرف سے ہوئی تو خاکسار سکندر حیات کی چار پائی کے گردا گرد لاشوں کی سیج لگا دیں گے ۔ یہ ٹکراؤ جس کا علامہ کو خدشہ تھا آخر ہو کر رہا ۔ تفصیل کے لیے دیکھو محمد علی فارق (مرتب) الگریز ، سر سکندر اور تحریک ، لاہور ، ۱۹۷۸ء ۔

دستاویز ٦

سابقہ اور موجودہ دستاویز میں دو سال کا وقفہ ہے ۔ اس وقفے کے آغاز یعنی ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو خاکساروں کا لاہور میں پولیس سے خونی ٹکراؤ ہوا ۔ اس شام علامہ کو دہلی سے گرفتار کر کے ویلور جیل میں بند کر دیا گیا ۔ سینکڑوں خاکسار گرفتار ہوئے ۔ ۵ جون ۱۹۴۱ء کو تحریک تمام ہندوستان میں خلاف قانون قرار پائی ۔ الاصلاح بند ہو گیا ۔ ۱۹ جون ۱۹۴۲ء کو علامہ کو جیل سے رہائی تو ملی مگر مدراس پریزیڈنسی سے باہر جانے کی ممانعت لگا دی گئی ۔ یہ قدغن ۳۱ دسمبر ۱۹۴۲ء کو اٹھائی گئی جس کے بعد علامہ ۳ جنوری ۱۹۴۳ء کو لاہور چلے گئے ۔ یہ تار جیسا کہ دستاویز سے ظاہر ہے ، مدراس سے ہی سر رچرڈ سٹیفورڈ کرپس کے نام دیا گیا جو ان دنوں ہندوستانی

مسئلے کے حل کی تلاش میں ہندوستانی لیڈروں سے ملاقاتیں کر رہا تھا ۔ دستاویز میں ایک پمفلٹ کا ذکر ہے ۔ اس سے مراد اکثریت یا خون ہے (دستاویز نمبر ۱) ۔

دستاویز میں علامہ نے اپنے جن دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے ۔ ان میں سے بڑے بیٹے کا نام اکرام اللہ انور ہے ۔ وہ جس کے قتل ہو جانے کا ذکر ہے ، اس کا نام احسان اللہ خان اسلم تھا ۔ مرحوم اسلم کے قتل کا واقعہ اس طرح ہے کہ ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں خاکساروں اور پولیس کے تصادم کے بعد علامہ کی رہائش گاہ واقعہ اچھرہ (لاہور) ، جس میں خاکسار تحریک کا دفتر بھی تھا، پر پولیس نے اشک آور گیس کے گولے پھینکے ۔ گھر اور دفتر کے مکینوں پر لاٹھی چارج کیا۔مرحوم اسلم کو شدید ضربات پہنچیں ۔ مزید برآں اشک آور گیس نے اس کے پھیپھڑوں کو بری طرح متاثر کیا ۔ آخر کار وہ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء کو فوت ہو گیا (تفصیل کے لیے دیکھو محمد عظمت اللہ بھٹی ، المشرقی ، گجرات ، ت ۔ ن ص ۱۲۸ ، صفدر سلیمی ۔ خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد لاہور ، ت ۔ ن ، ص ۲۲۱ - ۲۲۳) ۔

علامہ نے یکم اپریل ۱۹۴۱ء سے ۱۲ فروری ۱۹۴۲ء تک حکومت ہند کو لکھے گئے جن خطوط اور تاروں کا یہاں ذکر کیا ہے ان کی اصل تک میری رسائی نہ ہو سکی ۔ ممکن ہے کہ ان کی نقول علامہ کے ذاتی کتاب خانہ میں ہوں ۔ یہ کتاب خانہ بمعہ خاکسار تحریک سے متعلقہ کاغذات کسمپرسی کی حالت میں پڑا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں ہمارے ادارے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹاریکل اینڈ ریسرچ کلچرل (اس وقت کا ہسٹری کمیشن) نے یہ ذخیرہ خریدنے کے لیے علامہ مشرق کے ورثاء سے تحریری بات چیت کی تھی مگر سودا طے نہ ہو سکا ۔

دستاویز (۱٦—۷)

۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم محمد علی جناح ، کانگرس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد اور ہندو مہاسبھا کا صدر شیاما پرشاد مکر جی تھا ۔

یہ دستاویزات علامہ کی اس خط و کتابت پر مشتمل ہیں جو انہوں نے قیام مدراس میں سی راج گوپال اچاریہ ، مسٹر گاندھی ، اور ابوالکلام آزاد سے کی ۔ علامہ نے اپنے خطوط میں ان رہنماؤں پر زور دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ سے جلد از جلد کسی سمجھوتے پر پہنچیں تاکہ آزادی کی گھڑی کو نزدیک تر لایا جا سکے ۔

دستاویز ۱۴ : سی راج گوپال اچاریہ نے ۳۰ اپریل ۱۹۴۲ء کو کانگرس کی ورکنگ کمیٹی سے اختلاف کی بنا پر استعفیٰ دے دیا تھا ۔ مدراس کے ریلوے اسٹیشن پر پانچ

ہو خاکساروں کے ایک چاک و چوبند دستے نے انہیں سلامی دی اور علامہ نے ایک تار میں مسٹر اچاریہ کو ان الفاظ میں اس جرأت پر مبارک باد دی تھی ۔

> ہندوستان کی نجات کے سلسلے میں آپ نے جو جرأت آموز قدم اٹھایا ہے اس کے لیے مبارک باد ۔ خاکسار تحریک موجودہ انتہائی طور پر نازک دور میں آپ کے ساتھ ہے (صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد ، ص ۲۷۴)۔

کانگرس کی ورکنگ کمیٹی سے مستعفی ہونے کے بعد مسٹر اچاریہ کی تقریروں میں ہندوؤں کی طرف سے ہنگامہ آرائی قدرتی امر تھا ۔

دستاویز ۱۷

پہلے پیرے میں مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان سمجھوتے کے لیے علامہ نے اپنی جس تجویز کا ذکر کیا ہے ، وہ سوائے اس کے اور کچھ نہ تھی کہ مسلم لیگ اور کانگرس اپنے اختلافات ختم کر کے متحد ہو جائیں ۔ انہوں نے لیگ کانگرس مذاکرات میں اپنی خدمات بھی پیش کیں ۔ ظاہر ہے یہ تجویز سمجھوتے کے لیے کوئی ٹھوس بنیاد فراہم نہ کرتی تھی ۔ مگر علامہ بضد تھے کہ آزادی سے قبل اتحاد لازمی ہے ۔ ان کا خیال تھا کہ فرقہ وارانہ مسائل کا حل بعد میں ہو جائے گا ۔ یہ کم و بیش کانگرسی رویہ تھا ۔ مگر علامہ کو یقین تھا کہ مسلمان قوت بازو سے اپنے حقوق و مفادات کا تحفظ کر سکتے ہیں ۔ آخری پیرے میں علامہ نے اپنے جس اعلان کا ذکر کیا ہے ، اس کے لیے دیکھو دستاویز نمبر ۹ کا آخری پیرا ۔

دستاویز ۱۸

لاہور ریلوے اسٹیشن پر علامہ مشرقی کی تقریر کا یہ خلاصہ ہے ۔ پوری تقریر ہمارے ماخذ نے درج نہیں کی ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۲ء کو علامہ کی مدراس میں نظر بندی ختم ہوئی ۔ وہ یکم جنوری ۱۹۴۳ء کو بمبئی ایکسپریس کے ذریعے مدراس سے روانہ ہوئے ۔ تین جنوری کو رات کے دس بجے لاہور پہنچے ۔ خاکساروں نے اسٹیشن پر پر جوش استقبال کیا ۔ اکاون ضرب گولوں کی سلامی دی گئی ۔ علامہ نے تقریر سے قبل ہاتھ اٹھا کر بدیں الفاظ دعا کی ۔

> اے ہندو اور مسلمان کے خدا ، امیر اور غریب کے خدا ، عالم اور جاہل کے خدا ، اپنی رحمتوں کے صدقے ہمارے قریب ہو کر ہماری دعاؤں کو سن لے اور مصیبت زدہ ہندوستان کی

مصیبتوں کو ختم کر دے ۔

دیکھو صفدر سلیمی : خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد ، ص ص ۷۳-۸۵ ۔

دستاویز ۱۹

۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو سانحہ لاہور کے بعد علامہ کے علاوہ بہت سے خاکسار ملک کی مختلف جیلوں میں بند کر دیے گئے تھے ۔ علامہ تو ۱۹۴۳ء کی پہلی تاریخ کو رہا ہوئے مگر بہت سے خاکسار قیدیوں کو ابھی رہائی نہیں ملی تھی ۔ ان پر جیل حکام کی طرف سے تشدد کی شہادتیں ملتی ہیں ۔ اس تشدد کا باعث کچھ تو خاکساروں کی اپنی تربیت اور طبیعت تھا اور کچھ پنجاب میں حکومت کی خاکسار دشمنی تھی ۔ ملتان جیل میں خاکسار قیدیوں پر جو بیتی ، اس کی عینی شہادت کے لیے دیکھو ہیرا لال سیٹھ، دی خاکسار مووِمنٹ انڈر سرچ لائٹ اینڈ دی لائف سٹوری آف اِٹس لیڈر ، علامہ مشرقی ، لاہور ، ۱۹۴۳ء ، ص ص ۹۱—۱۰۱ ۔

یہ تار کل سولہ اشخاص کے نام بھیجا گیا جن میں تین انگریز حاکم تھے ۔ علامہ نے اپنے جس روزے کا ذکر کیا ہے وہ انہوں نے مدراس جیل میں ۱۹۴۱ء میں رکھا تھا ۔

دستاویز ۲۰

مسٹر گاندھی ۸ مئی ۱۹۴۴ء کو قید سے رہا ہو کر آئے تھے ۔ انہیں ۹ اگست ۱۹۴۲ء کو "ہندوستان چھوڑ دو" (کوئٹ انڈیا) کی تحریک چلانے کی پاداش میں گرفتار کر کے پونا میں نظر بند کر دیا گیا تھا (کوئٹ انڈیا کی کانگرسی قرار داد کے مکمل متن کے لیے دیکھو نکولس ۔ ایم (چیف ایڈیٹر) ٹرانسفر آف پاور ، ۱۹۴۲ ، جلد اول ، لندن ۱۹۷۰ء ، دستاویز نمبر ۴۷۱) ۴ مئی ۱۹۴۳ء مسٹر گاندھی نے جیل سے قائد اعظم محمد علی جناح کو ایک خط لکھا تھا جس میں انہوں نے پاکستان کے ذکر سے پہلوتہی کرتے ہوئے قائد کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بغیر پیشگی شرط کے ان سے ملاقات کریں تا کہ وہ دونو ہندوستان کے فرقہ وارانہ مسئلے کا طرفین کے لیے قابل قبول حل نکال سکیں ۔ مسٹر گاندھی کا یہ خط قائد کی اس تقریر کے جواب میں تھا جو انہوں نے ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء کو مسلم لیگ کے ۳۰ ویں اجلاس منعقدہ دہلی میں کی تھی ۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطبے میں مسٹر گاندھی کی طرف سے پاکستان کے قیام کی مخالفت مگر مسلمانوں سے مذاکرات کے ذریعے ہندو مسلم مسائل کا تصفیہ کرنے کی خواہش میں پائے جانے والے تضاد کا تجزیہ

کرنے کے بعد کہا تھا کہ اگر مسٹر گاندھی مسلم لیگ سے پاکستان کی بنیاد پر کوئی تصفیہ کرنے کے خواہشمند ہیں تو قائد سے زیادہ کوئی بھی اس اس کو خوش آمدید نہیں کہے گا۔ انہوں نے مزید کہا تھا کہ اگر مسٹر گاندھی اس بات کا ارادہ کر چکے ہیں تو پھر وہ انہیں خط لکھیں۔ آخر وہ وائسرائے کو بھی تو خط لکھتے ہی رہتے ہیں۔ قائد اعظم کے بیان کے لیے دیکھو سید شریف الدین پیر زادہ (ایڈیٹر) فاؤنڈیشن آف پاکستان، جلد دوئم، آل انڈیا مسلم لیگ ڈاکومنٹس – ۱۹۲۴ء، کراچی ۱۹۷۱ء، ص ص ۴۲۱، ۴۹۱ مسٹر گاندھی کے خط کے اصل متن کے لیے دیکھو ایضاً ص، ۴۹۰۔ نیز گاندھیز کارسپانڈنس وِدھ دی گورنمنٹ ۱۹۴۲ – ۴۴ (دوسرا ایڈیشن)، احمد آباد، ۱۹۴۵ء، ص ص ۸۹، ۹۰۔

دستاویز ۲۱

مسٹر گاندھی کی "پہلے سال کی عرضداشت" سے مراد مسٹر گاندھی کا وہ خط ہے جو انہوں نے قائد اعظم کے نام لکھا تھا۔ دیکھو حاشیہ دستاویز ۲۰۔

دستاویز ۲۲

قائد اعظم کے نام مسٹر گاندھی کے خط کا ذکر سابقاً ہو چکا ہے۔ یہ خط ۴ مئی ۱۹۴۳ء کو پونا جیل سے لکھا گیا تھا مگر جیل کے حکام نے اصل خط روک کر اس کا متن قائد اعظم کو ارسال کر دیا تھا۔ اصل خط ۱۸ مئی ۱۹۴۳ء کو روز نامہ ڈان میں شائع ہوا۔ یہاں مسلم لیگ کے سرکاری اخبار سے مراد ڈان ہی ہے۔ یاد رہے کہ مسٹر گاندھی نے یہ خط قائد اعظم کی بجائے، جو کہ مکتوب الیہ تھے ڈان کو اشاعت کے لیے دے دیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھو سید شریف الدین پیر زادہ، فاؤنڈیشن آف پاکستان، جلدد وئم ص ص ۴۸۹ اور بعد۔

دستاویز ۲۳

اس دستاویز کا محور ہندوستان کے لیے ایک متفقہ سیاسی آئین کی تیاری اور ستمبر ۱۹۴۴ء کے جناح گاندھی مذاکرات ہیں۔ جناح گاندھی مذاکرات کے انعقاد اور ان کی کامیابی کے لیے علامہ نے دونوں راہنماؤں کو صرف خطوط ہی نہیں لکھے تھے۔ ہندو مہاسبھا اور اکالی سکھوں کی طرف سے ان مذاکرات کے انعقاد کو ناکام بنانے کے خدشے کے پیش‌نظر مذاکرات کے دوران میں خاکساروں کا ایک دستہ بمبئی میں متعین بھی کر دیا تھا کہ اگر مخالف عناصر شہر میں بدامنی پھیلا کر مذاکرات کو ناکام بنانے کی سعی کریں تو خاکسار دستہ انہیں ایسا کرنے سے روک سکے۔ ۹ ستمبر کو بمبئی میں کلیان کے ریلوے

اسٹیشن پر مسٹر گاندھی کے ورود بمبئی کے وقت ہندو مہاسبھا اور اکالی سکھوں نے ان کا کالی جھنڈیوں سے استقبال کر کے اس خدشے کو سچا کر دیا ۔ خاکسار دستہ جو اسٹیشن پر موجود تھا ، مسٹر گاندھی کو بحفاظت اسٹیشن سے باہر نکال لایا تھا ۔

چونکہ ابتداً مذاکرات کی تاریخ ۱۹ اگست مقرر ہوئی تھی ، خاکسار ۱۸ اگست کو بمبئی پہنچ گئے تھے ۔ مگر قائد اعظم کے اچانک علیل ہو جانے کی وجہ سے مذاکرات ۹ ستمبر کو شروع ہو سکے ۔ خاکسار دستہ ۱۸ اگست سے ۳۰ ستمبر تک بمبئی میں مقیم رہا ۔ بمبئی میں قیام کے دوران میں خاکساروں کی مصروفیات کے لیے دیکھو صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد ، لاہور ، ت ن ، ص ص ۳۴۷—۳۷۱ ۔

دستاویز ۲۴—۲٦

علامہ کے ان تینوں دھمکی آمیز تاروں کا مسٹر گاندھی نے کوئی جواب نہ دیا ۔ آخر کار علامہ نے مسٹر گاندھی سے ایسے تار دینے کی معافی مانگ لی ۔ دیکھو دستاویز ۲۷ ۔

دستاویز ۲۷

اس خط کی تاریخ ہمارے ماخذ میں درج نہیں ہے تا ہم چونکہ اس میں مسٹر گاندھی کی ۱۳ مارچ تک بمبئی پہنچنے کی خبر کا ذکر ہے اور اس کا ذکر علامہ صاحب مسٹر گاندھی کے نام اپنے ۲۵ مارچ والے تار میں بھی کر چکے ہیں ، اس لیے اس خط کی تاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۴۵ء سے کوئی ایک دو دن بعد یعنی ۲٦ یا ۲۷ مارچ ہو سکتی ہے ۔ پہلے تار دے کر اسی مضمون کو ذرا تفصیل کے ساتھ ایک دو دن بعد خط میں لکھ بھیجا ہو گا ۔

قائد اعظم ۱۳ تا ۱٦ جنوری ۱۹۴۵ء کو احمد آباد میں تھے ۔ انہوں نے متعدد دوسری مصروفیات کے علاوہ ۱۴ جنوری کو گجرات مسلم ایجو کیشنل کانفرنس کے چوتھے اجلاس کا افتتاح بھی کیا تھا ۔ ان تاریخوں میں قائد کی احمد آباد میں مصروفیات کے لیے دیکھو ، جمیل الدین احمد ، سپیچز اینڈ رائٹنگز آف جناح ، جلد دوئم ، ص ص ۱۵۸ تا ۱٦۵ ۔

آخری پیرے میں صوبہ سرحد میں نئی بننے والی کانگرس وزارت کا ذکر ہے اس واقعہ کی اجمالاً تفصیل یہ ہے : شمال مغربی سرحدی صوبے میں مئی ۱۹۴۳ء میں سردار اورنگ زیب کے ماتحت مسلم لیگ کی وزارت قائم ہوئی تھی ۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۵ء کو مسٹر گاندھی کی سعی سے سردار اورنگ زیب کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس ہو گیا ۔ اس طرح ڈاکٹر خان صاحب کے ماتحت کانگرس وزارت قائم ہو گئی ۔ یاد رہے جب ۱۹۳۹ء میں صوبے کی

کانگرسی وزارت مستعفی ہوئی تھی تو اس وقت بھی خان صاحب ہی سرحد کے وزیر اعظم تھے - قائد اعظم نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۵ء کو یوم پاکستان کے موقع پر قوم کے نام پیغام میں صوبہ سرحد کی وزارت میں تبدیلی پر غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ مسلم اکثریت کے صوبے میں ایسی کوئی وزارت برداشت نہیں کی جائے گی جو مسٹر گاندھی یا کانگریس سے احکام لے - کہا جاتا ہے کہ مسٹر گاندھی نے خان صاحب کے نام ایک بند خط میں مسلم لیگ وزارت کو شکست دینے کے لیے ہدایات دی تھیں - یہ امر قابل توجہ ہے کہ علامہ مشرقی بھی صوبے کی وزارت میں کانگرس کے حق میں تبدیلی کا ذمہ دار مسٹر گاندھی ہی کو ٹھہراتے ہیں دیکھو برائے گورنر راج، نکولس، ایم (چیف ایڈیٹر) ٹرانسفر آف پاور، جلد پنجم دستاویز ۳۰۷ برائے بند خط - ایضاً ، دستاویز ۳۲۷ برائے قائد اعظم کا قوم کے نام پیغام ایضاً ، دستاویزات ۳۴۱ ، ۳۴۴ ، نیز جمیل الدین احمد کتاب مذکور، جلد دوئم، ص ۱۷۰ -

دستاویز ۲۸

کہا جاتا ہے کہ اس بحری تار کی نقلیں کئی ایک برطانوی سیاست دانوں ، پارلیمنٹ کے ممبروں اور چند ایک اخبارات کو بھی ارسال کی گئیں - لارڈ ویول وائسرائے ہند نے علامہ کو اطلاع دی کہ ان کا تار حکومت برطانیہ کو پہنچ گیا ہے اور یہ کہ اس میں جو تجاویز ہیں وہ نوٹ کر لی گئی ہیں - (دیکھو صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد ، ص ص ۳۷۶ تا ۳۷۷ -

دستاویز میں لارڈ ویول کا مذکورہ خط مسٹر گاندھی کے ۲۷ جولائی ۱۹۴۴ء کے خط کے جواب میں تھا۔ مسٹر گاندھی نے اپنے خط میں گورنر کو تجویز دی تھی کہ اگر انگریز حکومت ہندوستان کی آزادی کا اعلان کر دے تو جنگ کے خاتمے تک ہندوستان کے دفاعی انتظامات بدستور انگریزوں کے ہاتھ میں رہنے دیے جا سکتے ہیں مگر ویول نے جواب میں کہا تھا کہ جب تک فرقہ وارانہ مسائل کا متفقہ اور تاج برطانیہ کو قابل قبول حل نہیں نکل آتا ہندوستان کو آزادی نہیں دی جا سکتی۔ دیکھو برائے مسٹر گاندھی کا خط بنام ویول ، نکولس - ایم (چیف ایڈیٹر) ، دی ٹرانسفر آف پاور جلد چہارم ۱۹۷۳ء لندن دستاویز نمبر ۶۱۵ اور برائے ویول کا خط بنام مسٹر گاندھی ، ایضاً ، دستاویز نمبر ۶۵۹ -

دستاویز ۲۹

اس اعلان کی صحیح تاریخ معلوم نہ ہو سکی - تاہم یہ ۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کے جلد بعد ہی لکھا گیا - جب کہ علامہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں انتخابات کی مہم شروع کرنے

کا اعلان کیا تھا ۔ دیکھو صفدر سلیمی ، خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد ، ص ۳۱۳ ۔ پہلے پیرے میں وائسرائے ہند اور مسٹر گاندھی کے درمیان مذکورہ مراسلات کے لیے دیکھو حاشیہ دستاویز ۲۸ ۔ خاکسار آئین کے لیے دیکھو دستاویز ۱۱ اور اس کا حاشیہ ۔

دستاویز ۳۰

دستاویز کا مرکزی مضمون خاکسار آئین کا خلاصہ ہے جو علامہ نے خود اپنے قلم سے لکھا ۔ آئین کا پورا نام کانسٹی ٹیوشن آف فری انڈیا ، ۱۹۴۶ء ہے ۔ آئین انگریزی زبان میں لکھا گیا تھا جو بذات خود ایک علیحدہ تصنیف ہے ۔ آئین جون ۱۹۴۵ء میں مرتب ہو کر اکتوبر ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا ۔ اسے تیار کرنے کا بڑا محرک تو وہی تھا کہ ہندوستان کے فرقہ وارانہ مسائل کو حل کرنے والا ایک آئین تیار کر کے انگریز حکومت کی شرط پوری کر دی جائے تاکہ وہ ملک کو آزاد کر دے تا ہم اس کی تیاری میں مسلم لیگ کا ایک "طعنہ" بھی محرک ثابت ہؤا ۔ مسلم لیگی کہتے تھے کہ علامہ صرف سپاہی ہیں ۔ سیاست دان نہیں ہیں ۔ علامہ کو اس طعنہ سے بڑی "چڑ" تھی لہٰذا انہوں نے ایک ایسا آئین بنانے کی ٹھانی جس کی "گرد" تک جناح اور گاندھی جیسے بیرسٹر بھی نہ پہنچ سکیں (الاصلاح ، یکم مارچ ۱۹۴۶ء ص ۸) ۔ آئین کو اسمبلیوں میں منظور کروانے کے لیے علامہ نے تمام ہندوستان کا دورہ کیا اور آئین کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے ۲۵ کے قریب جلسوں سے خطاب کیا ۔ الاصلاح ، ۲۵ جنوری ۱۹۴۶ء (ص ۱۹) مگر علامہ کی یہ کوششیں مشکور نہ ہو سکیں ۔

دستاویز ۳۱

تحریک اپنی اس پالیسی پر سختی سے پابند رہی کہ کوئی خاکسار انتخابات میں امیدوار کے طور پر کھڑا نہ ہو الا آنکہ کوئی غیر خاکسار امیدوار آئین کے ٹکٹ پر نہ ملے ۔ سیالکوٹ کے تحت جاری ہونے والے حکم میں ایک خاکسار افضل خالد کو تحریک کی پالیسی کے خلاف عمل کرنے پر پانچ دروں کی سزا دی جا رہی ہے ۔ دہلی کے تحت پائے جانے والے احکام میں خبر دی گئی ہے کہ پنجاب کے وزیراعظم نے اپنی پارٹی (یونلنسٹ پارٹی) کو خاکسار آئین کی ٹکٹ پر کھڑے ہونے کی "عام اجازت" دے دی تھی ۔ اس خبر کی تصدیق نہ ہو سکی ۔

دستاویز ۳۲

علامہ مشرقی کا صوبہ سندھ سے متعلق دعویٰ کہ وہاں مسلم لیگ کے تمام امیدوار خاکسار آئین کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے تھے ، غلط ہے ۔ سندھ میں کل مسلم نشستیں ۳۵ تھیں

جن میں سے چار مسلم لیگ سے نکالے ہوئے ، جی - ایم سید کی پارٹی نے ۳ ، لیفٹسٹ مسلمانوں نے اور باقی ۲۸ مسلم لیگ نے جیتیں - مسلم لیگ نے اتنی بھاری اکثریت سے کامیابی صرف صوبہ سندھ میں ہی نہ حاصل کی تھی ، اس نے ملک کے تمام صوبوں کی مسلم نشستوں کا ۹۰ فیصد حاصل کر کے اپنے اس دعوی کو سچ ثابت کر دیا تھا کہ وہ ہندوستان میں مسلمانوں کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہے - سندھ میں صوبائی انتخاب کے نتائج کے لیے دیکھو نکولس - ایم (چیف ایڈیٹر) ، ٹرانسفر آف پاور جلد ششم ، دستاویز ۵۱۷ ، ص ۱۱۹۳ -

دستاویز ۳۳

دوسری جنگ عظیم میں ہزاروں ہندوستانی فوجی جاپان کی قید میں چلے گئے تھے - ستمبر ۱۹۴۳ء کو مسٹر سبھاش چندر بوس جو مسٹر گاندھی کی اہمسا سے متفق نہ تھے ، کلکتہ سے بھاگ کر بیرون ملک چلے گئے تھے - انگریز دشمن جاپان نے ہندوستانی جنگی قیدیوں کو مسٹر بوس کی کمان میں دے دیا - اس طرح بیرون ملک ایک انگریز دشمن ہندوستانی فوج وجود میں آئی جس کا نام "آزاد ہند فوج" رکھا گیا - اس فوج کے اصلی اور فرضی کارناموں کا چرچا ہونے لگا تو ہندوستان کے لوگ اس کو اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگے - مگر جب جاپان کو شکست ہوئی تو "آزاد ہند فوج" کے کوئی بیس ہزار فوجی ہندوستان منتقل ہو گئے - مسٹر بوس اس وقت تک ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں مر چکے تھے - ہندوستان آنے کے بعد بہت سے فوجیوں کو جیلوں میں بند کردیا گیا- اس فوج کے کچھ افسروں پر تاج برطانیہ کے خلاف لڑنے کے الزام میں مقدمہ قائم ہوا - ۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ء کو دہلی کے لال قلعہ میں ایک فوجی عدالت نے مقدمے کی شنوائی کی - تین بڑے افسر جو اس مقدمے میں ماخوذ تھے ، اس دستاویز میں مذکور ہیں - ان کے خلاف بڑے بڑے الزامات یہ تھے کہ انہوں نے ستمبر ۱۹۴۱ء اور ۱۶ اپریل ۱۹۴۵ء کے درمیانی عرصہ میں بادشاہ ہندوستان کے خلاف سنگا پور، ملایا اور برما میں جنگ کی نیز یہ کہ انہوں نے برما میں واقع پوپا پہاڑی کے گرد و نواح میں ۶ اور ۲۹ مارچ ۱۹۴۵ء کو کچھ ہندوستانی فوجیوں کو ہلاک کیا - فوجی عدالت نے جرم ثابت کرتے ہوئے ان کو سخت سزائیں سنائیں مگر چونکہ تمام ہندوستان میں اس فیصلے کے خلاف مظاہرے شروع ہو گئے تھے ، انگریزی حکومت نے ان سزاؤں کو ختم کر دیا - رہائی کے بعد ان فوجیوں کا مختلف شہروں میں پرتپاک استقبال ہوا - ان مقدمات کو شروع کرنے پر ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف نفرت کا جو لاوا پھوٹ پڑا تھا ، اسے ان فوجیوں کی رہائی بھی ختم نہ کر سکی - اس مقدمے میں استغاثہ نے جو دستاویزی ثبوت فراہم کیے ان کے لیے دیکھو درلاب سنگھ (ایڈیٹر انچارج) فارمیشن اینڈ گروتھ آف دی انڈین نیشنل آرمی (آزاد ہند فوج) ، لاہور ، ۱۹۴۶ء -

دستاویز ۳۴

دیکھو دستاویزات ۳۲ ، ۳۶ اور ۳۷ -

دستاویز ۳۵

خاکساروں کے تین درجے تھے - (۱) خاکسار (۲) جانباز اور (۳) پاکباز - خاکسار تو تحریک کا ایک عام ممبر تھا - جانباز وہ خاکسار ہوتا تھا جو تحریک کی خاطر وقت پڑنے پر اپنی جان اور مال کی قربانی کا وعدہ کرتا تھا - یہ وعدہ وہ اپنے خون سے لکھ کر دفتر خاکسار میں جمع کراتا تھا جسے خونی معاہدہ کہا جاتا تھا - پاکباز وہ خاکسار ہوتا تھا جو اپنی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ تحریک کے لیے ہبہ کر دیتا تھا۔ یہ دستاویز جانبازوں سے مخاطب ہے جن کی کل تعداد دستاویز کے مطابق بارہ سو تھی (بارہ کے بجے ملاحظہ ہوں جنہیں مقبول عام لہجے "باراں" میں لکھا گیا ہے) - اس دستاویز میں ۵۷۴ جانبازوں کے نام اور پتے دیے گئے ہیں - باقی جانبازوں کے لیے بعد میں فہرست نمبر ۲ شائع ہونے کی اطلاع دی گئی ہے لیکن فہرست نمبر ۲ میری نظر سے نہیں گزری یا تو وہ شائع ہی نہیں ہوئی یا پھر مجھے نہیں مل سکی - پہلے پیرے میں قرآنی آیت نام سے ایک عربی عبارت درج ہے جس کے شروع میں "ثم" اور آخر میں "اجور ھم" آیا ہے - المعجم الفہرس ، واضع ، محمد فواد عبدالباقی) لاہور ، ۱۹۷۵ء کے مطابق ایسی قرآنی آیات جن میں "اجورھم" آیا ہو چار ہیں - ایک سورہ عمران میں (۵۷) دو سورہ النساء میں (۱۵۲ ، ۱۷۳) اور ایک سورہ فاطر میں (۳۱) ان چاروں کی عبارتوں میں "ثم" کا لفظ نہیں آیا - معلوم ہوتا ہے کہ علامہ مشرقی حافظہ سے لکھتے ہوئے غلط الفاظ درج کر گئے ہیں -

دستاویز ۳۶

دیکھو دستاویزات ۳۲ ، ۳۴ اور ۳۷ -

دستاویز ۳۷

خاکسار آئین کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدواروں کی اس فہرست میں کچھ امید وار تو وہی ہیں جن کا نام پہلی فہرست میں آ چکا ہے (دیکھو دستاویز ۳۲) - البتہ نئے امیدواروں کی تعداد صوبہ وار حسب ذیل ہے -

پنجاب ۴ ، سندھ ۱۳ ، اور سرحد ۱ نیز دیکھو دستاویز ۳۸

دستاویز ۳۸

اس دستاویز میں علامہ نے دعویٰ کیا ہے کہ سندھ میں خاکسار آئین کے ۲۳ مسلم لیگی امیدوار کامیاب ہو گئے ہیں ۔ یہ دعویٰ تاریخی طور پر درست نہیں ہے ۔ مسلم لیگ کا کوئی بھی کامیاب ہونے والا امیدار خاکسار آئین کے حق میں نہ تھا ۔

دستاویز ۳۹

دیکھو دستاویز ۳۳ اور اس کا حاشیہ ۔

دستاویز ۴۰

صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کے علاوہ تحریک کو خاکسار آئین کی ٹکٹ پر امیدواروں کی تلاش میں دشواری پیش آئی ۔ دستاویز سے ظاہر ہے کہ بہار ، سی ۔ پی ، بمبئی وغیرہ میں امیدوار نہیں مل رہے تھے ۔ صوبہ پنجاب میں انتخابی مہم میں استعمال کے لیے لاریاں اور ایک کار کرائے پر لی گئیں ۔

دستاویز ۴۱

عنوان اور پہلے پیرے میں مذکورہ ۴۸ آئینی امیدواروں کے لیے دیکھو دستاویز ۳۸ ۔ دستاویز میں مذکورہ ۲۳ امیدوار وہ ہیں جو خاکسار مرکزی پارلیانی بورڈ کے منتخب اور منظور کردہ نہیں تھے مگر وہ انہی نشستوں پر کھڑے ہونے کے متمنی تھے جن پر بورڈ اپنے امید وار کھڑے کر چکا تھا ۔ تحریک نے ان کی بھی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا ۔ یعنی ۲۲ نشستوں پر تحریک دو دو امیدواروں کی مدد کرنے والی تھی ۔ خاکسار تحریک چونکہ بے ہمہ اور با ہمہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اس لیے ان اشخاص کو جنھوں نے آئینی اقرار ناموں پر دستخط کیے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتی تھی ۔

دستاویز ۴۲

دستاویز کے آخری پیرے میں مجلہ ریڈیئنس کے ایڈیٹر سے جواب طلبی ہوئی ہے ۔ کہ مجلہ کو ادارہ علیہ کی اجازت کے بغیر علی گڑھ سے میرٹھ میں کیوں منتقل کر دیا تھا ۔ ریڈیئنس اور الامین دو مجلے تھے جو خاکسار تحریک کی پالیسی کی اشاعت کے لیے وقف تھے ۔ مگر بعد میں ان دونوں رسائل کے تحریک سے اختلاف ہو گئے ۔ ان دونوں مجلوں کی ادارت سے منسلک نمایاں شخصیتیں ، جناب اختر حامد اور پروفیسر کرار حسین ، تحریک کے زیر عتاب آ گئیں ۔ تفصیل کے لیے دیکھو الاصلاح ، ۲۱ جون ۱۹۴۶ء ، ص ۱۰ ۔

دستاویز ۴۳

دوسرے پیرے میں علامہ مشرق کا قائد اعظم محمد علی جناح سے مسلمانوں کے حصہ کی چالیس میں سے ۲۵ خود رکھ کر باقی ۱۵ نشستیں ، علامہ کے الفاظ میں "غریبوں" یعنی غیر مسلم لیگی مسلمانوں کو دینے کا مطالبہ قائد اعظم کے نزدیک کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہو سکتا تھا ۔ وہ جماعت جو انتخابات میں تقریباً تمام کی تمام مسلم نشستیں جیت کر ہندی مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت ہونے کے اپنے دعوی کو سچا ثابت کر سکتی تھی اور جس کی کانگرس سے لڑائی ہی اسی نقطہ پر تھی ، وہ بھلا چالیس میں سے ۱۵ نشستوں کو برضا و رغبت کیسے چھوڑ سکتی تھی؟ علامہ کی اس بات پر خفگی کہ قائد اعظم نے خاکسار آئین کو مسلم لیگ اور تحریک خاکسار کے درمیان سمجھوتے کی ایک شرط ماننے سے انکار کیوں کر دیا ، ناقابل ہمدردی ہے اس لیے کہ مشرق آئین کو تسلیم کرنے کا مطلب پاکستان کے مطالبے سے دستبرداری یا کم از کم اس کے حصول کو بھول بھلیوں میں ڈالنا ہوتا جو مسلم لیگ کے پیچھے ہاتھ اٹھانے والے کچھ کم دس کروڑ مسلمانوں کو بھی منظور نہ تھا ۔ اس موقع پر مسلم لیگ اگر خاکسار آئین کو تسلیم کر کے پاکستان کے موقف سے دستبردار ہو جاتی تو مسلم لیگ کی موت لازمی تھی اور ساتھ ہی پاکستان کا وجود بھی کبھی ظہور میں نہ آتا ۔ اگلے پیرے میں مسٹر گاندھی سے بھی علامہ خفا ہیں کہ انہوں نے بھی خاکسار آئین کی پشت پناہی نہیں کی اور صاف صاف کہہ دیا کہ یہ آئین چل ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ اس آئین میں کسی جماعت یا فرقے کے لیے کوئی کشش نہیں ہے ۔

دستاویز ۴۴

پنجاب ، سرحد اور سندھ میں صوبائی انتخابات ۱۰ فروری ۱۹۴۶ء تک مکمل ہو چکے تھے ۔ علامہ کی آئین پارٹی کو شکست ہوئی تھی ۔ ان صوبوں کے خاکساروں کو حکم دیا گیا کہ وہ دوسرے صوبوں میں پھیل کر خاکسار آئین کے حامی امیدوار تلاش کریں ۔ صوبہ مدراس میں خاکسار آئین کا موید کوئی بھی نہ مل سکا ۔

دستاویز ۴۵

قیدی خاکساروں کی ضمانت پر رہائی کے لیے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کی عدالت میں شنوائی ۱۰ مئی کو ہوئی ۔ عدالت نے سوال کیا کہ اگر علامہ مشرق خلاف قانون حکم دیں تو کیا وہ تعمیل کریں گے ۔ خاکسار قیدیوں نے جواب ہاں میں دیا۔ اس پر عدالت نے

مقدمہ واپس لینے سے انکار کرتے ہوئے ضمانت منظور کرنے سے انکار کر دیا ۔ الاصلاح ، ۳۱ مئی ۱۹۴۶ء ، ص ۱) ۔ اس کے بعد سیشن جج کی عدالت نے بھی ضمانت رد کر دی ۔ آخر کار ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء کو ہائی کورٹ نے تمام سالاروں کو ضمانت پر رہا کر دیا ۔ دیکھو الاصلاح ، ۷ جون ۱۹۴۶ء ، ص ۱۲ کالم ۳ ۔

دستاویز ۴۶

لاہور کے مقدمے میں ماخوذ باقی دو خاکسار ۲۷ مئی ۱۹۴۶ء کو بری ہو کر رہا ہوئے (دیکھو الاصلاح، ۷ جون ۱۹۴۶ء ، ص ۱۲ ، کالم ۳)۔ دوسرے پیرے میں مذکورہ مجلات الامین اور ریڈیننس کے لیے دیکھو الاصلاح ، ۲۱ جون ۱۹۴۶ء ، ص ص ۱۰-۱۱

دستاویز ۴۷

دستاویز میں مذکورہ ۱۹۴۰ء کے سانحہ لاہور کی تفصیل کے لیے دیکھو الکرپز سر سکندر ، اور خاکسار تحریک ، (مرتبہ محمد علی فارق) ، لاہور ، ۱۹۷۸ء ۔

دستاویز ۴۸

مسلم لیگ کو اپنے ساتھ ملائے یا اس کے ساتھ ملے بغیر تحریک کے لیے نا ممکن تھا کہ پاکستان کے لیے دو کروڑ مسلمانوں کی فوج تیار کر لیتی ۔ تحریک کے اکثر و بیشتر منصوبوں کی طرح یہ منصوبہ بھی ناکام رہا ۔ پاکستان کے حصول کے لیے اس قسم کی فوج تیار کرنا تھا بھی غیر ضروری کیوں کہ دو کروڑ ہی کیا ہندوستان کے تمام مسلمان پاکستان کی منزل کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ ہاں البتہ علامہ مشرقی کے مطابق تمام ہندوستان کو پاکستان میں تبدیل کرنے کے لیے غالباً دو کروڑ لڑاکا مسلمانوں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔

دستاویز ۴۹

علامہ کے ارادے اور پروگرام خوشے سیاہی کے حامل ہوتے تھے ۔ سابقہ دستاویز میں دو کروڑ پاکستانی فوج جمع کرنے کا ارادہ تھا ۔ اور اب پچاس لاکھ خاکسار بھرتی کرنے کا پروگرام ۔ ان میں سے تین لاکھ خاکساروں کو ایسا ہونا چاہیے تھا جو ایک دن کے نوٹس پر جہاں مطلوب ہوں وہاں فوراً پہنچ سکیں ۔ آخر کار علامہ نے ۳۱ مارچ ۱۹۴۷ء کو خاکساروں کو حکم دے دیا کہ وہ ۳۰ جون کو دہلی میں جمع ہو جائیں۔ اگر وہ جمع نہ ہوئے تو تحریک کو ختم کر دینے کی وعید بھی ساتھ ہی سنا دی ۔ دیکھو دستاویز ۶۸ ۔

دستاویز ۵۰

دیکھو دستاویز ۳۳ اور اس کا حاشیہ ۔

دستاویز ۵۱

علامہ مشرقی نے اپنے جواب میں دو ٹوک اعلان کیا ہے کہ تحریک خالص مسلم تحریک نہیں ہے ۔ یہ جواب ایک ہندو کے سوال پر تھا ۔ مگر تحریک کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد تھا غلبہ اسلام اور قرون اولیٰ کی طرز پر اسلامی حکومت کا قیام ۔ کیا ان مقاصد کے لیے جنگ کرنے والی تحریک خالص مسلم تحریک نہیں تھی ۔ علامہ صاحب کبھی کبھی اچھے خاصے مصاحت کے بندے بن کر جواب دیتے ہیں ۔ کوٹلی تحصیل مری کے چند مسلمانوں کے خط کے جواب میں علامہ نے لکھا کہ تحریک کا منشا یہ ہے کہ قرون اولیٰ کے اسلام کو پھر سے رائج کر کے تمام نا انصافیوں کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس طرح امت اسلامیہ کو بلند کر دیا جائے (دیکھو دستاویز نمبر ۵۲) ۔ اب جو تحریک قرون اولیٰ کا اسلام رائج کر کے اسلامی سلطنت کے مسلمانوں کو بلند کرنا چاہتی ہو ، اسے کیا نا خالص مسلم تحریک کہا جائے گا ۔ وہ یقیناً خالص مسلم جماعت ہی ہوگی ۔

دستاویز ۵۲

پشاور میں خاکساروں کے اس اجتماع کی سر گرمیوں کی مزید تفصیل کے لیے دیکھو الاصلاح ، یکم دسمبر ۱۹۴۶ء ، ص ۵ ۔

دستاویز ۵۳

سبھاش چندر بوس کا یہ "ملک کے نام تازہ ترین پیغام" جعلی تھا ۔ مسٹر بوس تو ۱۹۴۵ء میں ہی آنجہانی ہو چکے تھے ۔ یکم دسمبر ۱۹۴۶ء کو ان کے نام سے شائع ہونے والا اور وہ بھی "تازہ ترین پیغام" اصلی نہیں ہو سکتا ۔

دستاویز ۵۴

علامہ مشرقی نے ایک آل انڈیا مسلم لیگ بنانے کا بھی اعلان کیا تھا ۔ اس لیگ کا وجود صرف اس اعلان تک ہی محدود رہا ، (دیکھو الاصلاح ، یکم نومبر ۱۹۴۶ء ص ۱۳ ، ۱۴) ، دستاویز میں مذکورہ ایک کروڑ السالوں کے مارچ کرنے کا اعلان بس علامہ کی خواہش سے آگے نہ بڑھ سکا اور ان کے دیگر اکثر و بیشتر اعلانوں کی طرح ناکام رہا ۔

دستاویز ۵۵

دستاویز الاصلاح کے پنجاب ایڈیشن سے لی گئی ہے ۔ یہ ایڈیشن ۱۹۴۷ء کے اوائل سے شروع ہوا اور اس کے ایڈیٹر علامہ کے صاحبزادے اکرام اللہ خان انور مقرر ہوئے۔ اس کے چند شمارے نکلے اور پھر بند ہو گیا ۔ پنجاب ایڈیشن کی پالیسی مسلم لیگ سے موافقت رکھتی تھی ۔اس کے نکالنے کا فیصلہ ۳ دسمبر ۱۹۴۶ء کو ہوا تھا ۔ تفصیل کے لیے دیکھو الاصلاح ، ۱۳ دسمبر ۱۹۴۶ء ، ص ۲ ۔

دستاویز ۵۶

تحریک کی نئی پالیسی کے مطابق مسلم لیگ سے مخالفت ختم کر دی گئی تھی ۔ (دیکھو دستاویز ۵۶) ۔ اس دستاویز میں خاکساروں اور مسلم لیگیوں میں ہم آہنگی کی خبریں ملتی ہیں ۔

دستاویز ۵۷

پیرا ۲ میں علامہ شکایت کرتے ہیں کہ ۱۹۴۰ء کے سانحہ "لاہور" ان کی گرفتاری اور ویلور جیل میں نظر بندی کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح انگریزوں کی چالوں میں آ گئے اور اس طرح خاکسار محاذ یعنی حکومت کے خلاف جذبہ انتقام ٹھنڈا پڑ گیا ۔ اس میں شک نہیں کہ حریت پسندوں کے خلاف انگریز طرح طرح کی چالیں چلتے رہتے تھے ۔ مگر یہ کہنا تاریخی لحاظ سے غلط ہوگا کہ قائد اعظم کبھی انگریزوں کی چالوں میں بھی آئے ہوں ۔ وہ نہایت صاف اور روشن دماغ کے حامل سیاست دان تھے اور کسی قیمت پر بھی نہیں بکتے تھے ۔ اس امر کا اعتراف ان کے دوست اور دشمن سب نے کیا ہے ۔ یاد رہے کہ خاکساروں پر گولی چلنے پر قائد اعظم نے اپنے شدید غم و غصے کا اظہار کیا تھا۔ انہوں نے مسلم لیگ کے اجلاس عام (لاہور مارچ ۱۹۴۰ء) میں خاکساروں کی ابتلا پر ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے رنج و غم کی قرار داد بذات خود پیش کی تھی ۔ اس قرار داد میں حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس واقعہ کی تحقیق کے لیے ایک کمیٹی مقرر کرے تا کہ اصل مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جا سکے ۔(دیکھو مقدمہ کتاب ہذا) ہاں البتہ قائد اعظم بیلچہ پکڑ کر دوسرا سانحہ لاہور پیدا کرنے کے حق میں نہ تھے ۔ اپنی اپنی طبیعت اور سمجھ کی بات ہوتی ہے ۔ یہ کمیٹی قائم تو ہوئی مگر اس کی رپورٹ حکومت نے شائع نہ کی ۔

دستاویز ۵۸

دیکھو دستاویزات ۶۲ ، ۶۳ ، اور ۶۴ -

دستاویز ۵۹

دیکھو دستاویز ۵۸ -

دستاویز ۶۰

آزادی کی جنگ میں روپے کی فراہمی کے لیے خاکسار ریزرو بنک کے قیام کا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا کیونکہ جولائی ۱۹۴۷ء کے آغاز میں ہی تحریک کو ختم کر دیا گیا تھا - (دیکھو دستاویز ۶۴) - دستاویز میں مذکورہ قرطاس اعزازی سے مراد تحریک کے وہ اعزازی کرنسی نوٹ ہیں جو علامہ کے دستخطوں سے جاری ہوئے تھے - راقم الحروف کے پاس ایک ، پانچ اور دس روپے کے یہ قرطاس ہیں - خاکسار عہدے داروں کو انہی قرطاسوں میں تنخواہ ملتی تھی - ان قرطاسوں یعنی نوٹوں کی لمبائی تقریباً ۱۷ سم اور چوڑائی تقریباً ۱۱ سم ہے - دس روپے کا نوٹ سبز رنگ کا اور باقی دو نیلے رنگ میں ہیں - نوٹ کے اوپر درمیان میں لفظ اللہ اس کے بائیں طرف نوٹ کا نمبر اس کے بائیں طرف کچھ نیچے روپے کی قیمت اور درمیان میں چاند ستارہ ہے - چاند کی پٹی پر قرآن کریم کی یہ آیت درج ہے - ان الارض یرثها عبادی الصالحون (۲۱ - ۱۰۵) - چاند کے اندر متحدہ ہندوستان کا نقشہ ہے - جس پر فارسی میں یہ عبارت مرقوم ہے -

من وعدہ می کنم کہ حامل را مندرجہ روپیہ

بسند

بر استقلال ادا می کنم

بائیں کونے میں علامہ کے دستخط کا طغرا ، محمد عنایت اللہ ہے - اس کے نیچے من جانب ادارہ علیہ ثغور مغربی - "خلدھا اللہ" درج ہے - دائیں طرف کے کونے میں پھر نوٹ کی قیمت اور اس سے ذرا بائیں طرف نوٹ کا نمبر درج ہے -

دستاویز ۶۱

دیکھو دستاویز ۵۹ ، ۶۳ اور ۶۴ -

دستاویز ۶۲

لیز دیکھو دستاویزات نمبر ۵۹ ، ۶۲ اور ۶۴ -

دستاویز ۶۳

مطالبات کے فاتحانہ انجام میں فتح کا عنصر نظر نہیں آتا سوائے اس کے کہ وقتی طور پر خاکساروں کی ناک کٹنے سے بچ گئی ۔ دستاویز میں مذکورہ مسلمانوں کے لیے رعایات کا نفاذ عملاً نہ ہو سکا ۔ لیز دیکھو دستاویزات ۵۹ ، ۶۲ ، ۶۳ -

دستاویز ۶۴

دیکھو دستاویزات ۵۸ اور ۶۱

دستاویز ۶۵

دیکھو دستاویزات ۵۰ ، ۶۰ اور ۶۵ -
نیز مقدمہ کتاب ہذا -

دستاویز ۶۶

دیکھو دستاویزات ۵۹ ، ۶۲ ، ۶۳ نیز مقدمہ کتاب ہذا -

دستاویز ۶۷

دیکھو دستاویز ۶۵ نیز مقدمہ کتاب ہذا -

دستاویز ۶۸

"خاکسار کا واویلا" کے عنوان سے اس دستاویز میں دیے گئے خاکساروں کے خطوط تحریک سے وابستگی کی شدت کا ایک مفید مطالعہ فراہم کرتے ہیں ۔ تحریک کو ختم کرنے کا اعلان ۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو دہلی کی جامع مسجد میں علامہ مشرقی کی غیر حاضری میں کیا گیا تھا ۔ علامہ نے یہ اعلان لکھ کر دہلی بھیج دیا تھا اور خود لاہور میں ہی بیٹھے رہے -

دستاویز ۶۹

دستاویز میں دے گئے احکام قطعاً ناممکن العمل تھے ۔ تقسیم کے بعد بھارت کی حکومت خاکساروں کی اس طرح سے پیدا ہونے والی متوازی حکومت کو ہرگز برداشت نہ کر سکتی تھی ۔ اور پھر پاکستان کے تمام خاکساروں سے توقع رکھنا کہ وہ باقی ماندہ ہندوستان کو فتح کرنے کے لیے بھارت میں ہجرت کر جائیں اور وہاں سے بیت المال واقع لاہور میں لاکھوں کروڑوں روپیہ جمع کروائے جائیں ، حکم دینے والے کی انتہائی سیاسی جہالت کا اظہار کرتا ہے -

کتابیات

مقدمہ اور حواشی وغیرہ کی تیاری میں سب سے زیادہ فائدہ ہفت روزہ الاصلاح سے اٹھایا گیا ہے جو تحریک کا آرگن تھا - خوش قسمتی سے الاصلاح کی تمام فائلوں تک میری رسائی رہی ہے ، جو حسب ذیل ہیں :-

ہفت روزہ الاصلاح (لاہور) الف - ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۱ء
ب - ۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۷ء

(جون ۱۹۴۱ء سے جنوری ۱۹۴۶ء تک الاصلاح بند رہا) -

الاصلاح کے علاوہ دو ورق سے لیکر بیس پچیس ورق تک کے کچھ کتابچے اور پمفلٹ بھی بنیادی ماخذوں میں شامل ہیں - کتابیات میں درج کرنے کی بجائے ان کا ذکر اصل محل حوالہ میں ہی کر دیا گیا ہے - یک ورقی چھوٹے بڑے اشتہارات ، کرنسی نوٹ اور اسی قبیل کے دیگر ماخذوں کا ذکر کتاب میں ہی کر دیا گیا ہے - علاوہ ازیں درج ذیل مطبوعہ کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے :-

امبیدکر ، بی - آر : پاکستان آر پارٹیشن آف انڈیا ، بمبئی ۱۹۴۵ء -

بھٹی ، محمد عظمت اللہ : المشرق ، گجرات ، ۱۹۶۳ء -

پانڈے ، بی - این -: دی بریک اپ آف انڈیا ، نیویارک ، ۱۹۶۹ء -

پیرزادہ، سید شریف‌الدین (ایڈیٹر): فاونڈیشنز آف پاکستان ، جلد دوم ،کراچی ، ۱۹۷۰ء -

جمیل الدین احمد : سپیچز اینڈ رائٹنگز آف مسٹر جناح ، جلد اول (ساتواں ایڈیشن) ، لاہور ، ۱۹۶۸ء ، جلد دوم ، لاہور ، ۱۹۶۴ء -

درلاب سنگھ (ایڈیٹر انچارج) : فارمیشن اینڈگروتھ آف انڈین نیشنل آرمی (آزاد ہند فوج) ، لاہور ، ۱۹۴۶ء -

ڈیسائی ، جیون جی دھابا بھائی (طابع و ناشر) : گاندھیز کارسپانڈنس وِتھ دی گورنمنٹ ۱۹۴۲ء — ۱۹۴۴ء (بار دوم) ، احمد آباد ، ۱۹۴۵ء -

رفیق افضل ، ایم - (ایڈیٹر) : دی کیس فار پاکستان ، اسلام آباد ، ۱۹۷۹ء

سمتھ ، ڈبلیو - سی : ماڈرن اسلام ان انڈیا ، لندن ، ۱۹۴۶ء -
(ری پرنٹ ، لاہور ۱۹۶۹ء) -

سیٹھ ہیرا لال : دی خاکسار موومنٹ انڈر سرچ لائٹ اینڈ دی لائف سٹوری آف اِٹس لیڈر ، علامہ مشرقی ، لاہور ۱۹۴۳ء -

صفدر سلیمی : خاکسار تحریک کی سولہ سالہ جد و جہد ، (بار اول) ، لاہور ، ت - ن -
طفیل احمد منگلوری ، سید : مسلمانوں کا روشن مستقبل ، (بار پنجم) ، دہلی ۱۹۴۵ء -
عبدالباری ایم-اے ، سید : ہندوستان میں اقلیتوں کا مسئلہ، حیدرآباد (دکن)، ۱۹۴۶ء -
عنایت اللہ خان المشرق : اشارات ، (بار چہارم) ، لاہور ۱۹۳۱ء -
——— ، خطاب (مصر) ، (بار پنجم) ، لاہور ، ۱۹۳۲ء -
——— ، قول فیصل ، (بار اول) ، لاہور ۱۹۳۵ء-
——— ، تذکرہ ، لاہور ۱۹۱۴ء -

فارق ، محمد علی (مرتب) : انگریز ، سر سکندر اور خاکسار تحریک لاہور ، ۱۹۷۸ء
ماتھور ، وائی - بی : گروتھ آف مسلم پالیٹکس ان انڈیا ، لاہور ، ۱۹۸۰ء
مانسرگ ، نکولس (چیف ایڈیٹر) ، ٹرانسفر آف پاور ۱۹۴۲ء — ۱۹۴۷ء

جلد اول : جنوری - اپریل ۱۹۴۲ء ، لندن ، ۱۹۷۰ء-
جلد دوم : اپریل - ستمبر ۱۹۴۲ء " ۱۹۷۱ء
جلد سوم : ستمبر ۱۹۴۲ء - جون ۱۹۴۳ء " ۱۹۷۱ء
جلد چہارم : جون ۱۹۴۳ء - اگست ۱۹۴۴ء " ۱۹۷۳ء
جلد پنجم : ستمبر ۱۹۴۴ء - جولائی ۱۹۴۵ء " ۱۹۷۴ء
جلد ششم : اگست ۱۹۴۵ء - مارچ ۱۹۴۶ء " ۱۹۷۶ء
وحیدالزمان : ٹوورڈز پاکستان (پہلا ایڈیشن) ، لاہور ۱۹۶۴ء
یامین خان ، سر محمد : نامۂ اعمال ، جلد اول و دوم ، لاہور ۱۹۷۰ء

اشاریہ

شخصیات

(ب)

(ز)

(س)

(ش)

(ص)

(ق)

(ک)

مقامات

(ب)

(پ)